المحاسن

باب المفاخرت

من کتاب المحاسن و الاضداد للادیب الاریب جاحظ عثمانی

(مطبوعہ مطبع سعادت قریب دیوان محافظت۔ مصر)

دربیان مکالمت و مفاخرت و ترجیح و تفضیل بنی ہاشم علی بنی امیہ

(مترجمہ و مرتبہ)

خان بہادر سید اولاد حیدر فوق "بلگرامی"

باہتمام احقر العباد محمد جواد مالک و مہتمم مطبع

نظامی پریس وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ طبع گردید

فہرست مضامین المحاسن باب المفاخرت

اللہ اکبر

باب المفاخرت

مقدمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب المتعال والصلوٰۃ والسلام علی محمد وآلہ خیر آل

سال گذشتہ فیض آباد کی سالانہ مجالس تبلیغی کی شرکت سے شرف اندوز ہوا - قوم وملت کے مشہور و معروف علمائے دین - واعظین اور ذاکرین نزدیک و دور سے تشریف لائے تھے - قابلیت - جامعیت او علم و واقفیت کا کامل مجمع تھا مجلسین بھی کامیاب رہین اور سامعین بھی نئے معلومات اور تازہ اطلاعات کا کافی ذخیرہ ساتھ لیکر رخصت ہوئے

مین ان متبرک مجالس سے جو تبرک لیکر گھر لوٹا وہ کتاب المحاسن والاضداد کا **باب المفاخرۃ** تھا - جو مجھکو میرے عنایت فرمائے قدیم - محترمی مولانا سید شبیر حسین صاحب - مدرس اعلا ہے - وثیقہ اسکول فیض آباد نے بغرض مطالعہ عنایت کی تھی - کتاب المحاسن والاضداد عرب کے قدیم اور مشہور ادیب جاحظ عثمانی کی تصنیف ہے جو متوکل باللہ خلیفہ عباسی کے لڑکون کا معلم تھا اور مخالفت اہلبیت کی عصبیت مین چور اور ناصبیت مین خاص طور پر مشہور ہے

مصنف نے اس کتاب کی تدوین و ترتیب مین اخلاق انسانی کے دونون پہلوؤن کو دکھلایا ہے اور اوصاف انسانی جہان تک محاسن پائے جاتے ہین پہلے اونکو تفصیل سے تمثیل کے ساتھ بیان کیا ہے اسکے بعد اونکے نقائص و مذائم کو بھی بتلایا ہے

مین نے اپنے ایک ہفتہ کے قیام مین اس کتاب کو بالاستیعاب دیکھ بھی ڈالا اور پڑھ بھی ڈالا اور پھر اپنی ضرورت کے مطابق اوسکے باب المفاخرت کو نقل بھی کر ڈالا - میری کم استعدادی اور محدود عربیت نے جہان تک زبان عربی کے اعلی نمونہ ادبیت کا مطالعہ کیا اور اوسکے مختلف دلائل و مباحث کو پڑھا مجھے یہ کتاب - ادبیات و اخلاقیات کا کامل مخزن - نیکے علاوہ تاریخی نوادر کا کافی ذخیرہ ثابت ہوئی - فصاحت و بلاغت کے اعلی نمونہ ہونیکے علاوہ ہر مضمون پر اوسکی بحث و تمحیص معقولات استدلالیہ کے جوہرون سے مالامال ہین - تمثیلات بھی واقعات و مشاہدات تاریخی کے جواہر پارے ہین - قریباً دو سو صفحون کی کتاب ہے مصر بخرلی کے مطبع السعادۃ (قریب دیوان محافظت مین) چھپی ہے یو - پی - گورنمنٹ نے قدردانی کرکے اپنے عربی نصاب تعلیمی مین اسے داخل کر لیا ہے - کسی کالج کو کوئی شیعہ متعلم بی - اے کلاس - مجالس کی شرکت سے آئے تھے اور ہمارے

عنایت فرما مولانا کی خدمت مین استفادہ حاصل کرنیکی غرض خاص سے یہہ کتاب بھی ہمراہ لائے تھے - جو اونھین کی کتاب تھی جو مولانا
نے مجھے دکھلائی تھی اور مجھے بہت پسند آئی تھی - خصوصا اسکا باب المفاخرت کے مطالعہ نے تو مجھے بہت کچھ حیرت مین ڈال رکھا تھا
اور میری سمجھ مین نہ آتا تھا کہ جاحظ عثمانی نے ایسے شدید ناصبی نے اپنی کتاب مین المفاخرت کا باب کیون قائم کیا اور پھر باب
المفاخرت مین خصوصیت کیساتھ کافی تفصیلات وفضائل سے خاندان بنی ہاشم کی تفضیل اپنے ہی قبیلہ بنی امیہ پر جسمین غالبا
وہ بھی داخل تھا مشاہدات تاریخی کے اسناد صحیحہ کے مطابق کس دل کس ہاتھ اور کس قلم سے لکھ سکا - جسمین اسکا کوئی سبب
نہ سمجھ سکا تو بالآخر اسکو مین نے ان واقعات کی حقانیت کا روحانی معجزہ اور اوسکی قدرت یزدانی کا قوی مظاہرہ یقین کر لیا
جس نے جاحظ کا قلم پکڑا کر مجبوراً اس سے حقیقت کا اقرار کروایا اور مفاخرت بنی ہاشم کے حقیقی واقعات کو اوسکے ہاتھون سے
لکھوا چھوڑا اِنَّ اللّٰہَ بَالِغُ اَمْرِہٖ غَالِبٌ عَلٰی اَمْرِہٖ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

تاریخون سے ثابت ہے کہ مفاخرت نسبی کا اظہار اہل عرب کی ثبوت شرافت کا قدیم معیار ہے - کچھ شرافت نسبی پر موقوف
نہین - اہل عرب حب وطنی اور محبت قومی کے گہرے جذبات مین اتنے ڈوبے ہوے تھے کہ اپنے ملک و وطن کی تمام چیزون کو دنیا بھر
کی چیزون سے بہتر سمجھتے تھے تمام اقطاع عالم مین شرافت ونجابت ہمت شجاعت جود و سخاوت تواضع و دیانت فصاحت و بلاغت
کو عدیم المثال اور لاجواب سمجھتے تھے - یہی وجہ تھی کہ اپنے کمال ادب اور فصاحت و بلاغت کے آگے وہ دنیا کی تمام قومون کو عجم
(گونگا) کہتے تھے - عرب قدیم کی ادبیات سے قطع نظر کرکے غیر املاک و اقوام کے ادبیات بھی انکے دعوون کی صحت و واقعیت
کا اقرار کرتے ہین اور بتلاتے ہین کہ زمانہ قدیم مین - سامی - سبائی اور حمیری اقوام عرب کا تمدن - اونکی تہذیب - تمام دنیا
مین لاثانی تھی اور اپنا جواب نہین رکھتی تھی - ان ایام مین عرب ارتقاے انسانی کی انتہا تک پہونچ گئے ہوے تھے اور دنیا
کی تمام اقوام و قبائل انکی عظمت و وقار کے آگے سر تسلیم و اقرار خم کیے تھی اور یہی محامد و محاسن ادبی اونکے ملکی اقتدار
اور قومی عزت و وقار کے اصلی معیار بنکر ہمیشہ قائم رہے -

اسلام کے روشن زمانے مین بھی اونکو معیار ادبی اور کمال فصاحت و بلاغت کے اظہار برقرار رکھے گئے اور ان محامد و محاسن کو
اونکی قدیم خصوصیات مین شمار کیا گیا - اتنی ترمیم و اصلاح ضرور کردی گئی کہ ان محاسن پر مفاخرت کی افراط و تفریط - انکے بیجا
و بیجا اظہار اور انہین کذب و افترا کے اضافات کو ممنوع کر دیا گیا - مفاخرت کی انھین غیر مناسب طریقہ عمل کو اونکے معائب مناقص
اور ذمائم سے تعبیر کیا گیا ہے - اور جب کسی محامد و محاسن انسانی کی حقیقت اور اصلیت دریافت کی جائے تو معلوم ہو جاتا ہے کہ
محاسن اصلا محاسن ہی ہین اور ہمیشہ محاسن ہی ہو کر رہینگے - یہہ عقل کے خلاف ہے کہ محاسن کی ترکیب فطرت مین ابتدا ہی سے
ذمائم بھی داخل ہون - نہین ایسا نہین ہے بلکہ ترکیب فطرت کے اعتبار سے محاسن محض محاسن ہین - یہہ فقط طرز عمل کی
خرابی ہے جو محاسن مین ذمائم پیدا کر دیتی ہے اور اونکی یکطرفی و یکسوئی کو ذوجہتی اور دوسوئی کی بدنما صورت مین دکھلاتی ہے
اسی وجہ سے انسان کے ہر اخلاقی اوصاف و محاسن مین دو پہلو نظر آتے ہین - افسوس ہے کہ ادیب عرب جاحظ عثمانی نے

صرف محاسن ومعائب کی تفصیلات وتمثیلات کو بیان کیا ہے اور اسکی حقیقت ۔ اصلیت اور ماہیت پر توجہ نہین کی ۔ انسان کے جس وصف پر نگاہ ڈالی جاے ۔ صورت حال یہی معلوم ہوتی ہے ۔ "شرافت نسبی پر مفاخرت" چونکہ ہمارے قدیم ادیب عربیا کا موضوع تالیف ہو رہا ہے ہم اور محاسن ومحامد انسانی کی تفصیل و بیان سے قطع نظر کر کے صرف اسی وصف خاص کی حقیقت کا انکشاف کرتے ہین ۔

انسان کا یہ وصف ذاتی جسقدر قدیم ہے اوسی قدر اس پر اظہار مفاخرت کا طرز عمل بھی قدیم ہے ۔ اسکا آغاز اور اسکی اجراء اوسوقت سے پائی جاتی ہے جبوقت سے دنیا مین **قومیت** کی بنیاد پڑی ۔ علماے تاریخ کی تحقیق مین قومیت کی بنا **طوفان نوح** کے بعد سے شروع ہوئی جب سے انکی اولاد انتظام عالم کے مختلف مقامات مین آباد ہوئی اوسیوقت سے محاسن ومعائب کے ذاتی اور اخلاقی مظاہرے بھی شروع ہو گیے ۔ اسی شرافت نسبی کی بنا پر یون کہا جاے کہ اسی کو وسیلہ بنا کر یا اسی کا واسطہ دیکر حضرت نوح کے ایسے مقدس بزرگ اور اولی العزم پیغمبر نے اپنے گنہگار اور ناہموار فرزند کی نجات کے لئے بارگاہ الٰہی مین ان الفاظ کے ساتھ دعا فرمائی ۔

اِنَّ ابْنِي مِنْ اَهْلِي وَاِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَاَنْتَ اَحْكَمُ الْحَاكِمِيْنَ

پروردگار میرا بیٹا (بھی) میرے اہل وعیال مین داخل ہے اور تو نے جو (میرے اہل وعیال کو نجات دینے کا) وعدہ فرمایا تھا (وہ) سچا ہے ۔ اور تو سب حاکمون سے بڑا حاکم ہے ۔

اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ حضرت نوح سے بھی قبل اور انبیاے سابقین و آخرین کے ذریعہ اہل وعیال کی نجات ومغفرت کا پہلے سے وعدہ ہو چکا تھا لیکن باوجود اس وعدہ خداوندی کے جسکی صداقت واہمیت کا حضرت نوح اپنی مناجات مین حوالہ دیتے ہین تاہم وہ احکم الحاکمین اور ارحم الراحمین انکی نہین سنتا اور نہین مانتا بلکہ ہدایت وانتباہ کے لہجہ مین انکو جواب دیتا ہے

يَا نُوْحُ اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ فَلَا تَسْئَلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ اِنِّيْ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجَاهِلِيْنَ

اے نوح تمہارا بیٹا تمہارے اہل مین (اہل عیال مین داخل) نہین کیونکہ اوسکے عمل اچھے نہین جس چیز کی حقیقت حال تمکو معلوم نہین تم اوسکی درخواست نکرو ہم تمکو سمجھا دیتے ہین کہ نادانون کے ایسی باتین نکیا کرو

غور کیا جاے تو صاف طور پر یہ الفاظ ربانی بتلا رہے ہین کہ نوح کے بیٹے کی شرافت نسبی مین اوسکے طرز عمل کی برائیان داخل ہو کر اوسکے اس شرف ذاتی کو بالکل بیکار اور محض بے اثر ثابت کر چکی تھین ۔ اوسکے طرز عمل کی خرابیان کچھ ایسی ہی بڑھی ہوئی تھین کہ اونکے سامنے خدا نے انکی شرافت نسبی اور پیغمبر زادگی کا بھی کچھ لحاظ نفرمایا اور بتلا دیا کہ شریف ترین خاندانون کے نا اہل اور ناہموار نسلون کی بد کاریان خدا کی کسی رعایت وعنایت کی مستحق نہین وہ اپنی انھین بدکاریون کی وجہ سے سلسلہ نسبی کے محاسن شرافت سے بھی خارج ہو جاتے ہین جناب نوح نے صرف وعدہ الٰہی کی صداقت پر اعتبار کیا اور اوسکی اجراء و ایفا مین مستحق وغیر مستحق کا یا تو اونکو علم نہ تھا یا درد فرزندی

کے جذبات ہی یا اوس عالم اضطراب کے اثرات سی اسکا خیال نفرماسکے۔ خدائے مجید نے فوراً ٹوک کر تبلادیا کہ جس چیز کی حقیقت تمہین معلوم نہین تم اوسکی درخواست نکرو۔ ہم تمکو سمجھائے دیتے ہین کہ (دانا ہوکر نادانون کے ایسی باتین نکرو۔ " اس لئی کہ غیر مستحق کے ساتھہ رعایت خلاف عدالت ہی اور بدکارون کی نجات و مغفرت مخالف قانون فطرت۔

حضرت نوحؑ کے زمانہ مین تو تنظیم قومیت ابتدائی حالتون مین تھی۔ جناب ابراہیمؑ کے وقت مین تو قومی نظم و تمدن عروج و ارتقا کے وسط الکمال تک پہونچا ہوا تھا۔ کوشی اور قبطی قومین اپنی تہذیب و تمدن اور اقتدار و وقار کے لئی تمام عالم مین مشہور و معروف تھین حضرت ابراہیمؑ کو بھی اس زمانہ مین ایک ایسا ہی واقعہ پیش آیا۔ اونھون نے بھی اپنی تمام اولاد و اعقاب کی لیئے وقار و اعتبار دینی و دنیوی دیئے جانیکے لئی بارگاہ رب العزت مین دعا فرمائی تھی۔ قرآن مجید مین اس واقعہ کی حقیقت ان الفاظ مین بیان فرمائی گئی ہے۔

وَاِذِ ابْتَلٰۤى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ؕ قَالَ اِنِّىۡ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ؕ قَالَ وَمِنۡ ذُرِّيَّتِىۡ ؕ قَالَ لَا يَنَالُ عَهۡدِى الظّٰلِمِيۡنَ ○

جب خدا نے ابراہیم کو چند باتون مین آزمایا اور اونھون نے اونکو پورا کر دکھلایا (تو خدا نے خوش ہوکر) فرمایا کہ ہم تمکو لوگون کا پیشوا (امام) بنانے والے ہین تو ابراہیم نے کہا اور میری اولاد مین سے؟ (خدا نے) فرمایا (ہان۔ مگر) ہمارے (اس) اقرار مین (تمہاری اولاد کے) وہ (لوگ) داخل نہین جو برسر ناحق ہون گے

اس سے ثابت ہوگیا کہ ذریت ابراہیمی مین بھی وعدۂ خداوندی کی ایفا اونھین لوگون کے ساتھہ مشروط ہے جو اسکے اہل ہین اور مستحق۔ صالحین ہین۔ ظالمین نہین۔ یہان بھی دیکھا جاوے تو وہی شرط موجود ہے۔ شرافت نسبی کے ساتھہ محاسن عملی کی شرط لازمی ہے۔ اگر طرز عمل درست نہین تو ایک نہین ہزار محاسن ہون حسبی ہون یا نسبی۔ ملکی ہون یا قومی۔ علمی ہون یا ادبی سب بیکار ہین سہ بندگی باید پیمبر زادگی در کار نیست۔ ایسے ہی موقعون کے لئی کہا گیا ہے۔

امام ہشتم حضرت علی ابن موسی الرضا علیہ السلام کے ایک بھائی تھے مختلف البطن۔ اونکا نام تہا زید اور لقب تھا زید النار۔ اسلئے کہ اونھون نے رجعت پسندان کوفہ کا ساتھہ دیا اور ابو السرایا شیبانی کیطرف سے عامل حجاز ہوکر گاؤن کے گاؤن قصبے کے قصبے جلا ڈالے۔ اس بنا پر زید النار کے لقب سی مشہور ہوے۔ آخر کار یہہ گرفتار ہوکر مامون کے سامنے لائے گئی۔ چونکہ یہہ کئی بار مخالفین حکومت کی شرکت کے جرم مین سزائے قید پاچکے تھی اسلئے مامون نے ابکی بار پھر انکو قید کی سزا دینا بیکار سمجھا اور انکو امام رضا علیہ السلام کیخدمت مین اس معروضہ خاص کے ساتھہ بھیجدیا کہ مین انکی باربار کی تنبیہ و تادیب سے عاجز آگیا۔ اب انکو آپ کے پاس بھیجتا ہون۔ آپ جو مناسب سمجھین عمل مین لائین۔

خادم شاہی تو رخصت ہوگئے۔ امام نے بھائی کیطرف سے منہ پھیرلیا۔ اور بالکل سکوت اختیار کیا اسلئے کہ اونکے طرز عمل سے آپ سخت بیزار تھی۔ آخر کار زید نے آپ کو خود متوجہ کرنا چاہا اور عرض کی کہ مین ہون آپ کا بھائی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ سلسلہ اخوت وہین تک ہی جبتک خدا کی معصیت اوسمین داخل نہو۔ اے زید۔ تمکو عوام کوفہ کا یہہ کہنا کہ ذریات فاطمہؑ آتش جہنم سی

آزاد ہین۔ کہین دہوکا نہ ہے۔ ذریات سے مراد اولاد نسلی مراد ہین۔ وہ امام حسن اور امام حسین علیہما السلام ہین اور کوئی دوسرا ہین
آیندہ نسلون مین جو جیسا کرے گا ویسا پایے گا۔ کیا تمہارے نزدیک جائز ہے کہ حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام شب و روز
عبادتین کرین اور تم خدا کی معصیت و نافرمانی کیا کرو اور پھر مرنے کے بعد خدا سبحانہ تعالی دونو کو بہشت برین مین جمع کر دے اگر
ایسا ہو تو ہم کہینگے کہ تم خدا کے نزدیک اپنے اور ہمارے پدر عالی مقدار جناب امام موسی کاظم علیہ السلام سے زیادہ مکرم ٹھیرو گے تمہارا
یہ خیال خام غلط و باطل ہے۔ اے زید۔ یاد کرو قول اپنے اور ہمارے جد بزرگوار حضرت علی ابن الحسین امام زین العابدین علیہ السلام

لمحسننا کفلان من الاجر ولمسیئنا ضعفان من العذاب — ہمارے اہلبیت کے نیک لوگون کے لئے دوہرا ثواب ہے اور ہمارے گنہگارون کے لیئے اوسیطرح دونا عذاب بھی ہوگا۔

اب تو یقین ہو گیا کہ سلسلہ نبوت سے لیکر خاتواد امامت تک چونکہ ایک ہی شجرہ طیبہ کی دو شاخین ہین شرافت نسبی کے ساتھ محاسن عملی کی شرط دونوین بقدر مشترک واجب العمل ہے۔ ان پاک ہستیون نے ہدایات و ارشاد الٰہی کے موافق اعلیٰ ترین شرافت نسبی و عظمت خاندانی رکھتے ہوئے بھی اپنے اطوار و کردار اور عمل صالح کو اپنے تمام محاسن و مفاخر خاندانی پر مقدم رکھا ہے۔ اور اپنے وقار خاندانی کے ساتھ ہی ساتھ اپنے عمل صالح کا اسوہ حسنہ دنیا اور اہل دنیا کی رہنمائی اور ہدایت و سبق آموزی کے لیئے پیش کر دیا ہے۔

ہم پہلے لکھکر بتلا آئے ہین کہ شرافت نسبی پر افتخار عرب کا قومی شعار تھا۔ ایام جہالت سے لیکر عہد رسالت تک قائم رہا۔ عرب کے بڑے بڑے میلے عکاظ۔ ذوالمجاز وغیرہ مین مشہور و معروف قومی ادیب خطیب اور شعرا اپنے کمال فصاحت و بلاغت کے مظاہرون مین جو خطبے پڑھتے تھے تقریرین کرتے تھے وہ علے الاکثر اونکی شرافت حسبی و نسبی اور شجاعت و دلیری کے تفصیلی فخر ہوا کرتے تھے۔ مفاخرت نسبی کے یہ جلسے موسم (ایام حج) یا غیر موسم۔ غرض ہر ایام مین ہوتے تھے۔ انکے لئے خاص اہتمام کیئے جاتے تھے۔ طرفین مقابل کے علاوہ ملک و قوم کے اکابر و عمایدا ایک جگہہ جمع ہوتے تھے۔ اتفاق رائے سے ایک شخص حکم قرار پاتا تھا جلسہ مین طرفین اپنی اپنی شرافت نسبی اور نیک عملی کے واقعات بیان کرتے تھے۔ سارے جلسے کے لوگ جانبین کی تقریر اور اونکی استدلال کی تفصیل کو پوری توجہ اور دلچسپی سے سنتے تھے اور طرفین کے بیانات ختم ہونے پر۔ واقعات کی صداقت و صحت کے اعتبار سے جلسہ کا حکم ایک فریق کو دوسرے پر فضیلت و ترجیح دینے کا حکم سنا دیتا تھا اور اوسکا حکم ناطق سمجھا جاتا تھا۔ ان جلسون کو وہ اپنی اصطلاح مین **محاورہ یا مفاخرہ** کہتے تھے

اسلام نے کل مومنون اخوۃ (سب مومن بھائی ہین) کا پیغام عام دیکر امت اسلام کے تمام طبقات مین مساوات اور یکجہتی قائم کر دی اور محاورات کے ان روزانہ دنگلون کی کثرت اور گرم بازاری کو روک دیا لیکن باہم ایک معتدل اور مناسب طریقہ

سے اسکا دستور باقی رکھا گیا۔ بڑے بڑے دنگل لمبی لمبی تقریرین نوجاتی رہین۔ ہان اظہار حق اور اہل ہدایت وتعلیم کی غرض خاص سے گاہ بگاہ ضرورت کیوقت خوشگوار دائرہ سے اسکے مظاہرے اور مذاکرے ہوجایا کرتے تھے۔

زمانہ رسالت کی ابتدائی ایام ہن قریش اپنی قدیم عادت جہالت کے موافق آنحضرت صلعم کی توہین سے اسلام کی اہانت اور مسلمانون کی ہجوین کہا کرتے تھے۔ لمبی چوڑی نظمین لکہا کرتے تہے۔ اونکے یہہ اشعار جب آنحضرت صلعم تک پہونچتے تھے تو حسان ابن ثابت عثمان ابن مظعون عبد اللہ ابن رواحہ اور ابی بن کعب وغیرہ انصار و اصحاب رسول صلعم اونکی تردید مین ویسی ہی نظمین مرتب فرماتے تھے۔ دربار رسالت مین جب تمام عمایدو اکابر جمع ہوجاتے تہے تو طرفین سے نظمین پڑھی جاتی تہین کبھی آنحضرت بالنفس النفیس خود محاکمہ فرماتے تھے اور کبھی ممتاز صحابہ مین سے کوئی بزرگ محاکمت کے لئے نامزد کئے جاتے تھے۔ حسان ابن ثابت کی نظمین سب سے بڑھی چڑھی رہتی تھین۔ انکی نظمون مین سے اکثر کا محاکمہ خود زبان رسالت سے کیا گیا ہے اور حسان کو کلمات خیر سے یاد فرمایا گیا ہے۔

اسلام کے تسلط واطمینان کے زمانے مین عرب کا ایک قبیلہ اپنے رئیسون کی وفد کے ساتھ اسلام لانیکی غرض سے مدینہ مین آیا۔ لیکن دربار رسالت مین عرض حقیقت سے پہلے ان لوگون نے مجلس محاورت جما دی اپنے ہمراہی خطیب کو حکم دیا اوسنے پہلے نثر مین انکے قبیلہ کی خاندانی مدح خوانی شروع کردی جب یہہ چپ ہوئے تو اونکے شاعر نے ایک طولانی نظم انکی شرافت نسبی وحسن عملی کے اظہار مین پڑھ ڈالی۔ جب انکے مظاہرے تمام ہوچکے تو سرور عالم صلعم کے اشارے سے حسان ابن ثابت نے فی البدیہہ خانوادہ رسالت کی مدح وثنا فرمائی اور اپنی نظم مین تمام اقوام وقبائل عرب پر بنی ہاشم وبنی عبد المطلب کی ترجیح وفضیلت ثابت کردی اور اس خوبی وخوش اسلوبی کے ساتھ کہ سارے قبائل نے خاندان رسالت کی ترجیح وفضیلت کی اعتراف کے ساتھ یہہ بھی اقرار کردیا کہ آپ کا خطیب میرے خطیب سے اور آپکا شاعر میرے شاعر سے بہتر ہے اسوۃ الرسول جلد چہارم بحوالہ سیرۃ النبی جلد دوم

ادیب عرب جاحظ عثمانی نے باب المفاخرت مین بنی ہاشم وبنی امیہ کی مفاخرت نسبی کی ترجیح وتفضیل کی تفصیل مین باہمی مکالمات ومقابلات دکھلاکر اپنی حقیقت شناسی سلیقت دانی اور اپنی انتخاب کے جواب ہونیکا پورا ثبوت دیدیا ہے اوسکا مدعا بیان یہہ ہے جیساکہ اصولاً ہم اوپر بتلا آئے ہین کہ نسبی شرافت پر مفاخرت کرنا اونھین بزرگوارون کے شایان شان ہوتا ہے جو شرافت نسبی کے زیورون کے ساتھ محاسن عملی کے جوہرون سے بھی آراستہ وپیراستہ ہوتے ہین۔ یھین مایہ افتخار او فخر کا بزرگوارون کے اظہار مفاخر عام اجابت ومقبولیت کا اعزاز حاصل کرتے ہین۔ اونکے ان مظاہرات کو نہ کوئی تعلی کہتا ہے اور نہ تانی انانیت سے تعبیر کرتا ہے نہ ان پر خود نمائیون کا شبہہ ہوسکتا ہے اور نہ خودستائیون کا گمان۔ بلکہ یہہ محض اظہار حق ہوتا ہے جو اوسکے مستحق کیطرف اہل دنیا کی سبق آموزی اور ہدایت اندوزی کے لئے پیش کیا جاتا ہے۔ انکے برعکس وہ لوگ جو شرافت نسبی پر اگرچہ کم وبیش فائز بھی ہوتے مگر محاسن عملی سے بالکل محروم ہوتے ہین اور محامد ومکارم کی جگہ اونکی طبیعت اونکی عادت اور اونکے اطوار ذمائم عملی اور معائب اخلاقی سے مملو ہوتے ہین۔ اسلیے اونکی مفاخرت نسبی بالکل بیجا مفاخرت ہوتی ہے۔ نہ اوسکو کوئی سنتا ہے اور نہ کوئی مانتا ہے بلکہ اوسکو خودنما خودستا مغرور اور تعلی پسند کہتا ہے

جاحظ عثمانی نے باب المفاخرت میں اسی حقیقت کا اظہار کیا ہے اور مشاہدہ کرایا ہے کہ دنیا کی سیاست بنی امیہ کی طرفدار اور ہوتیہ
کے زیر اختیار ہو چکی تھی۔ ملک و قوم کے ذی اقتدار اور باختیار طبقات اونکی قدر ربائی جاشہ برداری اور نمک خواری کا دم بھرتے
تھے۔ بنی ہاشم کا امتیاز قبیلہ انحطاط پذیر ہو چکا تھا اور انقلابات نیرنگیوں کی دستبرد سکون سے بیکار رہا۔ لیکن قدیم دستور جہالت کے
موافق جب بنی امیہ کے امام الرئیس معویہ نے اپنی ثروت و تمکنت کی قوت پر مفاخرت نسبی کی ٹھان لی اور اونکے حواشی
اور وظیفہ خوار اونکی پیٹھ ٹھوکنے لگے اور ہاں میں ہاں ملانے لگے تو معویہ نے اپنی غرور و نخوت کی دھن میں بنی ہاشم کے مایہ
افتخار سبط رسول حضرت امام حسن مجتبی علیہ التحیۃ والثنا کو ایکبار نہیں کئی بار شرافت و نجابت کے مفاخرے اور مظاہرے
کیلیے بلایا۔ عرب کے دستور قدیم کے مطابق جانبین سے شرافت و نجابت کی دعوے پیش ہوئے اور ان پر استدلال قائم کیے گئے
جو پوری تفصیل سے اصل کتاب کی عبارت میں مندرج ہیں۔ مگر نتیجہ کیا ہوا؟ ہر بار اور ہر مرتبہ معویہ کی شکست اور اسکی ذلت و
رسوائی اور تمام بنی امیہ کی بدکاریوں کی جلوہ نمائی ہو گئی۔ کس لیے؟ اسلیے کہ بنی ہاشم کے بر عکس بنی امیہ میں نہ شرافت نسبی باقی
رہی تھی اور نہ محاسن عملی۔ اس بنا پر بنی ہاشم کے استحقاق شرافت اور محاسن عملی کے مقابلے میں معویہ اور انکے طرفداروں کی فضول
یاوہ گوئیوں کو نہ کسی نے مانا اور نہ کسی نے سنا۔

معویہ ایسے نہیں تھے کہ خود چوٹ کھا جاتے اور دوسروں تک اسکے اثر نہ پہونچاتے یا آپ تنہا [illegible] رسوائی اوٹھاتے اور دوسروں
کو اپنا شریک حال نہ بناتے۔ دوسروں کو ابھارنے اور لڑوانے میں بڑے مشاق تھے۔ امام حسن علیہ السلام سے مکالمات میں
پوری ہار کھا کر انھوں نے پہلے مروان پھر عبداللہ ابن زبیر کو ابھارا اور میدان مقابلہ میں لا کھڑا کیا۔ ان لوگوں نے بھی اوسیطرح منہ
کی کھائی اور معرکہ میں پیٹھ دکھلائی۔ مروان کی یہ جرأت بنی امیہ ہونیکی خصوصیت پر اسقدر تھی۔ لیکن یہ تعجب عبداللہ ابن زبیر
کی بے تامل حرکت تعجب خیز تھی کیونکہ باوجود قرابت بنی ہاشم ہونیکے بھی وہ اپنی ترجیح [illegible] بنی ہاشم پر ثابت کرنے کیلیے
کیسے تیار ہو سکے۔ اسکی وجہ بالکل صاف ہے کہ عبداللہ آغاز ہی سے زبیر ابن العوام کی [illegible] اور حضرت عائشہ کی تبنیت
کی مفاخرت انسانی پر اتنا پھولے ہوئے تھے کہ اپنی اساس و مقدار حقیقت کو بھی بھول گئے تھے۔ مخالفت بنی ہاشم میں انکی گرمجوشی بنی امیہ
کے جذبات عداوت سے کم نہیں تھی بلکہ زیادہ۔ اسلئے کہ جنگ جمل کے باعث یہی تھے اور جنگ جمل جنگ صفین سے یقیناً پہلے واقع ہوئی
تھی سو ہمیں انصاف سے کہدو انکا الکس نے ترسیلیے۔

شرافت نسبی پر بنی ہاشم کی مفاخرت جبلاتی اور عملی دونوں طریقہ سے تمام عرب کا متفقہ مسئلہ تھا۔ محاسن عمل کے اعتبار سے
انکے مقابلہ میں کوئی قبیلہ انکا ہمسر نہیں تھا۔ بنی امیہ کے قبیلہ میں سوائے کثرت مال و دولت کے اور کوئی اخلاقی یا عملی خصوصیت پائی نہیں
جاتی تھی اور نہ اون میں رذالت کے سوا شرافت کی بو باقی رہی تھی۔ وہ تنہا اپنی حکومت و دولت کی قوت پر بنی ہاشم سے اظہار مفاخرت

کرتے تھی - حالانکہ یہ تدبیر سراپا جہل تھی اسلئے کہ یہ مسلّم ہے کہ دولت کی افزائش - حکومت کی زیب و زیبائش یا جابرانہ تنبیہ و فہمائش
نہ مجہول النسبی کے دھبوں کو چھڑا سکتی ہے اور نہ اخلاقی کمزوریوں اور نہ دون طبعی کی عیبوں کو مٹا سکتی ہے - غانمہ بنت غانم قرشیہ
کی آتش تقریر اسکی شاہد کامل ہے - باوجودیکہ معاویہ کا تمام ملک و قوم پر پورے طور سے تسلّط ہو چکا تھا اور شام سے لیکر حجاز و یمن تک کیا مصر و
ایران تک تمام بلاد اسلام پر انکے اقتدار و اختیار کا سکہ بیٹھ چکا تھا لیکن عالی نسبی حسن اخلاق نیکوکاری اور علم رواداری کے موقع
اظہار پر بلا استثنا کسی طبقہ و فرقہ کے تمام عرب کی قوم و قبائل ان محاسن میں برابر بنی ہاشم کو بنی امیہ پر بالاعلان ترجیح دیتے تھے جیسا
کہ غانمہ کی تقریر اور اوسکے واقعہ سے بالتفصیل ثابت ہے

معویہ نے اگرچہ اس عالمگیر خیال کو مٹانے کی بڑی بڑی کوششیں کی غانمہ کو تنبیہ و فہمائش کی غرض سے اپنے پاس بلا بھیجا
اپنے ولیعہد یزید علیہ ما علیہ کو اوسکے رسم استقبال کے لئے بھیجا اور مہمانخانہ شاہی کو اوسکے لئے آراستہ کرایا لیکن وہ آزاد خیال اونچی سید
عورت انکی دلجوئی اور چاپلوسی کے فقروں میں نہیں آئی اپنے بھائی عمر ابن غانم کے گھر اوتر پڑی مجبور ہو کر معویہ اپنے خدم و حشم کے ساتھ خود
انسے ملنے گئے وہ انکی سطوت شاہی سے رتی بھر بھی مرعوب نہوئی بلکہ بڑی دلیری سے بنی ہاشم کے فضائل و محامد اور بنی امیہ کے رذائل و
معائب بیان کرتی رہی اور معویہ اور اونکے وزیر باتدبیر عمرو عاص سے سوائے سر تسلیم خم کرنے اور چپ رہنے کے کچھ نہ بن آئی جیسا کہ غانمہ قرشیہ
کے واقعات بتلا رہے ہیں

مندرجہ بالا تفصیلات و تمثیلات سے بالمقابلہ و المشاہدہ ثابت ہو گیا کہ بنی امیہ پر بنی ہاشم کی ترجیح و فضیلت ہمیشہ عرب کا مسلّمہ متفقہ بھی
رہی اور کسی وقت و حالت میں کسیکو بھی اس سے انکار کی جرات نہیں ہوئی اقبال و اقتدار کے زمانہ میں بھی بنی امیہ کی متواتر ناکامیاب
کوششوں اور انکی بار بار شکستوں نے بتلا دیا اور دکھلا دیا کہ دولت و ثروت امارت و حکومت و شرافت نسبی و محاسن عالی نہیں پیدا کر سکتی نہ جبر و تشدد شاہی سے
ملک و قوم کی رائے اور خیال عام میں ذرہ بھر بھی تغیر ہو سکتا ہے ان تصریحات سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ شرافت نسبی پر مفاخرت دنیا کا بہت قدیم دستور قومی ہے جیسا اوپر لکھ کر بتلا دیا گیا ہے لیکن
اوسکو صرف جذبہ تخیلات بنا کر نابد ہے تا اسکے تصورات ماضی و حال کے ماحول میں الجھکر رہجانا اور اسپر عمل پیرا نہونا اسکی حقیقت
اور اپنی حقیقت دونوں کو فنا کر دینا ہے اسکو آئیڈیل (خیالی) سمجھکر بیٹھ رہنا پاپ ہے بلکہ اسے پریکٹیکل (عملی) نہیں کرکے اسکے بہترین
نمونے دنیا کو پیش کرنا چاہئے - خیال تک محدود رکھنا چاہئے بلکہ مثال بنا کر دکھلانا چاہئے کسی وصف ذاتی یا اضافی پر ناز مفاخرت ہو سب
کیساتھ حسن عمل ضروری اور لازمی ہے - ورنہ زبانی دعوے اور خالی لفاظی سمجھی جاوے گی

مفاخرت میں پوزیشن کا خیال بھی ٹھیک نہیں - جزو لاینفک ہی یہ تقسیم کے قابل نہیں اچھوں کے برے اور بروں کے اچھے
برابر دیکھنے میں آتے ہیں - مداومت کا گمان بھی درست نہیں اسلئے کہ نفس انسانی کبھی قابل اعتبار نہیں - آج ایک آدمی برا کیوں کا
پایا جاتا ہے تھوڑے دنوں میں وہی شخص نہایت بدکار دیکھا جاتا ہے - ان وجوہ سے مفاخرت کی کوئی قسم ہو یا صورت - تمام قسموں اور صورتوں میں
آدمی کا طرز عمل ستر کا جزو اعظم ہے - اگر اوصاف ذاتی کے ساتھ اعمال حسنہ بھی شامل ہیں تو تمام دنیا اوسکے دعوے مفاخرت کو تسلیم کر لیگی
ورنہ خالی لفاظی سمجھکر ٹھکرا دیگی - قرآن مجید کی مفصلہ ذیل آیت بھی اسکی طرف اشارہ کن ہے

ان

إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ — آدمیون مین سب سے زیادہ ڈرنیوالا شخص خدا کے آگے مکرم ہے

اور یہ ظاہر ہے کہ خدا سے وہی شخص زیادہ ڈریگا جو اوسکے بتلائے ہوئے طریقے پر عمل کریگا اور چلیگا۔ پھر خدائے پاک نے صاف صاف لفظون مین اسی فرمان کا یون تاکید نہ یہ کی ہو اعلان فرمایا ہے۔

لَيْسَ بِأَمَانِيِّكُمْ وَلَا أَمَانِيِّ أَهْلِ الْكِتَابِ مَنْ يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزَ بِهِ وَلَا يَجِدْ لَهُ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا (سورہ نساء) — (اے مسلمانو) نجات نہ تمہارے لیئے اور نہ اہل کتاب (اہل سابقہ) کے لیئے (یقینی) ہے (تم سب) مین سے جو شخص بُرے کام کریگا وہ ضرور اوسکی سزا پائیگا - اور پھر اوسکے لئے سوائے خدا کے کوئی حامی و مددگار نہین ہے۔

اس کتاب کو پڑھکر لوگ کہین گے کہ اصل کتاب سے اسکی شرح بڑھ گئی ہے - یہ بالکل صحیح ہے - لیکن کچھ اسی کتاب پر منحصر نہین جتنی شرحین دیکھی جائینگی سب اپنے اصل سے طولانی پائی جائینگی - اسلئے کہ اصل کے ہر اجمال کی تفصیل کرنی ہوتی ہے اور تفصیل موجب تطویل مسلمہ مشہور ہے، اس کتاب مین بھی وہی ضرورتین طوالت کی باعث ہوئین - اگر اس کتاب مین اجمال کی تفصیل نہ کیجاتی تو جانبین کے دعوون مین سے کسی جانب کے دعوون کی عملی تمثیلات کا انکشاف نہوتا - اور فریقین کے دعوے محض بیان کی صفائی اور خوش بیانی ہوکر رہجاتے اسلئے بنی امیہ و بنی ہاشم دونو فریق کے دعوہائے ترجیح و فضیلت لکھکر - جانبین کے طرز عمل اور اونکی تمثیلات تاریخ و سیر کے واقعات و شاہدات سے قلمبند کردی گئی ہین معویہ اور انکی جانبدارون نے اپنی مختلف تقریرون مین جن اوصاف کی بناپر بنی ہاشم پر ترجیح و فوقیت ثابت کرنی چاہی تھی وہی اوصاف بلکہ انسے بدرجہا بہتر تمثیلین بنی ہاشم کے طرز عمل سے ثابت کردی گئی ہین اور وہ تمثیلین تاریخ و سیر کے زندہ واقعات ہین - حالانکہ جانبداران معویہ اور مددگاران بنی اُمیہ نے اپنی تقریرون مین سوائے زبانی دعوون کے کبھی اپنی کسی عملی تمثیل کا ذکر نہین کیا - اور نہ تاریخ و سیر مین انکے محاسن اعمال اور مکارم اخلاق خصوصیت کے ساتھہ نقل کیئے گئے ہین - اسلئے ہم کو بنی ہاشم کے عملی اور اخلاقی تفصیل و تمثیل کی چندان ضرورت نہین تھی مگر تمثیل کی تفصیل نکیجاتی تو پھر بنی ہاشم کے دعوائے مفاخرت بھی بنی امیہ کے دعوائے مفاخرت کیطرح زبانی جمع خرچ بنکر رہجاتے -

قوم بنی امیہ پر بنی ہاشم کی ترجیح کا مسئلہ زمانہ اسلام ہی سے نہین شروع ہوتا ہے بلکہ ہاشم و امیہ کے قدیم زمانہ سے اپنے معاصر بنی ہاشم کو اپنے معاصر بنی اُمیہ سے مرجح اور افضل ثابت کیا گیا ہے اس ترتیب و سلسلہ کے موافق آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور ابو سفیان کے تمام و کمال واقعات قلمبند کیئے گئے ہین جن سے رسول اللہ صلعم کے محاسن اخلاق اور ابو سفیان کے بغض و نفاق پر کافی روشنی پڑتی ہے - یہ سلسلہ تفصیل تمثیل حضرت امام حسن علیہ التحیۃ والثنا کی ایام امامت تک پہونچا کر ختم کردیا گیا ہے - اسلیئے کہ اصل کتاب مین بھی اسی زمانہ تک کے حالات قلمبند ہین معویہ کی پوری سوانح عمری روز پیدائش سے لیکر اونکی موت کے دن تک کامل شرح و بسط سے لکھدی گئی ہے اسلئے کہ انکے لمبے چوڑے دعوون کی تکذیب و تردید مین انکے طرز عمل سے بحث و تنقیح کی سخت ضرورت تھی -

خاندان بنی امیہ کے حالات بھی بنی امیہ کے وقت سے لیکر معویہ کے زمانہ تک بالتفصیل لکھکر ہم نے معویہ کے اون جانبدارون اور مددگارون کے حالات اور اونکے طرز عمل کی تمثیلات بھی کافی تفصیل سے لکھدی ہین - جو ان محاورت کے دنگلون مین اونکی طرف سے تقریر کرنے والے

اور اوسکی ہان مین ہان ملانیوالے تھے - انکے حالات کو پڑھکر بآسانی سمجھ لیا جائیگا کہ ہو نہ ہو بمصداق الجنس یمیل الی الجنس اپنے گرد و پیش
کالے بھورے چیکبرے سنگریزے جمع کر کے یہ دربار شاہی کی کیسی اچھی نورتن بنا کر رکھی تھی -

یہہ کہا جا سکتا ہے کہ اس کتاب مین کوئی نوعیت نہین ہے - وہی بنی امیہ و بنی ہاشم کے پرانے دہرانے سنے سنائے قصے دہرا دیے ہین - جو
تیرہ سو برس سے تمام اسلامی تاریخ و سیر کی کتابون مین برابر نقل ہوتے چلے آتے ہین - اس بنا پر اونکا بار بار نقل در نقل کرنا اور تمام لکھی ہوئی باتونکو
لکھنا بیکار کی خود زحمت قلمی اوٹھانا اور ناظرین کو بھی خواہمخواہ مطالعہ کتاب کی تکلیف دلانا ہے -

بظاہر خیال تو درست معلوم ہوتا ہے مگر گذارش یہہ ہے کہ اس کتاب پر منحصر نہین سیرۃ و تاریخ کے موضوع پر زمانہ حاضرہ مین جتنی بھی کتابین
لکھی جاتی ہین یا آیندہ لکھی جاینگی وہ سب پرانی لکیر ہی کا پیٹنا کہلا مینگی (اور ان ہذا الا اساطیر الاولین (یہہ تو وہی پرانے ڈھکوسلے ہین) سمجھے جاینگے
اور اگر اسی تفہیم پر اعتبار کر لیا جائے تو میرے قیاس مین تمام دنیا مین تاریخ و سیر کے موضوع پر تصنیف و تالیف کا یکقلم کام ہی موقوف ہو جائے اسلیے خیالیہ
سیرت و تاریخ کے واقعات قدیم معلومات جدید کے مخازن عظیم ہین جنکے مطالعہ سے ہزارون مفید باتون کی ناظرین کو سبق آموزی
اور عبرت افروزی حاصل ہوتی ہے - اس کتاب کی بھی یہی صورت اور ضرورت ہے - یہہ تو ظاہر ہے کہ واقعات مین وہی بنی ہاشم و بنی امیہ کے
اور بحث بھی وہی باہمی ترجیح و فضیلت کی جو سیکڑون برس کی لکھی لکھائی اور سنی سنائی ہین مگر اس سے جو معلومات حاصل ہوتے ہین اور انکشافات
ظاہر ہوتے ہین وہی دیکھنے پڑھنے اور سمجھنے کی باتین ہین اور ناظرین سے مستفید و مستفیض ہونیکی امید کامل ہے الا ما شاء اللہ وما توفیقی الا باللہ

ہم ان باتون کو اصل کتاب مین تفصیل سے دکھا چکے ہین اور مقدمہ کتاب مین بھی اوپر لکھ چکے ہین - بار بار کی تکرار فضول ہے خلاصہ یہہ ہے
کہ طرفین مقابل مین بنی امیہ کے دعوے زبانی تفصیل کے حدود سے آگے نہین بڑہے - اونکی عملی تمثیلات سیر و تاریخ کے شہادات سے ثابت نہین ہوئے ہین
انکے برعکس حضرات بنی ہاشم کے دعوے تفصیل و تمثیل دونون طریقون سے تمام سیر و تاریخ کی کتابون مین محفوظ ہین - انکے تمام محاسن حسن تقریر
اور حسن تحریر دونو قسم کے عملی مظاہرات سے ثابت ہین اور یہی اس کتاب کے اصل موضوع کا مقصود ہے -

کوٹھ - ضلع آرہ
شریف العمارت
جمعہ ربیع الثانی ۵۳ھ

المؤلف
(خان بہادر) سید اولاد حیدر فوق بلگرامی
عفاہ اللہ السامی

باب المفاخرت

من کتاب المحاسن والاضداد للجاحظ عثمانی مطبوعه مطبع السعادت مصر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم انا سيد البشر ولا فخر

جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مین تمام آدمیون کا سردار ہون اور سب سے زیادہ قابل افتخار (فخر کیے جانے قابل)

سمع رسول الله صلعم رجلا ينشد بيتا من شعر

جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص (مسلم) کو بطلمہ اور اشعار کے یہہ بیت پڑہتے ہوے سنا

انى امرؤ حميري حين تنسبني
لا من ربيعه اباىٔ و مضر

مین حکم کنندہ (لوگون کا حاکم) ہون - اسلئے کہ مین
حمیری[1] (ملوک حمیر کے شاہی نسب خاندان) سے ہون ربیعہ[2] میرے اباو اجداد
مین ہین نہ مضر[3]

فقال له ذلك الام لك وابعد عن الله ورسوله وقال بعضهم

تو اوس سے ارشاد ہوا کہ یہہ تیری اصلیت سے قریب ہے مگر خدا اور رسول کی
(پسندیدگی سے بہت دور ہے بعض شعرا نے (جواباً) کہا

اذا مضر الحمراء كانت ارومتي
وقام بنصري حازم ابن حازم
عطست بانف شامخ وتناولت
يداي الثريا قاعدا غير قائمه

مضر حمرا سے میری بنیاد (اصلیت) ہوتی ہے
(تو پہر اگر میری نصرت (امداد) کے لیے حازم ابن حازم
بھی طیار ہو تو مین (اوسکو) اپنی بینی بلند سے چھینک کر
(اپ بینی کیطرح) اپنے دونو ہاتھون سے زمین پر کھڑے ہوکر
بھی ہین بیٹھے بیٹھے (ہی) پھینک دون

---

[1] حمیر - عبدالشمس ملقب بسبایے اکبر - بانی سلطنت سبا - ملقب بہ سبایے اکبر شہر سبا اور مارب کا بیٹا تھا مورخ ابوالفدا لکھتے ہین - وخلف سبا المذکور عدة اولاد منهم حمير وعمرو وكهلان واشعر وغيرهم ولما مات سبا ملك اليمن بعده ابنه حمير ابن سبا - سبا مذکور کی کئی اولادین تھین - اون مین حمیر - عمرو کہلان اور اشعر وغیرہ ہین - جب سبا مر گیا تو حمیر ابن سبا اوسکا بیٹا بادشاہ ہوا - ابوزید نا پسر صاحب حمیر کا زمانہ ۲۲۰۰ ق م قرار دیتے ہین - سلسلہ ملوک حمیری عرب کا بہت قدیم اور مشہور شاہی خاندان شمار کیا جاتا ہے - علامہ ثعلبی اپنی تاریخ ایران مین جس کا نام غرر تاریخ الفرس ہے اور اب یورپ مین چھپ گئی ہے لکھا ہے کہ ایرانی مورخین نے جس بادشاہ کا نام ہاماوران لکھا ہے وہ سلسلہ حمیری کا بادشاہ تھا - اور ہاماوران لفظ عربی حمیر کی تصحیف ہے - علامہ موصوف یہہ بھی لکھتے ہین کہ سودابہ جو کیکاوس کی زوجہ تھی اور فردوسی کے بیان کے مطابق سیاوش پر عاشق تھی اوسکا اصلی نام سعدیٰ تھا - ایرانیون نے اپنے تلفظ مین اوسکو سودابہ کر لیا ہے

[2] ربیعہ نزار کے بیٹے تھے اور مضر کے بھائی - ربیعہ شجرہ رسالت مین داخل نہین ہین

[3] مضر من نزار وانما قيل مضر الحمراء ولاخيه ربيعة الفرس لانه اعطى في الميراث الذهب واخوه الفرس (صراح جوہری) مضر نزار کے بیٹے ہین وہ مضر الحمرا کے لقب سے مشہور تھے اور ان کے بھائی ربیعہ الفرس کے خطاب یاد کیے جاتے تھے

قال لا فقال اما واللہ لو شئت لاخبرتک انک لست من اشراف قریش فاجتذب ابوبکر زمام ناقتہ کھیئۃ المغضب فقال الاعرابی ؎ صادف درء السیل درء یدفعہ یھضبہ حینا وحینا یصدعہ - فتبسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال علی کرم اللہ وجہہ فقلت یا ابابکر لقد وقعت من الاعرابی علی باقعۃ قال اجل یا ابا الحسن ما من طامۃ الا وفوقہا من طامۃ وان البلاء موکل بالمنطق

عرب - نہیں -

ابوبکر - آپ ہی لوگون مین مزدلف نامی عمامہ والا مشہور تہا

اعراب - نہین -

ابوبکر - آپ ہی لوگ سلاطین کندہ کے (قرابتین) مامون ہوتے ہین

اعراب - نہین

ابوبکر - آپ ہی لوگ سلاطین لخم کے (قرابت مین) داماد ہوتے ہین

اعراب - نہین

ابوبکر - تب آپ لوگ (ربیعہ کی شاخ) ذہل اکبر سے نہین - بلکہ ذہل اصغر سے ہین

یہہ مکالمات سنکر جماعت عرب مین سے ایک جوان سبزہ آغاز حضرت ابوبکر کے مقابل اپنی ناقہ کی مہار تہامکر کہڑا ہوگیا جناب رسولخدا صلعم بہی اپنے ناقہ پر سوار اس مخاطبہ کو سن رہے تہے - اوس جوان سبزہ آغاز نے اپنی مکالمت سے پہلے یہہ شعر پڑہا ؎ تمہاری طرف سے ہمارے سائل پر فرض ہوا کہ جب ہم سوال کرین تو جو عیب اوسمین ہو اوسکا بار اوتار دیے (جواب شافی دیدے) یا ہم پر بار کردیے - یعنی جو ہمارے عیب ہون وہ کہولدیے) - یہہ شعر پڑہکر وہ حضرت ابوبکر کو ان الفاظ مین مخاطب کرکے کہنے لگا - اے شخص (بزرگ) حاضر - آپنے تو جتنا آپ کا جی چاہا ہم سے پوچھ لیا اور ہم نے کچھ نچھپایا - سب آپ کو بتلادیا - اب آپ بتلائین

جوان - آپ کس قوم سے ہین -

ابوبکر - قوم قریش سے

جوان - آپ کو مبارک ہو - مبارک کہ آپ صاحبان شرافت وحکومت سے ہین (اچھا یہہ تو بتلا دیجئے) قریش کی کس شاخ سے ہے ؟

ابوبکر - تیم ابن مرہ کی شاخ سے

جوان - آپ ہی لوگون مین قصی بن کلاب تہے جنہون نے تمام قبائل بنی فہر کی تنظیم کی اور اسوجہ سے اونکا لقب مجمع (جمع کنندہ) مشہور تھا

ابوبکر - نہین -

جوان - کیا آپ ہی حضرات مین ہاشم تہے - جنکی تعریف مین شاعر نے کہا ہے ؎ عمرو (ہاشم کا نام تہا) عالی مرتبہ نے اپنی قوم کو ثرید (شوربہ مین بہیگی ہوئی روٹیون کے ٹکڑے) کہلایا اور (اس ترکیب سے) مکہ کے لاغر لوگون کو موٹا کردیا

ابوبکر - نہین -

جوان - آپ اون لوگون مین سے ہین جنمین شیبۃ الحمد تہے - جنکا چہرہ (روشن) شب تاریک مین چمکتا تہا اور جنکا لقب مطعم الطیر (پرندون کے کہلانیوالے) مشہور تھا

ابوبکر - نہین

جوان - کیا آپ انہی لوگون مین سے ہین جنکو مفیضین؎ (فیض پہونچانیوالے) کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے

؎ مفیضین بتولیان خانہ کعبہ کو کہتے ہین اور وہ حضرات بنی ہاشم او بنی عبد المطلب ہین - مولف عفی عنہ

ابوبکر - نہین

جوان - کیا آپ صاحبان رفادہ سے ہین - (رفادہ - حاجیون کو روٹی کھلانیکا منصب - یہ منصب بنی ہاشم کے لئے مخصوص تھا)

ابوبکر - نہین

جوان - کیا آپ صاحبان سقایہ سے ہین - (سقایہ - حاجیون کو پانی (زمزم) پلانے کا عہدہ - یہ منصب بنی عباس سے متعلق تہا)

ابوبکر - نہین

جوان - کیا آپ صاحبان حجابہ - ہین - (حجابہ - خانہ کعبہ کو پوشش پہنانا اور کلید برداری کرنا - یہ منصب ہاشم کے بڑے لڑکے عبدالدار کی اولاد مین محفوظ تہا)

ابوبکر - نہین

جوان - خدا کی قسم - میری نیت آپ کے ملول کرنیکی نہین ہے (لیکن صورت حال مجھ کو مجبور کرتی ہی کہ) آپ اشراف قریش سے نہین ہین

یہ سنکر حضرت ابوبکر نے غضبناک ہوکر اپنے ناقہ کی مہار کہینچی اور (وہان سے) ہولئے - انکی یہ حالت دیکہکر اوس (عربی جوان) نے یہ شعر پڑہا سیل (بیان) کی روانی نے سوتی کو کچہہ ایسے عالم شکستگی (واضطراب) مین ڈالدیا کہ ادہر اتہ توڑا گیا - بیٹھا تو توڑا گیا

یہ سنکر جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بھی مسکرا دیے - حضرت علیؑ نے حضرت ابوبکر سے کہا کہ اس جوان عربی کی وجہہ سے تمکو تو سخت مشکل پیش آئی - حضرت ابوبکر نے جوابدیا بلکہ سخت ترین - اے ابوالحسن - یہ تو مصیبت بالاے مصیبت تہی اور تمام مصیبتین (اکثر) زبان ہی کی وجہہ سے پیش آیا کرتی ہین

(مفاخرت بین الحسنؑ و المعاویہ)

(حضرت امام حسنؑ اور معویہ کے درمیان مفاخرت)

قال واتی الحسن ابن علی معویة بن ابی سفیان وسبقته ابن عباس رحمة الله علیه قام معویة بانزاله فبینا معویة مع عمر ابن العاص ومروان بن الحکم وزیاد المدعی الی ابی سفیان یتجاورون فی قدیمهم وحدیثهم اذ قال معویة قد اکثرتم الفخر لو حضرکم الحسن ابن علی وعبد الله بن عباس لقصروا من اعنتکم فقال زیاد وکیف ذالك یا امیر المومنین وما یقومان لمروان بن الحکم فی غرب منطقه ولا لنا فی بواذخنا فابعث الیهما حتی نسمع کلامهما فقال معویة الحسن وما تقول فی هذا اللیل فابعث الیهما فی غد فبعث معویة بابنه یزید الیهما فاتیاه فدخلا علیه وبدا معویة فقال انی اجلکما وارفع قدرکما من المسامرة باللیل و

(ایک مرتبہ کا ذکر ہے) کہ (امام) حسن رضی اللہ عنہ معویہ کے پاس آئے اور اون سے قبل عبداللہ ابن عباس آچکے تہی - راوی کا بیان ہی کہ جب معویہ کو ان لوگون کی آمد کی) خبر ملی تو (اوسنے) انکے ٹہرائے جانیکا حکم دیا - اوس وقت ہم لوگون مین معویہ کے پاس عمر عاص - مروان بن الحکم اور زیاد (ابن سمیہ) جو ابوسفیان کی فرزندیت کا دعویدار تھا بیٹھے تہے اور (یہی لوگ وہ تہی) جو اوس کی فضیلت و عظمت کے مداح تھے (اس اثنا مین) معویہ نے کہا کہ (مین نے) علی الاکثر دیکہا ہے) تم لوگ (آپس مین) اکثر (اپنی ذات وصفات پر) مفاخرت کیا کرتے ہو لیکن جب (حضرت امام) حسن ابن علیؑ اور عبداللہ ابن عباس آجاتے ہین تو تمہاری زبانین (انکی) ہیبت جوشون مین بند ہوجاتی ہین - زیاد بولا اے امیر المومنین یہ کیسے ہوسکتا ہے - ہم لوگون مین مروان

لاسيما انت يا ابا محمدؑ فانك يابن رسول الله صلعم وسيد
شباب اهل الجنة فشكر له فلما استويا فی مجلسهما علم
عمروان الحدة ستقع به فقال والله لابد ان تكلّم فان
قهرت فسبيل ذلك وان قهرت اكون قد ابتدأت فقال
ياحسن انا قد تفاوضنا فقلنا ان رجال بنی امية اصبر
على اللقاء والمضی فی الوغاء واوفی عهدا واكرم خيما وامنع
لما وراء ظهورهم من بنی عبد المطلب ثم تكلّم مروان بن الحكم
فقال كيف لايكون ذلك وقد قارعناهم فغلبناهم و
حاربناهم فملكناهم فان شئنا عفونا وان شئنا بطشنا ثم
تكلم زياد وما ينبغی لهم ان ينكروا الفضل لاهله ويجحدوا
الخير فی مظانه نحن الحملة فی الحروب ولنا الفضل على
الناس قديما وحديثا فتكلم الحسن ابن علی فقال
ان ليصمت الرجل عند ايراد الحجة ولكن من الافك ان
ينطق الرجال بالخنا ويسوّر الكذب فی صورة الحق
ياعمر افتخارا بالكذب وجرأة على الافك ما زلت اخبر
مثالبك الخبيثة ابديها مرة بعد مرة اتذكر مصابيح
الدجی واعلام الهدی وفرسان الطراد وحتوف
الاقران وابناء الطعان وربيع الضيفان ومعدن
العلم ومهبط النبوة وزعمتم انكم احمی لما وراء
ظهوركم وقد تبين ذلك يوم بدر حين نكصت
الابطال وتساورت الاقران واقتحمت الليوث
واعتركت المنية وقامت رحاها على قطبها وفرّت
عن نابها وطار شرار الحرب فقتلنا رجالكم ومن النبی
صلعم على ذراريكم وكنتم لعمری فی هذا اليوم غير مانعين
لما وراء ظهوركم من بنی عبد المطلب ثم قال اما انت يا مروان
فما انت والاكثار فی قريش وانت ابن الی طليق و
ابوك طريد تنقلب فی خرابة الی سوءة وقد اوتی
بك الی امير المومنين يوم الجمل فلما رأيت الضرغام

الحکم کے ایسا غریب اللسان (خوش بیان) موجود ہو اور ہمارا یہ
دعوی مغرورانہ نہیں ہے۔ آپ اور دونون (امام حسنؑ اور عبداللہ
ابن عباس) کو بلا بھیجو اور اونکی ساتھ ہمارے مکالمات ہون لیجئے
یہ سنکر معویہ نے عمرو عاص کیطرف دیکھا اور پوچھا وہ اسیوقت رات
کو بلوائے جائین یا کل صبح کو۔ پھر اوس نے اپنے بیٹے یزید کو بلا کر اون
لوگون کے پاس بھیجا اور بلوایا وہ (حضرات) جب آے تو معویہ نے
اون ابتدائے کلام کی اور کہا کہ مین آپ حضرات کی جلالت قدر و
منزلت کو اس امر سے کہین زیادہ سمجھتا ہون کہ آپ کو رات کے وقت
تشریف لانیکی زحمت دون مخصوصا اے ابو محمدؑ آپ کو اسلیئے
کہ آپ فرزند رسولؐ اور جوانان بہشت کے سردار ہین۔ یہ کہکر وہ آپ
کی تشریف آوری کا شکریہ بجا لایا۔ پھر جب یہ دونون بزرگوار (امام
حسنؑ و عبداللہ ابن عباس) اوس مجلس مین اطمینان سے برابر
بیٹھ گئے۔ تو (دل ہی دل مین) عمرو عاص نے سمجھ لیا کہ مصیبت آگئی
(اوس نے دل ہی دل مین) کہا خدا کی قسم مجھے بغیر تقریر کیے چارہ
نہین ہے۔ اگرچہ مین (کلام مین) غالب آؤن یا مغلوب ہون۔ کوئی
صورت ہو (تقریر ضرور ہے) پھر اوس نے (عمرو عاص) نے کہا اے ہم
مساوات (فیما بین) کا موازنہ کرتے ہین اور یہ کہلاتے ہین کہ قوم
بنی امیہ کا طرز عمل یہ ہے کہ مقابلہ کیوقت ٹھہرے رہتے ہین اور
جنگ کے وقت آگے بڑھ جاتے ہین۔ اپنے وعدون کو پورا کرتے ہین
بڑے مہمان نواز ہین اور جو کچھ اون پر (قوم بنی امیہ) بنی عبدالمطلب
کے ہاتھون سے گذر چکا ہے اوس سے درگذر کرنیوالے ہین (اسکے بعد
مروان الحکم نے کہا کہ وہ (بنی امیہ) ایسے کیونکر نہون کہ ہم نے اون پر
(بنی عبدالمطلب پر) حملہ کیا اور ہم اون پر غالب آئے۔ ہم اون سے
لڑے اور ہم (اونپر فتحیاب ہوکر) اونکے مالک ہوگئے اور اب ہمکو اختیار
ہے چاہیے اونہین معاف کردین یا چاہین تو اونپر سختی کرین (اسکے
بعد زیاد (ابن سمیہ) بولا۔ اور وہ لوگ (بنی عبدالمطلب) کسی اہل
فضل کی فضیلت کا انکار کرنے والے نہین ہین اور وہ نیکی کو نیکی کی
جگہہ سے چھپانے سے نہین رک سکتے۔ ہم معرکہ آرائیون اور جنگ جوئی مین

قد رمیت براثنه و اشتبکت انیابه کنت کما قال الاوّل ؎
بصبص ثم رمین بالابعار

فلمّا منّ علیک بالعفو و ارخی خناقک بعد ما ضاق علیک و غصصت بریقک لانقعد منا مقعد اهل الشکر ولکن تنسا وبنا و تجاربنا و نحن من لا یدرکنا عار ولا یلحقنا خزابة ثم التفت الی زیاد وقال ما انت یا زیاد و قریش ما اعرف لک فیها ادیما صحیحا ولا فرعا نابتا ولا منبتا کریما کانت امک بغیا تداولها رجالات قریش و فجّار العرب ولمّا ولدت لم تعرف لک العرب والدا فادّعاک هذا یعنی معویة فما لک والافتخار یکفیک السمیّة ویکفینا رسول الله صلعم و ابی سید المومنین الذی لم یرتد علی عقبیه وعمای حمزة سید الشهداء وجعفر الطیّار فی الجنة و انا واخی سیدا شباب اهل الجنّة ثم التفت الی ابن عباس فقال انما هی بغاث الطیر انقض علیه البازی فاراد ابن عباس ان یتکلّم فاقسم علیه معویة ان یکف فکف ثم خرجا فقال معویه اجاد عمر الکلام اولا لولا ان حجته دحضت وقد تکلّم مروان لولا انه نکص ثم التفت الی زیاد فقال ما دعاک الی محاورته ما کنت الا کالحجل فی کف العقاب فقال عمرو افلا رمیت من ورائنا قال معویة اذا کنت شریککم فی الجهل افاخر رسول الله صلعم جدّه وهو سید من مضی ومن بقی وامه فاطمة سیدة نساء العلمین ثم قال لهم والله لئن سمع اهل الشام ذلک انه للسوءة السوآء فقال عمرو لقد ابقی علیک ولکن طحن مروان و زیاد الطحن الرحا بثفالها و وطئهما وطئ البازل القراد بمنسمه فقال زیاد ولکنک یا معویة ترید الاغراء بیننا و بینهم لاجرم والله لاشهدت مجلسا یکونان فیه الا کنت معهما علی من فاخرهما فخلا ابن عباس بالحسن بن علی رضی الله عنه فقبل بین عینیه وقال افدیک یا ابن عمی والله ما زال بحرک یزخر وانت تصول حتی شفیتنی من اولاد البغایا

مشہور آفاق ہین اور ہمکو تمام لوگون پر اعتبار قدامت و فضیلت حاصل ہے اسکے بعد حضرت امام حسن علیہ السلام نے جوابا ارشاد فرمایا کہ یہہ کوئی (اخلاقی) احتیاط نہین کہی جا سکتی کہ انسان تردید دلائل کے وقت خموش بیٹھا رہجائے اور خاصکر ایسے وقت مین جب (تفصیل دلائل مین) کذب و افترا سے کام لیا گیا ہو اور تقریر کنندہ اپنی تقریر مین خیانت کر رہا ہو اور محض جھوٹ کے نقشے مین حق کی تصویر کھینچتا ہو۔ اے عمر عاص۔ (حقیقت امر تو یہہ ہے کہ) غلط بیانیون پر تیری مفاخرت اور افترا پردازیون پر تیری جرائت نہ میری ذات سے اون ہیون اور خیانتون کو (ذرہ بھر بھی) گھٹا نہین سکتین جو پہلے یا دیگرے تجہہ مین پیدا ہو چکی ہین (تیرا یہہ منہہ ہے کہ) تو ذکر کرے اون لوگون کا جو تاریکی کی شمعین ہین۔ ہدایات کے نشان ہین۔ شہسواران تیز رفتار ہین (اپنے حریف مقابل کے) ہلاک کنندہ ہین۔ نیزہ برداران (معرکہ) کے فرزند ہین۔ مہمانون کی (اول کی) بہار ہین۔ علوم کے معدن ہین۔ وحی کو مقام نزول۔ اور تم کو جو یہہ زعم ہے کہ تم پر جو گذر چکا اوسکی وجہ سے تم (امر فضیلت مین) گرانتر ہو گئے یہہ باتین تو تمام بدر والے دن اوسیوقت ظاہر ہو چکین جسوقت اہل باطل بھاگ گئی اور مقابل (آپسمین جنگ کے لئے) برابر کھڑے ہو گئی شیران نبرد گر پڑے۔ موت نے اونھین گوشمالی دی اور بہر گئے موت کی بو سے اور مسرور ہوے آواز جنگ سے اور لڑائی کے شعلے تمام پھیل گئے۔ ہم (ایسی حالت مین) تملوگون سے (دعوے کے ساتھ) کہتے ہین کہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تم پر احسان (خاص) فرمایا اور مجھکو اپنی جان کی قسم ہے (مین خوب جانتا ہون) کہ آج کے دن تک تم لوگون نے اون امور کو پس پشت نہین ڈالا ہے (بھلایا نہین ہے) جو بنی عبد المطلب سے تمکو پیش آئے پھر (مروان الحکم کو مخاطب کر کے) آپ نے فرمایا کہ اے مروان تو نے قریشیون مین سب سے زیادہ مال جمع کیا ہی۔ تو ایک آزاد کردہ مجرم کا بیٹا ہی اور تیرا باپ آزاد کردہ مجرم ہے۔ تو (فطرتی) خرابیون سے بڑھکر بدکاری کیطرف پھر گیا ہی اور جنگ جمل کے دن امیر المومنین علیہ السلام تجہپر غالب آئے اور تو نے جب شبر کو آتے دیکھا تو اپنے دامن کو گرا کر بھاگ گیا اور (بھاگنے مین) اپنی آواز کو پھاڑ دیا۔ تیری مثال (بھاگنے مین) ایسی تھی جیسی کہ قدیم شاعر نے کہا ہے ؎ دُم ہلاتی ہوئین اور مینگنیان کرتی ہوئی (بھیڑیان) بھاگ گئین

لیکن اس حالت مین بھی امیر المومنین علیہ السلام نے تجھے معاف فرمادیا۔ تجھپر احسان کیا اور تجھکو ان مصیبتون سے رہائی دلوادی جسمین تیرا دم خفگی کر رہا تھا اور (تیرے گلے مین) کف گلوگیر ہو رہا تھا۔ بغیر ہلوگون کے جلوس کے صاحبان سکر کی مجلسین نہین منعقد ہو سکتی ہین۔ ہم (ہر حالت مین سب کے ساتھ مساوات) اختیار کرتے ہین اور حقوق ہمسائیگی ادا کرتے ہین اور ہم وہ (شرفائے قوم) لوگ ہین جنھون نے (کبھی کسی امر مین) ذلت نہین اوٹھائی اور نہ کسی نے ہم مین کوئی برائی پائی۔ اسکے بعد آپ زیاد کی طرف ملتفت ہوے اور ارشاد فرمایا۔ اے زیاد۔ تو تو وہی ہے کہ قریش نے آج تک تیرا (قریش صحیح (النسب) ہونا) نہ جانا۔ تیری کوئی شاخ (نسب) قائم (رویدہ) نہین ہے۔ تیری کوئی قدامت ثابت نہین اور تیرے (رویدہ کرنے والے) قائم کرنیوالے نیکوکار نہین تھے کیونکہ تیری مان (سخت) بدکار تھی۔ جسکے ساتھ (ایک ہی بار) اکثر مردان قریش اور بدکاران قریش نے مجامعت کی۔ جب تو پیدا ہوا تو عرب مین کسی نے تجھکو نہین پہچانا کہ تیرا باپ کون ہے۔ یہان تک کہ اس شخص یعنی معویہ نے تجھکو اپنا سگا بھائی بنایا۔ اس سے تیرے لئے تو کوئی مفاخرت نہین ہو سکتی۔ تیرے لئے فخر کرنیکو (تیری مان) سمیہ کافی ہے اور ہماری مفاخرت کیلئے یہی کافی ہے کہ ہمارے جد بزرگوار (جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین اور ہمارے پدر بزرگوار امیرالمومنین ہین جنھون نے اپنے قدم معرکہاے جنگ سے پیچھے نہین ہٹائے اور ہمارے دونون عم عالیمقدار حضرت حمزہ سید الشہدا (راہ خدا) اور حضرت جعفر طیار ہین جو بہشت مین پرواز کرتے ہین۔ پھر آپ عبداللہ بن عباس کیطرف مخاطب ہوے اور فرمایا آپ نے دیکھا۔ مردہ خوار پرند جمع ہو گئے تھے جنکو شہباز نے جھپٹ کر پراگندہ کر دیا۔ یہ سنکر حضرت عبداللہ ابن عباس نے کلام کرنا چاہا۔ مگر معویہ نے چپ رہنے کی قسم دیدی اور وہ چپ رہگئے۔ اور اسکے بعد دونون حضرات (امام حسن اور عبداللہ ابن عباس) وہان سے تشریف لیگئے۔ تو معویہ نے سب سے پہلے عمرعاص سے آغاز کلام کیا اور کہا کہ کیا (تمھاری) دلیلین لغزش مین نہین آگئین اور پھر مروان سے پوچھا کہ کیا تو (اپنی دلیلون مین) پارہ پارہ نہین ہوگیا۔ پھر زیاد کیطرف مخاطب ہوکر کہا کہ آخر تجھکو ان کے ساتھ کس بات پر مفاخرت کا دعوےٰ تھا اور تیری مثال تو ان سے تقریر کرنے وقت ایسی ہی تھی جیسی چڑیا عقاب کے پنجہ مین۔ عمرعاص نے کہا (اے معویہ بتلاؤ) کیا ہم لوگ (اپنے دلائل مین) پیٹھ پھیر کر نہ پھرے یعنی نہ بھاگ کھڑے ہوے۔ معویہ بولا کہ اگر تمھاری طرح مین بھی تمھاری جہالت مین شریک ہوتا تو (البتہ) مین اوس شخص سے مفاخرت پیش کرتا جسکا نانا خدا کا رسول ہے اور وہ تمام گذشتہ اور موجودہ قومون کا سردار ہے۔ اونکی مادر گرامی قدر تمام دنیا کی عورتون کی سردار ہین۔ پھر اونلوگون کو مخاطب کر کے کہا خدا کی قسم۔ اگر اہل شام ان باتون کو سن لین تو رسوائی پر (کثیر) رسوائیان بڑھ جائین۔ عمرعاص نے کہا تم باقی رہ گئے۔ لیکن (حقیقت تو یہ ہے) مروان اور زیاد (اول سے) آخر تک آٹے کی طرح پیس دیئے گئے۔ سوار بلند مرتبہ نے اپنے (گھوڑے کی) سمون سے اون دونون کو روند ڈالا۔ زیاد نے کہا۔ خدا کی قسم۔ اونہون نے ایسا ہی کیا۔ لیکن تم نے اس ترکیب سے ہمارے اور اونکے مابین مفارقت قائم کر دی اور اسمین تمہارا قصور نہین۔ مین نے تو (تمھاری) کوئی ایسی صحبت نہین دیکھی جسمین وہ دونون حضرات (امام حسن اور عبداللہ ابن عباس) ہون اور تم اونکی مفاخرت مین اونکے ساتھ نہ ہو گئے ہو۔

پھر عبداللہ ابن عباس نے امام حسن علیہ السلام کی دونون آنکھون کے درمیان بوسہ لیا اور فرمایا۔ اے میرے چچا کے بیٹے۔ مین آپ پر فدا ہون۔ جو کچھ (مواد فاسد) کہ جمع کیا گیا تھا آپ اوسکے ہلادینے اور فنا کر دینے مین ذرا بھی نہ رکے۔ یہانتک کہ آپنے مجھکو ان بدکارون کی اولاد سے بچالیا۔ اور مطمئن فرمادیا۔

حمزہ اور جعفر طیار اور ہمارے بھائی جو ان اہل جنت کے سردار ہین

امام حسن علیہ السلام اور عبداللہ ابن زبیر

ثم ان الحسن رضی اللہ عنہ غاب ایاما ثم رجع حتے (اس مکالمہ مذکورہ کے بعد) امام حسن علیہ السلام کچھ زمانہ تک باہر تشریف

دخل على معوية وعنده ابن الزبير فقال يا ابا محمد انى
اظنك تعبانا تعبان المنزل فاتى فتنسل فقام الحسن
فخرج فقال معوية لعبد الله ابن زبير لو افتخرت
على الحسن فانت ابن حوارى رسول الله صلعم وابن عمته
ولابيك فى الاسلام نصيبا وافرا فقال ابن الزبير انا له
جعل ليلته يطلب الحجج فلما اصبح دخل على معوية فجاء
الحسن عليه السلام فحياه وسئله عن مبيته فقال خير مبيت
واكرم مستفاض فلما استوى فى مجلسه قال له
ابن الزبير لولا انك خوار فى الحروب غير مقدام ما
سلمت لمعوية الامر وكنت لا تحتاج الى اختراق السهوب
وقطع المراحل والمفاوز معروفة وتقوم ببابه وكنت حريا
ان لا تفعل ذلك وانت ابن على فى باسه ونجدته وما
ادرى ما الذى حملك على ذلك اضعف حال ام وهى نحيزة
ما اظن لك مخرجا من هذين الحالين اما والله لو استجمع
لى ما استجمع لك لعلمت انى ابن الزبير وانى لا انكص
عن الابطال فكيف لا اكون كذلك وجدتى صفية بنت
عبد المطلب وابى الزبير حوارى رسول الله صلعم فالتفت
الحسن عليه السلام اليه وقال اما والله لولا ان بنى امية
تنسبنى الى العجز عن المقال لكففت عنك تهاونا بك ولكن
سابين ذلك لتعلم انى لست بالكليل ايای تعير وعلى تفتخر
ولم تك لجدك فى الجاهلية مكرمة الا تزويجه عمتى
صفية بنت عبد المطلب فبذخ بها على جميع العرب وشرف
بمكانها فكيف تفاخر فى القلادة واسطتها وفى الاشراف
سادتها نحن اكرم الارض زندا لنا الشرف الثاقب والكرم
الغالب ثم زعمت انى سلمت الامر لمعوية فكيف يكون ويحك
كذلك وانا ابن اشجع العرب ولدتنى فاطمة سيدة نساء العالمين
وخيرة الامهات لم افعل ويحك ذلك جبنا ولا فرقا و
لكنه بايعنى مثلك وهو يطلب بترة ويداجينى المودة

تشریف فرمارہے - واپس اے تو معاویہ کے پاس گئے (اتفاق سے) معویہ کے
پاس عبداللہ ابن زبیر بیٹھے تھے معویہ نے آپ سے کہا مین آپ کے چہرہ سے تکلیف
سفر محسوس کرتا ہون - بہتر ہے آپ قیامگاہ کو تشریف لیجائین اور آرام فرمائین
یہ سنکر آپ اوٹھ کر چلے گئے (آپ کے چلے جانیکے بعد) معویہ نے ابن زبیر سے کہا کہ
بہتر ہوتا کہ تم امام حسن علیہ السلام کے ساتھ مفاخرہ کرتے اسلئے کہ تم حواری رسول
صلعم کے بیٹے ہو اور تمہارے باپ کو اسلام مین بہرہ اندوزی کثیر حاصل ہے عبداللہ
ابن زبیر نے کہا کہ اچھا رات کو مین اپنے دلائل سوچ رکھونگا صبح ہوئی تو ابن
زبیر معویہ کے پاس آئے - اور (انکے بعد) امام حسن بھی تشریف لائے معویہ نے آپکو
خیر باد کہی اور آپ سے آپکی فرودگاہ کے (سامان آسائش وغیرہ) متعلق دریافت
کیا آپ نے ارشاد کیا یہ قیام کا مکان بہت اچھا ہے اور اسمین مہمانداری کا
سامان و انتظام بہترین ہے - جب معویہ کی مجلس طیار ہوگئی تو عبداللہ ابن زبیر نے
امام حسن سے مخاطب ہوکر کہا کہ اگر آپ (فطرتاً) معرکہائے جنگ مین عاجز و
سست نہ ہوتے اور گریز پائی نہ اختیار کرتے تو آپ نے امر خلافت معویہ کو نہ دیدیا
ہوتا اور پھر آپ کو (اس) بادیہ پیمائی - طی منازل و مسافت - اور امرائے
ذی اقتدار کے دروازون پر جانیکی ضرورت نہ ہوتی اور اگر آپ ایسا نہ کیئے ہوتے
تو آپ اسوقت بالکل آزاد ہوتے - اور آپ تو حضرت علی کے فرزند ہین اور انکی
جلالت اور تجارب کی مستحق ہین - مین نہین جانتا کہ آپ کو کس چیز نے اس بات
پر آمادہ کیا اور یہ تو آپ کی پوری شکست ہے کہ اس سے مجھکو آپکی نجات کی
امید نہین ہے اور خدا کی قسم اگر آپ کی طرح مجھ مین یہ اوصاف جمع ہوتے تو
مین دنیا کو بتلادیتا کہ مین ابن زبیر ہون اور کبھی مین اہل باطل کے مقابلہ سے پیچھے
ہٹنے والا بھی نہین ہون اور یہ (مجھسے) کیسے ہوسکتا ہے کہ میری دادی صفیہ
بنت عبدالمطلب اور باپ زبیر ہین جو حواری رسول کے لقب سے مشہور ہین
یہ سنکر حضرت امام حسن انکیطرف ملتفت ہوئے اور ارشاد فرمایا - خدا کی قسم - اگر مجھکو
یہ خیال نہ ہوتا کہ قوم بنی امیہ کے لوگ مجھے قوت کلام سے عاجز بتلائینگے تو مین
کبھی تمہاری اہانت کی طرف متوجہ نہ ہوتا لیکن محض اون عیب جوئیون کی وجہ سے
محض اطلاع کیلئے کہتا ہون تاکہ لوگ جان لین کہ مین ضعیف الکلام نہین
ہون - اے ابن زبیر - تم کس بات پر اتراتے ہو اور مجھپر فخر کرتے ہو - زمانہ
جاہلیت مین تمہارے دادا کو کوئی بزرگی حاصل نہین تھی

فلا اتقى نصرته لانكم بيت غدر واهل احن ووتر فكيف
لا يكون كما اقول وقد بايع امير المومنين ابوك ثم
نكث بيعته ونكص على عقبيه فاختدع حشية من حشايا
رسول الله صلى الله عليه واله وسلم
ليضل بها الناس فلما دلف نحو الاعنة ورای بريق
الاسنة قتل بمضيعة لا ناصر له واتى بك اسيرا
وقد وطئتك الكماة باظلافها والخيل بسنابكها واعتلاك الاشتر
فغصصت بريقك واقعيت على عقبيك كالكلب اذا احتوشته
الليوث فنحن ويحك نور البلاد واملاكها وبنا تفتخر الامة
والينا تلقى مقاليد الارض وانت تخدع النساء ثم تفتخر
على بنى الانبياء لم تزل الاقاويل منا مقبولة عليك وعلى ابيك
مردودة دخل الناس فى دين جدى طائعين كارهين ثم بايعوا
امير المومنين صلوات الله عليه فسار الى ابيك وطلحة حين نكثا البيعة
وخدعا عرس رسول الله صلعم فقتلا عند نكثهما بيعته واتى
بك اسيرا تبصبص بذنبك فناشدته الرحم الا يقتلك فعفى عنك فانت
عتاقة ابى وانا سيدك وابى سيد ابيك فذق وبال امرك فقال
ابن الزبير اعذرنا يا ابا محمد فانما حملنى على محاورتك هذا واشتهى
الاغراء بيننا فهلا اذ جهلت امسكت عنى فانكم اهل بيت
سجيتكم الحلم فقال الحسن يا معوية انظر اكع عن محاورة احد
ويحك اتدرى من اى شجرة انا والى من انتمى انته قبل ان اسمك
بسمة يتحدث بها الركبان فى آفاق البلدان قال ابن الزبير
• هو لذلك اهل فقال معوية اما انه قد شفا بلابل صدرى منك
ورمى مقتلك فبقيت فى يده كالحجل فى كف البازى يتلاعب بك كيف شاء
فلا اراك تفتخر على احد بعد هذا

جب ہماری پھوپھی صفیہ بنت عبدالمطلب اونھین بیاہی گئین تب اونکی وجہ سے
تمہارے دادا کو تمام عرب پر شرف حاصل ہو گیا اور اپنے قبیلہ (خاص) مین
فخر و امتیاز - پھر تم کیسے اوس شخص پر مفاخرت کر سکتے ہو جسکے سلسلہ نسب صفیہ
کو خود واسطہ ہو اور وہ خود اپنی شرافتون مین اوسکا (صفیہ) کا سردار ہے
مین لوگ کی سیادت کا اعتبار ہے تمام لوگون سے بزرگ ترین ہین - ہمارے لئے شرف
روشن ہے اور نسب کریم - اے ابن زبیر تمکو یہ خیال باطل ہوا ہے کہ مین نے کسی
(ضعف کی) باعث سے خلافت معویہ کو سپرد کردی - افسوس ہے تم پر مجھ سے و
کیسے ہو سکتا ہے - حالانکہ مین شجاع ترین عرب کا بیٹا ہون - اور مین فاطمہ
سیدۃ النساء و جملہ عالمون کی مخدومہ کا فرزند ہون - افسوس ہے تجھ پر مین نے
یہ فعل اپنے ضعف و عجز سے نہین کیا ہے اور نہ فرقہ بندی اور نہ تفرقہ اندازی کے قصد سے
(لیکن بات یہ ہے) کہ تمہارے ہی ایسی لوگون نے مجھ سے بیعت کی تھی جو ابتدا ہی سے
منافقت کو مناسب سمجھتے تھے اور قطع محبت چاہتے تھے - مین نے اونکی محبت، نصرت اور امداد پر
اعتبار نہین کیا کیونکہ تم لوگ تو بیغدر و فساد ہو اور صاحب کینہ و عناد اور یہ مین
کیسے کرتا - جیسا کہ مین اوپر کہہ چکا ہون - دیکھو - (اے ابن زبیر تمہارا یہ حال تھا کہ)
باپنے (حضرت پدر بزرگوار) امیر المومنین علیہ السلام سے بیعت کی اور پھر توڑ دی
اور اولٹے پاؤن پھر بھی گئے اور حواشی رسول صلعم مین سے ایک کے ساتھ مکر و فریب
کیا اسلئے کہ اوسکے ذریعہ سے تمام آدمیون کو گمراہ بنا دین پس جب وہ آگے
کے ساتھ دوری کرنیوالون کی طرح بکھر گئے (اس حالت مین کہ اضطراب کی وجہ سے)
اونکے موتہ مین بدبودار کف بھرا ہوا تھا - اور پھر وہ میدان جنگ سے بھاگنے پر بھی
ایسی معصیت گاہ مین قتل کر ڈالے گئے جہان اونکا کوئی مددگار نہین تھا - اور اونکے بعد
اے ابن زبیر تم اسیر کئے گئے - اسپ کمیت کیطرح باندھ کر لائے گئے گھوڑون
کی طرح تمہاری سینہین جھکی تھین اور تم اونٹون کی طرح لگام (مہار) چباتے تھے
تھے اور کف تمہارے گلوگیر ہو رہا تھا اور تم (ریت مین گرکر) پیچھے بھاگنا چاہتے تھے جسطرح
کتا شیر کو دیکھکر پیچھے بھاگتا ہے - اے ابن زبیر - افسوس ہے تم پر ہم تمام شہرون
اور ملکون کی روشنی ہین - اور ہم پر تمام امت کو ناز ہے اور ہمارے پاس تمام زمین
کی کنجیان ہین - اے ابن زبیر تم نے ایک عورت سے مکر کیا - اب اولاد انبیا سے مفاخرت کرنے آئے ہو - تمہارے اقوال ہمارے آگے مقبول نہین ہو سکتے
(بلکہ وہ تمام تر) تم پر اور تمہارے باپ پر لوٹ جاتے ہین - تم نے میرے جد بزرگوار کے دین کو طوعاً و کرہاً اختیار کیا تھا پھر اسکے بعد تم لوگون نے امیر المومنین سے بیعت کی پھر تمہارے
باپ اور طلحہ بیعت توڑ کر مدینہ سے چلے گئے - اور دونون نے مکر و فریب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ فریب کیا اور وہ دونو شکست کھا کر بیعت

کی پاداش مین قتل کیئے گئے۔ اور تم اسیر کیے گئے۔ اپنے قصور پر تم دُم ہلاتے ہوئے (دوڑتے ہوئے) آیے۔ اور تم پر قتل کیے جانے کے عوض رحم فرمایا گیا اور معافی دیدی گئی۔ (اس بنا پر) تم میرے باپ کے آزاد کردہ ہو (غلام ہو) اور ہم تمہارے سردار ہین اور میرے پدر بزرگوار تمہارے باپ کے سردار ہین۔ اب تم اپنے اعمال کیے وبال اوٹھاؤ۔ یہ سنکر عبداللہ ابن زبیر نے عرض کی اے ابا محمد (علیہ السلام) معاف فرمایئے مجھی آپ کے ساتھ اس مفاخرت کلامیہ کیلئے اس شخص معویہ نے مجبور کیا تھا اور اس سے اسکی غرض ہمارے آپ کے درمیان تفرقہ پیدا کرنی تھی لیکن باوجودیکہ مجھسے جہالت ہوگئی تھی۔ (بہتر تھا) آپ (ہی) خموش رہجاتے۔ اسلئے کہ آپ حضرات اہل بیت علیہم السلام کے حلم کی تمام خریف کیجاتی ہے۔ امام حسن علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔ آج سے کسی کے ساتھ مفاخرت یا محادثت کرنے سے باز آو۔ افسوس ہے تم پر تم نہین جانتے کہ مین کس شجرہ (طیبہ) مین داخل ہون اور کس پر میرے سلسلہ کی انتہا ہوتی ہے اور قبل اسکے کہ دنیا مین تمہارا نام رکھا جاتا (میرے سلسلہ کی) شہرت شجاعان (خاندان) بلیہ تمام دنیا کے شہرون مین پہونچا دی تھی۔ عبداللہ ابن زبیر نے عرض کی کہ وہ (معویہ) اسی قابل ہے۔ معویہ بولا (ہان۔ مگر) اس امر نے میرے دل کے زخمون کو اچھا کر دیا اور مجھکو تیری قتل گاہ تک پہونچا دیا اور تیرا یہ عالم ہوا کہ تو شہباز کے پنجہ مین ایک چڑیے کی مثال دکھلائی دیتا تھا اور تیرے ساتھ جیسا وہ چاہتا تھا کھیلتا تھا۔ بس آج سے دیکھ (یاد رکھ لو) کسی سے مفاخرہ یا محادرہ کا قصد (ہرگز) نکرنا

امام حسن علیہ السلام اور معویہ سے دو دو باتین

وذكروا ان الحسن ابن علی صلواة الله عليهما دخل على معوية فقال فی كلام جری من معوية فی ذلك ؎

فـيم الكلام وقد سبقت مبرّزا

سبق الجواد من المدى والمقوّس

فقال معوية اياى تعنى والله لانبئنك بما يعرفه قلبك ولاينكره جلساءك انا ابن بطحاء مكة انا ابن اجودها جوادا واكرمها ابوة وجدودا واوفى بها عهودا انا ابن سادة اهل الدنيا بالحسب الثاقب والشرف الفائق والقديم السابق وابن من رضاه رضى الرحمن وسخطه سخط الرحمن فهل لك اب كابى او قديم كقديمى فان تقل لا تغلب وان تقل نعم تكذب فقال اقول لا تصديقا لقولك فقال الحسن عليه السلام

اَلْحَقُّ اَبْلَجُ لَا يَزِيْغُ سَبِيْلُہٗ

وَالْحَقُّ يَعْرِفُهٗ ذَوُو الْاَلْبَابِ

اکثر لوگون نے بیان کیا ہے کہ (ایکبار) امام حسنؑ نے معویہ کے کلام کے جواب مین شارہ کیا ؎ اس مین کوئی کلام نہین کہ مین ہمیشہ اپنے مقابل پر سبقت لیجاتا ہون جسطرح ایک سخی مرد (ہمیشہ) ایک فضول گو اور متہم شخص سے (مقابلہ مین) بڑھ جاتا ہے خدا کی قسم مین تمکو اسوقت وہ باتین بتلاتا ہون جسکو تمہارا دل تسلیم کرلیگا اور جسسے تمہارے اصحاب بھی انکار نہین کرینگے وہ یہ ہے کہ مین شہر بطحا کا فرزند (مکی) ہون۔ مین بخشش و جود کے لحاظ سے سخی ترین مردم کا بیٹا ہون اور باعتبار آبا و اجداد کے تمہارے باپ دادا سے بہتر اور بزرگ تر ہون۔ مین اپنے وعدون کا پورا کرنیوالا اور مشہور و معروف سردار دنیا کا فرزند رشید ہون۔ حسب روشن۔ نسب فائق اور قدامت سابق کے اعتبار سے اور اوس شخص کا فرزند ہون جسکی رضا سے خدا راضی ہوتا ہے اور جسکی ناراضی خدا کی ناراضی ہے۔ پس دکھلاؤ اگر تمہارا باپ میرے باپ کا ایسا اور تمہارا قدیم میرے قدیم کے ایسا۔ اگر تم نے کہا نہین تو تم مغلوب ہوگے اور اگر تم نے کہا۔ ہان ہے۔ تو تحقیق جھوٹ ہو۔ معویہ بولا ہم تو آپ کے قول کی تصدیق نکرینگے۔ امام حسن علیہ السلام نے فرمایا ؎ حق (پورے طور سے) روشن ہوگیا۔ اب کوئی اوسکی راہ (روشن) سے پھر نہین سکتا حق وہ ہے جس کو تمام صاحبان عقول پہچانتے ہین

فضیلت بنی ہاشم پر مالک ابن عجلان اور عمر عاص سے گفتگو

قال وقال معویة ذات یوم وعندہ اشراف الناس من قریش وغیرھم اخبرو انی باکرم الناس ابا وعما وخالا وخالة وجدا وجدة فقام مالک ابن عجلان واومی الی الحسن ابن علی صلوات اللہ علیہما فقال ھو ذا ابوہ علی ابن ابی طالب وامہ فاطمة بنت رسول اللہ صلعم وعمہ جعفر الطیار وعمتہ ام ھانی بنت ابی طالب وخالہ ابو القاسم ابن رسول اللہ وخالتہ زینب بنت رسول اللہ ص وجدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وجدتہ خدیجة بنت خویلد فسکت القوم فنہض الحسن فاقبل عمر ابن عاص علی مالک فقال احب بنی ھاشم حملک علی ان تکلمت بالباطل فقال ابن عجلان ما قلت الا حقا وما احد من الناس یطلب رضا مخلوق بمعصیة الخالق الا لم یعط امنیتہ فی دنیاہ وختم لہ بالشقاء فی اخرتہ بنو ھاشم انضرکم عودا واورکم زندا اکذلک ھو یا معویة قال اللھم نعم

نقل ہے کہ ایکدن معویہ کے پاس بہت سی اشراف قریش اور دوسرے قوموں کے لوگ بھی کثرت سے جمع تھے (امام حسن علیہ السلام بھی بیٹھے) معویہ نے سب کو مخاطب کرکے کہا کہ آپ لوگ مجھ ایسے شخص کا نام بتلادیں جو۔ باپ۔ چچا۔ پھوپھی۔ خالو۔ خالہ داوا اور دادی کے اعتبار سے تمام لوگوں میں بزرگ ترین مردم ہو۔ یہہ سنکر مالک ابن عجلان نے حضرت امام حسن علیہ السلام کیطرف اشارہ کیا اور کہا یہہ وہی بزرگ ہیں انکے پدر بزرگوار علی ابن ابی طالب اور ماں فاطمہ بنت رسول اللہ صلعم ہیں۔ انکے چچا جعفر الطیار ہیں اور پھوپھی ام ہانی بنت ابیطالب ہیں۔ انکے ماموں ابو القاسم ابن رسول اللہ صلعم ہیں اور خالہ زینب بنت رسول اللہ صلعم۔ انکے نانا رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہیں اور نانی خدیجہ بنت خویلد۔ پس تمام قریش یہہ تقریر سنکر خاموش رہگئے اور حضرت امام حسن اوٹھکر چلے گئے تو عمر عاص نے آگے بڑھکر مالک ابن عجلان سے کہا کیا تجھکو بنی ہاشم کی محبت نے ان اقوال باطل کے کہنے پر آمادہ کیا تھا؟ - ابن عجلان نے کہا۔ میں نے تو سوائے کلمہ حق کے اور کچھ نہیں کہا اور کسی شخص نے رضائے مخلوق میں معصیت خالق طلب نہیں کی (جسکا نتیجہ یہہ ہوا) کہ اوسکے مقاصد دنیا میں نہیں دئے گئے۔ بلکہ شقاوت و محرومی کے ساتھ اوسکے معاملے آخرت بھی تمام کردیے گئے۔ بنی ہاشم۔ ہملوگوں (قریش) میں اصلاً خالص ترین مردم ہیں اور نسلاً اولیٰ ترین۔ اے معویہ کیا یہہ سچ نہیں ہے؟ معویہ نے کہا۔ اللہ کی قسم (بالکل) سچ ہے۔

حضرت عبداللہ ابن جعفر اور عمر عاص

قال واستاذن الحسن ابن علی علی معویة وعندہ عبد اللہ بن جعفر وعمر عاص فاذن لہ فلما اقبل قال عمر ابن العاص قد جاءکم الفہة العیی الذی کان عقلہ بین لحییہ فقال عبد اللہ ابن جعفر لقد رمت صخرةململمة تحط عند السیول وتقصر دونہا الوعول لا تبلغہا السہام فایاک والحسن ایاک فانک لا تزال راتعا فی لحم رجل من قریش ولقد رمیت فما برح سہمک وقد حت فما

جناب امام حسن علیہ السلام نے ایکبار معویہ سے آنیکی اجازت مانگی اوسوقت اوسکے پاس عبداللہ ابن جعفر اور عمر ابن عاص بیٹھے تھے۔ اوس نے بلالیا آپ تشریف لائے تو عمر عاص نے کہا کہ آپ لوگوں کے پاس ایک کم سخن اور غبی شخص ایسا آتا ہے جسکی عقل اوسکی داڑھی کے درمیان ہے۔ حضرت عبداللہ ابن جعفر نے جوابدیا۔ خدا کی قسم جب سیل کی روانی کے ساتھ سنگ باری ہوتی ہے تو بکریاں بھاگنے سے عاجز رہجاتی ہیں اور اپنی منزل تک نہیں پہونچتی۔ یہی مثال تیری اور امام حسن علیہ السلام کی ہے

اوری زندك فسمع الكلام فلما اخذ بمجلسه قال یا معاویه لا یزال عندك عبد یرتع فی لحوم الناس اما واللہ لئن شئت لیکونن بیننا ما تتفاقم فیه الامور وتحرج منه الصدور ثم انشا یقول

خدا کی قسم قریش مین کوئی بہت سو زیادہ حریص نہیں لیکن تو اپنی کج زبانی کی وجہ سے اپنی مقصد تک نہین سوچ سکتا اور تیری اصلیت مین ہمیشہ ردو قدح ہوا کی ہے امام حسن نے سن لیا۔ جب آپ مجلس مین بیٹھے تو معویہ سے کہا کہ تیری صحبت حریفون سے خالی نہین رہتی خدا کی قسم میری یہ غرض نہین کہ مین تمکو کون برائی فوقیت ظاہر کرشن ور میر بطرف سے جو تمہارے دل مین حرج ہو بیان کرون۔ اسکے بعد آپ نے یہ شعر پڑہے

اتانا مر یا معاوی عبد سهمی
لیشتمنی والملاء منا شهود
اذا اخذت مجالسها قریش
فقد علمت قریش ما ترید
انت تظل تشتمنی سفاها
لضغن ما یزول ولا یبید
فهل لك من اب کابی تسامی
به من قد تسامی او تکید
ولا جد کجدی یا ابن حرب
رسول اللہ ان ذکر الجدود
ولا ام کامی من قریش
اذا ما حصل الحسب التلید
فما مثلی تهکم یا ابن حرب
ولا مثلی ینهنها الوعید
فمهلا لا تهج منا امورا
یشیب لهولها الطفل الولید

کیا تو نے اے معویہ اس غلام سہمی کو میری عیب گوئی اور سخت کلامی پر متعین کیا ہے
اور بزرگان قوم اس کے شاہد ہین
اور کیا قریش نے مجلس قریش اسلئے جمع کی
ہو کہ اکابر قریش تیری ارادہ سے واقف ہو جائین
کیا تو نے تحریک کی کہ تجھکو کم عقلی سے نسبت دیجائے
اپنی اوس کینہ وحسد سے جسمین کمی و بیشی نہین ہوتی
کب تیرا باپ میرے باپ کے ایسا عالیمرتبہ ہو سکتا ہی
جسکے نام پر تمام بلند پایہ اور بزرگ اپنی نام رکھتی رہین
میرے دادا کے ایسا تیرا دادا حرب نہین ہے
جو خدا کے رسول تھے اور جنکا ذکر باپ دادا تک باقی رہیگا
اور نہ تیری مان میری مان کی ایسی ہو سکتی ہے
اور نہ قریش مین کوئی مان ایسا شرف تولید پا سکتی ہے
اے ابن حرب تو مجہہ ایسے شخص پر حملہ نہین کر سکتا
اور نہ مجہہ ایسے شخص کی تو زبانی توہین کر سکتا ہی
تیرے لئے ہلاکت ہو تو کسی امر مین میری ہجو نہین کر سکتا
اگرچہ اوسکے خوف سے بچے تو بڑہے بھی ہو جائین

امام حسن علیہ السلام کا شہر شام مین خطبہ

وذکروا ان عمرو ابن عاص قال لمعویة ابعث الی الحسن ابن علی فامره ان یخطب علی المنبر فلعله یحصر فیکون فی ذلك ما نعیره به فبعث الیه معویه فامره ان یخطب فصعد المنبر وقد اجتمع الناس فحمد اللہ واثنی علیه ثم قال ایها الناس من عرفنی

منقول ہو کہ عمرو عاص نے معویہ سے کہا کہ امام حسن علیہ السلام کو بلوا کر اون سے مجمع عام مین منبر پر خطبہ پڑہوایا جایے کہ وہ ظاہر کر دین کہ اونھون نے کن وجوہ سے امر خلافت مین تبدیلی کی ہے۔ یہ سنکر معویہ نے حضرت امام حسن علیہ السلام کو بلا بھیجا اور خطبہ کہنے کی فرمائش کی یہ سنتے ہی آپ منبر پر تشریف لے گئے اور جب سب لوگ آگئے

ومن لم یعرفنی فانا الحسن بن علی ابن ابی طالب ابن عم النبی انا ابن البشیر النذیر والسراج المنیر انا ابن من بعثه الله رحمة للعالمین انا ابن اول من ینفض راسه من التراب انا ابن اول من یقرع الجنة انا ابن من قاتلت معه الملئکة والنصر بالرعب من مسیرة شهر وامعن فی هذا الباب ولم یزل حتی اظلمت الارض علی معویة فقال یا حسن قد کنت ترجوا ان تکون خلیفة و لست هناك قال الحسن انما الخلیفة من سار بسیرة رسول الله صلی الله علیه واله وسلم وعمل بطاعته ولیس الخلیفة من دان بالجور وعطل السنن واتخذ الدنیا ابا وامّا و لکن ذلك ملکا یمتع به قلیلا ویعذب بعده طویلا وکان قد انقطع عنه واستعجل لذته وبقیت علیه التبعة فکان کما قال الله تعالی وَاِنْ اَدْرِیْ لَعَلَّهٗ فِتْنَةٌ لَّکُمْ وَمَتَاعٌ اِلٰی حِیْنٍ ثم انصرف - قال معویة لعمرو ما اردت الا هتکی ما کان اهل الشام یرون احدا مثلی حتی سمعوا من الحسن ابن علی ما سمعوا

ہو گئے تو آپ نے خدای برتر کی حمد و ثنا کی بعد ارشاد فرمایا کہ جو شخص مجھکو جانتا ہو یا نہ جانتا ہو پہچان لے کہ مین حضرت علی ابن ابی طالب ابن عم جناب رسول خدا کا بیٹا ہون مین اوسکا بیٹا ہون جو بشارت دینے والے اور ڈرانے والے اور چراغ روشن ہین مین اوسکا فرزند ہون جسکو خدا نے تمام عالم کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے - مین اوس کا بیٹا ہون جس نے سجدہ معبود مین سب سے پہلا اپنا فرق مبارک رکھا مین اوسکا بیٹا ہون جس نے سب سے پہلے دروازہ جنت پر دستک دی (یعنی داخل ہوا) مین اوسکا بیٹا ہون جسکے ساتھ ملائکہ نے جنگ مین شرکت کی اور ایک مہینہ تک کی مسافت کے مقامات پر اپنی جلالت کے آثار قائم فرما کر یہان تک اپنی سطوت کو ظاہر کر دیا کہ معویہ کی آنکھون مین دنیا تاریک ہو گئی - حاضرین نے پوچھا کہ کیا آپ اسکی امید تھی کہ آپ خلیفہ بنا لیے جائینگے - حالانکہ ایسا نہین ہوا - آپ نے فرمایا کہ حقیقت مین خلیفہ وہ ہے جو سیرۃ رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق اور طاعت رسول کے موافق اپنا طرز عمل اختیار کرے - وہ ہرگز خلیفہ نہین ہے جو ظلم و جور کرے اور سنت رسول صلعم کو ترک کرے اور دنیا کو محض ماں باپ کا مال سمجھکر اپنا کرلے ایسے ہی لوگ بادشاہ بنکر ملک لے لیتے ہین - لیکن اوس سے فائدہ تو کم اوٹھاتے ہین مگر اوسکے عذاب طویل مین گرفتار رہتے ہین - وہ ملک و مال تو اون سے جدا ہو جاتا ہے اور اوسکی لذتین بھی جلدی سے چلی جاتی ہین لیکن بیعت لینے کا عذاب اون پر ہمیشہ کے لئے رہجاتا ہے - خداوند عالم نے اسی کیطرف اشارہ فرمایا ہے - "وہ لوگ دیکھ لیتے ہین کہ یہہ (امر) اونکے لئے فتنہ لایا اور اوس سے اونکو صرف وقتی فائدہ حاصل ہوا" یہہ فرما کر آپ وہان سے تشریف لیگئے - معویہ نے عمرعاص سے کہا اس امر سے میرا ارادہ بجز میری ہتک کے کچھ اور نہین تھا اور اہل شام نے آج تک کسی سے ایسی باتین نہین سنی تھین جیسی اونہون نے آج امام حسن علیہ السلام سے میری نسبت سنی ہین -

امام حسن اور معویہ کے دربار عام مین مروان سے کلام

قال وقدم الحسن ابن علی علیه السلام علی معویة فلمّا دخل علیه وجد عنده عمرو ابن عاص ومروان الحکم ومغیرة ابن شعبة وصنادید قومه ووجوه اهل بیته ووجوه اهل الیمن واهل الشام فلمّا نظر الیه معویة اقعده علی سریره وقبل علیه بوجهه یریه السرور به بقدومه فحسد مروان وقد کان معویة قال لهم لاتحاورون هذین الرجلین فقد قلد اکم العار

امام حسن علیہ السلام (ایکبار) معویہ کے پاس آئے اور آپ نے اوسکے پاس عمرعاص - مروان الحکم - مغیرہ ابن شعبہ - عمائد قوم بنی امیہ - عزیزان معاویہ - رئیسان یمن اور بزرگان شام کو دیکھا معویہ نے جب آپ کو آتے دیکھا تو کھڑا ہو گیا اور آپ کو لا کر اپنے تخت پر بٹھایا اور آپ کے روے مبارک کا بوسہ لیا اور آپ کی تشریف آوری پر اظہار مسرت کیا یہہ دیکھکر مروان کو رشک و حسد ہوا حالانکہ معویہ ان لوگون سے کہہ چکا تھا کہ ان حضرات (امام حسن اور عبد اللہ ابن عباس) سے بحث

عنه اهل الشام يعني الحسن ابن علي عليهما السلام وعبدالله
ابن عباس فقال مروان يا حسن لولا حلم امير المومنين و
ما قد بناه له اباؤه الكرام من المجد والعلى ما اقعدك
هذا المقعد ولقتلك وانت لهذا مستحق بقودك الجماهير
الينا فلما قادمتنا وعلمت الا طاقة لك بفرسان اهل الشام
وصناديد بني امية اذعنت بالطاعة واحتجزت بالبيعة
وبعثت وتطلب الامان اما والله لولا ذلك لاريق دمك
ولعلمت انا نعطي السيوف حقها عند الوغى فاحمد الله اذ ابتلاك
بمعوية وعفى عنك بحلمه ثم صنع بك ما ترى فنظر اليه الحسن
وقال ويلك يا مروان لقد تقلدت مقالية العار في الحروب
عند مشاهدها والمخاذلة عند مخافتها هبلتك امك
لنا الحجج البوالغ ولنا عليكم ان شكرتم النعم السوابغ ندعوكم
الى النجاة وتدعوننا الى النار فشتان ما بين المنزلتين تفتخر
ببني امية وتزعم انهم صبر على الحرب اسد في اللقاء ثكلتك الثواكل
اولئك البهاليل السادة والحماة الذادة والكرام القادة
بنو عبد المطلب اما والله لقد رأيتم انت وجميع من في
المجلس ما هالتهم الاهوال ولا حادوا عن الابطال
كالليوث الضارية الباسلة فعندها وليت هاربا واخذت
اسيرا فقلدت قومك العار لانك في الحروب خوار اتريق
دمي مهلا اهرقت دم وثب على عثمان في الدار فذبحه كما
يذبح الجمل وانت تثغو ثغاء النعجة وتنادي بالويل والثبور
كالمراة الوكعاء ما دفعت عنه بسهم ولا منعت دونه
الحرب قد ارتعدت فرائصك وغشي بصرك واستغثت كما
يستغيث العبد بربه فانجيتك من القتل ثم جعلت تحث
عن دمه وتحثن على قتلي ولو رام ذلك معوية معك لذبح كما ذبح
عثمان ابن عفان وانت معه اقصر يدا واضيق باعا واجبن قلبا
من ان تجسر على ذلك ثم تزعم اني ابتليت بحلم معوية
اما والله لهو اعرف بشانه واشكر لنا اذ وليناه هذا الامر

وتکرار نہ کرتا ورنہ یہ لوگ تجھکو اہل شام کے سامنے رسوا کردینگے (مگر تاہم) مروان
نے تعریضاً حضرت امام حسن علیہ السلام کو مخاطب کرکے کہا کہ اگر میرا امیر المومنین (معویہ)
کا حلم خلاق پر مبنی ہوتا جسکی ابتدا اونکے ابائے کرام کی بزرگی اور عالی حوصلگی سے
ہوتی ہے۔ تو وہ اس تعظیم و اعزاز سے تمہارا استقبال فرماکر اس مقام تک نہ لاتے بلکہ
تمکو قتل کرڈالتے اور تم اسکے مستحق بھی تھے۔ تم ایک جماعت کثیر کو لیکر ہم پر چڑھ آئے
اور جب تم نے سمجھ لیا کہ ہمکو سواران شام اور بنی امیہ سے طاقت مقابلہ نہیں رہی
تو تم نے اظہار اطاعت کیا اور بیعت کو لیکر تیار ہوئے (اور تم نے) طلب امان میں پناہ
جان دیکھی خدا کی قسم۔ اگر یہ امور تم سے واقع نہ ہوتے تو ہم نے تمہیں قتل کرادیا ہوتا
اور ہم دشمن کی گردن زدنی کے مستحق تھے پس خدا کا شکر ادا کرو کہ جب معویہ نے
تمہیں اسیر کرلیا تو اپنے حلم کے باعث تمہیں معاف کردیا اور پھر اس وقت جو عاس
سلوک کہ وہ تم نے خود دیکھ لیے۔ یہ سنکر امام حسن علیہ السلام نے مروان کی طرف دیکھا
اور ارشاد فرمایا۔ افسوس ہے تجھپر۔ اے مروان تو تمام معرکہائے جنگ اور میدانہائے
مقابلہ و مقاتلہ میں رسوائیوں پر رسوائیاں اوٹھا چکا ہے۔ تیری ماں تیرا ولادہ چکے
ہملوگون کے پاس حجتہائے بالغہ ہیں۔ اور اگر تم ہمارے شکر ادا کرنا چاہو تو تمہارے
اوپر ہمارے بڑے بڑے احسانات ہیں۔ ہم تملوگون کو راہ نجات کیطرف بلاتے ہیں
اور تم ہملوگون کو ہمیشہ دوزخ کی راہ دکھلاتے رہے اور تملوگ ان دونون منزلون میں
پریشان رہے اور پراگندہ حال بنے رہے۔ بنی امیہ اس پر فخر کرتے ہیں اور زعم
کرتے ہیں کہ وہ معرکہائے جنگ میں شیرون کو مقابلہ میں ثابت قدم رہے۔ تجھپر رونے
والیان روئیں۔ وہ (بنی امیہ) تو سب کے سب قابل لعنت و نفرین ہیں اور (صلحائے
امت کے سردار اور مددگاران با اثر تو بنی عبد المطلب ہیں۔ اے مروان تونے
اور ان تمام لوگون نے جو اس مجلس میں جمع ہیں دیکھا ہے۔ جن مصائب میں تم
گرفتار ہوکر تم ذلیل ہوچکے۔ اور نیز ان لوگون نے مابلکل کیسا تمہارا اتفاق بھی دیکھا ہے
لیکن جب شیران نبرد اور شجاع تمہارے قریب پہونچگیا تو تملوگ اوسکے پاس سے
پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے۔ اسکے بعد تملوگ اسیر کرلیئے گئے اور تمہاری قوم نے وہ
رسوائی اختیار کی کہ آج کے دن تک تو معرکہائے جنگ میں ذلیل ترین خیال کیا جاتا ہے
تو اور میرا خون کرتا۔ تجھپر نفرین ہو۔ تونے ان لوگوں کا اسوقت خون نہیں کیا تھا
جب اونھوں نے حالت غضب کے گھر میں عثمان ابن عفان کو گھسیٹ کر بھیڑ کی طرح
ذبح کرڈالا تھا اور تو اونٹنی کیطرح چلایا کیا۔ اور ہائے مت مرا ہیں مرا کہہ کہہ کر

فمتی بدا المہ فلا تخفضین جفنہ علی القذای فواللہ لاغضن اہل الشام بجیش یضیق فضاؤہ ویستاصل فرسانہ ثم لا ینفعک عند ذلک الروغان والھرب ولا تنفعک تدریجک الکلام۔ فنحن لا یجہل اباؤنا الکرام القدماء الاکابر وفروعنا السادۃ الاخیار الافاضل انطق ان کنت صادقا فقال عمرو انبطق بالخناء وتنطق بالصدق ثم انشا یقول

قد یضرط العیر والمکواۃ تاخذہ
لا تضرط العیر والمکواۃ فی النار

ذق وبال امرک یا مروان۔ فاقبل علیہ معویہ فقال قد نہیتک عن ہذا الرجل وانت تابی الا انہماکا فیما لا یعنیک اربع علی نفسک فلیس ابوہ کابیک ولا ھو مثلک انت ابن الطرید الشرید وھو ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم الکریم ولکن رب باحث عن حتفہ بظلفہ فقال مروان ارم دون بیضتک وقم بحجۃ عشیرتک ثم قال لعمرو لقد طعنک ابوہ فوقیت نفسک بخصییک ومنہا ثنیت اعنتک وقام مغضبا فقال معویۃ لا تجار البحار فتغمرک ولا الجبال فتقہرک واسترح من الاعتذار

تو فریاد کرتا رہا جسطرح مار گزیدہ عورت چلاتی ہو۔ نہ تو اوسکو ایسا تیز چلا کر ہٹا سکا اور نہ تو اوسے اوکر روک سکا۔ اور نہ تو اون سے مقابلہ کرکے اونکو ہٹا سکا تیرا یہ حال تو خوف سے کانپ رہا تھا اور تیری خوف سے آنکھیں قفس (چھپ) گئی تھیں اور تو چلا چلا کر ایسا فریاد کر رہا تھا جیسا غلام اپنے آقا سے فریاد کرتا ہے۔ (پس ایسی حالت میں) ہم نے تجھکو قتل ہونے سے بچالیا اور اب تو اس قابل ہو گیا کہ میرے قتل میں کوشش کرے اور میرے خون کی تمنا کرے۔ اور معویہ بھی تیری طرح قتل عثمان میں شریک (عمل) تھا جیسا تو ویسا ہی وہ۔ ہاتھ پر ہاتھ دہرے بیٹھا رہا اور اپنی بیعت کو ننگ کئے رہا اور تم دونوں اپنے قلب کو بزدل اور نرم بنائے بیٹھے رہے اس لئے کہ تم دونو چاہتے تھے کہ وہ (عثمان) کسی طرح ہٹ جائیں۔ اسکے بعد تمھارے زعم باطل میں ہم معویہ کے حلم کے زیر بار ہیں۔ خدا کی قسم۔ وہی (خدا تعالے) اپنی شان کا سب سے بہتر جاننے والا ہے اور ہم اوسکے اس احسان کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ اوس نے ہمکو امر امامت کا متولی قرار دیا۔ پھر اوسکے تعین میں کیسے تبدیلی ہو سکتی ہے اور اوس امر میں جو اوسکی طرف سے عطا ہوا ہے کون پل مار سکتا ہے۔ خدا کی قسم۔ اہل شام نے اوس لشکر کو دیکھ لیا جس نے اون پر میدان جنگ کو تنگ کر دیا اور اونکے سواروں کو مٹا ڈالا پس تجھکو

اوسوقت رو بازی گریزپائی اور بھاگ جانے سے کیا فائدہ ہوا (اوسی طرح) تجھکو تیرے اس کلام کے ربط سے کوئی منفعت بھی نہیں ہو سکتی۔ ہم لوگ وہ ہیں جنکے آباے کرام۔ اسلاف قدیم اور جنکے اعقاب اخیار اور اخلاف فضیلت شعار کو کوئی فراموش نہیں کر سکتا۔ اے مروان۔ اگر تو سچا ہے تو کہہ۔ کیا سچ نہیں ہے؟ عمر عاص بولا (حقیقتاً) مروان نے جو کچھ کہا وہ خیانت اور خباثت سے کہا اور آپ نے جو کچھ فرمایا وہ صداقت سے۔ یہ کہکر اوس نے یہ شعر پڑھا۔ جب کوئی اونٹ ضرورت سے زیادہ تیز چلا تو وہ ضرور داغ دیا گیا؛ اونٹ کی (بیضرورت) تیزی اوسکے آگ سے داغ دیے جانیکی علامت ہے۔ اے مروان۔ اب اپنے کیئے کی سزا بھگتو۔ یہ سنکر معاویہ آگے بڑھا اور کہنے لگا اے مروان۔ میں نے تو تجھکو پہلے ہی منع کر دیا تھا کہ ان لوگوں سے نہ اولجھو۔ لیکن تو اپنی شرارت نفسی کی انہماک کیوجہ سے نہ مانا۔ تو نے اپنی تقریر کرتے وقت اپنی ذات میں ان چار امور (مخصوص) کا کبھی خیال نہیں کیا کہ اون کے پدر عالیمقدار تیرے باپ کے ایسے نہیں اور نہ وہ بذات خاص تجھہ ایسے ہیں۔ تو تو ایک مردود شریر کا بیٹا ہے اور وہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے فرزند (رشید) ہیں۔ لیکن (تو کیا کرے) تیری پرورش ہی ایسی ہوئی ہے کہ تو اپنی خشونت طبعی کی باعث اپنی ہلاکت کا (آپ) باعث ہوتا ہے۔ مروان بولا۔ اے معاویہ اپنے ہی دائرے میں رہو اور اپنے ہی قبیلہ کے دلائل پر قائم رہو۔ یہ کہکر عمر عاص سے مخاطب ہوکر کہنے لگا جب اونکے پدر عالی مقدار نے تجھے نیزے سے گرایا تو تو نے اپنی شرمگاہ کو دکھلا کر اپنی جان بچائی۔ یہ کہا اور وہ (مروان) مجلس سے غضبناک ہوکر اوٹھ گیا۔ معویہ نے کہا سچ تو یوں ہے کہ کوئی دریا ایسا نہیں ہے جس نے تجھکو غرق نہ کر لیا اور کوئی ایسا پہاڑ نہ تھا جس نے تجپر مصیبت نہ گرائی۔ ان سب کا تدارک وعلاج۔ (صرف) معذرت و عذرخواہی سے ممکن ہے۔

خانہ کعبہ مین امام حسن علیہ السلام اور عمر عاص سے گفتگو

قال ولقی عمر ابن عاص الحسن ابن علی علیہما السلام فی الطواف
فقال یا حسن ازعمت ان الدین لا یقوم الا بك و بابیك فقد
رایت اللہ اقامہ بمعویۃ فجعلہ ثابتا بعد میلہ وبینا بعد خفائہ
افیرضی اللہ قتل عثمان ام الحق ان تدور بالبیت کما یدور الجمل
بالطحان علیك ثیاب کغرقئ البیض وانت قاتل عثمان واللہ انہ
لالم للشعث واسہل للوعث ان یوردك معویۃ حیاض ابیك
فقال الحسن علیہ السلام ان لاہل النار علامات تعرفون وھی
الالحاد فی دین اللہ والموالاۃ لاعداء اللہ والانحراف عن
دین اللہ واللہ انك لتعلم ان علیا لم یتریث فی الامر ولم یشك
فی اللہ طرفۃ عین وایم اللہ لتنتھین یا ابن العاص او لاقرعن
قصتك بعنی جنبنۃ بقوارع وکلام وایاك والجراءۃ علی فانی
من عرفت لست بضعیف الغمز ولا الھش المشاشۃ یعنی
العظام ولا یمری الماکلۃ وانی لمن قریش کاوسط القلادۃ تعرف
حسبی لا ادعی بغیر ابی وقد تحاکمت فیك رجال من قریش فغلب
علیك الامھا حسبا واعظمھا لعنۃ فایاك عنی فانت نجس ونحن
اھل بیت الطہارۃ اذھب اللہ عنا الرجس وطہرنا تطہیرا

عمر عاص نے حضرت امام حسن علیہ السلام کو طواف کعبہ کرتے ہوئے دیکھا او کہا کہ اے حسنؑ
آپ کو یہ زعم (آپکا یہ دعوی) ہے کہ دین (اسلام) بغیر آپ کے یا آپ کے باپ کے
قائم نہین رہسکتا لیکن (بخلاف آپ کے عقیدے کے) خدا نے اوسکا (اسلام کا) قیام
معویہ کے ساتھ قائم فرمایا ہے اور مخفی رہنے کے بعد اسکو ظاہر کردیا ہے کہ کیا خداوند عالم قتل
عثمان سے راضی ہوا ہے؟ کیا جائز طور پر اوسکے گھر کا محاصرہ کیا گیا تھا؟ جسطرح اونٹ
پانی پینے کی جگہ کو گھیر لیتے ہین۔ آپ کا دامن آلودہ ہے اور آپ ہی عثمان کے قاتل ہین
او خدا کی قسم۔ آدمی جسطرح دلدل یا بڑے ریگستان مین پھنس جاتا ہے اوسی طرح معویہ نے آپ
کو آپ کے باپ کے امور (حوضون) مین محصور و مجبور کر رکھا ہے امام حسن علیہ السلام نے
اوسکے جواب مین ارشاد فرمایا کہ اہل دوزخ کے لئے چند علامتین خاص طور پر مقرر کی گئی ہین
وہ یہ ہین کہ۔ خدا کے دین مین الحاد کرنا۔ دشمنان خدا سے موالاۃ کرنا اور دین خدا
سے انحراف کرنا۔ خدا کی قسم۔ تو اسکو یقین کرلے کہ حضرت علی مرتضی علیہ السلام نے کسی
امر مین تاخیر نہین کی اور ایک چشم زدن کے لئے بھی خدا کی معرفت مین شک نہین کیا۔ اور
خدا کی قسم اے ابن عاص مین تجھے رسوا کرڈالونگا او تیرے تمام پوشیدہ واقعات کو اپنے
کلام او بیان سے کھول کر رکھدونگا (یہ تیرا ہونا ہوا کہ) تو مجھپر جرائت کرے! مین تو
تجھکو قدیم ضعیف العمر جنگجو اور مفلوج الاعضا شخص سمجھتا ہون اور ایسی ناکارہ شے
جانتا ہون جو حلق سے اوتاری نہین جاتی۔ او مین جانتا ہون کہ تو عرب کے پست ترین
سلسلہ نسب مین ہے اور تیری اصلیت غیر شخص کیطرف سے اور تیری اصلیت دریافت کرتے وقت قریش سے ایک آدمی نے محاکمہ کیا اور (اس غلبہ) تیرے حسب خبیث
مین خبیث ترین عیوب اور عظیم ترین نفرین داخل ہوگئین اور (با اینہمہ) تو مجھسے برسر مقابلہ آتا ہے۔ او حقیقت تو یہ ہے کہ تو میرے نزدیک (سراپا) نجس ہے۔ اور ہم لوگ
اہل بیت طہارت ہین جن سے خدائے پاک و منزہ نے تمام آلائشون کو دور فرمادیا ہے اور (ہم لوگون کو) ایسا طاہر فرمادیا ہے جیسا طاہر ہونے کا حق ہے

امام حسن علیہ السلام اور عمر عاص پھر ایک مجمع مین

قال واجتمع الحسن ابن علی صلواۃ اللہ علیہما وعمر ابن
عاص فقال الحسن قد علمت القریش باسرھا انی منہا فی

حضرت امام حسن ابن علی صلوات اللہ علیہما اور عمر عاص (پھر) ایک مجمع مین جمع
ہوئے امام حسنؑ نے ارشاد فرمایا کہ مین قریش کی تمام اسرار (کمال حقیقت) کو جانتا ہو

فجاء ابن عباس فضرب بيده على عضد ابن الزبير وقال
اصبحت والله كما قال الشاعر ؎

يا لك من قنبرة بمعمر
خلا لك الجو فبيضي واصفري
ونقري ما شئت ان تنقري
قد ذهب الصياد عنك فابشري
لابد من اخذك يوما فاصبري

قد خلا الحجاز من الحسين ابن علیؑ واقبلت تهدر في جوانبها
فغضب ابن الزبير وقال والله انك لترى انك احق بهذا
من غيرك فقال ابن عباس انما يرى ذلك من كان في حال
شك وانا من ذلك على يقين قال ابن الزبير وباي شيء تحقق
عندك انك احق بهذا الامر مني فقال ابن عباس لانا
احق بمن يدل حقه باي شيء استحق عندك انك احق
بها من سائر العرب الا بنا فقال ابن الزبير استحق عندي
اني احق بها منكم لشرفي عليكم قديما وحديثا فقال ام
انت اشرف ام من شرفت به فقال ان من شرفت به زادني
شرفا الى شرفي فقال أمني الزيادة ام منك فتبسم ابن
عباس فقال ابن الزبير يا ابن عباس دعني من لسانك هذا الذي تقلبه
حيث شئت والله يا بني هاشم لا تحبوننا ابدا قال ابن عباس
صدقت نحن اهل البيت مع الله لا نحب من يبغضه الله قال
يا ابن عباس اما ينبغي لك ان تصفح عن كلمة واحدة قال انما
يصفح عمن اقر واما من هر فلا الفضل لاهل الفضل قال
عند اهل البيت لا تصرفه عن اهله فتظلم ولا تضعه في
اهل غيره فتندم قال ابن الزبير افلست من اهله قال بلى
ان نبذت الحسد ولزمت الجدد (وانقضى حديثهما)

میں ایسے وقت مسجد میں داخل ہوا کہ جب ابن زبیر ایک جماعت قریش کے آگے
اپنی تقریر میں اپنی عالی مرتبتی کا اظہار کر رہا تھا میں نے اوسکا شانہ ہلا کر کہا کہ
تمہاری حالت ایسی ہے جیسا شاعر نے کہا ہے ـ

اے چنڈول ـ خوشحال شہر آکہ تو اپنے جائے آب و دانہ میں ہے
تیرے لئے میدان خالی ہے خوشی سے انڈے دے اور بچے نکال
اور اطمینان کی جگہہ کو جتنا چاہو درست اور نرم کر لے
کیونکہ صیاد تو چلا گیا اب تو خوب خوش ہو
تاہم تجھکو ایک ایسے دن کا انتظار کرنا چاہیے جس دن تو گرفتار ہو جائیگی

(یہاں سے ہم جانبین کی گفتگو مکالمہ کے طور پر لکھتے ہیں)

ابن عباس ـ ابن زبیر سے) ملک حجاز تو امام حسین علیہ السلام سے خالی ہو گیا لیکن
مجھے خوف ہے کہ کہیں تیرا خون بھی نہ اس اطراف میں جائز کر دیا جاوے

ابن زبیر (غضبناک ہو کر) خدا کی قسم ـ تجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھ تم نے میری نسبت
خیال کیا ہے اوسکے مستحق تم ہی اپنے غیر سے زیادہ ہو

ابن عباس تو نے جو کچھ معلوم کیا ہے وہ صرف شک کی حد تک ہے اور میں نے جو سمجھا ہے
وہ یقین کے درجہ تک پہونچا ہوا ہے

ابن زبیر تم کس شئے سے اس امر خلافت میں اپنے آپ کو سب سے زیادہ مستحق سمجھتے ہو

ابن عباس ہم اسکے لئے تم سے زیادہ مستحق ہیں اون دلائل کی رو سے جن سے تمام
استحقاق قائم کئے جاتے ہیں ـ اب تم بتلاؤ تم کس شئے سے بمقابلہ تمام عرب کے باستثنا ہمارے
اسکے لئے اپنے آپ کو مستحق سمجھتے ہو ـ

ابن زبیر ـ میرے استحقاق میرے پاس ہیں اور وہ یہ ہیں کہ میں قدامت
اور جدت دونوں کے اعتبار سے تم پر شرف و فضیلت رکھتا ہوں

ابن عباس ـ یہ شرف تمہارے ذاتی ہیں یا کسی کے واسطے سے تمہیں حاصل ہوئے ہیں

ابن زبیر ـ جس نے مجھے یہ شرف دیا ہے اوسنے میرے ایک شرف کو دوسرے
شرف پر اضافہ کیا ہے

ابن عباس یہ شرافت ہماری طرف سے ہے یا خاص تمہاری طرف سے

یہ کہکر ابن عباس مسکرا دیئے ـ

ابن زبیر ـ اے ابن عباس ـ تم اپنی زبان کو بچا لو ـ یہ تو وہی ہے کہ جدہر
چاہتی ہے اولٹ دیتی ہے ـ خدا کی قسم ـ تم بنی ہاشم کبھی ہم سے محبت رکھنے والے نہیں ـ

ابن عباس ـ یہ تم سچ کہتے ہو ـ ہم اہل بیت خدا کے ساتھ ہیں ـ اور کبھی اوس شخص سے محبت نہیں رکھتے جو خدا سے عداوت رکھتا ہو

ابن زبیر ـ کیا تمہارے لئے یہ کافی نہیں ہوا کہ تم نے (امت کے) ایک امر اتفاق کردہ (اجماع امت) سے انحراف کیا ـ

ابن عباس - اچھا جنھون نے انحراف کیا پھر (آج تک) اونھون نے (اپنے انحراف کا اقرار کیا - یا وہ (اس امر اجماع کو) مکروہ سمجھکر (آج تک) انکار (ہی) کر رہے ہیں - (لیکن یہہ یقین کرلو) کہ فضیلت اہل فضیلت ہی کے لئے ہوتی ہے

ابن زبیر (ہم بھی تو سنین) وہ فضیلت کیا ہے؟

ابن عباس - ہم اہل بیت کے نزدیک جو اس (امر خلافت) کو اوسکے مستحق جانشین سے نکال لیگا وہ ظلم کرنیوالا ہوگا اور جو اس امر کو اوسکے غیر مستحق کے حوالے کریگا وہ ندامت اوٹھانیوالا ہوگا

ابن زبیر - تو کیا تم (حقیقتاً) مجھسے زیادہ اس امر کے مستحق ہو

ابن عباس - (ہان ضرور) اگر حسد چھوڑدیا جاوے اور کوشش (تحقیق) اختیار کیجاے

(ابن زبیر اور ابن عباس کی تقریر ختم ہوگئی)

عبداللہ ابن عباس معویہ کے دربار مین

روی ابن عباس انہ قال قدمت علی معویۃ وقد قعد علی سریرہ وجمع بنی امیۃ ووفود العرب عندہ فدخلت وسلمت وقعدت فقال معویۃ یا ابن عباس من الناس فقلت نحن قال فاذا غبتم قلت فلا احد قال فانک ترے انی قعدت ھذا المقعد بکم قلت نعم فبمن قعدت قال بمن کان مثل حرب بن امیۃ قلت من کفا علیہ اناءہ واجارہ بردائہ قال فغضب وقال ارحنی من شخصک شہرا فقد امرت لک بصلتک واضعفتہا لک فلما خرج ابن عباس قال لخاصتہ الا تسئلونی ما الذی اغضب معویۃ قالوا بلی بفضلک قال ان اباہ حربا لم یلق احدا من رؤساء قریش فی عقبۃ ولا مضیق الا تقدمہ حتی یجوزہ فلقیہ یوما رجل من تمیم فی عقبۃ فتقدمہ التمیمی ثم اراد دخول مکۃ فقال من یجیرنی من حرب بنی امیۃ فقیل لہ عبد المطلب فقال لہ عبد المطلب اجل قدر من ان یجیر علی حرب فاتی لیلا الی دار الزبیر بن عبد المطلب فدق بابہ فقال الزبیر لعبدہ قد جاءنا رجل اما طالب قری واما مستجیر او قد اجبناہ الی ما یرید ثم خرج الزبیر الیہ فقال التمیمی ؎

لاقیت حربا فی الثنیۃ مقبلا
والصبح ابلج ضوءہ للساری

ابن عباس سے منقول ہے کہ مین ایکبار معویہ کے پاس گیا وہ اپنی تخت پر بیٹھا تھا اور تمام بنی امیہ اور عرب کے سردار وفود اوسکے پاس موجود تھے - ہم گئے اور سلام کرکے بیٹھ گئے - معویہ نے پوچھا (بہترین) انسان کون (لوگ) ہین - مین نے کہا ہم لوگ ہم[1] معویہ نے کہا تم جانتے ہو کہ فی الحال اس مقام پر ہم تمہاری بہت کرنیوالے ہین یعنی ہم حاکم وقت ہین اور تم محکوم - مین نے کہا ہان - تم کس امر مین میری رہنمائی کرتے ہو معویہ نے اسکی مثال مین تو حرب ابن امیہ کی آثار وقیادت موجود ہے - مین نے کہا ہان وہی نہ حرب) کون ایسا شخص تہا جو اوسکے غزوہ ساتھ آتے ہین اوسکی مدد کرتا وہی (حرب نہ تم) جو اپنی ردا کو اجارہ مین دیا کرتا تھا - ابن عباس بیان کرتے ہین کہ یہہ سنکر معویہ بہت غضبناک ہوا اور کہنے لگا اے ابن عباس - اب اپنی حاضری سے ایک مہینہ تک مجھو آرام لینے دو - یعنی ایک مہینہ تک میرے پاس نہ آنا تمہارے وظیفہ مقررہ تمکو دیے جائینگے بلکہ اس سے بھی بالمضاعف عطا کیے جانیکا حکم دیتا ہون - جب ابن عباس معویہ کی مجلس سے اوٹھکر اپنے خاص لوگون میں چلے آئے تو کہا کیا تم لوگ ہم سے یہ پوچھنا چاہتے ہو کہ (میرے سلسلہ بیان نے) کس چیز نے معویہ کو اتنا غصہ دلادیا - سب نے کہا جی ہان - مہربانی فرماکر بیان کیجیے - ابن عباس نے کہا کہ اسکے باپ حرب کا یہہ دستور تھا کہ وہ رؤساء قریش مین سے اپنے سے آگے کسی کے چلنے کا روادار نہوتا تھا - بلکہ اگر کوئی اوس سے آگے چلتا تھا تو اوسکو اتنا پریشان کرتا تھا کہ لوگ آخر اوسکو ضمانت پر چھوڑ لاتے تھے - ایکبار قبیلہ تمیم کے ایک شخص

[1] معاویہ! اگر تم نہ رہتے میں نے کہا پھر کوئی بھی نہیں بہترین مردم کہلانے کے قابل رہے گا

نے اوسے (حرب کو) اپنے پیچھے دیکھا اور وہ چلتے میں ان سے آگے بڑھ گیا۔ آخر اوس (حرب) نے اوسکو (مرد تمیمی کو) آگاہ کر دینے کے لئے کہا کہ میں حرب بن امیہ ہوں۔ اوس مرد تمیمی نے ان کے کہنے پر کوئی توجہ نہیں کی اور راہ کے آگے آگے چلا گیا۔ حرب نے کہا کہ کیا تم مکہ جاتے ہو۔ اوسکے سوال سے مرد تمیمی کو خوف ہوا جب مکہ میں داخل ہونے لگا تو اوس نے دریافت کیا کہ کون شخص اوسکو حرب بن امیہ سے بچا سکتا ہے لوگون نے کہا عبدالمطلب اور وہی ایسے جلیل القدر بزرگ ہیں جو تمکو حرب ابن امیہ سے پناہ دے سکتے ہیں۔ وہ مرد تمیمی رات کے وقت زبیر ابن عبدالمطلب کو دروازے پر پہونچا اور دق الباب کیا اور (آواز سنکر) زبیر نے اپنے غلام سے کہا کہ (دیکھو) کوئی (شخص) ہمارے گھر قیام کرنا چاہتا ہے یا (ہمارے گھر) پناہ لینا چاہتا ہے (بہر حال) اوسکا جو ارادہ ہو وہ مجھے قبول ہے۔ کواڑ ہے کھلے۔ زبیر (مہمان کے خیر مقدم کو) باہر نکل آئے۔ مرد تمیمی (جو انکی گفتگو کو سن چکا تھا) انکو دیکھکر کہنے لگا۔

فدعا بصوت واكتني ليروعني
فتركته كالكلب ينبح ظله
واتيت قوم معالم وفخار
ليثا هزبرا السجار بعزة
رخت المباة مكرم للجار
ولقد خلقت بمكة وبزمزم
والبيت ذي الحجار والاستار
ان الزبير لمانعي من خوفه
ما كبر الحجاج في الامصار

مین نے حرب کو اوسکی بڑی شان کے ساتھ اپنے آگے جاتے دیکھا۔ اوس وقت صبح کی روشنی چلنے والون کو راہ دکھلاتی تھی (یعنی اچھی طرح دن نکل آیا تھا) مجھکو وہ ایک مہیب آواز سے خوف دلانے کے لئے حملہ کرتا ہے۔ مین نے اوسکو کتے کی طرح زور سے بھونکتا ہوا پیچھے چھوڑا اور (مین) اون لوگون سے آملا جو مرکز علم و افتخار ہین۔ ہمسایون کو آرام دینے والے اور تکریم کرنے والے ہین۔ اونکی اصلیت مکہ، زمزم اور اوس خانہ (خدا) سے ہے جو پتھر کا بنا ہے اور جس پر پوشش پڑی ہے۔ اور ان لوگون مین زبیر ایسے شخص ہین جنکی تکبیرون کی آوازون کے خوف سے حاجی لوگ تکبیرین نہ کہہ سکتے (مونہہ سے آوازین نکال سکتے)

فقدمه الزبير واجاره ودخل به المسجد فرآه حرب
فلطمه فحمل الزبير بالسيف فولى هاربا يعدو حتى دار
عبد المطلب فقال اجرني من الزبير فاكفا عليه جفنة
كان هاشم في الناس فيها تحتها ساعة ثم قال له
اخرج قال وكيف اخرج وعلى الباب تسعة من بنيك
قد احتبوا بسيوفهم فالقى عليه رداء كان كساه
اياه سيف بن ذي يزن له طرتان خضروان فخرج
عليهم فعلموا انه قد اجاره عبد المطلب فتفرقوا عنه

پس زبیر اوسکو گھر لائے اور اوسکی جان کے ضامن ہوئے پھر اوسکو لیکر بیت اللہ مین لائے۔ حرب بن امیہ نے اوس مرد تمیمی کو دیکھا اور جھپٹ کر اوسکو طمانچہ مارا۔ یہ دیکھکر زبیر نے اوسپر تلوار سے حملہ کیا۔ حرب خوف سے بے تحاشا بھاگا اور عبدالمطلب کے گھر مین داخل ہوا اور چلا چلا کر کہنے لگا۔ مجھکو زبیر سے بچالو۔ اوسکو ہاشم کی ڈھال کے نیچے چھپا دیا گیا پھر اوس سے کہا گیا کہ باہر آؤ۔ حرب بولا۔ واہ۔ کیسے باہر آؤن۔ ابھی تو دروازے پر تمہارے نو لڑکے کھڑے ہین۔ وہ مجھو اپنی تلوارون سے گرا دینگے۔ اوس وقت حرب ایک چادر اوڑھے تھا اور وہ خطدار کملی تھی جو سیف بن ذی یزن (بادشاہ یمن) نے اوسکو دی تھی۔ اور اوسمین سبز رنگ کے دو پھندنے لگے تھے۔ حرب نے وہ چادر لوگون کیطرف پھینک دی اور چلا گیا لوگون نے سمجھ لیا کہ عبدالمطلب کا یہ حق اجارہ ہے۔ لوگ اس سے علحدہ ہو گئے۔

مجلس فقال عمرو ابن العاص دعني يا امير المؤمنين
انتصف منه فوالله ماترك شيئا قال ابن عباس دعه
فلا يبقى المبقي الا على نفسه فوالله ان قلبي لشديد و
ان جوابي لعتيد والى لكما قال نابغة بني ذبيان

اور قبائل قریش مین پست ترین (مردم) شمار کیے جاتے تھے۔ نہ ایام جہالت مین وہ مشہور ہوے اور نہ زمانہ اسلام مین اونکی سابقت ذکر ہوئی۔ تو بھی اس قابل ہوا کہ باوجود خود مقدوح ہونے کے دوسرون پر زبان طعن کھولے اور اپنے بڑون کے حق مین کمزوری کے کلام کرے

حالانکہ خدا کی قسم وہ باعتبار بزرگی کے روشن ترین اور بلحاظ دشمنی وخصومت درد ترین ہین۔ اگر معویہ تجھی رتبہ بلند و رفیع پر بھی پہونچا دے (تاہم) تو ظالم (رب) کہا جائے گا۔ اسلیے کہ اوس نے تیری خواہشون کو آسان کردیا اور اسوجہ سے تیری حرص الطیبی اسقدر سرکش اور ناقابل برداشت ہوگئی ہو کہ تیری مراد (خود) پوری نہو سکی اور تیری شاخ تمنا بارور نہوسکیگی۔ اتنا سنکر حضرت عبداللہ ابن جعفر نے (غایت اخلاق سے) فرمایا۔ اے ابن عباس مین آپکو قسم دیتا ہون کہ آپ خموش ہوجایئے۔ یقینا آپ نے میری طرف سے خوب (معترض پر) تیر افگنی فرمائی اور کامل طور سے میری تمام حامی کے حقوق ادا فرمائے۔ عبداللہ ابن عباس نے فرمایا کہ آپ بھی اوراس غلام (زادے) کو چھوڑدین کیونکہ وہ قابل سزا ہے اور کوئی اسکی پشت پناہی نہین کرسکتا پس اوسپر وہ شیر غضبناک حملہ آور ہوا جو دلیرون کا معین و مددگار ہے اور (دشمنون کی) ارواح کا نکال لیجانے والا ہے۔ یہ سنکر عمر عاص نے معویہ کو مخاطب کرکے کہا اے امیرالمومنین میری دادرسی کیجیے۔ خدا کی قسم۔ اب تو کوئی بات اوٹھا نرکھی۔ حضرت عبداللہ ابن عباس نے کہا ہم نے اوسے چھوڑدیا اور اب باقی رکھنے والے نے سواے اوسکی ذات کے کچھ باقی نہین چھوڑا۔ قسم بخدا میرا قلب استوار ہے اور تم دونوں کے لیے میرا جواب (ہمیشہ) طیار ہے۔

غانمہ بنت غانم کی اہل مکہ سے تقریر دربارہ معاویہ مین اوسکی طلبی اور دلیرانہ تقریر

قال وبلغ غانمة بنت غانم سب معوية وعمرو ابن العاص لبني هاشم
فقالت لاهل مكة ايها الناس ان بني هاشم سادت فجادت
وملكت فملكت وفضلت وفضلت واصطفت واصطفيت ليس
فيها كدر فلا افك ولا ريب ولا خسر طاغين ولا خاربين
ولا نادمين ولا هم من المغضوب عليهم ولا الضالين
ان بني هاشم اطول الناس باعا وامجد الناس اصلا و
اعظم الناس حلما واكثر الناس علما وعطاء منا عبد مناف
المؤثر وفيه يقول الشاعر

كانت قريش بيضة فتفلقت
فالمح خالصها لعبد مناف

وولد لها هاشم الذي هشم الثريد لقومه وفيه يقول الشاعر

عمرو العلى هشم الثريد لقومه

معلوم ہو کہ غانمہ بنت غانم نے بنی ہاشم کی طرف سے معویہ اور عمر عاص کے عیب بیان کرتی ہے اور اوس قبل مین اونے اہل مکہ سے کہا کہ بنی ہاشم وہ بزرگوار ہیں صاحبان وقار ہین جو ہمیشہ سرداری (رہبری) کرتے آئے ہین۔ بادشاہ (حاکم) ہین اور بادشاہ بنائے گئے۔ صاحبان فضیلت ہین اور صاحبان فضیلت بنائے گئے ہین منتخب ہین اور منتخب کیے گئے ہین۔ اونمین کسی قسم کی کدورت نہین۔ اونکے نفوس مین جھوٹ اور شک داخل نہین اور نہ اونکی شان اعزاز کو گمراہان زمانہ۔ مالداران دنیا اور امرا و سلاطین گھٹا نہین سکتے اور نہ وہ مقدس گروہ مغضوب علیہم ولا الضالین مین ہوسکتا ہے۔ یقینا بنی ہاشم سب سے زیادہ لمبے ہاتھون والے اور بلند ترین مردم مین شرافت مین ہین۔ عظیم ترین علم وعطا کے اعتبار سے کثیر اور ہمارے عبد مناف انہی مین ہین جنکی شان مین شاعر نے کہا ہے۔ قوم قریش ایک بیضہ (تخم مرغ) کی مثال تھی جب وہ شگافتہ ہوا تو اوسکے زردہ خالص عبد مناف ہین۔ اونکے ہی فرزند ہاشم ہین۔ یہ وہ بزرگوار ہین جنھون نے روٹیان توڑ کر قوم کو کھلائین اور تمام مکہ کے لوگون کو لاغری سے موٹا کردیا اور ہمین لوگون مین

ورجال مکۃ یستنون عجاف ومنا عبد المطلب الذی سقینا به الغیث وفیه یقول ابی طالب ۔ ونحن سنی المحل قام شفیعنا بمکۃ یدعوا والمیاہ تغور ؛ وابنه ابی طالب عظیم قریش وفیه یقول الشاعر ۔ اتیته ملکاً فقام لحاجتی ؛ وتری العلیج خائبا مذموما ومنا العباس بن عبد المطلب اردفه رسول الله صلعم واعطاه ماله وفیه یقول الشاعر ردیف رسول الله لم تری مثله ؛ ولا مثله حتی القیامۃ یولد ومنا حمزۃ سید الشهداء وفیه یقول الشاعر ۔ ابا یعلی بکت الارکان هات وانت الماجد البر الوصول ومنا جعفر ذو الجناحین احسن الناس حالا واکملهم کمالا لیس بغدار ولا جبان ابدله الله بکلتی یدیه جناحین یطیر بهما فی الجنۃ وفیه یقول الشاعر ۔ هاتوا کجعفرنا ومن علیّنا ؛ کانا اعز الناس عند الخالق ومنا ابو الحسن علی ابن ابی طالب صلواۃ الله علیهما افرس بنی هاشم واکرم من احتبی وانتعل فیه یقول الشاعر ۔ علی الف القرآن صحفا ؛ ووالی المصطفی طفلا صبیا ؛ ومنا الحسین بن علی علیهما السلام سبط رسول الله صلعم وسید شباب اهل الجنۃ وفیه یقول الشاعر ۔ حب الحسین ذخیرۃ الجنۃ ؛ یا رب فاحشرنی فی حزبه ۔ یا معشر القریش والله ما معویۃ کامیر المومنین علیؑ ولا هو کما یزعم هو والله شانی رسول الله وانی اتیت معویۃ وقائله له ما یعرق عنه جبینه ویکثر منه عویله وانینه فکتب عامل معویۃ الیه بذلک فلما بلغه الما قربت منه بدار ضیافۃ فتنظفت والقی فیها فرش فلما قربت من المدینۃ استقبلها یزید فی حشمه ومالیکه فلما دخلت المدینۃ اتت دار اخیها عمر ابن غانم فقال لها یزید ابن معویۃ ان ابا عبد الرحمان یامرک ان تنتقلی الی دار ضیافۃ وکانت لا تعرفه فقالت من انت کلاک الله فقال انا یزید ابن معویۃ قالت فلا رعاک الله تعالی یا ناقص لست بزاید فتغیر لون یزید

عبد المطلب مین ۔ جنکے وسیلے سے ابر ہملوگون پر پانی برستا ہے ۔ جسکی شان مین ابی طالب نے کہا ہے ۔ ہملوگ وہ عالی مقام ہین کہ جب شفاعت کے لئے کھڑے ہوتے ہین اور مکہ مین دعا مانگنے لگتے ہین تو چشمہا ے آب جوش مارنے لگتے ہین اونکے فرزند ارجمند ابیطالب ہین جو قریش کے سردار ہین ۔ جنکی شان مین شاعر قریش کہا تھی ۔ خدا نے اونھین حکومت و ملکداری دی ہے اور وہ سب کی حمایت و حاجت برآری کیا کرتے ہین اور کافر بیدین بیہ دیکھکر ذلیل و پشیمان ہوا کرتا ہے ۔ ہمین لوگون مین عباس ابن عبد المطلب بھی ہین جو سواری پر رسول اللہ صلعم کے ساتھ سفر مین ردیف ہوا کرتے تھے اور جنہون نے اپنا مال آنحضرت صلعم کو نذر کر دیا تہا اونکی تعریف مین شاعر نے کہا ہے ۔ وہ رسول اللہ صلعم کے ردیف تھے ۔ اونکی مثال آج تک نہین دیکھی گئی اور نہ مثال اونکی قیامت تک پیدا ہو سکے گی ۔ ہمین لوگون مین حمزہ سید الشہدا تھے اونکی مدح مین شاعر نے کہا ہے ۔ اے ابو یعلی جس شخص نے اونکی ہمیشہ ہدیہ پیش کیا ؛ آپ ایسے عالی حوصلہ ہین کہ آپنے اوسکے صلہ مین اوسے آزادی کامل عطا فرمائی ۔ ہمین لوگون مین جعفر ذو الجناحین ہین دو شہپر والے جنکے ذریعہ سے وہ بہشت مین پرواز کرتے ہین اونھین کی مدح مین شاعر نے کہا ہے ۔ تم بھی لاؤ کوئی ہمارے جعفر اور ہمارے علیؑ کے ایسا یہہ دونون بزرگوار خالق روزگار کے آگے عزیز ترین مردم ہین ہمین لوگون مین ابو الحسن علیہ ابن ابی طالب علیہ السلام ہین جو شجاع ترین بنی ہاشم ہین اور ہمارے محبوب ترین بزرگوار شاعر نے انکی تعریف مین کہا ہے ۔ علی وہ بزرگ ہین جنہون نے قرآن مجید کو کتاب کی صورت مین جمع کیا تہا اور بچپن ہی سے عالم مین خدا رسول خدا صلعم نے اونکی پرورش فرمائی ہمین لوگون مین جناب امام حسین بن علی بن ابی طالب علیہم السلام بھی ہین ۔ جو جوانان بہشت کے سردار ہین اور سبط رسول مختار ۔ جنکی مدح مین شاعر نے کہا ہے ۔ حسینؑ کی محبت سرمایہ (آخرت) ہے ؛ اے پروردگار کل (روز قیامت) تو مجھکو اونکے گروہ مین محشور فرما ۔ اے معشر قریش ۔ خدا کی قسم ۔ کبھی معاویہ علیؑ کے برابر نہین اور نہ کبھی وہ ایسا ہے جیسا مشہور کیا جاتا ہے خدا ہمارا کفیل حال ہے اور نبی ہمارا جائے پناہ ہے ۔ اور اوس (معویہ) سے ہیہ سبب کہو ۔ (کہ ان وائل نہ سکر) کہ اوسکی پیشانی پر پسینہ آ جائے

ذاتی ابا ہ فاخبرہ فقال ھے اسن قریش واعظمهم حلما
قال یزید حتی نحدّ لها قال کانت تعدّ علی عہد رسول الله ۲
اربعمائة عام وهی من بقیّة الکرام فلمّا کان من الغد اتیها
معویة فسلّم علیها فقالت علی المومنین السّلام وعلی الکافرین
الهوان والملام ثمّ قالت افیکم عمر عاص قال عمرو ها انا ذا
قالت انت تسب قریشا وبنی هاشم وانت اهل السّب و
الیك یعود السّب یا عمرو والله انی عارفة بك وبعیوبك وعیوب
امّك وانی اذکر لك ولدت من امة سوداء مجنونة حمقاء
تبول من قیامها وتعلوها اللئام واذا لامسها الفحل فکان نطفتها
انفذ من نطفة رکبها فی یوم واحد اربعون رجل واما انت
فقد رائیتك غاویا غیر مرشد ومفسدا غیر مصلح والله لقد
رائیت فحل زوجتك علی فراشك فما اغرت ولا انکرت واما
انت یا معویة فما کنت فی خیر ولا ربیت فی نعمة فما لك
ولبنی هاشم انساؤك کنساءهم ام اعطی امیّة فی الجاهلیّة
والاسلام ما اعطی هاشم وکفی فخرا برسول الله صلی الله علیه
واله وسلم فقال معویة انا کاف عن بنی هاشم قالت فانی کتب
علیك کتابا فقد کان رسول الله صلعم دعا ربّه ان یستجیب
لی خمس دعوات فجعل تلك الدّعوات کلها فیك فخاف معویة
فحلف ان لا یسبّ بنی هاشم ابدا - فهذا ما کان بین
معویة وبنی هاشم من المفاخرة

اور اوسکا غم والم سب جاتا رہے - عامل مدینہ نے یہ ساری روئداد معویہ کو لکھ بھیجی
معویہ نے غانمہ کو بلا بھیجا - جب معویہ کو خبر ہوئی کہ غانمہ اسکے پاس جاتی ہے
تو معویہ نے دار الضیافت (شاہی مہمانخانہ) میں اوسکے ٹھہرانے جانیکا حکم
دیا اور اوسمین فرش کیا گیا جب غانمہ مدینہ کے قریب پہنچی تو (باپ کی طرف)
یزید نے تمام حشم وخدم کے ساتھ اوسکا استقبال کیا جب شہر میں وہ داخل
ہوئی تو براہ راست اپنے بھائی عمر ابن غانم کے گھر میں جا اوتری - یزید نے اوس سے
کہا کیے ابو عبد الرحمن نے (معویہ کی کنیت ہے) حکم دیا ہے کہ میں تمکو یہاں سے لیجا کر
مہمان خانہ شاہی میں ٹھہراؤں - غانمہ یزید کو نہیں پہچانتی تھی - کہنے لگی - ارے
تو کون ہے؟ خدا تجھے رسوا کرے - یزید نے جواب دیا - میں ہوں یزید معویہ کا بیٹا
اوس نے کہا - خدا تیری رعایت نکرے - ارے تو تو ناقص ہے - ذلیل کہاں سے ہوگا
یہ سنکر یزید کا رنگ اوڑ گیا - وہاں سے لوٹ کر اپنے باپ کے پاس چلا آیا اور تمام
واقعہ سے اوسکو اطلاع دی - معویہ بولا وہ عورت تمام قریش میں سب سے زیادہ عمر والی
ہے اور اونمین سب سے زیادہ قدر والی - یزید نے پوچھا اوس کا کیا سن ہوگا معویہ نے
کہا وہ جناب رسولخدا صلعم کے زمانے میں چار سو برس کی ہوچکی تھی - اور فی الحال
وہی باقیماندگانِ بزرگان سلف میں شمار ہوتی تھی - دوسرے دن معویہ خود اوسکے
پاس آیا اور اوسے سلام کیا اور اوس نے کہا کہ مومنین پر میرا اسلام پہنچے اور کافرین
پر میری اہانت وملامت - پھر اوس نے پوچھا کیا تم لوگوں کے ساتھ عمر بن عاص بھی
ہے - عمر عاص بولا - ہاں میں تو یہیں ہوں - اوس نے پوچھا - ارے تو ہی قریشیوں
اور بنی ہاشمیوں کو برا کہتا ہے - ارے تو ہی تو برا ہے اور تیری خلقت برائی سے
بھری ہے اور تیرا برائی کرنا یا گالی دینا تجھی پر لوٹ کر پڑتا ہے - اے عمر عاص - تو یقین
کرلے کہ میں تیری حقیقت اور اصلیت کو خوب جانتی ہوں - اور تیرے اور تیرے ماں باپ کے عیوب کو خوب پہچانتی ہوں اور میں اونکو اسوقت تجھسے بالتفصیل
بیان کیے دیتی ہوں (اور وہ یہ ہے) کہ تجھکو ایک زن حبشیہ نے پیدا کیا جو مجنون تھی اور بے وقوف وبےعقل - کھڑے کھڑے پیشاب کرتی تھی - اوس پر اوباش اور
اوباش سواری کیا کرتے تھے - اونھیں بدکاروں میں سے کسی نے مقاربت کی اور تو اوسکے نطفہ سے خارج ہوا - ایکبار چالیس مرد اوس پر چڑھے اوترے اور اب انھیں
اوسے تو اپنی غوایت طبعی کو سمجھ لے - تو راہ دکھلانیوالا نہیں ہے بلکہ گمراہ کرنیوالا - تو اصلاح کرنے والا نہیں ہے بلکہ فساد پھیلانیوالا - خدا کی قسم - میں نے
تیری ماں کے فرش پر ایک جوان کو خود دیکھا ہے لیکن نہ کبھی تجھکو اسکی غیرت آئی اور نہ کبھی تو نے اس سے منع کیا - اور تو اے معویہ - تجھ میں کبھی نیکی نہ سمائی اور
نہ کبھی تو نے نعمات الٰہی میں پرورش پائی - ارے تجھے بنی ہاشم کے ساتھ کیا پڑ گئی ہے - ارے تیری عورتیں کیا اونکی عورتوں کی ایسی ہوسکتی ہیں؟ اور کیا بنی امیہ نے جہالت واسلام
دونوں زمانوں میں ایسا ایثار وکرم کیا ہے جیسا بنی ہاشم نے کر دکھلایا ہے - اور اون کی مفاخرت کے لئے جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ والہ وسلم کی ذات بابرکات کافی ہے -
معویہ نے جواب دیا - اے محترمہ عورت میری لیئے بنی ہاشم کافی ہے - اوس نے کہا (اگر حقیقتاً ایسا ہی) تو اسے لکھ لے کہ میں نے ایکبار آنحضرت صلعم کو یہ دعا مانگتے ہوئے سنا ہے
کہ پروردگار تو میری ان پانچ دعاؤں کو قبول فرما لے اور مجھے خوب یاد ہے) کہ وہ پانچوں دعائیں تیرے خلاف تھیں یہ سنکر معویہ ڈر گیا اور اوس نے حلفاً قسم کھائی کہ وہ بنی ہاشم کو آج سے برا نہ کہے گا

(اس مقام پر) بنی ہاشم اور بنی امیہ کی باہمی مفاخرت کا باب ختم ہو گیا)

انکشاف حقیقت

(مقدمہ)

مفاخرت بنی ہاشم پر تاریخ کی تصدیقی شہادت

مفاخرت کے مذکورہ بالا مکالمات پر۔ عقاید کی تفنیات کو ہٹا کر۔ اگر محض تاریخی تصدیقات کے اعتبار سے دیکھا جائے تو معلوم ہو جائے گا کہ مروان۔ عمر عاص۔ زیاد ابن سمیہ اور خود معویہ کی زبانی محاسن۔ بنی امیہ کا کلام اخلاق کی تلمیحات و اشارات۔ صریح زبردستی اور حکومت پرستی ہے۔ جسکو نہ واقعیت سے علاقہ ہے اور نہ اصلیت سے سروکار۔ عنوان واقعہ ہی میں معویہ نے پہلے حضرات بنی ہاشم کے مقابلہ میں اپنی کمزوری اور باہمی مکالمہ کی مجبوری کا اعتراف کر کے اپنی اور اونکی (تمام بنی امیہ کی) طرف سے انکشاف حقیقت کر دیا ہے۔ اس بنا پر معویہ اور بنی امیہ کے ضعف استدلال کی حقیقت تو یہیں سے معلوم ہو گئی لیکن اونکے حواشی کی غلط مدح سرائی اور حوصلہ افزائی نے ان مجالس مفاخرت کی بنیاد ڈالی اور نتیجہ میں ذلت و رسوائی اور ندامت و پشیمانی اوٹھائی۔

استحقاق مفاخرت

معویہ۔ مروان۔ عمر عاص اور زیاد بن سمیہ وغیرہم نے اپنی مختلف تقریروں میں اپنی طرف سے جو اسباب واستحقاق مفاخرت پیش کیے وہ مجموعاً حسب ذیل پائے جاتے ہیں ـــ

(۱) بنی امیہ کا معرکہ جنگ میں عدیم المثال استقلال

(۲) معرکہاے جنگ میں بنی امیہ کے دلیرانہ اور شجاعانہ مظاہرے

(۳) فتوحات کے بعد مفتوحین کے ساتھ بنی امیہ کی خاص مراعات و رعایات

(۴) بنی ہاشم و بنی عبد المطلب کے حملات پر بنی امیہ کی فروگذاشت

(۵) بنی امیہ کی مہمان نوازی اور عام فیاضی

پہلی دلیل استحقاق ـ پہلی دلیل بنی امیہ کی معرکہاے جنگ میں استقامت و استقلال ہے۔ اسکے اجمالی جواب میں۔ بدر۔ احد۔ خندق وغیرہ کے جنگی کارنامے شہادت تاریخی کیلئے کافی ہیں۔

دوسری دلیل استحقاق ـ دلیرانہ اور شجاعانہ مظاہرات بھی بنی امیہ کے فتح مکہ کے دن ثابت ہو گئے۔

تیسری دلیل استحقاق ـ اپنی قدیم شرافت پیش کر کے بنی امیہ کے موجودہ معارف کا یوں اظہار کیا جاتا ہے کہ زمانہ رسالت میں بنی ہاشم و بنی عبد المطلب (آنحضرت صلعم) کے ہاتھوں سے۔ بدر۔ احد۔ خندق اور فتح مکہ میں متواتر شکستیں کھا کر بنی امیہ نے جو نقصانات اوٹھائے اپنے دوران حکومت میں اونکا کوئی خیال نہیں کیا۔ بلکہ بخلاف اسکے عبد المطلب کو گویا معاف کر دیا۔ اسکے اجمالی جواب میں تو حضرت علیؑ کے ساتھ معویہ اور تمام بنی امیہ کے معرکہاے صفین میں ستر لڑائیاں۔ مالک ابن اشتر کی زہر خورانی۔ محمد ابن ابی بکر کا قتل۔ پسران حضرت عبد اللہ ابن عباس کا کمین ظالمانہ قتل۔ اسکے بعد خاص حضرت امام حسن علیہ السلام کو زہر دلوانا تاریخی شاہدات موجود ہیں

چوتھی اور پانچویں دلیل استحقاق ـ بنی امیہ کی رعایات و مراعات۔ اونکی مہمان نوازی اور عام فیاضی کی نسبت امیہ اور ہاشم۔ عرب اور عبد المطلب کے واقعات عرب کی تمام تاریخوں میں محفوظ ہیں۔ وہی باہمی ترجیح و تفضیل کے فیصلہ کن ثابت ہوں گے۔

حقیقت کا تفصیلی انکشاف

حقیقت بین نگاہوں میں یہ تمام فردبیان سفید جھوٹ ہے۔ حقیقت حال معاملہ کو برعکس

تبلاتی ہے۔ قبل و بعد اسلام جو معرکہ ہوا ہے جنگ میں ہمیشہ بنی ہاشم ہی کا استقلال تاریخون سے ثابت ہے نہ بنی اُمیہ کا۔ ایام جاہلیت کو قریب الاسلام زمانہ کا آخری قومی معرکہ۔ حلف الفضول ہے۔ ظالمان قوم کے ساتھ بنی امیہ تھے۔ بنی ہاشم نہین۔ بالآخر میدان جنگ بنی ہاشم ہی کے ہاتھ رہا ابن ہشام ابن اثیر۔ طبری اسلامی معارک مین فتح بدر سے لیکر فتح مکہ تک۔ ہر موقع و ہر مقام پر بنی ہاشم ہی کا استقلال ثابت ہوتا ہے۔ اور بنی امیہ کا ہمیشہ فرار اسی سے انکے دلیرانہ و شجاعانہ جوہرون کا بھی پورا اندازہ ہوجاتا ہے

اب رہا بنی امیہ کی وعدہ وفائی اور مہمان نوازی کی بجائے انکی بدعہدی۔ کج خلقی۔ مظالم۔ بخالت اور سخت سود خواری کے واقعات عرب کی سیر قدیم مین بکھرے پڑے ہین۔ انکے خلاف بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب کے محاسن اخلاق۔ استغنا۔ ایثار و احسان۔ اعانت مظلومین اور ضیافت واکرام غربا و مساکین کی تفصیل مین دفتر کے دفتر طیار ہین۔ پھر ان مشاہدات تاریخی کے مقابلہ مین محاسن بنی امیہ کی بکواس سُننے کا جسکو اصلیت و واقعیت سے کوئی لگاؤ نہین۔

بنی امیہ کے نقصانات — جنگ بدر مین شیبہ۔ ربیعہ۔ ولید اور حنظلہ بن ابی سفیان کے قتل سے جسقدر بنی امیہ کو نقصان اوٹھانے پڑے تھے اتنے ہی

بنی ہاشم کے عظیم نقصانات — آنحضرت صلعم کو بھی۔ ابوعبیدہ ابن حارث ابن عبدالمطلب۔ حارثہ ابن سراقہ۔ عمر ابن الحمام۔ عوف ابن حارث الف اور سعد بن خیثمہ کے پے در پے شہادت پانے اور ہمیشہ کے لیے چھٹ جانے کی وجہ سے صدمہ عظیم پہونچا تھا

ابوعبیدہ کی شہادت کی تفصیلی حالات — اب ان شہدائے بدر کی شہادت کے تفصیلی حالات یہ ہین۔

جنگ بدر کے موقع پر کفار قریش سے حسب ذیل بنی ہاشم مقابل ہوئے۔ حضرت حمزہ نے عتبہ سے مقابلہ کیا۔ ابوعبیدہ نے شیبہ سے اور حضرت علی نے ولید سے۔ عتبہ کو حضرت حمزہ نے مار گرایا۔ ولید کو حضرت علی کی تیغ ابدار نے بسمل کر دیا۔ مگر شیبہ کی تیز دستی ابوعبیدہ کی ران پر زخم کاری لگا گئی۔ اور وہ زخمی ہوکر زمین پر گر پڑے۔ انکے گرتے ہی حضرت حمزہ اور حضرت علی نے موقع پر پہونچکر شیبہ کا کام تمام کر دیا اور مجروح ابوعبیدہ کو اپنے کاندھون پر اوٹھا کر خدمت رسول مین اوٹھا لائے۔ ابوعبیدہ کا زخم کاری تھا۔ اور کثرت سے خون جاری۔ ابوعبیدہ نے حاضر خدمت ہوکر نہ زخم کی تکلیف بیان کی اور نہ درد و تکلیف کی شکایت۔ جمال مبارک پر نظر کرتے ہی پوچھا تو یہ۔ یا رسول اللہ کیا مین درجہ شہادت پر فائز نہین ہوا آپ زاس خالق جان نثار رسالت اور طلبگار شہادت کے جواب مین ارشاد فرمایا۔ تم ضرور فائز بشہادت ہوئے۔ زبان رسالت سے یہ بشارت سنتے ہی ابوعبیدہ کے چہرہ افسردہ اور روئے پژمردہ پر اصلی فرحت اور ابدی اطمینان و راحت کے آثار نمایان ہوگئے اور اوس کامل الایمان نے بطور یادگار عرض کی۔ یا رسول اللہ۔ ہمارے اور آپ کے چچا ابو طالب افسوس ہے کہ اسوقت زندہ نہین۔ اگر وہ موجود ہوتے تو اس موقع پر وہ معترفانہ طور پر اقرار کرتے کہ اونکے اس شعر کا۔ جو حضور ہی کی مدح مین نظم کیا گیا تھا اصل مستحق مین ہون وہ شعر یہ ہے ؎

ونسلمہ حتی یصرع حولہ　　ونذھل عن ابنائنا والحلائل

ہم اوسوقت تک محمدؐ کو دشمنون کے حوالہ نہ کرینگے جبتک کہ اونکے گرد لڑکر نہ مرجا وینگے　　ہم محمدؐ کے لیے اپنی بیٹون اور اپنی بیبیون کو بھول جائین گے

اوپر بیان ہوچکا ہے کہ انکا زخم کاری تھا۔ جنگ بدر سے واپسی مین منزل روحاء پر پہونچکر یہ مجاہد جان نثار انتقال کر گیا اور یہ شہید راہ خدا وہین مدفون کر دیا گیا۔ صحیح بخاری باب التفسیر مین ہے

من قیس بن عبادہ قال قال علی انا اول من یجثو بین یدی الرحمن للخصومۃ یوم القیامۃ قال قیس وفیھم نزلت ھذان خصمان اختصموا فی ربھم الخ قال ھم الذین تبارزوا یوم بدر حمزۃ وعلی وعبیدۃ

قیس ابن عبادہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت علی نے کہ مین قیامت کے دن سب سے پہلے اپنا جھگڑا پیش کرونگا۔ قیس کہتے ہین کہ یہ آیت۔ وہ دو مدعی اپنے رب کے واسطے الخ۔ اون لوگون کے واسطے نازل ہوئی ہے جو جنگ بدر مین لڑے اور

من المؤمنین و عتبۃ و شیبۃ و ولید بن عتبۃ من الکافرین — در حمزہ علی اور ابوعبیدہ مومنین سے تھے اور عتبہ شیبہ اور ولید بن عتبہ کافرین سے تھے

حارثہ بن سراقہ کی شہادت

علامہ زرقانی انکی شہادت کی یون تفصیل کرتے ہین ۔

حارثہ بن سراقہ یا خراشہ لشکر اسلام کی صفون مین گھوم گھوم کر دیکھتے تھے کہ کون شخص مقابلہ کیلئے نہین نکلتا ہے اس اثنا مین ایک تیر اوڑتا ہوا آیا انکے وسط حلق پر بیٹھا اور یہ جان بحق تسلیم ہوگیے ۔ انکی غریب مان اُم ربیع یہ حال دیکھکر انحضرت صلعم کیخدمت مین دوڑی آئین اور عرض کرنے لگین ۔ آپ ارشاد فرمایئن ۔ اگر حارثہ بہشت مین داخل ہوگیا ہے تو مین صبر کرکے خموش ہو جاؤن ۔ ورنہ آپ دیکھینگی مین دشمنون کے ساتھ کیا کرون گی ۔ آپ نے فرمایا بہشت ایک نہین ہے بلکہ اوسکے متعدد درجے ہین اور حارثہ اوس درجہ بہشت مین ہے جسکو جنت الفردوس کہتے ہین ۔ یہ روایت صحاح کی ہے

عمر ابن الحمام کی شہادت

ابن ہشام جلد دوم ص ۱۰ ۔ طبری ۱۳۲۴ زرقانی ص ۳۶ مین انکے حالات شہادت یون لکھتے ہین ۔

جب انحضرت صلعم نے ان الفاظ مین لشکر اسلام کو قتال کفار پر تاکید فرمائی کہ مجھے اوس خدا کی قسم ہے جسکے قبضہ قدرت مین میری جان ہے ۔ جو شخص صبر و تحمل سے اور ضبط و خاموشی سے قدم آگے بڑھاتا ہو ۔ بھاگنے کیلئے پیچھے نہ ہٹتا ہو ۔ قتل کیا جاےگا تو وہ یقینی بہشت مین داخل ہوگا ۔ عمر ابن الحمام اوسوقت اپنے دامن مین کھجورین لئے کھا رہے تھے ۔ کہنے لگے واہ واہ آپ تو میرے داخلہ جنت مین کوئی شئے حائل نہین ہوسکتی ۔ مین تو خوش ہون ۔ یہ قوم مجھے مار ڈالے ۔ یہ کہکر کھجورین پھینکدین اور تلوار لیکر لشکر کفار مین جا پڑے اور یہ رجز پڑھنے لگے ۔ مین تو اپنے خدا کے پاس بغیر کسی توشہ کے جاتا ہون اور میرے پاس کوئی توشہ سوا ہے تقوی ہے ۔ عمل آخرت ۔ جہاد فی سبیل اللہ اور مصائب پر صبر کے کچھ اور نہین ہے یہ کہکر غنیم سے مقابل ہوے اور شہید ہوگئے ۔ رحمتہ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ ۔

عوف ابن حارث کی شہادت

طبری نے انکی تفصیلی روئداد شہادت یون لکھی ہے ۔

جنگ کی عین گرم بازاری مین جب طرفین سے شدید حملے ہو رہے تھے عوف ابن حارث انحضرت صلعم کی خدمت مین حاضر تھے ایکبار جوش شجاعت اور وفور خلوص و عقیدت سی سرشار ہوکر عرض کرنے لگے ۔ یا رسول اللہ صلعم ۔ بندہ کی کون سی ادا پروردگار کو خوش کرتی ہے ارشاد ہوا کہ بغیر سلاح جنگ کے دشمنان خدا سے برہنہ ہوکر لڑنا ۔ یہ سنکر عوف نے سلاح جنگ جو پہنے ہوے تھے اوتارکر پارہ پارہ کر ڈالے ۔ برہنہ جسم ہوکر تلوار لی اور کفار سے لڑنے لگے ۔ یہان تک کہ فائز الشہادت ہوے ۔ طبری ۱۳۲۲ جز ۲

سعد بن خزیمہ کی شہادت

سعد بن خزیمہ طبقہ نقبا مین داخل تھے ۔ عقبہ اولی مین مشرف باسلام ہوے تھے ۔ خود صحابی تھے ۔ صحابی کے بیٹے تھے ۔ خود شہید تھے ۔ اور شہید کے بیٹے تھے ۔ انکو عمر ابن عبدود نے شہید کیا زرقانی مطبوعہ مصر ص ۵۳۵

ان واقعات تاریخی سے استقلال ۔ دلیرانہ مظاہرات اور کریمانہ تحمل و رضا بنی ہاشم و بنی عبدالمطلب کا ثابت ہے نہ بنی امیہ کا

غزوۂ کدر مین بنی امیہ کے قزاقانہ حملے

جنگ بدر کے بعد ابوسفیان رئیس بنی امیہ کا ایک قزاقانہ حملہ غزوہ کدر یا غزوۃ السویق کی صورت مین واقع ہوا ۔ جسکے تفصیلی حالات حسب ذیل ہین ۔

ابوسفیان قصاص بدر کیلو بچین ہو رہا تھا ۔ اوس نے عہد کر لیا تھا کہ جب تک اہل اسلام سے کشتگان بدر کا انتقام نہ لےلیگا

نہ غسل جنابت کرے گا۔ نہ کپڑے بدلے گا اور نہ سر مین تیل ڈالے گا۔ اوسکا اضطراب قصاص اوسکو ایسا ہی بیتاب بنائے تھا کہ شکست بدر کے بعد ہی دو سو سوارون کے ساتھ مدینہ تک چڑھ آیا۔ لیکن اب اسلام کے مونہہ پر چڑھ آنا آسان نہین تھا۔ بلکہ اب اوسکے سامنے آنے مین پھونک پھونک کر قدم رکھنے کی ضرورت تھی۔ اسوجہ سے ابوسفیان مدینہ سے تین میل کے فاصلہ پر چاہ کدر (قرقرۃ الکدر) پر اوترپڑا۔ اسلام کی طرف سے بیہودگی بیدلی اور بدعہدی کی خبر اوسے مل چکی تھی اسلئے اوسنے یہودیون سے پہلے استفسار حالات ارنیز اونکو اپنا ہمخیال و ہم آہنگ بنالینے کی تدبیر سوچی۔ چنانچہ وہ رات کی تاریکی مین چھپکر مدینہ پہونچا۔ سب سے پہلے حی ابن اخطب کے گھر آیا۔ رات زیادہ گئی تھی۔ اوسکے گھر کے کواڑ بند ہوچکے تھے کھل نہ سکے۔ مجبور ہوکر سلام بن مشکم کے گھر گیا جو یہودان بنی نضیر کا سردار اور تمام یہودیون کے خزانون کا امانتدار تھا۔ دروازے پر دستک دی کواڑ کھلے۔ سلام نے بڑی گرمجوشی سے استقبال کیا۔ بڑے اکرام و احترام سے مہمانی کی۔ عمدہ عمدہ کھانے پکوائے۔ کھانیکے بعد رات بھر بادہ نوشی کی صحبت جمی رہی اور اسی صحبت مین اصل مدعا پر بھی گفتگو ہوتی رہی۔ سلام بن مشکم نے ابوسفیان کے تمام مستفسرات کا جواب دیا اور اسلام کے متعلق ہر ہر جزئیات کی اطلاع دی۔ لیکن آخر مین یہ بھی کہدیا کہ ابھی مقابلہ و مقاتلہ کا وقت نہین ہے۔ تھوڑا اور توقف کرنا چاہیئے۔

ابوسفیان علے الصباح مدینہ سے چلکر اپنی فرودگاہ۔ چاہ کدر پر پہونچگیا۔ عرب مین اپنے عہد کا پورا کرنا ایسا فرض تہا کہ کسی وقت و حالت مین وہ چھوڑا نہین جاسکتا تھا۔ ابوسفیان چونکہ قصاص بدر کا عہد کر کے آیا تہا اوسکا جزو بہی کلی طور پر ادا کردینا واجب تہا اسلیئے اوس نے کدر سے ملی ہوئی مسلمانون کی بستی عریض پر حملہ کردیا۔ عریض مین انصار کے چند قبائل آباد تھے۔ ایک مرد انصاری سعد ابن عمر کو جان سے مار ڈالا اور انصار کے چند مکانات جلا کر خاک سیاہ کر ڈالے۔ مویشیون کے چارے کے انبار مین بھی آگ لگادی اور اونکو بھی بیکار و ضائع کردیا اور اس طریقے سے اوس نے گویا جزوی طور پر اپنی قسم کو پورا کردیا

سیرۃ النبی مین شبلی صاحب نے صرف سعد ابن عمر کا قتل لکھا ہے۔ لیکن ابن ہشام اپنی سیرت مین اوسکے حلیف کا قتل کیا جانا بھی لکھتے ہین۔ اس بنا پر ابوسفیان نے بلاسبب انصار کے دو آدمیون کا خون ناحق کر ڈالا ابن ہشام ج ۲ ص ۶۹ مصر

قرقرۃ الکدر کا واقعہ تو ابوسفیان اور بنی امیہ کی کھلی قزاقی تھی۔ جسکو بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب ہمیشہ روکتے اور منع کرتے رہے اور اس وقت بھی اونکے مایۂ افتخار۔ رسول ہاشمی ۔ نبی مطلبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہین مظالم و مفاسد کے امتناعی احکام کی منجانب اللہ تبلیغ و تعلیم فرمارہے تھے بدرکیطرح اس واقعہ مین بھی جو کچھ نقصان جان و مال ہوا وہ بنی ہاشمیون کا یا اونکے آدمیون کا۔ بنی امیہ کی درگذر کردینے والی صفت خاص کا تو اسی واقعہ سے پورا مظاہرہ ہورہا ہے کہ جنگ بدر کے جذبات قصاص اور جوش انتقام مین ابوسفیان دیوانہ بنے ہوئے تھے اپنی زندگی کے تمام کامون کو ترک کیے بیٹھے تھے۔ جیسا کہ آغاز واقعہ مین تفصیل سے قلمبند ہوچکا ہے۔ کیا کوئی عقل ٹھکر کہہ سکتا ہے کہ درگذر کرنے والے کی یہی صورت ہوتی ہے۔

جنگ احد

جنگ احد مین تو خوش قسمتی سے کسی بنی امیہ کی نکسیر تک نہ پھوٹی۔ شامت اعمالی اور شوم بختی سے جو گند پڑنے والی تھی وہ اکیلی بنی عبدالدار کے علمدارون پر گذر گئی۔ حضرت علیؑ کی ذوالفقار نے مردون سے لیکر اونکی عورتون تک کا ایسا صفایا کردیا کہ میدان جنگ مین اس شیرہ خاندان کا ایک متنفس تک باقی نہ رہا۔ ان واقعات کے اعتبار سے جنگ احد مین تو بنی امیہ کو بنی ہاشم و بنی عبدالمطلب کے مقابلہ

مین کوئی نقصان ہی اوٹھانا نہین ہوا - اسلیئے جنگ احد کے متعلق اونکو کسی نقصان یا درگذر کا کوئی حق ہی نہین ہے - لیکن بخلاف انکے بنی مطلب کو بنی امیہ کے افسر خاندان - اور بقول شبلی صاحب کے - قریش کے سپہ سالار اعظم - ابوسفیان کی حسن تدبیر اور انکی اہلیہ (شریف) ہندہ کی کرشمہ تدبیر سے جو ناممکن الوصول نقصان پہونچا - وہ حضرت حمزہ بن عبدالمطلب کی افسوسناک شہادت ہے - اسکے بعد مصعب ابن عمیر ہاشمی کا قتل - حنظلہ ابن الربیع - عمارہ ابن زیاد اور نضر ابن مالک کی خون ناحق ہین - تاریخ کی اس فہرست مصدقہ کو دیکھکر تو ہر شخص سمجھ لیگا کہ ابوسفیان اور بنی امیہ کے نقصانات سے تو بنی عبدالمطلب اور آنحضرت صلعم کے نقصانات و صدمات کا پلہ کہین بھاری ہے -

حضرت حمزہ بن عبدالمطلب کی شہادت

حضرت حمزہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سب سے چھوٹے چچا تھے - سن مین تقریباً آنحضرت صلعم کے برابر اور رضاعی بھائی تھے - دونو صاحبون نے ابولہب کی لونڈی ثوبیہ کا دودھ پیا تھا - حضرت حمزہ کچھ دنون تک کتمان ایمان فرماتے تھے - آخر کار ایکدن خانہ کعبہ مین برسر عام اپنے اسلام کا اعلان فرمایا - واقعہ یون ہوا کہ حضرت حمزہ کا مذاق خاص سپہ گری اور شکار افگنی تھا - تمام تمام دن شکار کھیلتے تھے - شام کو گھر واپس آتے تھے - پہلے حرم مین جاتے تھے - طواف بجا لاتے تھے - رؤسائے قریش حرم مین الگ الگ دنگل جمائے بیٹھتے تھے - حضرت حمزہ سب سے صاحب سلامت کیا کرتے تھے - کبھی کسی کے پاس بیٹھ بھی جاتے تھے - اسطریقہ سے سب سے یارانہ تھا اور سب لوگ انکی قدر و منزلت کرتے تھے - آنحضرت صلعم کے ساتھ مخالفین جس طرح سے پیش آتے تھے وہ انکی نگاہون سے دیکھا نہین جاتا تھا - ایکدن ابوجہل نے روبرو آنحضرت صلعم کے ساتھ گستاخی کی (طمانچہ مارا) - ایک کنیز دیکھ رہی تھی - حضرت حمزہ آئے تو اوس نے تمام ماجرا کہہ سنایا - حضرت حمزہ غصہ سے بیتاب ہو گئے - تیر و کمان لئے حرم مین چلے آئے اور ابوجہل سے فرمایا - مین مسلمان ہو گیا ہون - یہہ کہتے ہوئے اوسکے سر کے قریب آگئے اور اپنی کمان سے اوسکو سر پر ایسی ضرب شدید لگائی کہ اوسکا سر پھٹ گیا اور پھر تاکید کے لحاظ سے فرمایا کہ دیکھ - تو نے جسکو آج مارا ہے مین آج سے اوسکے دین مین داخل ہو گیا -

حضرت حمزہ کی تفصیلات شہادت - بنی امیہ کے اون غلط دعوی کی پوری تردید کرتی ہین جسمین اوںھون نے لغوانہ اور مفویانہ طور پر بنو عبدالمطلب کے ہاتھون سے بنوامیہ کا مصائب اوٹھانا بیان کیا ہے - جیساکہ حضرت حمزہؓ کی شہادت کے تفصیلی حالات سے حسب ذیل ثابت ہوتا ہے -

وحشی حضرت حمزہؓ کے قاتل کا خود بیان ہے کہ علاوہ اسکے کہ مکہ مین ہندہ اور میرے درمیان قتل حمزہؓ کے متعلق وعدہ وعید ہو چکے تھے تاہم مکہ سے احد مین آتے وقت رستہ بھر مین جہان جہان مجھے ہندہ سے ملنے کا اتفاق ہوا وہ مجھکو برابر اس امر خاص کا خیال دلاتی جاتی تھی اور تاکید شدید کرتی جاتی تھی - یہان تک کہ روز احد جب سباع غبشانی کو قتل کرکے حضرت حمزہ آگے کی صفون مین بڑھے تو مین آپ کی تاک مین لگا ہوا تھا - اپنا چھوٹا سا نیزہ جسے زبان حبش مین حربہ کہتے ہین پھینک کر مارا وہ آپ کے وسط ناف مین لگا اور پار ہو گیا - حضرت حمزہؓ نے مجھپر اپنی تلوار کا وار کرنا چاہا - لیکن لڑکھڑا کر گر پڑے اور روح پرواز کر گئی

لاش حمزہؓ پر مظالم

وحشی اسکے آگے بیان کرتا ہے کہ جب حضرت حمزہؓ کا کام تمام ہو گیا - تو مین اونکی لاش سے کچھ دور ہٹ کر کھڑا ہو گیا اور انتظار کرنے لگا کہ جب آپ بالکل ٹھنڈے ہو جائین تب مین سامنے سے اوٹھون - اتنے مین کچھ مسلمان انکی لاش کے پاس آگئے اور اوںھون نے اونکی کینیت سے ابو عمارہ کہکر پکارا - لیکن وہ بالکل ختم ہو چکے تھے کچھ نہ بولے - مین دور سے کھڑا دیکھ رہا تھا

پکارنے پر بھی انکے نہ بولنے سے میں سمجھ گیا کہ اب یہہ بالکل ٹھنڈے ہو گئے اس اثنا میں لوگ انکی لاش کے پاس سے چلے گئے۔ تو میں پھر پہونچا اور میں نے ناف چیر کر اپنا حربہ نکال لیا اور پھر اوس سے انکی سینہ کو چاک کیا۔ اونکے جگر کو نکالا اور وہ جگر خون آلود لئے ہوے سیدھا ہند کے پاس چلا آیا اور کہنے لگا۔ لے۔ یہہ تیرے باپ کی قاتل کا خون جگر آلود ہے۔ ہندہ کی خوشیوں کی حد نہ تھی۔

حضرت حمزہ کی لاش پر ہندہ کے خاص مظالم

ہندہ نے بڑے شوق سے اوس جگر خونچکان کو یہہ کو وحشی کے ہاتھوں سے لے لیا اور اوسکے ٹکڑے ٹکڑے کر کے کھا گئی۔ مگر بنی اُمیہ کی اس کالی مائی سے عبد المطلب کے لخت جگر کا خون ناحق ہضم نہو سکا۔ فوراً استفراغ ہو گیا اور وہ جگر کے ٹکڑے مونہہ سے باہر نکل آیے۔ اس شریر النفس نے پیر اونکو اوٹھا کر دہو یا اور ہار بنا کر گلے میں پہن لیا۔

لاش کے ساتھ خاص مظالم

وحشی کا بیان ہے کہ ان وحشیانہ حرکتوں کے بعد ہندہ نے بڑی کشادہ دلی سے اپنا وعدہ پورا کیا اور اس حسن خدمت کو صلے میں ایک جوڑا کپڑا اور اپنے زیور مجھے دیدیئے اور مزید وعدہ یہہ کیا کہ مکہ پہونچکر دس ہزار دینار سرخ تجھے اور انعام میں دونگی۔ لیکن اب میری آخری تمنا یہہ ہے کہ تو مجھے حمزہ کی لاش پر لے چل تو جو کچھ آرزو دلمیں باقی رہگئی ہے وہ بھی نکال لوں الغرض میں اوسکو حمزہ کی لاش پر لے آیا اوس بیرحم نے آپ کی مردہ کی ناک کاٹی۔ پھر دونو کان کاٹے اور نہایت احتیاط سے اونکو اپنے ہمراہ مکہ لیتی گئی۔ روضۃ الاحباب ص ۲۰۰

حضرت حمزہ کی شہادت پر آنحضرت صلعم کا حزن و ملال

جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت حمزہ کی شہادت سے کتنا نقصان عظیم اور انکی مفارقت سے کیسا صدمہ شدید پہونچا ہوگا جو خاصکر ام بنی امیہ ہندہ کی خاص کرتوت ثابت ہوتی ہے۔ اوسکی تفصیل حسب ذیل ہے خاتمہ جنگ پر شہدائے احد کی تلاش ہوئی۔ سب سے پہلے حضرت حمزہ کی لاش ڈھونڈھی گئی۔ ایک انصاری صحابی تجسس میں بھیجا گیا۔ جب اوسکے آنے میں دیر ہوئی تو آنحضرت صلعم نے حضرت علی کو تلاش کیلئے بھیجا جب یہہ لاش پر پہونچے تو دیکھا وہ عقیدتمند مرد انصاری اوس جسم صد پارہ اور پیکر سنگافتہ پر بیٹھا رو رہا ہے۔ اپنے عم محترم کی لاش کی بیحرمتی دیکھکر حضرت علی مرتضیٰ بھی دیر تک اشکبار رہے۔ پھر جناب رسولخدا صلعم کی خدمت میں حاضر ہو کر روداد عرض کی۔ آپ کو بھی حزن و ملال کی کوئی انتہا نہیں تھی۔ فوراً اوٹھے اور حضرت حمزہ کی لاش پر تشریف لائے اور دیر تک اشکبار رہے حضرت حمزہؓ سے آپ کو کمال انس تھا۔ لاش کی بیحرمتی دیکھکر آپنے ارشاد فرمایا۔ مجھے آجتک کسی مقام کے مشاہدے نے ایسا خشم آلود نہیں کیا ہے

جیسا اس مقام کے منظر نے۔ مصلح قدرت نے فوراً پیام تسکین بھیجا۔

وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ ٥ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ

اگر تم انتقام بھی سختی کرو جیسی تمہارے ساتھ کی گئی (تو برابر کی ہو جائے گی)۔ لیکن صبر کر لو۔ صبر کر لینا صبر کرنے والوں کے لئے بہر حال بہتر ہے۔ صبر کر لو۔ اور تمہارا صبر تو خدا کے لئے ہے۔ اور (ان مصیبتوں) ملول نہو اور (ناروا) ظلم سے آپ آلودہ نرہو۔

آپ نے یہ حکم الٰہی سنکر فوراً صبر فرما لیا اور ستر بار اپنے عم مرحوم کے لئے دعاے مغفرت فرمائی

بہن بھائی کی لاش پر

حضرت صفیہ کو بھائی کی شہادت کی خبر مل چکی تھی۔ بھائی کے درد سے بیچین ہو کر دوڑی چلی آتی تھیں۔ زبیر اونکو لڑکے پاس کھڑے تھے۔ حکم دیا کہ ماں کو جاکر راہ میں روک لو۔ بھائی کی لاش کو اس حالت خراب میں دیکھنے کی تاب نلائیں گی زبیر ابن العوام دوڑے۔ ماں کو روکنا چاہا۔ لیکن وہ نہ رکیں۔ بیٹے سے اتنا کہا کہ میں کچھ بھی نکرونگی۔ صرف بھائی کے آخری دیدار کو دیکھکر چلی آونگی۔ چنانچہ یہہ معظمہ بھائی کی لاش پر آئیں۔ اور جو کہا تھا وہی کیا۔ بھائی کی لاش صد چاک کو دیکھا اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھکر ہٹ آئیں۔ ہٹنا تھا کہ غم و الم اور صدمہ و ملال کا آسمان ٹوٹ پڑا۔ ڈہاڑیں مار مار کر رونے لگیں اور اونکے ساتھ جناب سیدہؑ اور دیگر خواتین ہاشمیہ ملکر زار زار گریہ و زاری کرنے لگیں۔ جناب رسولخدا صلعم سے بھی ضبط نہو سکا۔ اوس نوحہ خوان گروہ نسوان کی طرف مخاطب ہوے اور حضرت

صفیہ سے خطاب کر کے صدائے غم آلود کے ساتھ ارشاد فرمایا

یا عمتی لن اصابک بمثلک ھذا — اے عمہ آپ سے بڑھکر کوئی دوسرا مصیبت زدہ نہوگا

افسوس ہے مسلمان ساٹھ ہی برس مین رسول اللہ صلعم کے اس تبلائے ہوئے آداب تعزیت اور مقتضایات اخلاق و ہمدردی کو بھول گیے — میدان کربلا میں فوج قریش سے کہین زیادہ مسلمانون کی جمعیت موجود تھی مگر اتنی کثیر تعداد مین کسی فرد واحد کو اتنی توفیق نہوئی کہ نور دیدہ مصطفیٰ جگر گوشہ فاطمہ زہرا حضرت زینب کو اپنے مجروح و مقتول بھائی کی لاش صد پارہ پر آنے سے روک لیتا — فاعتبروا یا اولی الابصار

اسکے بعد جناب رسولخدا صلعم نے ان مخدرات علیا سے مخاطب ہوکر ارشاد فرمایا کہ اے صفیہؓ اے فاطمہؓ — بشارت ہو کہ جبریل نے آکر مجھے یہ مژدہ سنایا ہے کہ ملا ئکہ اعلےٰ نے حمزہؓ کو — اسد اللہ و اسد رسولہ کے لقب خاص سے مشہور و مرقوم کیا ہے

مصعب ابن عمیر ہاشمی کی شہادت

مصعب ابن عمیر ابن عبد مناف ابن ہاشم ابتدا مین نہایت خوشحال و مالدار تھے اور نہایت عیش و آرام سے مکہ مین انکی سواری جلوس کے ساتھ نکلا کرتی تھی — جسم پر ہمیشہ قیمتی لباس ہوا کرتا تھا — کبھی کسی نے انھین معمولی لباس مین نہین دیکھا — لیکن جب اسلام سے مشرف ہوے تو ان تمام ظاہری اور فانی نمائشات کی حقیقت معلوم ہوگئی — پھر تو انکی یہ حالت ہوگئی کہ جب مدینہ مین خدمت تبلیغ پر مامور ہوکر آیے تو تمام گلیون اور کوچون مین صرف کھال کا ایک ٹکڑا کمر سے لپیٹے اور دوسرا کاندھے پر ڈالے دین خدا کی منادی کیا کرتے تھے — اسلام مین زاہد اصلی اور مجاہد حقیقی کی یہی شان ہے — عقبہ ثانیہ مین انصار مدینہ کی درخواست پر کہ ان کو ایک معلم اسلام کی سخت ضرورت ہے مصعب ابن عمیر کو مقرر فرما کر انحضرت صلعم نے انکے ہمراہ کردیا — انکی خدمات کی تفصیل ہم اسوۃ الرسولؐ جلد دوم ص ۲۸۷ مین لکھ چکے ہین — انکے اعادہ کی ضرورت نہین — اتنا مختصراً لکھدینا کافی ہوگا کہ یہ مصعب ابن عمیر ہی کی حسن تدبیر تھی کہ مدینہ کے تمام بڑے بڑے انصار کے قبیلے مثل — بنی ظفر اور بنی عبد الاشہل وغیرہم کے نہایت آسانی سے دائرہ اسلام مین داخل ہوگئے —

اکثر مورخین و محدثین کے قول کے مطابق جنگ احد مین علمدار تھے — آغاز سے خاتمہ جنگ تک یہ غنیم سے مقابلہ و مقاتلہ مین اپنی شجاعت و دلیری اور ہمت و جرات کی لاجواب مثالین قائم کرتے رہے — کفار کی صفون کو درہم و برہم کر کے قلب لشکر مین دور تک بڑھ گئے تھے — وقت برابر ہو چکا تھا — ابن قمیہ کی زد پر آگیے — زخم کھا گیے اور شرف شہادت پا گئے — انحضرت صلعم سے بہت مشابہ تھے — ابن قمیہ نے مصعب کو رسول اللہ سمجھکر شہادت رسول ؐ کی غلط افواہ مشہور کردی — جناب رسولخدا صلعم انکی خبر شہادت سنکر سخت محزون و ملول ہوے اور آدمی کو بھیجکر حضرت علی مرتضیٰؓ سے کہلا بھیجا کہ لشکر کا علم لیکر آگے بڑھین — ابن ہشام ج ۲ ص ۱۸

حضرت حمزہؓ کے دفن سے فراغت پاکر آنحضرت صلعم انکی تکفین و تدفین مین مصروف ہوے — مصعب ابن عمیر مرحوم طویل القامت تھے اتفاق سے کفن کی چادر چھوٹی تھی — سر چھپایا جاتا تھا تو پاؤن کھلے رہتے تھے اور پاؤن چھپایے جاتے تھے تو سر کھلا رہتا تھا — بالآخر سر سے چادر ڈالدی گئی — پاؤن کھلے رہگیے — انکو گھاس سے پوشیدہ کردیا گیا رحمۃ اللہ علیہ رحمۃً واسعۃً —

حنظلہ بن سعد الربیع کی شہادت

سعد ابن الربیع جو اعیان انصار مین تھے — اسلام کے جان نثار کامل تھے اور وفادار خالص — جنگ احد مین آغاز سے لیکر انجام تک شرط وفاداری اور فرض جان نثاری پر قائم رہکر فائز بشہادت ہوے اور اس قیامت خیز ہنگامہ مین کسی کو بھی نہ انکی شہادت کی خبر معلوم ہوئی اور نہ یہ معلوم ہوسکا کہ انکا قاتل کون تھا — میدان جنگ سے دشمنون کے چلے جانے کے بعد جب شہدائے احد کی تلاش ہوئی تو یہ بھی ڈھونڈھے گئے — تو ایک مرد انصار کو یہ جانباز اسلام دم توڑتا ہوا ملا طبری اور ابن ہشام اس عقیدتمند اور خالص وفادار کی آخری تقریر ان الفاظ مین تحریر کرتے ہین —

وہ بزرگ انصاری بیان کرتے ہیں کہ میں نے انہیں کشتوں میں پڑا ہوا پایا۔ اسوقت تک انہیں منتھی جان باقی تھی میں نے پکار کر کہا کہ اے سعد مجھے جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اسلیئے بھیجا ہے کہ تمہیں تلاش کروں کہ تم زندوں میں ہو یا مردوں میں۔ سعد بولے میں تو مردوں میں ہوں لیکن دم باقی ہے۔ فرمایا کر رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہو کر میرا سلام کہنا اور عرض کرنا کہ خدا تعالےٰ آپ کو جزائے خیر دے جو کسی نبی کو اسکی امت کیطرف سے ملی گئی ہو اور قوم کے لوگوں کو بھی میری طرف سے سلام کہنا اور کہدینا کہ سعد کہہ گیا ہے کہ جبتک تم لوگوں میں ایک آنکھ بھی جھپکنے والی باقی ہے اسوقت تک اگر دشمن نبی صلعم کے قریب پہونچ گیا تو خدا کے حضور میں کیا عذر پیش کروگے۔

عمارۃ ابن زیاد کی شہادت یہ وفادار انصار آغاز جنگ سے خاتمہ تک قائم فی الجہاد رہا۔ اور آخرکار فائز بشہادت ہوا اسکی شہادت کی خبر پہونچی تو جناب رسولخدا صلعم نے شفقت خاص سے اسکی لاش حضور میں اوٹھوا منگائی۔ جب لوگ انکی لاش اوٹھا لائے تو فرمایا قریب لاؤ جب قریب لائے تو ارشاد ہوا اور قریب لاؤ یہانتک کہ انکی لاش آپ کے قدموں سے بالکل مل گئی اور وہ اپنے رخسار قدم رسول صلعم پر رکھکر جان بحق تسلیم ہو گیا۔ رحمۃ اللہ علیہ طبری ۳۰۳

انس بن نضر کی شہادت انس ابن مالک خادم رسول اللہ صلعم کے چچا انس بن نضر اسکے گروہ مہاجرین اسلام کو جنگ کفار پر غیرت دلاکر فوج کفار کی گھنی صفوں میں شیرانہ شوکت و شان سے گھسے اور لڑتے لڑتے فائز بشہادت ہوئے۔ کفار نے انکو تلواروں سے اتنا چور کردیا تھا کہ لاشوں کے جائزے کے وقت انکی لاش کو کوئی نہ پہچان سکا۔ بالآخر انکی مصیبت نصیب بہن نے ہاتھ کی انگوٹھی سے پہچانا۔

جنگ خندق یا احزاب

جنگ احد کے بعد ہی اگرچہ کفار قریش کے میر سامان ابوسفیان کے ارادے پست اور ہمت شکست ہو چکی تھی اسلام یا بنی ہاشم و بنی عبدالمطلب کی جنگجویانہ ابداء سے تاب مقاومت باقی نہیں تھی۔ لیکن اس غیرتدار سپہ سالار لشکر کفار نے مرتا کیا نکرتا کے قول کے مطابق ایک حرکت مذبوحی دکھلا کر اپنی آخری قسمت آزمائی کرنی بدر و احد کے گذشتہ معرکوں کے بعد جنگ خندق یا جنگ احزاب بنی امیہ یا قریش بلکہ کل عرب کی آخری جنگ تھی اسی جنگ میں ابوسفیان عمر عبدود سے پہلوان عرب کو رستم دستان کو چڑھا لائے تھے مگر نتیجہ میں سوائے محرومی و ناکامی کے کچھ نصیب نہوا اور پھر حضرت علی مرتضیٰ کی ذوالفقار نے ابوسفیان کے رستم دستان کو میدان قتال میں ہزاروں کیطرح پامال کردیا۔ بالتفصیل جنگ منظور نہیں۔ موضوع بحث سے مقصود ہے۔ اس جنگ میں بھی ابوسفیان کا خس بھر بھی نقصان نہیں ہوا بنی امیہ کے کسی فرد واحد کے خراش بھی نہیں آئی جسکے لئے یہ اپنے مقابل بنی ہاشم و بنی عبدالمطلب کو درگذر کرتے سلسلہ آپ کے مفسدانہ اور مخالفانہ بندوبست اور انقطاع رسد رسانی کے انتظام سے کامل مہینہ بھر تک مدینہ اور مدینہ والوں پر عموماً اور جناب رسولخدا صلعم پر خصوصاً بھوک پیاس۔ لشکر کی فاقہ کشی اور عالمگیر قحط سے جو مصیبتیں اور دشواریاں اسلام کے معاملات میں واقع ہوئیں وہ آنحضرت صلعم کے نقصانات کو پورے طور سے ثابت کرتی ہیں اور پھر انہیں مصائب کے ساتھ سعد ابن معاذ کے ایسے جاں نثار اور وفادار کی شہادت و مفارقت آپ کے قلبی صدمات کے ثبوت میں موجود ہے۔ جب اس جنگ میں بنی امیہ کا کوئی نقصان جان و مال بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب کے ہاتھ سے ثابت نہیں تو درگذر اور عفو و احسان کا اظہار محض لغو اور بیکار ہے۔

سعد ابن معاذ کی شہادت سعد ابن معاذ رئیس انصار اور اسلام کے جان نثار تھے۔ انکی شہادت کی تفصیلی کیفیت یہ ہے۔ حضرت عائشہ سے منقول ہے کہ خندق کے روز جس قلعہ میں ہم پناہ گزیں تھے اوس میں سعد بن معاذ کی ماں بھی تھیں حضرت عائشہ کا بیان ہے کہ میں قلعہ کے باہر نکل کر پھر رہی تھی عقب سے پاؤں کی آہٹ معلوم ہوئی مڑکر دیکھا کہ سعد ہاتھ میں حربہ لئے ہوئے جوش کی حالت میں بڑی تیزی سے بڑھے جاتے ہیں اور یہ شعر زبان پر ہے جسکا ترجمہ یہ ہے ذرا ٹھہر جا لڑائی میں ایک اور شخص پہونچ جائے وقت جب آگیا تو موت کو ڈر کیا ہے۔ سعد کی ماں نے سنا تو کہا بیٹا دوڑ کے جا۔ تو نے دیر لگادی سعد کی زرہ اتنی چھوٹی تھی کہ انکے دونوں ہاتھ باہر تھے حضرت عائشہ نے سعد کی ماں سے کہا کاش سعد کی زرہ ذرا اور لمبی ہوتی اتفاق کہ ابن العرقہ نے تاک کر کھلے ہاتھ پر تیر مارا کہ اکحل کی رگ کھل گئی رفیدہ ایک خاتون تھیں جو اپنے پاس دوائیں بھی رکھتی تھیں اور زخم مرہم پٹی بھی کرتی تھیں انکا خیمہ مسجد رسول میں خندق کے غزوہ کے بعد کھڑا کردیا گیا تھا اور یہ سعد کا علاج کرنے لگیں آنحضرت صلعم نے خود دست مبارک سے مشقص لیکر داغا پھر ورم آگیا۔ دوبارہ پھر داغا فائدہ یہ ہوا بنی قریظہ کے بعد یہ زخم کھل گیا اور انھوں نے وفات پائی۔ سیرۃ النبی جلد اول ۱۴۵

ہم نے پوری تفصیل سے ان تمام معارکہائے جنگ کے تفصیلی حالات لکھدئے جو بنی امیہ کیطرف سے بالکل جارحانہ اور مخالفانہ طور پر بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب پر کئے گئے تھے لیکن انہیں سے کسی ایک جنگ میں بھی یہ امر ثابت نہیں ہوتا کہ بنی امیہ کو بنی عبدالمطلب کے مقابلہ میں سخت سے سخت نقصانات اٹھانے ہوئے۔ بلکہ اسکے خلاف بنی عبدالمطلب کو بنی امیہ کے ہاتھوں بربعمر کہ میں ناقابل تلافی مصائب اٹھانے پڑے۔ اسکے علاوہ تمام تاریخ و سیر کی اسلامی کتابیں کیا بلکہ مخالفین اسلام کی تالیفات تک اس امر کا اعتراف کرتی ہیں کہ بنی امیہ کی تمام لڑائیاں جارحانہ تھیں۔ اور بنی ہاشم و بنی عبدالمطلب کے تمام جہاد مدافعانہ تھے اور خالص الخاص اصول حفاظت خود اختیاری پر مبنی تھے اس بنا پر جب بنی ہاشم کیطرف سے کسی جنگ میں بھی سبقت ثابت ہوتی ہے اور نہ شدت تو پھر درگذر کس زیادتی سے کی گئی اور معافی کس جرم کی دی گئی ہم عنوان بحث میں لکھ چکے ہیں کہ مروان کی یہ منطق معکوس سی معلوم ہوتی ہے حقیقت حال اسکے خلاف ہو۔ مروان اور جملہ بنی امیہ کے دعووں کے خلاف بنی ہاشموں کی درگذر۔ عفو جرائم رعایت و اشفاق خاص جو حاصل بنی امیہ کے ساتھ ملحوظ رکھے گئے ثابت ہوتے ہیں جنکو ہم انشاءاللہ آخر بحث میں پوری تفصیل سے قلمبند کرینگے۔ اسلئے کہ ہم کو اپنے موجودہ سلسلہ کلام میں کوئی بے ترتیبی پیدا کرنا پسند نہیں مروان یا بنی امیہ کا یہ دعوے کہ ہم نے اون پر یعنی بنی ہاشم پر حملہ کیا ہم اون پر غالب رہے ہم اونسے لڑے اور اون پر فتح پاکر اونکے مالک ہو گئے اور اب ہمکو اختیار ہے چاہیں اونکو معاف کر دیں چاہے اون پر سختی کریں اونکی نخوت و انانیت کے مظاہرات میں اور واقعات کے اعتبار سے یہ بھی خالی لغاظیاں ہیں اور حقیقت حال انکے خلاف ہے بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب کے مائیہ ناز حضرت حمزہ پر قابو پاکر جو جاہلانہ اور وحشیانہ سلوک اونکے مردے کے ساتھ عمل میں لائے گئے اور جس حیوانانہ اور خونخوار آنہ طریقہ سے اونکی لاش کی بیحرمتی کیگئی وہ ابھی ابھی تفصیل سے قلمبند ہو چکی ہے صرف ایک یہی واقعہ دعویٰ مروان کی تکذیب و تردید کیلئے کافی ہے۔ واقعات تو یہ بتلاتے ہیں کہ بنی ہاشم اور اونکے متعلقین قابو پاکر بھی درگذر نہیں کیگئی بلکہ سخت سے سخت آزار پہونچائے گئے اور شدید سے شدید تکلیف و اذیت پہونچائی گئی ہم اسکے ثبوت میں مشاہدات تاریخی عنقریب پیش کرینگے۔

معارکہائے جنگ میں محاسن بنی ہاشم اور مظالم بنی امیہ کا فیصلہ پہلے یہ ذہن نشین کرنا چاہیے کہ قریش کے تمام مظالم مرکز بنی امیہ تھے اسلئے

بنی ہاشمیون کے ساتھ قریش کو کوئی خاندانی منافرت اور مخالفت نہین تھی اور نہ عرب کی کسی تاریخ قدیم سے اسکا پتا ملتا ہے - مخالفت و منافرت کی ابتدا امیہ اور ہاشم کے زمانہ سے شروع ہوئی اور پھر اوسوقت سے لیکر دو صدی ہجری کے خاتمہ تک قائم رہی -

ظہور اسلام کے وقت حسب قرار داد مولوی شبلی صاحب تمام قریش کی کمان بنی امیہ کے زیر کمان تھی اور حرب ابن امیہ اور اونکے بعد انکے بیٹے ابو سفیان ابن حرب قریش کے امیر سردار اور سپہ سالار اعظم تھے - اس بنا پر قریش کے مظالم بنی امیہ کے مظالم تھے اور بنی امیہ کے مظالم قریش کے مظالم - ہم اپنے اس بیان کے ثبوت مین اسلامی مہاجرین کے چند مصائب لکھتے ہین اور بنی ہاشم اور اونکے متعلقین و معتقدین پر بنی امیہ اور قریشیون کا قابو پا جانیکے بعد درگزر کی حقیقت دکھلاتے ہین -

حضرت ام سلمہ کے مصائب

حضرت ام سلمہ کہتی ہین کہ میرے شوہر ابو سلمہ نے ہجرت کا ارادہ کیا - مجھکو اونٹ پر بٹھایا - میری گود مین میرا بچہ سلمہ تھا جب ہم چلے تو بنی مغیرہ نے آکر ابو سلمہ کو گھیر لیا اور کہا تو جا سکتا ہے - مگر ہماری لڑکی کو نہین لیجا سکتا - اب بنو اسد بھی آگئے - اونھون نے کہا ابو سلمہ تو جا سکتا ہے - مگر بچہ ہمارا ہے اوسکو نہین لیجا سکتا - غرض اونھون نے ابو سلمہ سے اونٹ کی مہار لیکر اونٹ کو بٹھلا دیا - بنو اسد تو بچہ کو ماں کی گود سے چھین کر لیگئے اور بنو مغیرہ ام سلمہ کو لے آئے - ابو سلمہ جو ہجرت کو دین کے لئے فرض سمجھتے تھے عورت اور بچہ کو چھوڑ کر مدینہ چلے گئے - ام سلمہ ہر شام کو اوس جگہہ پہنچ جاتین جہان وہ بچہ اور شوہر سے الگ کی گئی تھین گھنٹون رو دھوکر واپس آتین ایک سال تک اسی طرح روتے دھوتے سر پیٹتے چلاتے گذر گیا - حضرت ام سلمہ کے چچا زاد بھائی کو اسکی خبر لگی - وہ آئے اور دونون قبائل کو سمجھا بجھا کر حضرت ام سلمہ کو بچہ کے ساتھ شوہر کے پاس بھیجدیا -

حضرت زینب بنت رسول صلعم

جنگ بدر کے بعد جب ابوالعاص داماد فدیہ دیکر رہا ہوسے تو مکہ آئے اور اپنی بی بی (حضرت زینب) کو جناب رسول اللہ صلعم کے پاس مدینہ بھیجدیا - قریش کو اسکی خبر لگی - زینب کی سواری روکدی - زینب حمل سے تھین - ہبار ابن الاسود جو متعلقین بنی امیہ مین سے تہا - انکی سواری پر اس زور سے نیزہ مارا کہ اوسکی تکان کے صدمہ سے زینب کا حمل ساقط ہو گیا - لیکن بیبی زینب اوسی حالت مصیبت مین ظالمین قریش و بنی امیہ کے پنجہ سے چھوٹ کر کسیطرح مدینہ پہونچگئین - جناب رسولخدا صلعم نے ہبار کا خون بدر فرما دیا تھا یعنی حلال کر دیا تہا - جسکو بعد وہ اوسے مار ڈالے

خبیب ابن عدی اور زید بن الدثنہ کی شہادت

خبیب ابن عدی اور زید بن الدثنہ آنحضرت صلعم کے دو مبلغین کو قریش کے دو مہمان کش میزبان گرفتار کرکے مکہ لے آئے - تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو اسوۃ الرسول جلد دوم ص ۱۰۵ - خبیب کو حارث ابن عامر کے بیٹون نے خرید لیا اس لئے کہ خبیب نے جنگ احد مین اونکے باپ حارث ابن عامر کو قتل کیا تہا - زید بن الدثنہ کو صفوان بن امیہ نے قتل کی نیت سے خرید لیا - پہلے ہم خبیب کی مصیبتناک سرگذشت لکھتے ہین -

حارث ابن عامر کے بیٹون نے خبیب کے قتل کئے جانیکے بڑے انتظام کئے اسی لئے فراہمی سامان اور درستی انتظام تک اونکو اپنے گھر ہی مین قید رہا - انکو قید خانہ مین چند روز گذرے تھے کہ ایکدن بیبہ عامر کی نواسی کو گود مین لئے ہوئے گھر کے غلامون کی طرح کھلا رہے تہے - اتفاق وقت سے اونکے ہاتھ مین اوسوقت ایک چھوٹی سی چھری تھی - لڑکی کی ماں اتفاقا ادہر سے آنکلی - انکی گود مین لڑکی - ہاتھ مین چھری دیکھکر خوف و اضطراب کے عالم مین زرد ہوگئی - خبیب اوسکے چہرے سے اوسکے محسوسات قلبی کو پہچان گئے - فوراً کہنے لگے - تم خاطر جمع رکھو مسلمان ایسے بیدرد نہین ہین کہ معصوم کو بیگناہ قتل کر ڈالین - یہ شیوہ اہل اسلام کا کام نہین ہے بلکہ خونخوار بیباکون کا - لڑکی کی ماں کو قدرے اطمینان ہوا تو اوس نے لڑکی کو فوراً انکی گود سے لے لیا

وذلك فی ذات الالٰہ وان یشاء
خدا کی ذات سے امید لگی ہے اگر وہ چاہے

یبارک علی اوصال شلو ممزع
تو میرے پارہ ہاے گوشت کو برکت عطا فرما

خبیب مرحوم کے ان دردبھرے اشعار مین چند شعر تشریح طلب ہین - اسلیئے ناظرین کی واقفیت کے لیئے انکی شرح کر دینا مفید ہوگا -

ساتوین شعر مین اس مرثیہ والے مبلغ اسلامی نے کفار قریش کے مظالم کی تفریح کرتے ہوے یہ بتلایا ہے کہ انہون نے زدوکوب کر کے میرا تمام گوشت کوٹ ڈالا ہے - واقعہ یہ ہے کہ سولی دینے سے پہلے کفار قریش نے انکو ڈنڈون اور کوڑون سے خوب مارا تھا - یہی کیفیت اشارۃً پہر نوین شعر مین جو یہ فرمایا ہے کہ جب مین اسلام پر جان دے رہا ہون تو مین یہ پروا نہین کرتا کہ کس پہلو پر گر کر جان دون گا حقیقت یہ ہے کہ انکو واقعات شہادت مین جیسا کہ تاریخ وسیر کی کتابین ثابت کر رہی ہین کہ خبیب سولی پر چڑہا کر فوراً قتل نہین کر دیے گئے - بلکہ تختہ پر انکو بٹھلا کر ہر شخص نے اپنا نیزہ اوٹھا لیا - اور انکی تیز نوکین چار دندانوں تک انکے جسم مین اسطرح چبھونے لگے کہ یہ جدھر پہرتے تہے ادسیطرف نیزون کی نوکین انکے بدن مین چبھو دی جاتی تہین - جیسا کہ بہت جلد ہمارے سلسلہ بیان سے ظاہر ہوگا -

بہرحال ان اشعار کو پڑہکر اس اہل دعا اور کامل الولا نے بارگاہ خدا مین ہاتھ اوٹھا کر یہ دعا کی -

اللھم بلغنا رسالۃ رسولك فبلغہ ما تصنع بنا
پروردگار ہم نے تیرے رسول کی رسالت ادا کر دی تو اپنے رسول کو ہمارے حال سے آگاہ کر دے

دعا کے بعد یہ فدائی اسلام سولی پر کھڑا رہا - چالیس جوان نیزہ دار نیزہ کی نوکون سے انکے بدن کو کوچنے لگے اونکی ہر ضرب پر انکا جسم ادہر سے ادہر ہو جاتا تہا - لیکن یہ کامل الایمان ہر بار اپنا مونہہ کعبہ کی طرف پہیر کر فرماتا تھا -

الحمد للہ الذی جعل وجھی نحو القبلۃ التی رضی لنفسہ ولنبیہ وللمومنین
اوس خدا کا شکر ہے جس نے میرے مونہہ کو قبلہ کیطرف پہیر دیا اور مین اپنی ذات سے اپنے نبی سے اور مومنین سے راضی جاتا ہون

اس اثنا مین ایک بیدردی نے ایسا نیزہ مارا کہ پشت سے پار ہو گیا اور مظلوم خبیب اقرار توحید و رسالت کرتے ہوے شہید ہوگئے رضی اللہ تعالے عنہ

ابوسفیان اور معویہ تماشائیون مین تہے

قرینہ غالب ہے کہ بنی امیہ کے طلیق اللسان اسپیکر مروان الحکم خود بھی اس خونین منظر مین شریک ہونگے اور اگر اپنی بد قسمتی سے وہ اس خون ناحق کے موقعہ پر ظالمون کو داد ظلم دینے کے لیئے موجود نہ تھے تو اونکے دیگر گرامی نواز بزرگ بنی امیہ ابوسفیان اور معویہ - خود آمدند و صاحبزادگان را ہم آوردہ اند - کی پوری مثال بنکر موقعہ پر ضرور حاضر تھے - مگر نہ معلوم کہ اوسوقت درگذر کے بنوال فطرت او جرم و خطا کی بھولجانے والی آپ کی عادت کہان چلی گئی تھی کہ یہ دونو باپ بیٹے ان خونخوارانہ مظالم کو اپنی دونو آنکھون سے دیکھتے رہے اور ہون بہت چون نکر سکے -

محدثین کا اتفاق ہے کہ اوسیوقت سے یہ دستور ہو گیا کہ قاتل سے مقتول دو رکعت نماز کی اجازت لیکر نماز پڑہ لیتا ہے تو قتل کیا جاتا ہے

خبیب کے خون ناحق سے عام خوف

اس امر پر بھی تمام محدثین کا اتفاق ہے کہ خبیب ابن عدی کے مرقومہ بالا اشعار و دعا نے حاضرین مقتل کے قلوب پر ایسا پر ہیبت اثر پہنچایا تہا کہ وہ سب کے سب حواس باختہ ہو گئے تھے - چنانچہ ہم ان چند تماشائیون کے خوف و دہشت اور اثرات و جذبات ذیل مین تاریخ روضۃ الاحباب کے ترجمہ سے نقل کرتے ہین

معویہ ابن ابوسفیان کا بیان ہے کہ مین اسواقعہ مین موجود تہا اور ابوسفیان نے مجھے خبیب کی دعا کی ہیبت و خوف سے اوندہا زمین پر لٹا دیا تھا - کیونکہ عرب مین یہ دستور قائم تھا کہ اگر کوئی شخص کسی کے حق مین دعاے بد کرے تو جس پر دعاے بد کیجا ئ

اور وہ شخص اوندھا زمین پر لیٹ جاتے تو دعا کا اثر جاتا رہتا ہے - دیکھیے بزرگان بنی امیہ کس مزے سے تماشہ دیکھ رہے ہین اور درگذر کیسی مسلمانون سے خاتمہ کر دیئے جاتے کا بھی حکم نہین دیتے - حقیقتاً اسلام کشی مین انلوگون کو مزہ آتا تھا -

خویلب بن عزی کہتے ہین کہ خبیب کی ہیبت دعا سے مین نے اپنے کانون مین انگلیان دبا رکھی تھین - وہان سے مارے خوف کے بھاگ آیا تھا -

حکیم بن حزام کہتے ہین کہ مین اونکی دعا کی ہیبت سے بھاگ کر ایک درخت کے پیچھے چھپ گیا -

حضرت عمر کے زمانہ مین سعید ابن عامر (قاتل خبیب) امیر حمص تھے اونکو بھی کبھی بیہوشی بھی ہوجایا کرتی تھی - ایکبار حضرت عمر نے ان سے پوچھا کیا تمین جنون و بیہوشی کی بیماری ہے - اونھون نے کہا نہ مجھے جنون ہے اور نہ بیہوشی کا مرض ہے - بات یہہ ہے کہ مین قتل خبیب کے موقع پر حاضر تھا جب مین اوس خوفناک منظر کو یاد کرتا ہون تو بیخود ہوجایا کرتا ہون روضتہ الاحباب رحمتہ العالمین ص ۱۱۳

زید بن الدثنہ کی شہادت

خبیب کے بعد اب زید بن الدثنہ کی آخری سرگذشت بھی ملاحظہ ہو

زید بن الدثنہ کا قتل بھی تماشہ کی غرض سے منظر عام مین بڑی طیاریون کے ساتھ حل مین لایا گیا - سامعین مین ابوسفیان بھی تھے - جب یہہ اجل نصیب ملوار کے نیچے بیٹھ چکا تو ابوسفیان تعریضاً زید سے پوچھنے لگے - کہو زید - اگر اسوقت تمہاری جگہہ محمد (صلعم) ہوتے تو کیا تم اسکو اپنی بہت بڑی خوش قسمتی نہین سمجھتے - یہہ کامل الایمان بول اوٹھا - برب کعبہ مین تو اپنی جان کو اسکے برابر بھی عزیز نہین رکھتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاؤن مین کانٹا بھی چبھ جاوے -

ان غریب کے قتل مین بھی ذلت کا ایک خاص شعبہ لگا دیا گیا وہ یہہ کہ کسی قریش نے انکی گردن نہین ماری - بلکہ صفوان بن امیہ نے اپنے غلام نسطاس کو حکم دیا اور اوس بدید نے انکا سر قلم کر دیا - رحمتہ اللہ علیہ رحمتہ واسعتہ

بنی امیہ کیے مظالم

ہم نے ضرورت سے زائد ایسے واقعات لکھکر پیش کر دیئے ہین جنسے کامل طور پر ثابت ہوتا ہے کہ بنی امیہ اور اونکے زیر فرمان کفار قریش نے بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب اور اونکے متبعین و معتقدین پر قابو پاکر کبھی کوئی درگذر نہین کی - اونکے ساتھ انصاف و ہمدردی کے کوئی سلوک قائم نہین رکھے - بلکہ بخلاف اسکے اونکو سخت سے سخت ایذائین پہونچائین - اون پر شدید سے شدید مظالم کیئے - اونکو وحشیانہ طور پر قتل کیا - پانی کیطرح اونکے خون بہایے - قزاقانہ طور سے دن دہاڑے اونکے مال و جائداد کو لوٹ کر خاک سیاہ کر ڈالا -

بنی ہاشم کیے محاسن

بنی امیہ اور ابوسفیان کے ان مظالم و مفاسد کیے خلاف بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب کے راس الرئیس جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے - جنکے یہہ ہمیشہ درپے آزار - دشمن جان اور خون کے پیاسے بنے رہے - ان پر کافی قابو - کامل فتح اور پورا اختیار پاکر انکے ساتھ کیسی مراعات اور احسانات قائم رکھے اور کس مہربانی اور کشادہ پیشانی سے اون تمام ناقابل معافی جرائم کو ایک ایک کر کے معاف کر دیا جو اون سے اسلام کی مخالفت اور بانی اسلام کی عداوت مین پیش آئے تھے اگرچہ ظہور اسلام سے پہلے - بنی ہاشم و بنی امیہ کے زمانے مین بھی - جانبین کی اس سعادت و شقاوت - اس ستمگاری و رواداری کی مثالین کثرت سے ملتی ہین اور ہم اونکو اسی وقت اور اسی موقع پر لکھ بھی دیتے - لیکن زائد از ضرورت اور باعث طوالت سمجھکر نہین لکھتے - لیکن تاہم عنوان بحث کی تمہید اور سلسلہ کلام کی ترتیب کو مدنظر رکھکر صرف دو مثالین ذیل مین لکھے دیتے ہین

بنی ہاشم کے قدیم محاسن اطوار اور بنی امیہ کے مظالم و آزار

اماما المورخین طبری ہاشم اور امیہ کی تفصیل مخالفت مین لکھتے ہین ۔ اگرچہ امیہ کو بستا ہاشم کے ساتھ ہمسری کا دعوی تھا مگر وہ بھی اپنی بداخلاقی و کمزوریون کی وجہ سے اسکو پورا نکر سکا ۔ ایک دفعہ امیہ نے ہاشم سے خدمت رفادہ کو دیدینے کے لئے بہت اصرار کیا اور تکرار کی نوبت پہنچائی ۔ ہاشم نے حماقت کی نزاکت کا خیال کرکے رفادہ کی خدمت امیہ کو سپرد کردی اور کہدیا کہ کوئی ایسی بدنامی نہو کہ جماعت الی بدنامی حاصل ہو ۔ امیہ نے بڑائی سے اجازت پاکر اپنی طرف سے حجاج کی ضیافت کا بڑا سامان کیا اور اپنا تمام سرمایہ حاجیون کی دعوت مین اوٹھا دیا ۔ مگر تمام حجاج کو پیٹ بھر کھانا نہین ملا ۔ بہت حاجی بھوکے رہگئے ۔ امیہ کو تو کوئی جانتا بھی نہتہا ۔ ہاشم کی شکایت ہوگئی ۔ ہاشم کا حمیت جوش مین آئی ۔ اپنی بدنامی کو وہ ایک ساعت کے لئے بھی برداشت نکرسکے ۔ فوراً اپنے پاس سے پچاس اونٹ ذبح کئے اور حجاج کی بڑی ضیافت کرکے تمام شکایتون کو اونکے دلون سے دھودیا ۔ اسکے بعد ہاشم نے امیہ کو اس حرکت پر بہت ڈانٹا اور وہ پشیمان ہوکر مکہ سے شام کو چلاگیا پھر سال بھر تک مکہ مین مونہہ نہ دکھایا ۔ طبری جلد ۴ ص ۲۴۲

طبقات ابن سعد مین ہے ۔

فحسده (ای هاشم) امیه بن عبد الشمس بن عبد مناف بن قصی وکان ذا مال فتکلف ان یصنع صنیع هاشم فعجز عنه فشمت به الناس من قریش فغضب ونال من هاشم ودعاه الی المنافرة فکره هاشم ذلك لسنه وقدره فلم تدعه قریش واحفظوه قال فانی انافرك علی خمسین ناقة سود الحدق تنحرها بمکة والجلاء عن مکة عشر سنین فرضی امیه بذلك وجعلا بینهما الکاهن الخزاعی فنفر هاشما علیه فاخذ هاشم الابل فنحرها واطعمها من حضره وخرج امیه الی الشام فاقام بها عشر سنین فکانت اول عداوة وقعت بین هاشم وامیه

امیہ بن عبد الشمس بن عبد مناف بن قصی کو ہاشم کے ساتھ بوجہہ امارت و حکومت رشک و حسد پیدا ہوا کہ امیہ صاحب مال و دولت تھا اور اپنی مالی قوت کا اعتبار رکھتا اس نے ہاشم کے ساتھ عظمت و وجاہت مین بھی برابری اور مقابل ہونیکے خیال سے وہی امور بجالانیکی کوشش کی جو ہاشم کیا کرتے تھے ۔ لیکن حقیقتاً امیہ نا رسا اور عاجز رہا ۔ تمام لوگون نے اوسکی اس خفیف الحرکاتی پر سخت طعن و تشنیع کی امیہ کو غصہ آگیا اور اوسنے ہاشم سے اسکی شکایت کی اور اسکے ساتھ ہاشم کو منافرت کی دعوت دی ہاشم نے منافرہ کے انعقاد کو اپنی شان و مراتب کے خلاف سمجھکر انکار کردیا ۔ لیکن قوم و قبیلہ کے لوگون نے اسکا مسترضا پر مجبور کردیا ۔ بالآخر ہاشم نے امیہ کے ساتھ منافرہ کی یہ شرطین پیش کین کہ جانبین سے جو مغلوب ہوجاے وہ پچاس سیاہ آنکھ والے اونٹ نحر کرے گا اور دس برس تک مکہ کی سکونت ترک کردے گا ۔ امیہ اس پر راضی ہوگیا ۔ قبیلہ خزاعی کا مرد کاہن حکم قرار پایا منافرہ مین ہاشم غالب آے اور شرط منافرہ کے مطابق ہاشم نے وہ اونٹ امیہ سے لیکر ذبح کئے اور اوسیوقت اونکا گوشت پکاکر تمام حاضرین کو کھلوادیا اور امیہ نے اوسی وقت سے سکونت مکہ چھوڑدی اور دس برس تک شام مین جاکر مقیم رہا اور یہ پہلی عداوت تھی جو سلسلہ ہاشمیہ اور خانوادہ بنی امیہ کے فیمابین واقع ہوئی ۔

ابن اثیر تاریخ کامل مین لکتے ہین ۔

وولی هاشم بعد ابیه عبد مناف ما کان الیه جب ہاشم اپنے باپ عبد مناف کے بعد اونکی ریاست سقایہ

من السقایه والرفادة فحسده امیة بن عبد الشمس علی ریاسته فکانت اول عداوة وقعت بین هاشم وامیه

اور رفادہ کے رئیس اور والی ہوئے تو امیہ بن عبد الشمس کے دل میں ہاشم کی طرف سے رشک وحسد پیدا ہوا اور یہ پہلی عداوت تھی جو ہاشم اور امیہ میں واقع ہوئی۔

ان دونوں واقعات سے ہاشم اور امیہ کے تخالف طبایع اور طرز عمل کا پورا ثبوت ملتا ہے اور ظاہر ہوتا ہے کہ ابتدا ہی سے امیہ کی طبیعت میں خفیف الحرکاتی اور رشک وحسد کا خزانہ بھرا تھا اور ہاشم کی فطرت صالحہ میں رواداری اور صبر وتحمل کے جوہر ودیعت ہوئے تھے پہلے واقعہ میں ہاشم نے امیہ کو موقع بھی دیا لیکن نتیجہ میں سوائے بدنامی اور توہین خاندانی کے کچھ اوسے حاصل نہوا آخر کار ہاشم کو اپنے صرف خاص سے اس بدنامی کو رفع کرنا ہوا۔

امیہ کے دل پر فطرت کی کجی اور عقل کی کمی کی وجہ سے اولٹا اثر پڑا اور نوبت منافرہ کی آئی۔ ہاشم نے خلاف شان ہونیکی وجہ سے اوسکو بہت ٹالا۔ لیکن موئیدین امیہ نے نہ مانا۔ بالآخر جو نتیجہ ہوا وہ ظاہر ہے۔ غرضکہ ان واقعات میں بھی سبقت مخالفانہ امیہ ہی کی طرف سے ثابت ہوتی ہے اور رواداری۔ عفو اور درگذر ہاشم کی طرف سے۔

اب امیہ اور ہاشم کے بعد حرب ابن امیہ اور عبد المطلب کے واقعات بھی ذیل میں ملاحظہ ہوں۔ پہلے یہ مقدمہ ذہن نشین کر لینا چاہئیے۔ ابن سعد طبقات میں لکھتے ہیں۔

اوصی هاشم ابن عبد مناف الی اخیه مطلب ابن عبد مناف فبنو هاشم وبنو مطلب اید واحدة الی الیوم وبنو نوفل وبنو عبد الشمس اید واحد الی الیوم ص ۶۴

ہاشم نے اپنے بعد اپنے بھائی مطلب کو اپنا وصی قرار دیا اور اوسوقت سے بنو ہاشم اور بنو مطلب ایک ہوگئے اور آجتک ایک ہی رہتے ہیں اسیطرح بنو نوفل اور بنو عبد الشمس (بنی امیہ) ایک ہوئے اور آجتک ایک ہیں۔ ص ۶۴

اوپر بیان ہو چکا ہے کہ امیہ مالدار شخص تھا اور طبیعت کا تنگ۔ ہاشم معتدل سرمایہ کے بزرگ تھے اور کشادہ دل۔ قریش کے ساتھ ہاشم کے سلوک مہمانی، اصلاح ورفاہ ملکی وقومی تک محدود تھے۔ قریش کے لین دین۔ کاروبار اور سود بٹہ کا بیوپار اور اوسکی ضرورتیں امیہ سے وابستہ تھیں اس بنا پر قریش کے کثیر التعداد قبیلے بہت جلد بنی امیہ کے ہمراز وہم آواز ہوجاتے تھے۔

قریش اور عبد المطلب کی مخالفت

چنانچہ حضرت عبد المطلب جب اپنے والد بزرگوار فیاض عرب۔ حضرت مطلب ابن ہاشم کے بعد مکہ میں سریر آرائے حکومت ہوئے اور رویائے صادقہ کے ذریعہ سے گمشدہ چاہ زمزم کے پھر کھودنے پر طیار ہوئے تو آپ کے اس خواب کو سنکر حرب ابن امیہ اور اوسکے ساتھ تمام قریش نے مضحکہ اوڑایا اور کوئی فرد واحد اس امر عظیم اور کار خیر میں اونکا معاون نہوا یہانتک کہ اس مجاہد فی سبیل اللہ نے تن تنہا اپنے ایک صاحبزادے حرث کے ہمراہ اس کار خیر کو آغاز کر دیا۔ اوسوقت تک آپ کے یہی ایک صاحبزادے۔ حرث کام کر سکنے کے قابل ہوئے تھے۔ اور کوئی صاحبزادے اوسوقت تک عالم وجود میں نہیں آئے تھے۔ دیکھیے ابن ہشام کیا لکھتے ہیں۔

فغدا عبد المطلب ومعه ابنه الحرث ولیس له یومئذ ولد غیره فوجد قریة النمل ووجد الغراب ینقر عندها بین الوثنین اساف ونائلة الذین کانت قریش تنحر

صبح سویرے عبد المطلب اپنے بیٹے حرث کو (اوسوقت تک اونکے یہی ایک بیٹے تھے) ساتھ لیکر (چاہ زمزم) کنواں کھودنے لگے اور قریۃ النمل وغراب کے علامات وبینات قدرت کے مطابق جو عالم رویا میں خدا کی

عندھما ذبالمعاول فجاء بالمعول وقام لیحفر حیث امر فقامت الیہ قریش حین اٴ راجدہ فقالوا واللہ لا نترکک یحفر بین وثنینا ھذین الذین نخر عندھما فقال عبد المطلب لابنہ الحرث دعنی حتے احفر واللہ لامضین لما امرت بہ فلما عرفوا انہ غیر نازع خلوا بینہ وبین حفرہ ۵

طرف سے بتلائے گئے تھے اور جہاں بین دو بتون اساف ونائلہ کے واقع تھا اور جسکے آگے قریش اپنے جانورون کو ذبح کیا کرتے تھے۔ جب عبد المطلب یہان کدال وغیرہ لیکر کنوان کھودنے کے لئے آئے تو ایکبارگی تمام قریش جنمین بنو نوفل اور بنو امیہ بھی شامل تھے اونکی مخالفت پر آمادہ ہوگئے اور کہا ہم تمکو ان دونو بتون کے درمیان کنوان نہین کھودنے دینگے عبد المطلب نے اپنے بیٹے سے کہا ان لوگون کو ہمارے پاس سے ہٹا دے کہ ہم بغیر کنوان کھودے نہین رہینگے اور کبھی اوس کام کو نہ چھوڑینگے جسکے انجام کرنیکا حکم ہمکو مل چکا ہے۔

انکی یہ تقریر سنکر قریش کو یقین ہوگیا کہ یہ اپنے ارادے سے کبھی باز نہ آئینگے اس لئے تمام لوگ اونکے اور اونکے گڑھا کرنیکے مقام کو چھوڑ کر ہٹ آئے۔

اسکے آگے ابن ہشام لکھتے ہین۔

فلم یحفر (عبد المطلب) الا یسیرا حتے بدا لہ الطی فکبر وعرف انہ قد صدق فلا تمادی بہ الحفر وجد فیہا غزالان للذان دفنت جرھم فیہا حین خرجت من مکۃ ووجد فیہا اسیاف قلعیۃ وادراعا فقالت لہ قریش یا عبد المطلب لنا معک فی ھذا شرک وحق قال لا ولکن ھلم الی امر نصف بینی وبینکم

عبد المطلب نے تھوڑا کنوان کھودا تھا کہ چاہ قدیم کے آثار نکل آئے عبد المطلب نے خوشی مین تکبیر کہی اور یقین ہوگیا کہ خواب مین جو کچھ اونھین دکھلایا گیا ہے وہ بالکل سچ ہے۔ جب کچھ اور کھودا تو دو سونیکے ہرن۔ جنکو جرہم نے مکے سے جاتے وقت چاہ زمزم مین ڈال دیا تھا نکلے۔ پھر اوسمین قلعی کی ہوئی تلوارین اور زرہین بھی عبد المطلب کو دستیاب ہوئین۔ تب تو قریش پھر چلے آئے اور عبد المطلب سے کہنے لگے کہ ان اشیاء برآمد شدہ مین ہمارا بھی حق وحصہ ہے۔ عبد المطلب نے کہا نہین۔ مگر ہان اگر تم باخود یا تصفیہ کرنا چاہو تو ہم نصفا نصف کر دینگے قریش اور بنی امیہ باخود یا تصفیہ پر راضی ہوئے اور عبد المطلب نے بھی اونکو اون چیزون مین کوئی حصہ ندیا۔ قریش وغیرہ نے اس معاملہ کے تصفیہ کے لئے ایک کاہنہ کو فیصلہ کن حکم قرار دیا۔ اور جانبین اس قرارداد پر راضی ہوکر مکے سے چلے۔

ابن سعد طبقات مین لکھتے ہین

قریش وبنی امیہ کی شقاوت
بنی ہاشم وبنی عبد المطلب کی سخاوت

خرج مع عبد المطلب عشرون رجلا من بنی ھاشم وعبد مناف وخرجت قریش بعشرین رجلا من قبائلھا فلما کانوا بالفقیر من طریق الشام اوحذوہ فنی ماء القوم جمیعا فعطشوا فقالوا لعبد المطلب ما تری فقال ھو الموت فلیحفر کل رجل منکم حفرۃ لنفسہ وکلما مات رجل دفنہ اصحابہ حتی یکون اخرھم رجلا واحدا فیموتون ضیعۃ السیر

عبد المطلب کے ساتھ بیس آدمی بنی ہاشم وبنی عبد مناف کی اولاد مین سے اور قریش کے ساتھ تمام قبائل کے ایک ایک ادمی مکے سے چلے جب علاقہ شام کے مقام فقیر یا جذوہ مین پہونچے تو تمام لوگون کا پانی چک گیا اور سب پیاسے رہگئے تو سب نے عبد المطلب سے کہا کہ اب تمہاری کیا رائے ہے۔ عبد المطلب نے کہا کہ موت ہے تم مین سے ہر آدمی اپنے لئے ایک گڑھا (قبر) کھود لے۔ جو آدمی مرجائے اوسکا ہمراہی اوسکو دفن کر دیے یہان تک کہ تم مین ایک ادمی تنہا باقی رہجائیگا اور وہ البتہ بلا تیمارداری اور محض بیکسی وبے یاری کی موت مریگا مگر اس

من ان نموتوا جمیعا فحفروا ثم قعدوا ینتظرون الموت
فقال عبد المطّلب واللہ ان لقائنا بایدینا ھکذا الحجز
لانضرب فی الارض فعسی اللہ ان یرزقنا ماء ببعض
ھذا البلاد فارتحلوا وقام عبد المطّلب الی راحلتہ ۔
فرکبھا فلمّا انبعثت بہ انفجر تحت خفھا عین ماء عذب
فکبّر عبد المطّلب وکبّر اصحابہ وشربوا جمیعا ثم
دعا القبائل من قریش فقالوا ھلم الی الماء الرواء
سقانا اللہ فشربوا واستقوا وقالوا قد قضی اللہ علینا
الذی سقاک ھذا الماء ھذہ الفلاۃ ھو الذی
سقاک الزمزم فواللہ لا نخاصمک فیھا ابدا فرجع ۔
فرجعوا معہ ولم یصلوا الی الکاھنۃ وخلوا بینہ و
بین زمزم

نحو کر ساتھ ایک آدمی کا مرجانا اتنے آدمیون کی سختی سے مرجانے سے بہتر ہوگا ان
لوگون نے گڑھے کھودے اور اپنی اپنی موت کو پورے منتظر ہو کر بیٹھ رہے ۔
جب عبد المطلب نے اونکی یہ حالت دیکھی تو کہا کہ یہ ہماری ہاتھون کی طلبائی
ہوئی مصیبت کہی جایے گی اور یہ ہمارے ضعف وکمزوری کا نتیجہ کہا
جایے گا ۔ (یعنی گھر مین یا خود یا بیٹھکر تصفیہ کر لیا ہوتا جیسا کہ ہم نے کہا تھا
تو آج یہ آفت کیون نصیب ہوتی ۔ اور اس طریقہ سے ہماری جہالت اور
ذلت کی مثال دنیا مین قائم ہو جایے گی اگر خدا کو منظور ہے تو اس مقام سے کسی
دوسرے مقام پر ہمکو پانی عنایت فرمایے گا ۔ یہان سے لوگ چلنے پر طیار
ہوگئے اور حضرت عبد المطلب بھی سوار ہونے کے لئے اپنی سواری کے قریب
آکھڑے ہوے اور وہان سے چلنے ہی کو تھے کہ آپ کے پاون کے نیچے آب شیرین کا
ایک چشمہ ریگ مین نظر آیا ۔ اسکے دیکھتے ہی حضرت عبد المطلب اور اونکے
ہمراہیون نے تکبیرین کہین اور سب نے سیر ہوکر اوس پانی کو پیا ۔ پھر اون

مخالف قبائل کو بھی آواز دی اور کہا کہ اس آب رواں کی طرف آؤ جو خداوند عالم نے ہمکو عنایت فرمایا ہے ۔ یہ سنکر وہ تمام لوگ بھی آیے ۔ اوس پانی کو پیا
اور پلایا اور کہنے لگے کہ اب ہماری موجودہ نزاع کا فیصلہ ہوگیا جس شخص نے ہمکو اس چشمہ زمین سے پانی پلایا ہے ۔ بیشک وہی ہمکو چاہ زمزم کا بھی پانی پلائے گا
خدا کی قسم اب اس امر مین ہم اوسکی مخاصمت نکرینگے پس وہ لوگ حضرت عبد المطلب کے ساتھ اوسیوقت لوٹ آیے اور اوس کاہنہ شامیہ کے پاس
نہ گئے اور بیر زمزم سے حضرت عبد المطلب سے دست بردار ہوگئے ۔

سیرت ابن ہشام مین بھی قریب قریب یہی الفاظ ہین مگر اوسمین جو امر خاص قابل ذکر ہے وہ قریش اور بنی ہاشم کے اخلاق اوصاف کے
اختلاف ہین ۔ ذیل کی عبارت سے اوسکا پورا انکشاف ہوتا ہے

فخرجوا حتی اذا کانوا ببعض تلک المفازۃ بین الشام
والحجاز فنی ماء عبد المطلب واصحابہ فظمئوا حتی
تیقنوا بالھلکۃ واستقوا من معھم من قبائل قریش
فابوا علیھم فقالوا انا بمفازۃ ونحن نخشی علی انفسنا مثل
ما اصابکم فلمّا رای عبد المطلب ما صنع القوم وما یتخوف
علی نفسہ واصحابہ قال ماذا ترون قالوا ما رأینا الا تبع
رأیک فامر ماشئت صفحہ ۶۹

فریقین نکلے اور جب شام وحجاز کے درمیان پہونچے تو حضرت عبد المطلب
کے ہمراہیون کا پانی ختم ہوگیا ۔ اور وہ پیاسے رہگئے اور جب پیاس سے
ہلاکت کے قریب پہونچگئے تو اونھون نے قبائل قریش سے پانی مانگا اون لوگون
نے قطعی انکار کر دیا اور کہا کہ ہم اپنی جانون کے لیئے اوسی مصیبت کا خوف و
اندیشہ کرتے ہین جو تمہاری جانون پر آئی ہے اور جسکو ہم خود اپنی آنکھون سے
دیکھ رہے ہین ۔ یہ جواب سنکر حضرت عبد المطلب نے کہا دیکھتے ہو
جو تمہاری قوم تمہارے ساتھ کر رہی ہے اور اوسکو ہمارے اصحاب اور

ہماری جان کا کوئی درد اور خوف ولحاظ نہین ہے ۔ اب تمہاری کیا رائے ہے اصحاب عبد المطلب نے جواب دیا ہماری کوئی رائے سوائے اسکے
نہین ہے کہ ہم آپ کی رائے کی متابعت کرین ۔ جو آپ تجویز کرین وہ ہمکو حکم دین ۔

بنی امیہ کی بیدردی

ابن ہشام کی تحقیق مین پہلے قریش کا انکار درج ہو چکا ہے تب اسکے بعد چشمہ کے برآمد ہونیکا مشاہدہ واقع ہوا ہے

اس واقعہ سے پہلے جس چیز کا انکشاف ہوتا ہے وہ تعمیم و تخصیص کا مسئلہ ہے اور معمول کے ظاہری اصول پر ہر شخص تخصیص کو اکثر حسن ارادت کا نتیجہ اور خاص عقیدت کا مقتضی سمجھتا ہے اسی بنا پر اکثر لوگ بنی ہاشم کی بنی امیہ پر ترجیح و تفضیل کے مسئلہ کو قابل تسلیم نہیں سمجھتے بلکہ اسکو مولفین کی خوش عقیدگی سمجھکر قلم انداز کر دیتے ہیں شبلی صاحب بھی اسی مسلک کے بزرگ تھے۔ لیکن اس غلط اصول تعمیم کے خلاف یہی دو واقعات کامل طور سے ثابت کرتے ہیں کہ بنی امیہ اور تمام قریش کو باوجود ہم اصلی اور ہم نسلی کے بنی ہاشم کے ساتھ اخلاق۔ تہذیب۔ عام ہمدردی۔ فیاضی اور اشفاق کے تمام محاسن و اوصاف میں کوئی مشابہت اور مماثلت نہیں ہے اور انہیں واقعات سے آپ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ ان اوصاف و محامد کے لیئے ہمقومی۔ ہم نسلی اور ہموطنی کی ضرورت نہیں۔ انکی تفویض قدرت کی تدبیر اور مشیت کی تجویز پر مبنی ہوتی ہے۔ ورنہ عالم انسانی میں ممکن نہیں ہے کہ ایک قوم ایک ملک۔ اور ایک شہر کے لوگ اپنی جمعیت میں اپنے لوگوں کو۔ گو وہ اوسوقت اونکے مخالف خیال ہی کیوں نہ ہوں پیاس سے مرتا ہوا آنکھوں سے دیکھیں اور اپنے پاس کافی مقدار میں پانی رکھکر اون پیاس سے مرتے ہوئے انسانوں کو پانی دینے سے صاف انکار کر دیں اور پانی کی ایک بوند نہ دیں۔ جیسا کہ ابن ہشام کی مرقومہ بالا عبارت سے ثابت ہو گیا ہے کہ حضرت عبدالمطلب اور اونکے ہمراہیوں نے پیاس سے پھڑک کر موت کے قریب پہونچکر اپنے ہمقوم اور ہموطن قریشی بھائیوں سے پانی مانگا اور اونلوگوں نے نہ دیا۔

بنی ہاشم کی ہمدردی

اس واقعہ کا دوسرا رخ بدلا جاتا ہے تو طبقات ابن سعد اور سیرت ابن ہشام دونوں کی متفقہ عبارت سے یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ خدا کے فضل و کرم سے جب لب تشنگان عبدالمطلب کو آب شیرین کا چشمہ مل گیا تو ان سیر چشموں نے اپنا تنہا پینا اور اس زلال رحمت سے خود ہی سیراب ہونا اپنی فطرتی اخلاق کے خلاف سمجھا۔ دردمندان قوم نے منکرین اور خشمگین جماعت قریش کو بلایا اور اس چشمہ رحمت کا پانی سب کو پلایا۔ یہی دونو واقعات جانبین کی فطرت اور مقتضائے طبیعت کو بخوبی بتلاتے ہیں۔ دو تو ہم اصل بھی ہیں اور ہم نسل بھی۔ مگر ایک کی طبیعت میں عداوت و شقاوت کے اتنے اجزاء و عناصر بھرے پڑے ہیں کہ اونکی ظاہری تصویر انسانی باطل ترکیب حیوانی معلوم ہوتی ہے۔ بخلاف اونکے دوسرے فریق کے مزاج و فطرت میں ہمدردی۔ رحم۔ مروت اور محاسن اخلاق کے اتنے بیش بہا اور لا انتہا جوہر بھرے پڑے ہیں کہ باوجود ایسی شدید مخالفت و مخاصمت کے بھی وہ اپنے ایسے مخالف اور دشمن کو بھی اپنی اوس نعمت خاص میں شریک کر لینے اور حصہ دینے میں ذرا بھی تامل نہیں کرتے جو خدائے سبحانہ تعالی کیطرف سے اونکو خاص طور پر عنایت فرمائی گئی ہے۔ یہی دو واقعات بنی امیہ اور تمام قریش کے طبایع حیوانی اور بنی ہاشم کے محاسن اخلاق اور تہذیب انسانی کو صاف بتلاتے ہیں اور تعمیم و تخصیص کے امتیاز خاص کا انکشاف حقیقت کرتے ہیں۔

ابوسفیان اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

ان واقعات سے بطور ثابت ہو گیا کہ بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب کے ساتھ قریش ہوں یا بنی امیہ کسی فریق نے قابو پا کر درگذر نہیں کی اور باوجود اسکے کہ بنی ہاشم و بنی عبدالمطلب ہر واقعات و معاملات میں اونکے ساتھ مراعات و مساوات کرتے رہے لیکن اونھوں نے اپنے اختیار و اقتدار کے وقت اونکے تمام احسانات کو نسیاً منسیا کر دیا

چونکہ خلافی اور فطرتی آثر تھے اسلیئے نسلاً بعد نسل بطناً بعد بطن فریقین کی طبیعتوں میں قائم رہے۔ فطرت میں تغیر و تبدیل ناممکن ہے۔ اسی بنا پر قریش و بنی امیہ کی بدنفسی اور اونکے فطرتی جیسی زمانہ جاہلیت میں تھی ویسی ہی دورہ اسلام میں بھی قائم رہی۔ اسیطرح بنی ہاشم و بنی عبدالمطلب کی فطرت صالحہ اور اخلاق حسنہ جیسے پہلے تھے ویسے ہی اب بھی تھے اسی لیئے۔ امیہ

حرب بن امیہ - ابوسفیان بن حرب - معویہ بن ابوسفیان اور یزید ابن معویہ کی شرارت طبعی اور بدکاری کی نسبت جہالت کا عذر نامعقول پیش کرنا - عذر بدتر از گناہ کے حکم مین داخل ہے

فتح مکہ کے دن تمام قریش کے مظالم کو لاتثریب علیکم الیوم (آجکے دن تم پر کوئی گناہ نہیں) کہ ہمارے سامنے سے نکلکر یہہ جیسا الفاظ عفو کر گیئے - پھر معارک صفین ہین - ابتدای جنگ کے موقع پر نہر فرات پر قبضہ اکبر زیادہ اما سرد اللہ لا افعل کما فعل اتباعہ وظلمہ (قسم بخدا مین تو وہ ہرگز نکرونگا جو اوسکے اصحاب اور ظالمین کرچکے ہین) اور پھر بار دیگر وفات سے کچھ قبل اپنے قاتل کو شربت پلانیکے حکم پر اشارہ قبل ان یشرب سینی (مجھسے پہلے اسکو شربت پلاؤ) کی تقریر کریمانہ مین جلوہ پذیر ہوا - پھر بھی اختصاص طبیعت اور امتیاز فطرت واقعہ صفین سے اکیس ۲۱ برس بعد کربلا کے قیامتناک مقتل مین یون ظاہر ہوا کہ انمین سے ایک فریق قاتل کی صورت اپنے دوسرے فریق مقتول و مظلوم کے سینہ پر سوار ہے - فریق مقتول جانور ذبیحہ کی مثال قاتل کے زیر زانو دبا ہوا ہے - پیاس سے دم توڑنا چاہتا ایک قطرہ آب کا نائل ہے سوال کرتا ہے اور وہ بیدرد باوجودیکہ ایک جام یا ایک کوزہ آب پر کیا ہے دریاے فرات پر قابض ہے مگر اوسکو (مقتول کو) ایک قطرہ آب نہین دیتا ہے اور جلد از جلد ذبح کر رہا ہے - مقتول مایوس ہوکر قاتل کی اس بیدردی کے جواب مین اپنے قاتل کو دعائین دیتا ہے اور دنیا سے ہمیشہ کیلئے رخصت ہو جاتا ہے اور سلسلہ ہاشمیہ اور خانوادہ مطلبیہ کی پاک سیرت اور نیک اخلاق کی سچی مثال ابدالاباد تک دنیا مین قائم کر جاتا ہے -

ابھی ابھی تفصیل سے اوپر بیان ہوچکا ہے کہ ابوسفیان ابن حرب - راس الرئیس بنی امیہ نے جناب محمد مصطفی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اپنے معاصر بنی ہاشم و بنی عبدالمطلب کے سید و سردار کے ساتھ عداوت - مخاصمت اور قتل و غارت کا کوئی قرینہ - وسیلہ اور حیلہ اوٹھا نہین رکھا جنگ بدر - احد اور خندق کے واقعات اور اونکے مظالم و مفاسد اور نیز دوسرے مصائب و شدائد کے تمام و کمال حالات فتح مکہ تک بیان ہوچکے ہین - جنکے ایک ایک واقعہ سے بنی امیہ اور اونکے متبعین قبائل قریش کے مظالم کا پورا ثبوت ملتا ہے

اب اونکے مندرجہ بالا افعال ذمیمہ اور اعمال قبیحہ کے خلاف ذیل مین راس الرئیس بنی ہاشم و بنی عبدالمطلب حضرت رسول خدا محمد مصطفے صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے احسانات و تفضلات بالتفصیل بیان کیے جاتے ہین

بنی امیہ کے ساتھ آنحضرت کے احسانات

فتح مکہ کے وقت بنی امیہ اور قریش کی خموش مخاصمت اور چھپی ہوئی عداوت معرکہ حنین مین ظاہر ہوئی جو فتح مکہ کے دو چار روز بعد ہی واقع ہوا - یہی ابوسفیان - رئیس قریش و بنی امیہ ہین جو فتح مکہ کے بعد بظاہر مسلمان ہی ہین اور اہل ایمان ہی مگر جنگ حنین مین ذرا سے وقتی انقلاب کے ہوجاتے ہی رسول اللہ صلعم کا ساتھ چھوڑ کر پہاڑ پر چڑھ جاتے ہین - مسلمانون کو گریزان دیکھکر خوب خوش ہوتے ہین اور بغلین بجا لاکر فرماتے ہین کہ ہوازن کے لوگ اب مسلمانون کو سمندر کے کنارے تک پہونچائے بغیر نہین رکتے - خوش ہوکر لوگون کو فتح کی مبارکباد دیتے ہین اور لوگون سے ہزیمت اسلام کی مبارکباد لیتے ہین - خود بھی کہتے ہین اور دوسرون سے بھی کہلاتے ہین کہ (نعوذ باللہ) آج محمد (صلعم) کا سحر باطل ہوگیا جیسا کہ بہت جلد اونکے رسوخ ایمان کی تفصیل بیان مین معلوم ہوگا - مگر یہہ سب قدرت کا دم بھر کا تماشہ تھا اور چشم زدن کا معاملہ سے پل بار نہ کی ہوئی جو دیر ہی نہ سبحان اللہ شان تیری - کفار کا نصیب اولٹتا ہے اور مسلمانون کا اقبال پلٹتا ہے - تنہا علی مرتضی ہاشمی و مطلبی کی ذوالفقار آبدار قوم ہوازن و ثقیف کا میدان جنگ مین صفایا کر دیتی ہے - اونکے دیکھا دیکھی بھاگے ہوئے مسلمانون کو غیرت آتی ہے - سو سو کی ٹکڑی بنکر جمع ہوجاتے ہین اور حنین کا وسیع میدان دم کے دم مین کفار کے وجود سے بالکل خالی ہوجاتا ہے رسول اللہ صلعم کے پاس پھر حنین کا مال غنیمت جمع ہوکر انبار ہوجاتا ہے - پھر طائف سے ثقیف کا مال فراوان آتا ہے - حکم رسول صلعم ہے

دونو مقاموں کے اموال کثیر مقام جعرانہ میں جمع ہو لیتے ہیں جب آنحضرت صلعم کو انتظام ملکی و فوجی سے پوری فراغت اور کامل فرصت ہو جاتی ہے تو تقسیم اموال کا کام شروع فرما لیتے ہیں - اب اسوقت بنی امیہ کے رئیس خاندان ابوسفیان اور اونکے تمام اعزہ و اعوان کی بخیر تمنا نہ شان ایک طرف - اور ہاشم و عبدالمطلب کے فخر خاندان اور مایۂ ناز دودمان جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ایثار و احسان کے فیاضانہ مناظر دوسری طرف بچشم العین ملاحظہ و مشاہدہ فرمایے جاتے ہیں - معارج النبوۃ رکن چہارم میں قوم ہے

ابوسفیان بن حرب کہ بامساک شہرتے داشت فرصتے غنیمت شمردہ بمجلس ہمایون حاضر گشتہ گفت یا رسول اللہ تو امروز متمول قریشی آنحضرت صلعم تبسم فرمود ابوسفیان تحریک سلسلۂ طمع نمودہ گفت ازاین اموال چیزے بمن بدہ - چہل اوقیہ[1] نقرہ و صد شتر بوے انعام نمودہ ابوسفیان گفت پسرم یزید را نیز سرفراز گردان - حضرت اشارت فرمود تا موازی انعام ایشان بوے دادند - ہنوز قوت طامعہ اش آرام نگرفت و گفت نصیب پسر دیگرم معویہ را ہم کرم فرما - حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم معویہ را نیز چہل اوقیہ نقرہ و صد شتر دیگر بداد - مطبوعہ نولکشور لکھنو ص ۲۶۸ ترجمہ ابن خلدون - الہ آباد - قرۃ العیون - آگرہ و روضۃ الصفا ج ۱ ص ۱۸۲

ابوسفیان جو بخالت میں مشہور تھے فرصت غنیمت پاکر دربار رسالت میں حاضر ہوے اور کہنے لگے یا رسول اللہ صلعم آج آپ کا شمار بھی تو قریشیوں میں ہے - یہ سنکر آنحضرت متبسم ہوے اور ابوسفیان نے اپنی طمع کے سلسلہ میں کہا کہ ان اموال غنیمت سے کچھ مجھکو بھی ملے - آپ کے حکم سے (اوسیوقت) انکو چالیس اوقیہ چاندی اور سو اونٹ انعام میں دیے گئے - ابوسفیان نے عرض کی میرے بیٹے یزید کو بھی سرفراز فرمایا جاوے - آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا اتنا ہی اونکو بھی دیا گیا (اتنے ملنے پر بھی) ابوسفیان کی حرص مال کم نہوئی کہنے لگے میرے دوسرے بیٹے معویہ پر بھی کرم فرمایا جاوے - حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے معویہ کو بھی چالیس اوقیہ چاندی اور سو اونٹ دلوا دیے

غرضکہ مجموعاً ابوسفیان کو اپنا اور دو بیٹوں کے حصے ملاکر - تین سو اونٹ - ایکسو بیس اوقیہ چاندی ملی تقسیم حنین میں جتنی رقم ابوسفیان کے حصہ میں آئی اوتنی کسی کے حصہ میں بھی نہ آئی - کیا بنی ہاشم و بنی عبدالمطلب کے ساتھ اوسکے عشر عشیر احسانات و مراعات کی کوئی مثال بنی امیہ یا اونکے موئدین کیطرف سے پیش کی جاسکتی ہے - کیا رسول اللہ صلعم کے ان محاسن اخلاق ایثار و احسان سے کہیں ضمناً و اشارتاً اسکا نشان پایا جاتا ہے کہ ابوسفیان نے کبھی آپ کی مخالفت کی تھی - یا آپ کو کوئی آزار پہونچایا تھا - یا آپ کے خاطر آئینہ ماثر میں کبھی اونکی کافر کرداریوں کا خیال بھی تھا

تقسیم حنین کے تفحص حالات سے ظاہر ہوتا ہے کہ بنی امیہ کے ساتھ آپکی یہہ فیاضانہ داد و دہش عام شکایت کا باعث ہوگئی خصوصاً انصار کے چند جوان مزاجوں نے اسکی نسبت اشعار بھی نظم کر ڈالے - عباس ابن مرداس اسلمی نے کھلے کھلے الفاظ میں تعریض بھی کی جو تمام تاریخ و سیر کی کتابوں میں مرقوم ہے - یہہ سب کچھ ہوا - لیکن جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اپنے حکم پر مستقل رہے آپ نے پہلے ہی کہدیا تھا کہ بنی امیہ کو تالیف قلوب کی غرض خاص سے غنیمت میں زیادہ حصہ دیا جاوے گا - لیکن افسوس ہے کہ اصول فطرت کے خلاف ہونیکی وجہہ سے بنی امیہ پر اس ایثار رسالت کا کوئی اچھا اثر نہیں پڑا بلکہ برعکس اسکے وہ آپ کے ساتھ اور آپ کی اولاد و اقارب کے ساتھ مظالم و شدائد میں اور تیز ہو گئے ؎ باب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد ؛ گلیم بخت کسے راکہ بافتند سیاہ

لیکن حقیقت یہہ ہے کہ جناب رسول خدا علیہ و آلہ التحیۃ والثنا بھی تو کسی طرح اپنی فطرت صالحہ کے مخالف و منافی عمل پیرا

[1] ع ۱۵ اٹھ مونہہ سے مونہہ ملی ہوے جو کا ایک اوقیہ ہوتا ہے - مولف عفی عنہ

نہین ہو سکتے تھے اور جبتک یہہ متضاد مخالف واقعات ظہور پذیر نہوتے ۔ جانبین کے مظالم وہ اسن کے امتیازات ۔ ہوتے ۔ ممکن ہے کہ ان امور کی پردہ پوشی کے لئے مویدین کی طرف سے بنی امیہ اور قریش کے اوس وقت تک اسلام نہ لانیکا یہ عذر پیش کیا جاوے تو اس عذر سے پہلے عذر کرنیوالون کو خداے سبحانہ تعالیٰ کے بتلائے ہوے اصول لا تبدیل لخلق اللہ پر لحاظ کرنا چاہیئے ۔ اب خلاصہ عالم کے بتلائے ہوے اوسی اصول محکم کے مطابق ابوسفیان اور بنی امیہ کا اسلام لانیکے حالات بھی ملاحظہ کر لیئے جائین ۔

ابوسفیان کی حقیقت ایمان

ابوسفیان فتح مکہ کے وقت ۸ھ ہجری مین ۔ بعد از ہزار خرابی بصرہ ۔ اسلام بھی لائے تو اس حالت کذائی مین جیساکہ تاریخ ابن ہشام کی اس ترجمہ عبارت سے ظاہر ہے ۔

قریش نے لشکر اسلام کی خبر پاکر ۔ بدیل ابن ورقاء ۔ حکیم ابن حزام اور ابوسفیان بن حرب کو جاسوسی کی خدمت پر بھیجا اور تاکید کردی کہ اگر رسول اللہ صلعم سے ملاقات ہو تو معاہدہ حدیبیہ کے پھر شرائط منظور کراکے آپ کو راستہ ہی سے واپس کر دینا ۔ چونکہ جاسوسی کی خدمت تھی اور یہہ معلوم نہ تھا کہ آنحضرت صلعم کس راہ سے مکہ مین آتے ہین ۔ اسلیئے تینون تین راہین پکڑتے ہین بدیل اور حکیم تو دو رستون سے گھوم کر پیچھے آے لیکن ابوسفیان رات ہی کو سب سے پہلے لشکر اسلامی مین پہونچگیا ۔ خلاف معمول چارونطرف میدان مین آگ جلتی دیکھکر اوسکے حواس باختہ ہوگئے ۔ وہ اسی حیرت مین تھا کہ اتفاقاً حضرت عباس اوسطرف سے گذران خچر پر نکلے ۔ باہمی گفتگو ذیل کے مکالمہ مین ملاحظہ ہو

عباس (ابوسفیان کی آواز پہچان کر) ابوسفیان ! ابوسفیان !

ابوسفیان (آواز دیکر) ۔ ہان ۔ اے ابا الفضل ۔ میرے مان باپ آپ پر فدا ہون ۔ یہہ کیا ہے ؟

عباس ۔ یہہ رسول اللہ صلعم کا لشکر ہے اور اب قریش کے لئے صبح ہی صبح ہے ۔ اور بس

ابوسفیان (گڑگڑا کر) میرے مان باپ آپ پر فدا ہون ۔ میرے بچنے کا کوئی قرینہ ہے

عباس ۔ یہہ سمجھ رکھو کہ فتح (مکہ) ہوتے ہی تمہاری گردن ماریجاے گی (تمہارے حق مین یہی بہتر ہے کہ میرے خچر کے پیچھے سوار ہو لو مین تمہین آنحضرت صلعم کی خدمت میں لیجا کر امان دلوا دون ۔

ناظرین کتاب یہین سے بنی امیہ کی فابوپرستی اور ابن الوقتی ۔ اور بنی ہاشم یعنی عبد المطلب کی عفو و درگذر ۔ مروت و رواداری کو چشم عبرت سے دیکھ لین ۔ بہرحال ۔ اب آگے اور بڑھیے اور راوی تاریخ ابن ہشام کی آئندہ عبارت پڑھیئے ابوسفیان مرتا کیا نکرتا ۔ حضرت عباس کے گدھی کے پیچھے (دُم کے پاس) سوار ہو جاتے ہین اور حضرت عباس اوکو رسول اللہ صلعم کیخدمت مین لے آتے ہین اور عرض کرتے ہین ۔ ابوسفیان حاضر ہے ۔ آپ نظر مبارک اوٹھا کر اوسکی طرف دیکھتے ہین اور ارشاد فرماتے ہین

رسول اللہ صلعم ۔ کیون ابوسفیان ۔ کیا اب بھی تمکو یقین نہین آیا کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہین ہے

ابوسفیان ۔ اگر کوئی اور خدا ہوتا تو آج ہمارے کام آتا

رسول اللہ صلعم کیا اسمین کچھ شک ہے کہ مین خدا کا رسول ہون

ابوسفیان ۔ اسمین تو ابھی ذرا شبہہ ہے

عباس (ابوسفیان کو ڈانٹ کر) وائے ہو تجھپر۔ جلدی سے حق کا کلمہ پڑھ دے۔ نہیں تو۔ خدا کی قسم۔ ابھی تیری گردن ماریجاتی ہے

ابوسفیان (انکا بنیا سودا کرہے) لاآلہ الاالله محمد الرسول الله

ابوسفیان مسلمان بھی ہوئے تو کیسے مسلمان ہو

خیر۔ جیون بتون کر کے ابوسفیان) مسلمان تو ہو گئے مگر کیسے مسلمان ہوئے۔ خود آنحضرت صلعم کی زبان) صداقت سے سن لیجئے۔ ابن ہشام لکھتے ہیں کہ مسلمان ہونیکے بعد ہی ابوسفیان اور حکیم ابن حزام نے آنحضرت صلعم کیخدمت مین عرض کی کہ یارسول الله آپ ایسے اوباش لوگون (انصار مدینہ) کی جماعت لیکر آئے ہین جو آپ کے قبیلے اور کنبے والون کی کوئی حقیقت نہین سمجھتے آپنے ارشاد فرمایا تم تو خود ظالم ترین و فاجر ترین مردم قرار پائے ہو

ابوسفیان بنے ہوئے مسلمان تھے

آگے چلئے۔ محدث دہلوی۔ مدارج النبوۃ مین آنحضرت صلعم کی زبانی ابوسفیان کی نسبت لکھتے ہین **انه رجل مستسلم ولا مسلم** (یہ شخص بنا ہوا مسلمان ہے مسلمان نہین ہے۔ یعنی اس نے اسلام کو بہ تکلف اختیار کیا ہے۔ رغبت اور طیب خاطر سے نہین۔ اس سے بڑھ کر ملاحظہ ہو۔

بنی امیہ کے اجمالی فضائل

ویل لبنی امیۃ ویل لبنی امیۃ ویل لبنی امیۃ۔ لکل شیٔ آفۃ وآفۃ ھذا الدین بنی امیۃ۔ سیکون فی امتی زنادقۃ وشر قبائل العرب بنو امیۃ وکان ابغض الاحیاء او الناس الی الناس والی رسول الله بنی امیۃ	ہلاکت ہو بنی امیہ پر۔ ہلاکت ہو بنی امیہ پر۔ ہلاکت ہو بنی امیہ پر ہر شے کے لئے ایک آفت ہے اور اس دین کی آفت بنی امیہ ہین میری امت کے زندیق اور شریر ترین قبائل عرب بنی امیہ ہین سب سے زیادہ زندہ لوگون مین رسول الله صلعم سے بغض رکھنے والے بنی امیہ ہین تاریخ معاویہ مطبوعہ جونپور ص ۳۹۰

مولفۃ القلوب کے لقب خاص سے ملقب

ابوسفیان اور انکا پورا خاندان اسلام مین مولفۃ القلوب کے لقب خاص سے مشہور رہے۔ دربار رسالت سے یہ خطاب انکو اور انکے تمام قبیلے کیلئے خاص طور پر مخصوص کردیا گیا ہے۔ قرآن مجید کے سورہ توبہ (عذاب) مین بھی یہ لوگ اسی خطاب سے مخاطب فرمایے گئے ہین۔

ابوسفیان کی معیار و مقدار ایمان

کہان تک لکہا جایے سہ ہمہ ورق کہ سیہ گشت و مدعا انجاست۔ اسلام لانیکے بعد انکی مقدار اسلام تو معلوم ہو گئی اب معیار اسلام بھی ملاحظہ ہو۔ طبری اور ابن ہشام دونو کا ترجمہ عبارت حسب ذیل ہے شبلی صاحب اندونون کی اسناد سے لکھتے ہین۔

لشکر اسلام جب مکہ کی طرف بڑھا تو آنحضرت صلی الله علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عباس سے کہا کہ ابوسفیان کو پہاڑ کی چوٹی پر لیجا کر کھڑا کردو کہ افواج الٰہی کا جلال آنکھون سے دیکھے۔ کچھ دیر کے بعد دریایے اسلام مین تلاطم ہوا۔ قبائل عرب کی موجین جوش مارتی ہوئی بڑھتین سب سے پہلے غفار کا پرچم نظر آیا۔ پھر جہینہ۔ ہذیل۔ ہذیم اور سلیم ہتیار ون مین ڈوبے ہوئے تکبیر کے نعرے مارتے ہوئے نکل گیے۔ ابوسفیان ہر بار مرعوب ہو جاتا تھا۔ سب کے بعد انصار کا قبیلہ اس شرف و شان سے آیا کہ ابوسفیان کی آنکھین خیرہ ہو گئین

جناب رسالتمآب صلی الله علیہ وآلہ وسلم کی اس تدبیر سے ابوسفیان نے کیا نتیجہ نکالا۔ یہ ترکیب رسالت کہان تک اس مبتدی اسلام کی سبق آموزی مین کامیاب ہوئی۔ حضرت عباس سے ابوسفیان کی حسب ذیل مکالمت تبلارہی ہے

ارشاد رسالت کے مطابق حضرت عباس انکو شکر اسلامی کی جلالت و سطوت دکھلانیکی غرض سے پہاڑ کی چوٹی پر لیگئے

اور اونھون نے مرتو یہ بالالشکر اسلامی کی جلالت وعظمت دیکھکر حضرت عباس سے پوچھا

ابوسفیان عباس - یہ کون لوگ ہین ؟

عباسؓ - یہ مہاجر وانصار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جان نثار ہین

ابوسفیان (سخت حیران ومتعجب ہوکر) ایسی تو پہلے (عرب مین) کسی کی شان وقوت نہین تھی - اے ابا الفضل خدا کی قسم - اب تو تمہارے بھتیجے کی بڑی سلطنت ہوگئی -

عباسؓ - وائے ہو تجہپر - یہ سلطنت نہین ہے اقتدار رسالت ہے -

اناللہ وانا الیہ راجعون - تعلیم رسول صلعم سے کیا اچھی تعلیم وتادیب حاصل کی گئی ہے - سلطنت ونبوت حکومت ورسالت کی فرق مابہ الامتیاز کو ماشا واللہ کس خوبی سے سمجہا گیا ہے - ہر قدر ہر کس بقدر ہمت اوست

ابوسفیان کے ساتھ حضرت عباسؓ کے خاص اشفاق	بہرحال پھر وہی عبدالمطلب کے فرزند رشید کام آتے ہین اور سیدھا راستہ بتلاتے ہین طبری - ہشام اور مواہب لدنیہ وغیرہ مین سلسلہ مکالمت یون تمام ہوتا ہے -

ابوسفیان آپ جو کچھہ کہتے ہین - صحیح ہے - اچھا - مین اب کیا کرون - یہ تو بتلائیے -

عباسؓ اب تمہارے حق مین یہی بہتر ہے کہ اب تم شہر مین سیدھے چلے جاؤ اور قریش کو سمجہاؤ کہ فساد کا قصد نکرین اب کچھہ شدنی نہین ہے -

اتنا بتلاکر عبدالمطلب کے اوسی خلف صالح (حضرت عباسؓ) کو بنی امیہ کے اس بزرگ کے ساتھ امتیازی ہمدردی کا خیال آیا اور خیال کے ساتھ اوسکے عملی صورت مین ظاہر کردینے کا قصد فرمایا - ابوسفیان کا ہاتھ تھامے ہوئے آنحضرت صلعم کیخدمت مین لیے آیے اور عرض کی - تاریخ طبری کی عبارت کا ترجمہ ملاحظہ ہو -

ابوسفیان ایک مفاخرت پسند آدمی ہے - اسکے لئے کوئی امتیاز خاص عنایت ہو - جو اسکی قوم مین اسکے امتیاز کا باعث ہو - ارشاد ہوا - اچھا - پھر یون اعلان فرمان ہوا - کہ جو شخص ابوسفیان کے گھر مین چلا آیے گا امان پایے گا - اور جو مسجد الحرام مین چلا جایے گا - وہ بھی امان پایے گا - اور جو اپنے گھر کے دروازے بند کرکے بیٹھ رہیے گا وہ بھی امان پایے گا - طبری ص ۱۶۳۳

مکہ مین ابوسفیان کا قومی اور خانگی استقبال	بنی مطلبؓ ہاشمی کے دربار رسالت اور بارگاہ نبوت سے رئیس خاندان بنی امیہ یہ تمغہ امتیازی لیکر شہر مین داخل ہوے تو انکی قوم - انکے اعزہ واحباب نے عموماً اور انکی زوجہ محترمہ ہندہ بنت عتبہ

نے خصوصاً انکی کیا گت بنائی - محدث شیرازی کی تاریخ روضۃ الاحباب کی عبارت کا ترجمہ ملاحظہ ہو

حضرت عباس نے ابوسفیان سے کہا کہ جلد جلد چلے جاؤ اور لوگون کو تہدید کرو کہ وہ اپنی فکر کرین اور جلد مسلمان ہو جائین کہ اونکی نجات ہوجایے ورنہ سب ہلاک ہو جائینگے - ابوسفیان دوڑتا ہوا مکہ مین آیا اور لشکر اسلام مقام ذی طوی (مکہ سے ملا ہوا مقام) مین پہونچکر ٹھہر گیا - اسلیے کہ آنحضرت صلعم اون سے آکر مل جائین - اوسدن بہت گرد وغبار تھا - تمام پہاڑ کی چوٹیان گرد سے بھری تھین اور اوسوقت تک کفار کو آنحضرت صلعم کی آمد کی کوئی خبر نہین تھی - جب لوگون نے ابوسفیان کو جلد جلد آتے دیکھا تو اوسکے استقبال کو آگے بڑھے اور اوس سے پوچھا تمہارے پیچھے کون ہے اور یہ غبار کیسا ہے ابوسفیان

دکھا کہ یہ محمد صلعم کا لشکر ہے جو سر سے پیر تک زرہ بکتر میں ڈوبا ہوا غرق آہن و فولاد ہے اور میں ایسے دلاوران جنگ میں جن سے کسی کو تاب مقابلت و محاربت نہیں ہے۔ محمد صلعم نے مجھ سے کہدیا ہے کہ جو شخص میرے مکان میں آجاییگا وہ امان میں رہیگا اور جو ہتیار ڈالدیگا وہ بھی امان پائیگا اور جو شخص مسجد الحرام میں داخل ہو جائیگا وہ بھی امان پائیگا۔

یہ سنکر ہندہ نے کہا خدا تجھے ذلیل کرے۔ یہ تو کیسی خبر لایا ہے۔ ہندہ بنت عتبہ زوجہ ابوسفیان۔ شوہر کی خیر آمدید کو قوم کے ساتھ آئی تھین۔ شوہر کے ان ناشنوا کلمات کو سنکر بیتاب ہوگئین۔ شوہر کی داڑھی پکڑلی اور مجمع عام مین اوسکی بڑی ذلت کی اور پھر چلاکر (تمام قریش سے) کہنے لگین کہ اس بوڑھے احمق کو مار ڈالو کہ پھر (تماو گون ست) ایسے احمقانہ کلام کرے ابوسفیان نے جوابدیا جو میری ذلت چاہو کرو مگر مین خدا کی قسم کھاکر کہتا ہون کہ اگر تو مسلمان نہو جائیگی تو تیری گردن ماری جائیگی۔ جا اور اپنے گھر کو دروازے بند کرکے بیٹھ رہ روضتہ الاحباب لکھنو ص ۴۲۷

> جنگ حنین مین ابوسفیان کی ابن الوقتی

جنگ حنین مین جو باعتبار قربت کے گویا فتح مکہ کی صبح تہی۔ دنیا کی قابو پرست اور ابن الوقت لوگون نے راہ گریز اختیار کی۔ انمین سب سے پہلے خلفائے امویہ کے مورث اعلیٰ۔ امیر معویہ کے پدر نامدار۔ کفار قریش کے سپہ سالار۔ ابوسفیان ابن حرب بھاگ نکلے۔ انکی نسبت مورخ ابوالفدا لکھتے ہین۔

جب مسلمانون نے راہ فرار اختیار کی تو اہل مکہ کے دلونمین جو کینہ اور حسد مخفی تھا ظاہر ہوگیا۔ چنانچہ مسلمانون کے بھاگنے پر ابوسفیان بن حرب کہنے لگے کہ یہ لوگ (مسلمان) جبتک کہ سمندر کے کنارے تک نہ پہونچ لینگے۔ دم نہ لینگے۔ بحوالہ تاریخ احمدی ص ۱۰۰

ابھی صبح سے شام نہین ہوئی تھی کہ انھین ابوسفیان کے ایسے دشمن جان و ایمان کے ساتھ پیغمبر اسلام علیہ و آلہ السلام نے کیسے کیسے احسانات کئے تھے۔ کیا کیا تفضلات و الطاف دکھلائے تہے۔ جان بخشی فرمائی۔ تمام جرائم معاف کردیے۔ ذاتی اعزاز و امتیاز عنایت کیا۔ یہان تک کہ انکے گھر کو اہل جرائم کے عفو تقصیرات کا مامن اور رحمت و نجات کا دامن بنادیا۔ ان تمام احسانات و رعایات کے جواب مین ایک ذراسے انقلاب کو سوئے تہی۔ انکی فطرت نے فوراً کروٹ بدلی۔ پھر نہ خدا تھا نہ رسول۔ نہ اسلام تہا نہ ایمان ابھی ابھی جس مذہب کو قبول کیا تہا اور جس بانی مذہب کے دست مبارک پر بیعت کی تہی اوسی کی کھلی کھلی مخالفت اور معارضت کرنے لگے۔ ابن ہشام انکی ان معارضانہ اور محاربانہ طرز عمل پر حسب ذیل روشنی ڈالتے ہین۔

جب لوگ بھاگ گئے اور مکہ کے لوگون نے جنکے دلون مین کینہ و عداوت باقی تہی مسلمانون کے عالم ہزیمت و فرار کو دیکھ لیا تو ایسی مین اسکا ذکر کرنے لگے۔ ابوسفیان بولا کہ اب یہ بغیر سمندر تک بھاگے نہین رکینگے۔ ابوسفیان کی پاس کمان بھی تھی اور کمان مین تیر بھی تھے۔ جبلہ بن حنبل نے اور بقول ابن ہشام کلدہ ابن حنبل نے اپنے بھائی صفوان ابن امیہ سے جو اسوقت تک مشرک تھا کہا کہ آج کے دن (نعوذ باللہ) محمد کا سحر باطل ہوگیا۔ صفوان نے ڈانٹ کر کہا کہ چپ رہ۔ خدا تیرے موںہ کو توڑے۔ میرے نزدیک اگر تو کسی قریش کی ستائش و طرفداری کرتا تو بہتر ہوتا اس سے کہ کسی مرد ہوازن کی تعریف و جنبہ داری کرے ج ۲ ص ۱۷ مصر

محدث شیرازی ان بدنام کنندگان اسلام کے حالات مفصلہ ذیل عبارت مین لکھتے ہین

کفار قریش مین وہ لوگ جو نئے مسلمان ہوئے تہے اور ابھی تک اونکے سینے حسد و کینہ سے پاک و صاف نہین ہوئے تہے مسلمانون کی ہزیمت دیکھکر برے کلمات کہنے لگے۔ ایک نے کہا کہ محمد صلعم کے صحابہ ایسے بھاگے جاتے ہین کہ بغیر سمندر تک پہونچے نہین رکینگے اور کلدہ بن حنبل جو صفوان بن امیہ کا علاتی بھائی تھا کہنے لگا کہ آج سحر کے باطل ہونیکا دن ہے اور دوسرا صفوان کو

مخاطب کرکے کہنے لگا کہ تمہین مبارک ہو دیکھو محمدؐ اور اونکے اصحاب بھاگ گئے۔

محدث شیرازی نے ان کافرانہ خطابات کو عموماً نومسلمون کیجماعت کیطرف منسوب کیاہے۔ لیکن ابن ہشام اور طبری اور ابوالفدا نے پہلے کلمہ کا متکلم ابوسفیان کو اور انکا نام مع ابنیت کے لکھکر بتلایاہے اور تاریخ روضۃ الصفا اور تاریخ الانبیا کی عبارتون سے ظاہر ہوتاہے کہ اون کلمات کے کہنے والے بھی یہی ابوسفیان تہے اور مبارکباد کی خوشخبری بھی پانے والے بھی یہی تہے۔ چنانچہ روضۃ الصفا اور تاریخ الانبیا جلد دوم کی عبارتون کی تفصیل مترجمہ یہہ ہے۔

فوج اسلام مین ابوسفیان بھی تھے۔ اول تو جیسے یہہ مسلمان ہوے تہے ظاہر ہے۔ فوج اسلامی کی حالت (فرار) دیکھکر پہاڑ پر چڑھ گئے اور وہان سے فوج اسلامی کا انتشار اور علے العموم اہل اسلام کا اضطرار دیکھکر قہقہہ لگانے لگے اور اپنی چھپی ہوئی مخالفت کا پورا موقع پاکر مسلمانون سے بدلہ چکانے کیلئے تیر وکمان بھی لیس کر رکھی۔ تیر بھی کون۔ وہی ازلام۔ جہالت کے زمانہ مین جس سے جوا کھیلا جاتا تھا اور فال لیجاتی تھی۔ جسکی حرمت قرآن مجید کی آیت انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان۔ شراب۔ جوا اور (جوئے اور فال کے) تیر شیطان کے عمل سے بھی بدتر ہین۔ مین نص صریح سے اور کہنے لگے مجھے امید ہے کہ قوم ہوازن اہل اسلام کو بغیر سمندر کے کنارے پہونچائے نہین رکیگی ایکے ہمخیال بھی انکے ہمراہ تہے سب کے سب انکے ہمراہ تہے اور سیر کر رہے تہے کیسی کو مسلمان ہوے ایک ہفتہ ہوا تھا کسیکو دو کسیکو تین ہفتے۔ پھر اونکی آنکھون مین اسلام کی وقعت ہوتی تو کیسے۔ وہ تو صرف غنیمت کیلئے اسلام کے پیچھے پڑے تہے وہ سب ملکر اسلام کی ہزیمت سے بہت مسرور ہوے۔ ابوسفیان کو جو سابق مین اونکا سردار رہا۔ ملکر مبارکباد دینے لگے اور کہنے لگے ای ابوسفیان آج محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اونکے اصحاب کا سحر باطل ہوگیا۔ اونکے اصحاب نے جنگ مین ہزیمت پائی تجھکو مبارک ہو۔ ملاذ ابن حیل نے کہا آج محمدؐ کا سحر باطل ہوگیا جو سالہا سال سے اہل عرب کے دلون پر کارگر ہورہا تھا۔ ابوالفدا ص ۳۹۴ روضۃ الصفا ج ۲ ص ۱۳۶۔ تاریخ الانبیا ج ۲ ص ۳۸۹

امام طبری اور ابوسفیان کی حقیقت

انھین امور کو پیش نظر رکھکر امام المورخین طبری نے مخالفت رسول صلعم مین جس شدت وعصبیت کے ساتھ اونکی خصوصیت بتلائی ہے وہ ذیل مین اونکے ترجمۂ الفاظ سے ظاہر ہیں۔

آنحضرت صلعم کی قوم کے کثیر التعداد اشخاص نے اور بڑے بڑے گروہ نے آنحضرت صلعم سے عناد کیا اور قطع تعلق کیا اور اونکی تکذیب کی اور اون سے لڑے بھی اور وہ لوگ اونکی تکذیب وعداوت کیساتھ پیش آئے تہے اور اونکی تکذیب۔ اذیت اور دہمکی کا قصد کرتے تہے اور کھلی کھلی دشمنی کرتے تہے اور اونکے لئے لڑائی کھڑا کرتے تہے اور اونکیطرف جانیوالون کو روکتے تہے اور جو اونکا پیرو ہوتا تھا اوسکو (طرح طرح کے) عذاب مین مبتلا کرتے تہے اور خصوصاً ابوسفیان ابن حرب اس بارے مین سب سے زیادہ شدید العداوۃ (سخت دشمن) تھا اور بڑا زبردست مخالف تہا اور ہر لڑائی مین مقدمۃ الجیش ہوا کرتا تھا۔ جو جھنڈا اسلام کے خلاف اوٹھتا اوس کا اوٹھانیوالا او اوس گروہ کا رئیس وسرگروہ وہی ہوا کرتا تہا یہی حالت ابوسفیان کی جنگ بدر واحد وخندق تمام لڑائیون مین رہی اور اوسکے ساتھ اوسکا گروہ بنی امیہ بھی رہتا تہا الملعونین فی کتاب اللہ ثم ملعونین علی لسان رسول اللہ ﷺ فی عدۃ مواطن وعدۃ مواضع) جو بنی امیہ از روئے کتاب خدا بھی ملعون ہین اور پھر اکثر مقامات پر رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان سے بھی اون

سب کو حق میں لعنت جاری ہوئی ہے۔ اسلئے کہ ان سبھوں کا نفاق و کفر ظاہر ہو گیا تھا۔ ابوسفیان برابر آنحضرت صلعم کو ایذا پہنچاتا رہا اور آپ سے لڑتا رہا اور قطع تعلق کرتا رہا حتی قھر بالسیف وعلی امر اللہ، یہاں تک کہ تلوار نے اسکو زیر کیا اور خدا کا حکم غالب آیا۔ حالانکہ وہ سب کے سب ابوسفیان وغیرہ کراہت کرتے رہے (اسلام سے) فتقولوا بالاسلام غیر منطوی علیه واللہ الکفر غیر مقلع منه۔ پھر زبانی اسلام بھی لائے تو اوپر اپنے دل سے اور باطن میں کفر چھپائے رہتے۔ اس (حالت نفاق) سے باز نہ آئے۔ اسکو (ابوسفیان کو) اسی نفاق کے ساتھ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سب مسلمانوں نے پہچانا تو امتیاز کے لئے (رسول خدا صلعم کے مطابق) ان سبھوں کو مولفة القلوب کے لقب سے نامزد کیا۔ اس لقب کو ابوسفیان اور اوسکی قوم نے تطییب خاطر قبول کیا۔ اس لقب کو مدنظر رکھکر جن مقامات پر خدا ئے سبحانہ تعالے نے ان سبھوں پر اپنے نبیؐ کی زبانی لعنت نازل کی۔ وہ آیت یہہ ہے۔

وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُونَةَ فِي الْقُرْآنِ وَنُخَوِّفُهُمْ فَمَا يَزِيدُهُمْ إِلَّا طُغْيَانًا كَبِيرًا

قرآن میں یہہ وہ شجرہ ملعونہ ہے جسکے لئے ہمیشہ خوف و عذاب ہے اور جسکے لئے سوائے گمراہی کے اور کوئی ترقی نہیں ہے

ولاخلاف بین احد انه اراد بها بنی امية اوسمین کسیکو بھی اختلاف نہیں ہے کہ شجرہ ملعونہ سے مراد بنی امیہ ہین

تاریخ طبری حصہ سوم از صفحہ ۲۱۶۹ تا صفحہ ۲۱۷۰

ابوسفیان تمام عمر اسلام سے کورے رہے

اب رہا یہہ شبہہ کہ شاید ابوسفیان اگر اسوقت نہیں تو اسکے بعد جلکے کسیوقت رسوخیت فی الاسلام کے شرف سے فائز ہوئے ہوں گے۔ لیکن حقیقت اور واقعیت یہہ بتلاتی ہے کہ یہاں تو ابتدا سے لیکر انتہا تک ایک ہی رنگ قائم رہا۔ ابوسفیان کے گویا مرتے دم تک کی حالات رسوخیت اسلام و ایمان امام عبدالبرؒ کی مفصلہ ذیل عبارت میں ملاحظہ فرمائی جائے

وروی عن ابو الحسن ان اباسفیان دخل علی عثمان حین صارت الخلافة الیه فقال قد صارت الیك بعد تیم وعدی فادرها کالکرة واجعل اوتادها بنی امیه فانما هو الملك ولا ادری ما جنة ولا نار وله اخبار من نحو هذا ردیه ذکرها اهل الاخبار لم اذکرها وجهالات فی بعضها مایدل علی انه اسلامه لم یکن سالما

جب حضرت عثمان خلیفہ ہو گئے تو ابوسفیان نے اکر کہا کہ اب تو تیم (ابوبکر) اور عدی (عمر) کے بعد خلافت تمہارے ہاتھ آئی ہے اسکو گیند کیطرح اچھالو اور اسکی میخین بنی امیہ کو بناو (یعنی اس خلافت میں سوائے بنی امیہ کے کسی غیر کو رتی بھر دخل نہو) کیونکہ حقیقت میں (خلافت اسلامی) بادشاہی ہے اور ہم نہیں جانتے کہ بہشت کیا چیز ہے اور دوزخ کیا ہے۔ امام عبدالبر لکھتے ہین کہ اسی طرح اور بہت سی ایسی باتین اہل اخبار نے لکھی ہین ہم ایسی ردی باتون کے لکھنے کی کوئی ضرورت نہیں دیکھتے اسلئے کہ بعض باتین اس بات پر دلالت کرتی ہین کہ اوسکا (ابوسفیان کا) اسلام ہی درست نہیں تھا

استیعاب حاشیہ اصابہ جلد چہارم مطبوعہ مصر صفحہ ۸۶ و استیعاب قلمی ورق ۳۰۲

علامہ حسین دیار بکری تاریخ الخمیس میں اسی روایت کو ایک اضافہ کے ساتھ اس عبارت میں لکھتے ہین۔

یا اباسفیان یا بنی امیة تلقفوها تلقف الکرة فوالذی یحلف به ابوسفیان ما من عذاب ولا حساب ولا جنة ولا نار ولا بعث ولا قیامة

ابوسفیان نے کہا کہ اے بنی امیہ اس خلافت کو آپس میں گیند کیطرح اچھال (یعنی) تقسیم کرو۔ ابوسفیان قسم کھا کر کہتا ہے اوسکی جسکی قسم کھائی جاتی ہے (اللہ) اسکا۔ خدا کا نام بھی اسکی زبان نہیں پا سکتے ہیں کہ نہ

عذاب ہی - نہ حساب ہی - نہ جنت ہی نہ دوزخ ہی - نہ بعثت ہی نہ قیامت ہی - جلد دوم صفحہ مصر

انا للہ وانا الیہ راجعون - یہ تمام اہل اسلام ہی سے انکار ہے تو پھر بھی کفر کا اقرار ہے اور اسکے پیدا ہونے والے

شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی مدارج النبوۃ مین اسواقعہ کو ان الفاظ مین لکھتے ہین -

در استیعاب می گوید کہ طائفہ روایت می کنند کہ بود ابوسفیان پشت وپناہ منافقان (کہف المنافقین) بود ازان کہ اسلام آوردہ بود در جاہلیت منسوب بزندقہ بود روایت کردہ شدہ است از حسن کہ ابوسفیان در آمد بامیرالمومنین عثمان بعد ازانکہ رسیدہ بروے و او نابینا شدہ بود ابوسفیان گفت گردیدہ است خلافت بسوئے تو بعد از تیم وعدی پس بگردان تا وان بنی امیہ را و نیست آن مگر ملک، و نمی دانم یا کیم جنت را و نار را - جلد دوم مطبوعہ ناصری ص ۶۲۶

استیعاب مین منقول ہی کہ راویون کا ایک گروہ نے ابوسفیان کو اسلام لانیکے بعد بھی منافقین کا پشت وپناہ لکھکر بتلایا گیا ہی اور جہالت مین اوسکو زندیق ٹہرایا گیا ہی اور حسن سے روایت ہی کہ ابوسفیان حضرت عثمان کے پاس اسوقت آئے جبکہ اونکو خلافت مل چکی - ابوسفیان اندھے ہوچکے تھے - کہنے لگے کہ اب تیم (ابوبکر) اور عدی (عمر) کے بعد خلافت تمہارے پاس آئی ہے پس تم بنی امیہ کے سب نقصانات پورے کردو - یہ (خلافت) ایک شاہی ہے (اور بس) اور نہ مین (کہین) جنت کو پاتا ہون اور نہ (کہین) دوزخ کو -

علامہ مسعودی مروج الذہب مین انکے رسوخ فی الدین کی ایک مضحکہ خیز نقل فرماتے ہین - وہ یہ ہے

قال ابن عباس لقد کنا فی محفل فیہ ابوسفیان وقد کف بصرہ وفینا علیؑ فاذن المؤذن فلما قال اشہد ان محمدا رسول اللہ قال ابوسفیان ہہنا من یحتشم قال واحد من القوم قالوا لا فقال للہ در اخی بنی ہاشم انظروا این وضع اسمہ فقال علی اسخن اللہ عینیک یا ابا سفیان فقال ابا سفیان اسخن اللہ عین من قال لیس ہہنا من یحتشم

ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک صحبت مین ہم بھی تھے اور ابوسفیان بھی اور اونکی آنکھین بھی جاچکی تھین - اسی جلسہ مین حضرت علیؑ بھی تھے - اس اثنا مین موذن نے اذان کہی جب اشہدان محمدا رسول اللہ پر پہونچا تو ابوسفیان نے کہا - یہان کوئی غیر تو نہین ہی - کسی نے کہدیا - نہین کوئی نہین ہے - ابوسفیان نے کہا خدا بھلا کرے برادر بنی ہاشم کا (آنحضرت کیطرف اشارہ ہی) دیکھو - اپنا نام کہان لکھا ہے - حضرت علیؑ نے کہا خدا تیری آنکھون کو گرم کرے (خود خدا نے اونکو یہ عزت دی ہے کہ فرمایا ہے ورفعنا لک ذکرک) ابوسفیان نے کہا خدا اوسکی آنکھون کو گرم کرے جس نے بیان کیا یہان ایسا کوئی نہین ہے جس سے خوف کیا جاوے

سب سے آخر مین ہم جاحظ عثمانی (مصنف کتاب المفاخرت - عرب کا سب سے بڑے ادیب اور متوکل کے ایسے ناصبی خلیفہ کے لڑکون کا معلم) کی وہ فیصلہ کن رائے نقل کرکے ابوسفیان کی داستان کو ختم کرتے ہین جو اونھون نے اسکے (ابوسفیان کے) اسلام و ایمان کی پوری تصویر کھینچکر قائم کی ہے -

قد عرفنا کیف ابا سفیان فی عداوۃ النبی صلعم - وفی محاربتہ وجدالہ علیہ وغزوہ ایاہ و

ہمکو خوب معلوم ہی کہ ابوسفیان رسول اللہ صلعم کا جیسا دشمن تھا اور آپ سے کسطرح لڑائیان لڑا اور کوششین کین اور کسطرح

لوگون

لڑکوں کو باپ کی دشمنی پر آمادہ کیا اور اسی طرح حضرت موسیٰ بھی کس کس طرح اس سے جہاد کیا - ہمکو اسکا اسلام بھی خوب معلوم ہے جیسا اوسکا خلوص تھا (حضرت عباس سے جو کچھ لشکر اسلام کی شان و شوکت دیکھکر کہا تھا کہ تمہارا برادر زادہ اب تو بڑا بادشاہ ہو گیا) وہ بھی معلوم ہے - جو کلمہ اوس نے بروز فتح حنین کہا تھا (لا ان بطل سحر محمد) صلعم اسوقت سے (نعوذ باللہ) سحر محمد باطل ہو گیا) اور وہ کلمہ بھی معلوم ہے جو ابوسفیان نے اوسوقت کہا تھا کہ حضرت بلال نے خانہ کعبہ کے بالا خانہ پر اذان کہی تھی - ماخوذ از رسالہ اصلاح بابت ماہ فروری سنہ ۱۹ء

معویہ ابن ابوسفیان

الولد سر لابیہ

بیٹا وہی قدم بقدم ہو جو باپ ہے

ابوسفیان کی داستان کو پوری تفصیل سے بیان کرکے - اونکے دربانی بیٹے معویہ کے حالات حسب ذیل پیش کئے جاتے ہیں -

نام اور کنیت انکا نام معویہ ہے - معویہ کے معنی - وہ کتیا جو عوعو کرکے کتوں کو بلائے - انکے معتقدین انکی کنیت ابوعبد الرحمن بتلاتے ہیں - اسکی تحقیق دشوار ہے کہ یہ کنیت انھوں نے اپنی حصول امارت کے بعد اپنے لئے تجویز کی تھی یا آپ کے والد بزرگوار کہف النفاق - ابوسفیان صاحب نے اپنی پسند سے رکھی تھی - انکے والد ماجد ابوسفیان بن حرب تھے -

لقب انکو اور انکے باپ کے القاب قریب قریب ایک ہی تھے - لیکن تاہم کثرت القاب میں باپ کا نمبر بیٹے سے بڑھا رہا مولفۃ القلوب انکا بھی لقب تھا اور انکے باپ کا بھی - معویہ و ابوہ من مولفۃ القلوب - معویہ اور اونکے باپ مولفۃ القلوب میں تھے - بلحاظ آزاد کردہ رسول صلعم روز فتح مکہ ہونے کے انکو طلیق ابن الطلیق بھی کہتے ہیں - اسلئے انکا بھی لقب طلیق تھا اور انکے باپ کا بھی - وھو من الطلقاء الذین لا یجوز لھم الخلافۃ - معویہ طلیقوں میں اور طلیق کیلئے امر خلافت جائز نہیں (ازالۃ الخفا ج ۱ مطبوعہ دہلی بحوالہ استیعاب - آنکے باپ کہف النفاق کے لقب خاص سے مشہور تھے اور انکا یہ لقب ایسا مخصوص تھا جو شمار میں انکے صاحبزادے کے القاب سے زیادہ تھا - استیعاب میں امام عبدالبر لکھتے ہیں وطائفۃ تری انہ کان کہف المنافقین منذ اسلم وکان فی الجاھلیۃ ینسب الی زندقۃ - ایک گروہ محدثین کا قول ہے کہ یہ منافقین کی پشت و پناہ تھے جسوقت سے اسلام لائے - اور ایام جہالت میں زندقہ کے ساتھ منسوب تھے - یہ لقب صاحبزادے سے بھی بڑھ گیا - استیعاب کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ زمانہ جہالت میں انکا لقب زندیق بھی تھا جو تازہ بتازہ نو بنو -

والدہ ماجدہ معویہ کی مادر مہربان - ہندہ بنت عتبہ تھیں - جنکا لقب آکلۃ الاکباد (کلیجوں کی چبا جانیوالی) تھا - یہ خطاب انکو بروز احد دربار رسالت سے ملا تھا جب انھوں نے عم رسول مقبول جناب سید الشہدا حضرت حمزہ کا کلیجہ دانتوں سے چبا لیا تھا - جب آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو یہ خبر ملی کہ اس نے حضرت حمزہ کا کلیجہ چبایا مگر اسے نگل نہ سکی تو آپ نے فرمایا خدا نے دوزخ پر حرام فرمایا ہے کہ حمزہ کی گوشت کا ذرہ چکھ سکے (ابوالفدا دفضل ج ۱ کافیہ مطبوعہ بمبئی) اسی سے ہندہ جگر خوارہ کا جہنمی ہونا بھی ثابت ہوتا ہے -

ہندہ جگر خوارہ کی ثنا خوانی حسان بن ثابت کی زبانی حسان ابن ثابت دربار رسالت کے ملک الشعرا تھے - جنا ب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کی ہجو و توہین میں۔ بنی امیہ ذخیرہ بڑے بڑے قصیدے۔ طول و طویل نظمیں لکہا کرتے تھے۔ آپ کیطرف سے حسان ابن ثابت اونکے دندان شکن جواب اشعار میں دیا کرتے تھے اسی لئے آنحضرت صلعم نے انکو بشارت دی تھی کہ جبتک تم ہماری اور ہمارے دشمنوں کی رد و قدح کرتے رہو گے اوسوقت تک روح القدس تمہاری تائید کرتا رہیگا۔

ایکبار بنی امیہ نے آنحضرت صلعم کی توہین میں ایک سخت توہین آمیز اور طویل نظم لکھی تھی اور اوسمیں اپنی شرافت حسبی و نسبی بہت کچھہ فخر و ناز کیا حسان ابن ثابت نے اوسکے جواب میں جو نظم طیار کی اوسمیں۔ بی ہندہ۔ معاویہ کی مادر مہربان کے بہت سے راز سربستہ کھولدیے۔ اوسمیں سے چند اشعار ناظرین کی تفریح طبع کے لئے ذیل میں لکھے جاتے ہیں

اشرت بکاع و کان عادتھا
تو شہوت پرست اپنے نفس (امارہ) کی لونڈی تھی

لوما اذا کان اشرت مع الکفر
تیری عادت قابل ملامت تھی جسکو تو نے کفر کے ساتھہ مول لیا تھا

لعن الالہ و زوجھا معھا
خدا ئے تعالیٰ کی لعنت تجھپر ہو اور تیرے شوہر پر

ھند الھنو د طویل البظر
اے ہندؤں کی ہند۔ درازشرمگاہ والی

اخرجت مرقصۃ الی احد
بروز احد تو ناچتی ہوئی نکلی اور اوس قوم کے سامنے

فی القوم مقتبۃ علی بکر
گئی جو تیری جوانی پر شدید الشوق ہو رہے تھے

بکر ثقال لاحراک بہ
تیرے لئے تیری جوانی بار (وبال) جان ہوگئی

لاعن معاتبۃ و لا زجر
جسکی وجہہ سے تو خطاب و عتاب اور لعن طعن سے آزاد نہیں ہوسکتی

وعصالک استک تتیقن بھا
تیری بدکاریاں ایسی ستقل ہیں کہ ہر شخص کو اوسکا یقین ہوجاتا ہے

دق العجایۃ عاری الفہر
اونھوں نے شرم کی گردنوں میں انگلی پیدا کردی ہے اور قریش کے لئے باعث عار ہے

قرحت عجیزتھا و مرجھا
تیرے چوتڑ۔ تیری چراگاہ (شرمگاہ) اور تیرا فرش سب شگفتہ اور

من نقرھا نقضا علی القھر
پارہ پارہ ہیں اور یہ سب تیری بدکاریوں کی نشانیاں ہیں

زعم الولائد انھا ولدت
ابنائے زمانہ دعوے سے کہتے ہیں کہ تونے جو چھوٹا بچہ جنا ہے

ولدا صغیرا کان من عھر
وہ حقیقتاً زنا سے ہے۔ یعنی زنا زادہ ہے

(دیوان حسان ابن ثابت انصاری مطبوعہ مصر صفحہ ۶۱)

اس آخر شعر کی تصدیق خود معویہ کی زبانی بہت جلد سلسلہ بیان میں آتی ہے۔

حسب و نسب معویہ ابن ابوسفیان (صخر) بن حرب بن امیہ بن عبدالشمس بن عبدمناف۔ اس اعتبار و شمار سے یہ سلسلہ بظاہر عبدمناف پر پہونچکر خانوادۂ ہاشمی سے ملجاتا ہے لیکن سہ حقیقت تیری اے ننگ عرب کچھہ اور کہتی ہے

فاضل معاصر۔ صاحب تاریخ معاویہ اسکی تفصیل میں تحریر فرماتے ہیں۔

اور اگر علامہ سبط ابن جوزی کی تحریر پر بنا کی جاوے تو پھر یہ ایکہی پشت آگے عبدالمطلب سے مل جاتے ہیں

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ ایک مرتبہ خلیفہ یزید نے بزمانہ ولیعہدی امیر معویہ کے سامنے اسحق ابن طلحہ سے مذاق کیا کہ

تمہارے لئے تمام بنی حرب کا جہنمی ہونا بہتر ہے (اسلئے کہ اسکے مادری خاندان کی کوئی عورت بعض بنی حرب کے دستہم تھی) اسحق نے بھی ترکی بترکی جواب دیا کہ تمہارے واسطے یہی بہتر ہوگا کہ جب کل بنی عباس جنت میں داخل ہو جائیں تو لعبید اللہ ایک الٹے مزاج کے شہزادے تھے اوسوقت تک (قتل کربلا کے جواز کا فتویٰ دیگر مجتہد بھی نہیں ہوئے تھے) اسحاق کی تقریر کو نہیں سمجھے۔ مگر معویہ صاحب گرم و سرد زمانہ چشیدہ۔ جنگ احزاب دیدہ سمجھکر خاموش ہو رہے۔ جب اسحاق اوٹھکر چلے گئے تو یزید کو ڈانٹا۔ باپ بیٹے کی گفتگو بطور مکالمہ حسب ذیل ہے۔

معویہ - بے سمجھے بوجھے کسی سے گالی گلوج کیوں کرکے موقع دیا تھا

یزید - میں نے تو اسحاق پر طعن کیا تھی

معویہ - اوس نے بھی اوسیطرح دندان شکن جواب دیا

یزید - یہ بھلا کیونکر

معویہ - اما علمت ان بعض قریش فی الجاہلیۃ یزعمون انی للعباس۔ کیا تو نہیں جانتا کہ بعض قریش جاہلیت میں گمان کرتے تھے کہ میں عباس کے نطفہ سے ہوں۔ تذکرۂ خواص الامۃ ص ۱۵۰

کسی کو زعم ہے مسکن کا یا وطن پہ دعوی ہے خدا رکھے انھیں اپنے حرامی پن پہ دعوے ہیں

اور آگے چلئے۔ فاضل معاصر لکھتے ہیں۔

قدیم سلسلہ کے مطابق ابولہب (ابن عبدالمطلب) معاویہ کا پھوپھا تھا۔ ایک روز عقیل ابن ابیطالب معویہ کے دربار میں گئے۔ معویہ نے ارکین خلافت سے خطاب کرکے انھیں سنا کر کہا کہ آپ ہی کا نام عقیل ہے۔ آپ ہی کے چچا ابولہب تھے۔ عقیل (کب چپ رہنے والے تھے) کہنے لگے۔ حاضرین! آپ ہی کا نام معویہ ہے آپ ہی کی پھوپھی حمالۃ الحطب تھیں۔ پھر معویہ سے مخاطب ہوکر کہا کہ جب دوزخ میں جانا تو ذرا بائیں طرف دیکھ لینا۔ ہمارے چچا تمہاری پھوپھی کو فرش بنائے ہوں گے اور یہ بھی غور کر لینا کہ فاعل بہتر ہے یا مفعول۔

ثمرۃ الاوراق

بنی ہاشم سے ہمنسبی پر بجا ناز — بڑا ناز بنی ہاشم سے الحاق و اتصال پر ہے۔ مروان یا بنی امیۃ کا زعم مقابلہ و مفاخرہ یہاں تک پہونچکر ختم ہو جاتا ہے۔ کیونکہ مقابلت و مفاخرت اپنے سے بہتر کے اتحاد و اتصال پر کیجاتی ہے یہ امر تمام دنیا کے تمام تمدن و معاشرت کا مسلمہ ہے۔ اس بنا پر جبتک بنی ہاشم کا ترجیح بلا مرجح بنی امیہ اور مروان کی آنکھوں میں قائم ہے اوسوقت تک اونکے توصل و توسل پر مفاخرت کے دعوے کیسے صحیح ہو سکتے تھے۔ بہرحال۔ اگر بفرض محال۔ تھوڑی دیر تک یہ توسل و توصل مان بھی لیا جاوے۔ تاہم فیمابین کفر و نفاق کی وہ ناقابل عبور خلیج حائل ہے کہ کبھی ایک دوسرے کے ساتھ فریقین میں مرکز مساوات و ہمسری پر جمع ہو نہیں سکتا۔

خداے سبحانہ تعالی نے خود بنی امیۃ کو شجرہ ملعونہ سے ملقب کرکے اور بنی ہاشم کو شجرہ طیبہ کے خطاب مشرف فرما کے جانبین کے فرق مابہ الامتیاز کو صاف صاف بتلا دیا ہے۔ ایسی نص صریح کے بعد پھر قدیم توسل کا دفتر پارینہ کا پیش کرنا سعی بیکار ہے مروان پر موقوف نہیں معاویہ صاحب خود بھی اس زعم باطل کو حضرت امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام کو

کی خدمت مین لکھ بھیجا تھا۔ اور اس خط کا جو جواب دارالامارۃ کوفہ سے لکھا گیا تھا اوسکی عبارت کا ترجمہ یہ ہے۔

اے معویہ۔ تو کہتا ہے کہ ہم تم بنی عبدمناف ہین۔ اسلئے ایک کو دوسرے پر فضیلت نہین۔ ایسا نہین ہے ایسی توجیہ نہین کہتا ہے۔ حقیقت مین نہ امیہ ہاشم کے برابر تھا نہ عبدالمطلب کے برابر حرب تھا۔ نہ ابوطالب کے برابر ابوسفیان تھا۔ تمہارے برابر تیرے نہ طلیق اور مہاجر برابر ہو سکتے ہین۔ ہمارے ہاتھ مین نبوت کا فضل و شرف ہے جسکی وجہ سے ہم نے تیرے بڑے بڑے معزز لوگون کو قتل کیا ہے جس سے تیرے چھوٹون کا سر نیچا ہو گیا ہے۔ اخبار الطوال مطبوعہ مطبع سعادت مصر ص ۱۹۰

معویہ کی ولدیت انساب عرب کی کتابون مین مشکوک ہے

علامہ زمخشری ربیع الابرار مین لکھتے ہین

کان ابو سفیان ذمیما قصیرا وکان الصباح عسیفا لابی سفیان شابا وسیما فدعته ھند الی نفسھا

ابوسفیان بد شکل پست قد آدمی تھے اور صباح ابوسفیان کا مزدور موٹا تازہ جوان خوشرو تھا۔ اس وجہ سے ہند کی طبیعت اوس پر مائل تھی

علامہ سبط ابن جوزی ایک دوسری فہرست دیتے ہین۔

وکان عمارۃ ومسافر وعباس من احباب ابوسفیان متھم بالھند فاما عمارۃ بن الولید فکان من اجمل رجال قریش

عمارہ۔ مسافر اور عباس۔ ابوسفیان کے احباب ہند کے ساتھ متہم تھے اور انمین عمارہ ابن الولید تمام قریشیون مین سب سے زیادہ خوبصورت تھا

پھر علامہ موصوف اسی کے متعلق ایک اور بیہ کا اضافہ فرماتے ہین۔

وکانت ھند من المغتلمات وکانت تمیل الی السودان من الرجال فکانت اذا ولدت ولدا اسود اقتلتہ

ہند مغتلمہ (لونڈے باز) تھین اور اگرچہ کالے مردون (سندیلیا) کی طرف انکا میلان طبع تھا۔ لیکن انکے پیٹ سے اگر کالا بچہ پیدا ہوتا تھا تو دہ گلا گھونٹ کر اوسکو مار ڈالتی تھین۔

چنانچہ علامہ سبط ابن جوزی اسکی حقیقت اور شہرت کے ثبوت مین لکھتے ہین

قال الشعبی قد اشار رسول اللہ صلعم الی ھند یوم فتح مکۃ لیشی من ھذا فلما جاءت تبایعہ وکان قد اھدر دمھا فقالت علی ما ابایعک فقال علی ان لا تزنین فقالت ھل تزنی الحرۃ فعرفھا رسول اللہ صلعم فنظر الی عمر فتبسم۔

شعبی نے کہا ہے کہ بروز فتح مکہ جب ہند بیعت کرنے آئی تو رسولخدا صلعم نے اوسکیطرف اشارہ کیا اور (پہلی) اوسکا خون مباح کر چکے تھے کہ جو شخص ہندہ کو جسجگہہ پاوے قتل کر ڈالے پس ہند نے کہا کہ ہم کس بات پر آپ کی بیعت کرین۔ رسولخدا صلعم نے فرمایا کہ اب نہ زنا کرنا۔ ہند نے کہا کہین آزاد عورتین بھی زنا کرتی ہین۔ رسولخدا صلعم نے ہند کو پہچان کر حضرت عمر کیطرف دیکھا (کہ اسکی دیدہ دلیری پر نظر کرو) وہ ہنسنے لگے۔

امام فخرالدین رازی کی تحقیق مین

فضحک عمر رضی اللہ عنہ حتی استلقی

حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ ہنستے ہنستے لوٹ گئے

تفسیر کبیر جلد اوّل مطبوعہ مصر ص ۱۹۳

الغرض - حضرت سلامت (امیر معویہ صاحب) ان صور مختلفہ کی ترکیب ہوتی تھے اور اسی وجہ سے آپ کو خیریت سے اپنی خوبصورتی کا بھی دعوے تھا -

معویہ اور شریک اعور رئیس بصرہ

ایک دن شریک اعور رئیس بصرہ سے اپنی خوشجمالی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگے کہ تو بد صورت ہے اور میں خوبصورت ہوں - خوبصورت بدصورت سے بہتر ہوتا ہے - تیرا نام شریک ہے - اور خدا کا کوئی شریک نہیں - تیرے باپ کا نام اعور ہے، اور اعور کانے کو کہتے ہیں اور کانے سے دونوں آنکھوں والا بہتر ہے - تو پھر تو کیونکہ اپنی قوم کا سردار ہو گیا -

شریک چپ رہنے والا آدمی نہیں تھا - بولا جی ہاں - آپ کا نام معویہ ہے اور عرب اوس کتیا کو کہتے ہیں جو عوعو کر کے کتوں کو اپنے پاس بلاتی ہے - تیرے باپ کا نام صخر ہے صخر کہتے ہیں پتھریلی زمین کو اور سہل یعنی نرم زمین بہتر ہے پتھریلی زمین سے - تیرے دادا کا نام حرب ہے - حرب کہتے ہیں لڑائی کو - اور سلم یعنی صلح بہتر ہے لڑائی سے - اور تو امیہ کے خاندان سے ہے اور امیہ (امۃ کنیز کی تصغیر) - پھر تو کیونکر مومنوں کا سردار ہو گیا - مستطرف مطبوعہ مصر ص ۲

بچپن

معویہ کے بچپن کے حالات پر بالکل پردہ ہے - قرینہ غالب یہ بتلاتا ہے کہ [illegible] وہی بنی امیہ - فطرت وہی بنی امیہ - طبیعت وہی بنی امیہ اور صحبت و تربیت وہی بنی امیہ - تو پھر اس فضا میں [illegible] وہی ثابت ہوتی ہے جو علی العموم بنی امیہ کی ہوا کرتی ہے - گندم از گندم بروید جو زجو -

دنیائے اسلام نے ایکبار بچپن میں انکی صورت دیکھی تھی - وہ غریب خبیب کے سولی پر چڑھائے جانے کا موقعہ تھا - انکو بھی انکے باپ تماشہ دکھانے لائے تھے اور دعائے خبیب کے خوف سے انکے باپ نے رسم جہالت کے مطابق انکو زمین پر اوندھا لٹا رکھا تھا اسلیئے کہ ان پر دعا کا اثر نہو - جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے - دوسرے بار غزوہ خندق میں باپ کے ساتھ نظر آئے - دکھلائی دیئے تھے - پھر غائب -

اسلام کیسا تھا - ابتدا ہی سے متنفر تھا

اسلام سے آپ بھی ویسے ہی متنفر تھے جیسے آپ کے باپ - اور کیونکر نہوتے - فطرت وہی، طبیعت وہی صحبت وہی اور تربیت وہی - بلکہ تحقیق سے ثابت ہوتا ہے کہ باپ سے انکی نفرت اسلام کیں زیادہ شدید ہوئی تھی - کیونکہ ظہور اسلام کے بعد انکے باپ نے نفرت و کراہت اسلام کی وجہ سے سکونت مکہ کو ترک نہیں کیا - لیکن صاحبزادہ (معویہ) اپنی غایت نفرت کے سبب سے اسلام کا ذکر تک سننا نہیں چاہتے تھے بلکہ اکثر کفار مکہ - مثلاً کعب ابن زہیر - وحشی - عکرمہ بن ابوجہل وغیرہم کی طرح بیرونی علاقہ جات اور دور دراز مقامات میں چلے گئے تھے - علامہ سبط ابن جوزی کے قول کے مطابق معویہ یمن میں چلے گئے تھے - اور فتح مکہ کے زمانہ تک وہاں گوشہ گیر رہے

باپ کو مسلمان ہونے پر ڈانٹنا

معویہ نے یمن ہی میں باپ کے مسلمان ہونیکا حال سنا تو باپ کو دور سے ڈانٹ بتلائی کہ اسلام لا کر اپنے آپ کو فضیحت نکرو اور یہ شعر اپنے خط میں اپنے باپ کو لکھ بھیجا

یا صخر لا تسلمن طوعاً فتفضحنا	بعد الذین ببدر اصبحوا
اے صخر (ابو سفیان) تم بخوشی اسلام لا کر ہمکو رسوا نکرو	بعد اونکے جو بدر کی لڑائی میں مسلمانوں کے ہاتھوں سے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے گئے
مزقا لا ترکنن الی امر تقلدنا	والراقصات بنعمان به الحرقا
تم ہرگز ایسی بات کیطرف توجہ نکرو جس سے ہم تو گلے پڑے	قسم ہے ہمکو اون ناقوں کی جو وادی النعمان میں ناچتے اور جھومتے ہیں

مگر مکہ فتح ہو ہی چکا تھا۔ باپ مسلمان ہو ہی چکے تھے۔ ماں بھی اسلام کی گرفت میں آہی چکی تھین۔ اب یہ جانتے تو کہاں گھر والوں سے علیحدہ ہوتے ہیں تو نہ گھر کے رہتے ہیں نہ گھاٹ کے بالآخر اٹھا بنیا سودا کرے۔ یہ بھی باپ کے ساتھ مجبوری اور محض خوف جان سے مسلمان ہوئے تھے اور مولفۃ القلوب میں داخل انکے اسلام کا آخر میں یہ معیار طیار ہوا۔

روی عن الشافعی انہ اسر الی الربیع انہ — امام شافعی نے اپنے شاگرد سے بطور وصیت کہا

لا یقبل شہادۃ اربعۃ من الصحابۃ معٰویۃ — کہ صحابہ میں سے چار آدمیوں کی گواہی قبول نہیں۔ معاویہ۔

وعمرو ابن العاص والمغیرہ و زیاد۔ — عمرو عاص۔ مغیرہ اور زیاد (ابو الفدا)

ان کا خاتمہ اسلام امام طبری کے الفاظ سے یہ ثابت ہوتا ہے۔

فقال النبی صلعم ان معٰویۃ فی تابوت نار — فرمایا جناب رسالتمآب صلعم نے کہ معاویہ ایک آگ کے

فی نار منھا ینادی یاحنان ویامنان فیقال لہ — صندوق میں پست ترین طبقہ جہنم میں ہے جہاں وہ

الآن وقد عصیت قبل وکنت من المفسدین — یاحنان یامنان چلایا کرے گا اسے ندا دیجائیگی کہ یہ

سب تیرے اعمال گذشتہ کا نتیجہ ہے جبکہ تو فساد پھیلانے والوں میں تھا۔

ہم نے اجمالاً معاویہ کے اسلام کی اجمالی داغ بیل دکھلا دی ہے تفصیل ہمارے آئندہ سلسلہ بیان سے اپنے اپنے مقام ہوگی معاویہ جنگ خندق یا احزاب میں باپ کے ساتھ تھے اور مفرور ین میں داخل۔ جنگ حنین میں گو باپ ہی کے ایسے مسلمان تھے لیکن تاہم باپ کے ردیف و حریف لشکر اسلام کے ساتھ تھے لیکن معرکہ جنگ کی ہوا لیتے ہی یہ بھی اپنے باپ کے ساتھ ہوا ہوگئے اسوقت کے اوڑے اوڑے معرکہ طائف کو تصفیہ ہوئے پندرہ دن بعد بمقام جعرانہ میں غنیمت حنین کا حصہ لینے کو آدھمکے۔

سنہ ۹ ہجری سے مدینہ میں معویہ کیا تمام بنی امیہ کی آمد و رفت شروع ہوئی باوجود اسکے کہ یہ لوگ اسلام ظاہری لائے تھے مگر سب کو دلوں میں انکے کفر و نفاق چھپا ہوا تھا طبری نے صاف لفظوں میں لکھکر بتلا دیا ہے۔

فتقول بالاسلام غیر منطق علیہ — پھر بنی امیہ اور ابوسفیان وغیرہ اسلام لائے تو

واسر الکفر غیر مقلع عنہ۔ — اوپر دل سے اور باطل میں کفر چھپائے رہے اس سے باز نہ رہے۔

اسی وجہہ سے مسلمان ہونے پر بھی۔ ابوسفیان۔ معویہ اور تمام بنی امیہ کو کسی اہل اسلام نے کبھی عزت و وقعت کی نگاہ سے نہیں دیکھا۔ معاویہ کی بہن ام المومنین حضرت ام حبیبہ مدینہ ہی میں موجود تھین لیکن خدمت خدمت رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں مدت تک رہکر وہ اداب شناس رسالت اور معرفت مراتب نبوت ہو چکی تھین۔ فتح مکہ سے چندروز پیشتر ابوسفیان عہد نامہ حدیبیہ کی تجدید کے لیئے مدینہ میں آئے ہوئے تھے۔ بیٹی (ام حبیبہ) کے یہاں مہمان ہونا چاہتے تھے مگر بیٹی نے یہ کہکر باپ کو اپنے فرش پر بھی بیٹھنے ندیا کہ یہ رسول اللہ صلعم کا بستر ہے اور تم نجس العین کافر ہو یہ بھی اکثر میں یہ کہتے ہوئے اٹھکر چلے گئے۔ بٹی۔ یہاں اکر تیرے مزاج میں شر آگیا ہے۔ ابوسفیان کی الٹی سمجھہ تھی۔ شر کیا۔ یہاں آکر وہ تو سراپا خیر ہوگئیں ہین۔ جب باپ کی بیٹی نے —

کوئی قدر نہین کی تو بہن بھائی کو کیا چیز سمجھتی ۔ اس بنا پر قیام مدینہ کی مدت مین بھی ہمکو کوئی ایسا واقعہ نہین ملتا ۔ جس سے بھائی بہن مین کوئی رسم و راہ یا اتحاد پایا جاتا ہو۔

خدمت رسول مین معویہ کی ذاتی وقعت خدمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین جو کچھہ رسوخ انکو حاصل تھا یا شہنشاہ رسالت کی نگاہ مین جو انکی ذاتی وقعت تھی اور مقدار و حیثیت ۔ وہ ذیل کے واقعہ سے ظاہر ہے۔

وائل ابن حجر ۔ قبائل یمن کے مشہور سردار انحضرت صلعم کی خدمت مین حاضر ہوئے ۔ آپ نے انکا بڑا اکرام کیا جب واپس تشریف فرمانے لگے تو غایت اخلاق و مہمان نوازی سے معویہ کو ہمراہ کر دیا کہ انکو حد حرہ تک پہونچا دیں ۔ چنانچہ یہ بدل چلے اور وائل اپنے اونٹ پر سوار ۔ انکو وائل کی رکاب مین پیدل ہو لینے ۔ اور کیجگہہ اونٹ کی چال چلنا بڑا نتیجہ یہ ہوا کہ دوڑتے پاؤن تھک گئے ۔ تلوؤن مین چھالے پڑ گئے ۔ اخرکار عاجز اگر وائل سے کہنے لگے کہ مجھے بھی اپنے اونٹ پر بٹھا لیجئے ۔ وائل نے ایک ڈانٹ بتائی اور کہا ۔"

امش فی ظل ناقتی کفاك به شرف | میری ناقہ کی دُم کو پکڑے چلا آ ۔ تیرے لیے یہی شرف کافی ہے (ترجمہ ابن خلدون نفیس آلہ آباد ۱۲۶)

معویہ اور خدمات رسول صلعم دو برس کی برائے نام اور ظاہری حاضری مین انکی کوئی خدمت قابل ذکر نہین ہے ۔ ایک "کتابت" کی خدمت بڑی نقاشی اور قلمکاری کے بعد بتلائی جاتی ہے جسکی حقیقت بہت جلد معلوم ہوتی ہے ۔

لیکن ان تفاصیل سے پہلے خدمت اور متابعت رسول مین انکی خوش عقیدگی اور خلوص کی اجمالی کیفیت اس واقعہ سے پہلے ذہن نشین کر لیجئے

رسول صلعم کی دعا کے خیر حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ کسی ضرورت سے آنحضرت صلعم نے معویہ کو طلب کرنا چاہا ۔ مین سامنے حاضر تھا ۔ مجھی کو بلا لانیکا حکم دیا ۔ مین فوراً انکے پاس گیا ۔ انھون نے کہا جا کر کہدو کھانا کھاتے ہین ۔ ابن عباس نے اکر بجنسہ وہی الفاظ خدمت رسالت مین عرض کر دیے ۔ انحضرت صلعم نے نہایت عتاب آمیز لہجہ مین ارشاد فرمایا لا اشبع اللہ بطنه ۔ خدا اوسکے پیٹ کو کبھی نہ بھرے

کتابت کی حقیقت تمام محدثین کا اتفاق ہے کہ سوائے اس حدیث کے اور کوئی حدیث معویہ کے متعلق صحیح نہین ہے حافظ ابو نعیم نے حلیۃ الاولیا مین لکھدیا ہے کہ رسول خدا صلعم کے کاتبو مین معاویہ بہت خوشخط تھا ۔ لیکن مدائنی کی تحقیق مین زید بن ثابت کاتب وحی تھے ۔ نقل حدیث مین حافظ ابو نعیم سے مدائنی کا پلہ بھاری ہے ۔ لیکن ۔ تاہم دونون کو مسامحہ ہوا ہے ۔ معویہ اور زید مین سے کوئی بھی کاتب وحی نہین تھا ۔ وحی کو لکھنے والے اور بزرگوار تھے ۔

اگر بفرض محال کتابت وحی ثابت بھی ہوتی تو تاہم معویہ کو اس سے کوئی فضیلت خاص حاصل نہین ہوتی اسلئے کہ ان سے قبل عبداللہ بن ابی سرح سا کافر و منافق بھی جسکا خون بروز فتح بدر فرمایا گیا تھا ۔ کاتب وحی رہچکا ہے ۔ اور مروان سا طلبق و طرید رسول صلعم بھی یہ خدمت کر چکا ہے ۔ معویہ کی کتابت محض دھوکا ہے ۔ زید کی کتابت کی حقیقت یہ ہے ۔

زید کی کتابت کی حقیقت زید بن ثابت کی کتابت وحی بھی غلط فہمی ہے ۔ اسلئے کہ نزول رسالت کے وقت مدینہ مین یہ بالکل بچہ تھے ۔ یہودی جو خیبر سے قید ہو کر آئے تھے وہ لکھنا پڑھنا جانتے تھے اونکی دیت یہ قرار دی گئی کہ وہ مہاجر و انصار کے لڑکون کو لکھنا پڑھنا سکھلا دین ۔ انھین تعلیم پانے والے بچون مین زید بھی تھے ۔ نزول مدینہ کے وقت کے

لیکن وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک انکا سن بمشکل دس بارہ برس کا ہوگا - اس عمر مین کتابت وحی کی ذمہ داری کیسی انکے سپرد کیجا سکتی تہی - انکی کتابت وحی کی نسبت جو غلط فہمی واقع ہوئی ہے وہ خلافت اول کے زمانہ مین جمع قران کی ضرورت سوائے نقل قران کی خدمت ہے - جیسا کہ کنز العمال کی حسب ذیل عبارت سے ظاہر ہے -

جب حضرت ابوبکر خلیفہ ہوئے اور حضرت امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام قران مجید موافق تنزیل کے جمع کرکے لے آئے کہ اسکو بلاد اسلامیہ مین شایع کرو تو حضرت ابوبکر وعمر نے فرمایا کہ لیجاؤ ہمکو اسکی ضرورت نہین ہے کیونکہ قران سب کو یاد ہے - مگر یمامہ کی لڑائی مین جب بہت سے حافظ قران مارے گئے تو لوگون نے کہا کہ قران جمع کرکے لکھوالو نہین تو ضایع ہوجائے گا تب حضرت ابوبکر وعمر نے زید بن ثابت سے کہا کہ قران جمع کرو - اوسوقت بھی امیر المومنین علی علیہ السلام سے نہین کہا کہ جو قران تم جمع کرکے لائے تہے - دیدو - اب اوسکی ضرورت ہے - زید کو خود پورا قران یاد نہین تہا - لوگون سے پوچھ پوچھ کے لکھ لیتے تھے یا لکھوا لیتے تہے - حالانکہ عبد اللہ ابن مسعود سا مشہور حافظ قران صحابی زندہ موجود تھا جسنے خود رسول صلعم سے سنکر اور سنا سنا کر قران جمع کیا تھا اور جمع کرنیکے بعد بھی پڑھکر آپ کو سنا دیا تھا یہانتک کہ آخر وقت آپ کو پڑھکر سنا دی تہی - لیکن باوجود اتنے اعتماد واستناد کے بھی قران کی تجمیع وتدوین مین انسے کوئی مدد نہین لیگئی خسرو رموز مملکت خویش خسروان دانند - لیکن علم القران کے ماہرین کو خلافت کی اس فروگذاشت پر ہمیشہ افسوس رہا کیا - چنانچہ علامہ ابن سیرین کا یہ قول آجتک زبانون پر مشہور ہے اور کتابون مین لکھا ہوا موجود ہے کہ حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کا جمع کیا ہوا قران اسوقت موجود ہوتا تو اوس سے بہت سے فائدے حاصل ہوتے

بہرحال کتابت وحی بھی ثابت نہین - اگر ہو بھی تو بقول حکیم سنائی غزنوی ؎

در نوشت او خطے زبہر رسول

از خط و خال اعتبارے نیست

عہد رسالت مین معویہ کو کوئی عہدہ نہین ملا

عہد رسالت مین یہی ایک خدمت معویہ کے متعلق بتلائی جاتی ہے - وہ بھی ثابت نہین ہوتی اسکے علاوہ انکے متعلق کسی غزوہ یا سریہ کے فوجی خدمات معلوم ہوتے ہین اور نہ ملکی انتظامات تعلیم وتبلیغ دین کی خدمتون کیلئے تو معویہ سرے سے نا قابل تھے - اسلیئے کہ مولفۃ القلوب مین داخل اور مذبذبین مین ایک بین مثال ہونیکی وجہ سے ان مناصب تعلیمی پر انکا تعین تو سہ او خویشتن گم است کرا رہبری کند - کا ہم مطلب ہوتا ہان تالیف قلوب کی غرض خاص سے انکے باپ ابوسفیان کو دربار رسالت سے زکواۃ وصدقات کی وصولی کی خدمت ملی تھی

کسی غزوہ مین شریک نہین تھے

فتح مکہ کے بعد تین غزوات حنین - طائف اور تبوک - انکے اسلام ظاہری اور خاص موجودگی مین واقع ہوئے - مگر کسی مین بھی انکی شرکت ثابت نہین ہوتی - آنحضرت صلعم کا آخری سفر حجۃ الوداع تھا - اوسکی فہرست رفقا مین بھی انکا نام پایا نہین جاتا - یہہ واقعات پورے طور سے بتلا رہے ہین کہ اسلام اور بانی اسلام علیہ وآلہ السلام کی نگاہ مین یہہ کسی خدمت ومنصب کے لائق نہین تہے - ان پر موقوف نہین ہم تو تمام بنی امیہ مین کسی شخص کی نسبت بہی کسی خدمت ومنصب کا تعلق نہین پاتے - ایام رسالت کے ڈہائی برس انکو اسی عالم کس مپرسی مین گذر گئے -

نظام خلافت — جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وفات کے بعد خلافت بنی امیہ کی تنظیم بالاجماع کا انتظام ہوا اور اسی انتظام سے بنی امیہ کے قوم کی تنظیم ہوگئی۔ اور حقیقتاً بدیہی خلافت سے عمداً اور حضرت عمر کے ایسے پولیٹیکل دماغ رکھنے والے آدمی سے خصوصاً ایسی ناقابل اصلاح سیاسی غلطی عمل میں آئی جس نے اسلامی اتحاد کے شیرازہ کو پارہ پارہ کردیا بنی ہاشم و بنی عبدالمطلب سے حضرت عمر کی فطرتی مخالفت اور خلقی نفرت اس کا باعث ہوئی علامہ ابن عبدربہ اندلسی اپنی کتاب عقد الفرید کے ترجمہ عبارت سے ہماری اس بیان پر حقیقت کی پوری روشنی پڑتی ہے :-

واپس ہونے لگے تو راستہ میں کسی سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کی خبر ملی اور یہ بھی دریافت ہوا کہ ابوبکر خلیفہ ہوئے۔ کہا کہ علی و عباس کیا کرتے ہیں اس نے کہا کہ بیٹھے ہیں۔ ابوسفیان نے کہا کہ خدا کی قسم میں اگر ان کی مدد کے لئے زندہ رہا تو انکی پشت پناہی ضرور کروں گا پھر کہا کہ میں (اپنے دل میں) ایک غبار (یا غیرت) رکھتا ہوں جسے بجز خون کے کوئی اور بجھا نہیں سکتا۔ اور جب مدینہ میں پہونچے تو تمام گلی کوچوں میں گشت لگاتے ہوئے یہ شعر پڑھتے پھرتے تھے۔

بنی هاشم لا تطمع الناس فیکم	ولا سیما تیم بن مرة او عدی
اے بنی ہاشم تمہاری بابت لوگوں میں کسی کو (امر خلافت کی) لالچ نہ ہونا چاہئے	خصوصاً بنی تیم بن مرة (ابوبکر) اور بنی عدی (عمر) کو
فلا الامر الا فیکم والیکم	ولیس لها الا ابو الحسن
خلافت تمہارے لیے ہے اور تم خلافت کے لیے	اور اسکے لیے کوئی زیبا نہیں ہے مگر ابوالحسن (علی)

جب یہ خبر معلوم ہوئی تو حضرت عمر نے حضرت ابوبکر سے کہا کہ ابوسفیان آگیا۔ یہ بڑا فسادی اور شریر آدمی ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اسکی تالیف فرمایا کرتے تھے۔ اسکے پاس جو کچھ صدقہ کا مال ہے (اگرچہ سب مسلمانوں کا مال ہے) اسکے واسطے چھوڑ دو۔ ابوبکر نے ایسا ہی کیا بس (پھر کیا تھا) ابوسفیان صاحب راضی ہوگئے اور بیعت کرلی۔

پھر اسی کتاب عقد الفرید میں آگے چلکر لکھا ہے۔

یہی مضمون امیر المومنین علیہ السلام نے ایک مرتبہ معویہ کو لکھا تھا کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات پائی تو تیرا باپ میرے پاس آیا اور کہا کہ ہاتھ بڑھاؤ ہم بیعت کریں کیونکہ تم سب سے بڑھ کر اس امر (خلافت) کے حقدار ہو۔ فکنت انا الذی ابیت علیہ مگر میں ایسے تھے کہ ہم نے اس کے مونہہ پر انکار کردیا۔ مخافة الفرقة بین المسلمین لقرب عهد الناس بالکفر اس خوف سے کہ مسلمانوں میں تفرقہ پڑجائے گا اور یہ خوف اسلئے تھا کہ لوگ ابھی نئے نئے مسلمان ہوئے ہیں عقد الفرید جلد دوم ص ۲۸۷ مصر۔ اسی مضمون کو مگر مختصر الفاظ میں صاحب روضة الصفا نے یوں لکھا ہے۔

صدیق و فاروق را معلوم شد کہ ابوسفیان مخالفت دارد	جب ابوبکر و عمر کو معلوم ہوا کہ ابوسفیان مخالفت پر طیار ہے
پسر او یزید را بامارت شام نوید دادند ابوسفیان کہ	تو اس کے بیٹے یزید کو ملک شام کی امارت دیدی اور ابوسفیان نے بھی یہ معلوم

این معلوم کرد ترک منازعت - اور ابوسفیان نے بھی یہ معلوم کرکے ترک مخالفت کردی
و مخالفت نمود مطیع و منقاد گشت اور اونکا محکوم و تابع ہوگیا روضۃ الصفا جلد ۲ ص ۲۲۲ لکھنؤ

یزید کی تعیناتی پر صحابہ کا اعتراض

عجیب اتفاق ہے - دو برسوں کے بعد ہی ادھر حضرت ابوبکر کی وفات ہوئی ادھر یزید ابن ابوسفیان بھی شام میں دنیا سے چل بسے اور لطف تو یہ ہے کہ بغیر استرضا و استمزاج خلیفہ وقت معویہ ابن ابوسفیان نبی بھائی کو اپنا وصی کر گئے -

اسلئے کہ حضرت ابوبکر بھی بغیر اجماع و مشورۂ اصحابہ حضرت عمر کو سند خلافت دیکر راہی عدم ہوگئے حضرت عمر نے حالات کی سیادت اور بنی ہاشم کی تضعیف قوت والی اپنی ضرورت سے مجبور ہو کر یزید کے معاملہ وصیت او معویہ مسلہ امارت شام میں کچھ عذر نہیں کیا اور معویہ کو یزید کی جگہ پر اپنی سند جدید دیکر بحال کردیا -

یزید ہی کے تعین کے وقت صحابہ نے فاضل و مفضول کا اعتراض کردیا تھا اور بتلا دیا تہا کہ یزید ابن ابوسفیان کے مقرر کرنے سے صحابہ سابقین کی جو تمام اوصاف میں اوس سے زیادہ موصوف ہیں پوری حق تلفی ہوئی) - اور یزید کو انپر بلا سبب ترجیح بالمرجح حاصل ہوگئی - پھر معویہ کی بحالی کے موقع پر بہی سوال اوٹھا - لیکن حضرت عمر نے اپنے سیاسی اجتہاد کی پوری قوت سے کام لیا اور کسی کی کچھ نہ سنی حضرت عمر اپنی امی کر گئے اور جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی یہ حدیث صحیح کتب صحیح میں لکھی ہی رہ گئی -

و من استعمل عاملا من المسلمین	اور اگر کوئی خلیفہ کسی ایسے عامل کو مقرر کرے اور اوسکو
وهو یعلم ان فیهم اولی بذلك منه واعلم	یہ علم ہو کہ اس شخص مقرر کردہ سے بہتر اور لوگ بھی موجود ہیں
بکتاب الله وسنة نبیه فقد خان	جو اوس سے کتاب خدا و سنت (حدیث) رسول کے بہتر
الله ورسوله وجمیع المومنین -	جاننے والے ہیں تو اوس نے (ایسے شخص کی تقرری میں)
	خدا و رسول اور جملہ مومنین کی خیانت کی -

حضرت عمر اور معویہ چاہے کتنی ہی احسان کئے جاویں - کیسے بڑے ایثار عمل لائے جائیں اگر ان کے کج فطرتوں کے ساتھ یہ محاسن سلوک روا رکھے گئے ہیں اونکی نگاہوں میں سب خاک ہیں اونکی خود غرضی کے آگے نہ کوئی قدر و قیمت ہے اور نکوئی عزت و وقعت اونکی ابن الوقتی اونکی قابو پرستی اوسیوقت تک مجبور ہے جب تک کہ اونکا کام نہیں نکلتا مطلب نکلجانیکے بعد اور کام چل جانے پر کسی کا احسان و ایثار اونکی حافظہ کی کمزوری یاد نہیں رکھتی - اور نہ وہ اسکے یاد رکھنے کو اپنا اخلاقی قرض سمجھتے ہیں - ماموریت کے بعد ہی کیفیت حضرت عمر اور معاویہ کی ہوئی ولایت شام کا خود مختارانہ چارج ملجانے کے بعد وہ با خوف خلیفہ و خلافت محض آزادانہ طور پر ملک و رعایا کا انتظام کرنے لگے ظاہر ہے کسی شخص کا محض آزادانہ اور خود مختارانہ نظم اور قواعد کے حدود میں نہیں اسکتا حضرت عمر کو اونکی یہ مطلق العنانی بری معلوم ہوئی اور انھوں نے چند بار اونکو اونکی زیادتیوں کو لئے سرزنش بھی کی اور چشم نمائی بھی فرمائی - مگر یہ کب سننیے والے تھے مطلق العنانی کی شان میں اپنے دل نعمت ہی سے لگے لڑنے آخر بار بار شقہ خلافت کے جواب میں لکھ بھیجا یاعمر والله قد بلغني اذاك ههنا و بالشام (اصابہ ابن حجر) (ترجمہ) اے عمر ہم شام میں بھی سنتے تھے اور یہاں بھی دیکھتے ہیں کہ تم ہمکو تکلیف پر تکلیف دیتے ہو" (اصابہ ابن حجر ص ۴۳۳ مصر)

حضرت عمر بھی اپنے نام کے تھے اور بڑی گہری پالیسی کے بزرگ - الکایہ کت ناخانہ اور ملے ادبانہ جواب پڑھکر او سوفت توخموش ہوگئے - لیکن ایک دوسرے موقع پر جب حضرت ابو بکر خلافت میں مامور ہوئے تو عباسے ہاشمی پہنے کے خفیف جرم میں انکو بھرے دربار کے سامنے اتنے کوڑے لگائے کہ ادھر ادھر الٹی پلٹی ہوگئے اور معافی مانگتے مانگتے انکی زبان میں کانٹے پڑ گئے ابن حجر کے ایسے موید معویہ سے بھی ایسے ایسے پیٹو کی الٹی کا واقعہ نہ چھپایا جاسکا کیا سوانی باتیں نہان رکھکر دوسا ندمتعلها احرکار تطہیر الجنان حاشیہ صواعق محرقہ میں لکھ ہی دیا

دخل معویہ علی عمر ابن خطاب وعلیہ حلۃ خضرا فنظر الیہ الصحابہ فلما رای ذالک عمر قام ومعہ الدرہ فجعل ضربا بمعویہ یقول یا اللہ یا اللہ یا امیر المومنین فیم فیم

معویہ عمر ابن خطاب کی پاس آئے - وہ حلہ سبز (ہری ریشمی عبا) پہنے ہوئے تھے اور انکو اس لباس میں دیکھکر صحابہ حاضرین میں انکھیں اوٹھنے لگیں جب عمر نے یہ کیفیت دیکھی تو وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور انکے ہاتھ میں درہ تھا اور لگے اوس سے معویہ کو مارنے پھر تو معویہ لگے چلانے اللہ (کا واسطہ) اللہ کا واسطہ اے امیر المومنین کیوں کیجیے بس کیجیے۔

حضرت عمر کا دور دورہ بھی ادبیاتا چل چلاو کا وقت تھا مصالح وقت پر نظر کر کے خلیفہ عصر نے اس سے زیادہ انکی تادیب کو مناسب نہ سمجھا اور اینده موقع پر اوٹھا رکھا - مگر جب موعود وقت آیا تو اسکا موقع نہ آیا - اور کبھہ مصداق

عسی ان تحبوا شیئا وھو کرہ لکم - (شاید تم کسی چیز کو پسند کرو اور وہ تمہارے لیے) ضرر کا باعث ہوتا

جن بنی امیہ کی سرپرستی میں اپنے اپنی تمام کوشش تمام کردی اور بنی ہاشم و بنی عبد المطلب کی محرومی اور ناکامی کے سو اپنے بعد امر خلافت کو کل چھہ ادمیوں کی ایسی مجلس منتخبہ کے حوالہ فرمایا جو سوائے بنی امیہ لیے (عثمان کے) کسی دوسرے کو نامزد نہ کرسکیے - اب وہی بنی امیہ اسلام اور خلافت اسلام اور تمام دینی و دنیاوی انتظام کے تباہ کن ثابت ہوئے

خلافت عثمان کی بنیاد — حقیقت تو یہہ ہے کہ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ - خدا خوب جانتا ہے جسکو تم لوگ نہیں جانتے حضرت عمر سوچے کیا اور ہوگیا کیا - شوریٰ کی اس مجلس منتخبہ سے حضرت عمر کا اصل مدعا بنی ہاشم کی محرومی تھی - لیکن عبد الرحمن ابن عوف کی فضول ترجیح نے بنی امیہ کی فائدہ رسانی کا پورا موقع دیدیا اور حضرت علی کو محروم رکھکر امر خلافت حضرت عثمان کو حوالہ کردیا -

عبد الرحمن ابن عوف کی ندامت و پشیمانی — اخر میں عبد الرحمن نے بھی اپنی اس غلطی کے بُرے نتیجوں کو اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرلیا اور پھر تو اسقدر شرمائے اور پچھتائے کہ خلیفہ عصر حضرت عثمان کا مونہہ دیکھنا چھوڑ دیا - یہانتک نفرت بڑھی کہ خلیفہ عثمان بستر موت پر عبد الرحمن کو دیکھنے گئے تو اونہوں نے آنکھیں بچھکر انکی طرف سے مونہہ پھیر لیا اور دوسری طرف کروٹ لے لی - مگر اب کیا ہوسکتا تھا - جسطرح حضرت عمر نے بنی امیہ کی تائید کرکے اخر میں ندامت اوٹھائی اوسی طرح عبد الرحمن کو بھی بنی امیہ کی اس ناحق طرفداری سے خجل اور پشیمان ہونا پڑا - مگر نہ اب انکی ندامت سے کچھہ ہونیوالا تھا اور نہ انکی خجالت سے - جسکی ہونے والی تھی اوسکی ہو گئی -

خلافت عثمان میں یا معویہ تھے یا مروان — نظم خلافت میں حضرت عثمان تو برائے بیعت تھے - مدینہ میں جو کچھ تھے

وہ مروان اور ہشام بن معویہ۔ ایک غیر مسلم یوروپین محقق لکھتا ہے

جبتک جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زندہ رہے آپ کی قوت سلطانی بھی ان بد خواہون (بنی امیہ) سے خائف رہی۔ انمین بہتون نے برائے نام اسلام قبول کیا تھا۔ صرف اپنی ذاتی غرض سے۔ یا اوس مال غنیمت کی لالچ سے جو مجاہدین اسلام فتوحات ملکی کے بعد دارالحکومت مین لاتے تہے۔ مگر انکی نفرت محمد صلعم کی امارت وحکومت سے کبھی کم نہوئی۔ سشہوت پرست۔ بدکار۔ بدبخت اور ظالم (بنی امیہ) اس مساوات قائم رکھنے والے مذہب میں تو شامل ہونیکا دعوے رکھتے تھے۔ جس مذہب نے تقدیس اور اصول تہذیب (اخلاق) کی سخت تاکید کی تہی۔ مگر وہ دل سے (ابھی تک) بت پرست تہے۔ یہہ لوگ شروع زمانہ سے اس امارت وحکومت (اسلام) کو استیصال پر اور ان بزرگون کے برباد کر دینے پر۔ جن پر اس امارت وحکومت کا دارومدار تھا ہمیشہ امادہ اور تیار رہتے تھے۔ (یہہ وہ بزرگ ہین) جسکی شنابت کی یہہ قسم کھا چکے ہین اور حلف اوٹھا چکے ہین

جناب رسولخدا صلعم کے دو قائمقامون نے انکی حسد و کبر کو ایک حد خاص تک محدود کر رکھا تہا اور انکے مکر و فریب کی چالون کو ظاہر کر دیا تہا۔ عثمان کی تخت نشینی اون فتنہ بندیون کے وجود کا باعث تہی اور اون خوش نہی ایتہ کی بدکاریون کا ظہور تھی جس نے اسلامی دنیا کا دل توڑ دیا اور اوسکے (اسلام) نہایت معزز اور قابل قدر خاندانون کو برباد کر دیا

عثمان کے دوران خلافت مین دونو خلفاے سابقین کے انتظام وتدبر سے پوری مخالفت کی گئی۔ جنکی تقلید وا قتدا کا (خلیفہ بنائے جانیکے وقت) عثمان اقرار کر چکے تہے۔ اصحاب معزز پیغمبر صلعم اور بزرگان انصار جو ممالک اسلامی مین والیان ملک اور صاحبان اختیار بنائے گئے تہے معزول کر دئے گئے۔ اونکی ذاتی لیاقتین اور اونکی خیر خواہانہ خدمتین فراموش کر دی گئین۔ تمام معتبر اور پر منفعت خدمتین بنی امیہ نے لے لین۔ تمام صوبون کی صوبہ داریان انھین کو دیدی گئین جنھون نے اپنے آپ کو اسلام کا پورا مخالف ثابت کر رکھا تہا۔ انکے ساتھ سلوک اور رفق و مدارا کرنیکے لئے بیت المال (اسلامی) خالی کر دیا گیا۔

اسکے بعد کے واقعات کی نسبت جسے ہم تفریق اسلامی کے باب مین علحدہ بیان کرینگے لیکن اتنا لکھدینا یہان کافی ہوگا کہ انتظام ملکی کی بدنظمیان۔ تمام انکی کارروائیون سے غفلت اور اپنے اقربا واعزہ کے ساتھ سخت طرفداری اور عام شکایتون پر اوسکے (عثمان کے) انکار نے قدیم اصحاب رسول مین کیا تمام اہل اسلام مین ایک سخت بےچینی اور مخالفت پھیلا رکھی تہی اور یہہ مخالفت آخر مین بغاوت ہوکر ایسی عام ہوگئی جسمین حضرت عثمان اپنی جان ہی کہو بیٹھے

خلافت عثمانی مین معویہ کی بدعنوانی

ہمکو حضرت عثمان کی خلافت کے تفصیلی حالات لکھنا منظور نہین ہے۔ ہم انکی خلافت سے صرف اونھین واقعات وحالات کو لکھینگے جو معویہ کی بدعنوانیون اور خودمختاریون کے کافی ثبوت ہین۔ اور جن سے معویہ کی سخت مظالم اور ایذا رسانیان ظاہر ہوتی ہین خصوصًا اون اصحاب کبار پر جو انکی بدعنوانی اور مطلق العنانی کو روکنا چاہتے تہے۔ انھین امور کے ساتھ یہہ بھی معلوم کر لینا چاہئے کہ باوجود اتنی سرپرستی اور ایثار واحسان کے معویہ خود

حضرت عثمان کی برائے نام خلافت کو اپنے حصول مقاصد کیلئے سخت مضر سمجھے تھے اور انکے ختم کر دیئے جانے کے انتظار میں بیٹھے بیٹھے دن رات کاٹا کرتے تھے۔ حکومت عثمان کے دور دار میں معاویہ کی بدعنوانیوں کی کسی تصریح کی ضرورت نہیں کیونکہ اصل میں ملک و سلطنت ہی انھیں کی تھی۔ مشتے از خروارے حسب ذیل دو مثالیں تاریخ اعثم کوفی کے اردو ترجمہ مطبوعہ دہلی سے لکھی جاتی ہیں۔

جزیرہ قبرس کی فتح کے بعد بہت سا مال و متاع غنیمت میں دستیاب ہوا۔ معویہ امیر لشکر تھے معویہ نے خلیفہ عمر کی اجازت کا بھی انتظار نہ کیا اور وہ تمام مال غنیمت اپنی تجویز کے موافق اپنے مخصوصین لشکر پر تقسیم کر دیا جہاں مال غنیمت میں اور چیزیں تھیں وہاں عورتیں بھی اور بہت صاحب حسن و جمال۔ اس لشکر میں بہت سے اصحاب رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بھی موجود تھے۔

عبادہ بن صامت الانصاری۔ ابوالدرداء۔ صداد ابن اوس۔ واثلہ ابن اصقع ابوامیہ الیادلی اور عبداللہ بن بشر المازنی وغیرہم لشکر کے دو چار سوار دراز گوشوں پر سوار آئے۔ عبادہ ابن صامت نے انلوگوں سے پوچھا کہ یہ دراز گوش کس کے ہیں انھوں نے کہا کہ ہمارے ہیں۔ ہمکو ہمارے امیر لشکر معاویہ نے غنیمت میں دئیے ہیں عبادہ نے کہا معاویہ ہرگز ان کی تقسیم کا مجاز نہیں ہو سکتا ان لوگوں نے یہ ماجرا معویہ سے کہا معویہ نے عبادہ کو بلا کر پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ تقسیم غنیمت اموال کی نسبت مجھے خوب یاد ہے کہ خیبر کی فتح کے بعد جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے خود اپنی نسبت ارشاد فرمایا تھا کہ مجھکو بغیر خمس نکالے اونٹ کا ایک بال بھی لینا حرام مطلق ہے اب معویہ خاموش ہو رہے اور وہ تقسیم واپس لیکر عبادہ کے سپرد کر دی مگر تاہم ان عورتوں میں سے ایک کنیز جو سب سے زیادہ صاحب حسن و جمال تھی اپنے لئے علیحدہ کر لی اور عبادہ کو اسکی مطلق خبر نہ کی لیکن تقسیم کے بعد اہل اسلام نے آپکی اس راز کو بھی طشت از بام کر دیا عبادہ نے اسکے لئے انھیں سخت پکڑا تو انھوں نے ہزار بجبوریوں کی ساتھ اوس کنیز کو خلیفہ عثمان کے ساتھ پاس بھیجدیا خلیفہ صاحب بھی فریفتہ ہوگئے لیکن اپنی بی بی نائلہ کے خوف سے اوس پر قادر ہو نہ سکے پھر اسکو معویہ کو عنایت کر دیا۔ عطائے تو بلقائے تو

قبرس سے ملا ہوا ایک اور جزیرہ تھا جسکو روڈس کہتے ہیں (جغرافیہ موجودہ میں بھی اسکا ابھی تک یہی نام ہے) وہ بھی اسی سلسلہ فوج کشی میں فتح ہوا۔ اموال غنیمت میں ایک سونے کی انگوٹھی بھی مسلمانوں کو ہاتھ لگی۔ اوس پر یاقوت کا نہایت خوشنما اور بیش بہا یاقوت جڑا ہوا تھا معویہ اوس انگوٹھی کو دیکھکر بے اختیار ہوگئے۔ جو لوگ مبصر تھے اونھیں دکھایا اون لوگوں نے اسکی قیمت بیس ہزار دینار لگائی۔ معاویہ نے وہ انگوٹھی پسند کر لی اور اپنے پاس رکھ لی اور باقیماندہ چیزیں خلیفہ عمر کو بھیجدیں۔ ترجمہ اعثم کوفی مطبوعہ دہلی از ص ۱۰۹ تا ۱۱۱ ۔ صحابہ کرام کے ساتھ معویہ کی بدعنوانیاں اور خود مختاریاں ان دونو مشاہد تاریخی سے) معویہ کی مظالم ثابت ہوگئیں۔ اب صحابہ کرام کو ساتھ ان کے محاسن سلوک بھی ملاحظہ فرمائیں جاویں

حضرت ابوذر غفاریؓ — حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالی عنہ جیسے جلیل القدر اور سابق الایمان صحابی تھے وہ دنیائے اسلام کو پورے طور پر معلوم کو ایذا رسانی — ہے وہ مدینہ سے شام میں چلے گئے تھے۔ حضرت ابوذرؓ وہ بزرگ ہیں جنکی بہشتی ہونیکی شہادت خود مخبر صادق علیہ و آلہ السلام نے دی ہے۔ حضرت ابوذر غفاری ایک سادی روش کے بزرگ تھے فقر پسند قانع زاہد۔ عابد۔ متقی اور تارک الدنیا اور امر و مناہی کے سخت پابند فرائض و سنن کے بڑے جاننے والے یہ اونلوگوں میں

شامل تھی - جنہین جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ والہ وسلم کے فیضان صحبت نے کامل طور سے اثر کیا تھا ملک شام تو فی الحال معویہ کا اوسیطرح خالصہ ہو رہا تھا جسطرح مروان کا ممالک افریقہ - یہہ رسول اللہ صلعم کا زمانہ دیکھی شریعت اسلامی کی یہہ خرابیان کیسے دیکھہ سکتی تھی - عوام الناس کو اوامر و نواہی اسلام اور اوسکے متعلق ضروری احکام بتا نے لگے معویہ اپنی امارت مین انکی شرکت کیون قبول کرتا - معویہ نے عثمان کو لکھہ بھیجا کہ انکو بلا لیا جاوے نہین تو اہل شام کو یہہ میری اور اپکی اطاعت سے منحرف کر دینگے - حضرت عثمان کو کوئی بات معویہ کے خلاف استمزاج کیسے کر سکتی تھی آخر حضرت ابوذر غفاریؓ کو شام سے مدینہ مین بلا لیا اور پھر مدینہ سے ایک برہنہ پشت اونٹ پر سوار کر کے مقام ربذہ - جو حوالی مدینہ مین عراق جانیکے رستہ پر واقع تھا - یہہ خراب اور ویران ترین مقام تھا - جہان عسرت و افلاس اور حسرت و یاس کے خاص عالم مین اس جلیل القدر صحابی نے انتقال فرمایا - طبری جلد چہارم ص ۲۱۵ ابو الفداص ۱۰۸ روضۃ الصفا ج ۲ ص ۱۱۹

صاحب روضۃ الاحباب ان واقعات کے متعلق حسب ذیل تفصیل فرماتے ہین -

دنیز پیوستہ کہ از ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ طریق امر معروف ونہی از منکر سلوک داشتہ بموجب قُلِ الحَقَّ وَاِنْ کَانَ مُرًّا عمل نمودہ معویہ را از بعضی امور کہ لائق حکام نمید انست منع نمودہ واز رسانیدن کلمہ حق ہیچ محابا نمیکرد وے را اینمعنی بتنگ آمدہ از ابوذر رضی اللہ عنہ شکایت بامیر المومنین عثمان نوشت

یہہ بھی منقول ہے کہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ امر معروف اور نہی منکر کا طریقہ عمل رکھتے تھے اور سچ بولتے تھے - اگرچہ وہ کیسا ہی تلخ ہو - اپنا اسی طرح عمل نباہتے تھے معویہ کو اون کامون کے لیئے جو انکے نزدیک حاکمون کے قابل نہین تھی منع کیا کرتے تھے اور حق کہنے مین کسی سے نہین ڈرتے تھے معویہ کو انکا یہہ طریقہ عمل پسند نہ آیا اور ابوذرؓ کی شکایت عثمان کو لکھہ بھیجی -

ہم اپنی موجودہ ضرورت بیان کیلئے یہان بھی ایک واقعہ لکھتے ہین اسلئے کہ عنوان بیان ہمارا حضرت عثمان کی خلافت مین معویہ کی بدعنوانیون کے بیان تک محدود تھا - ایک ایسے عظیم المراتب صحابی کے ساتھ انکا یہی ایک جابرانہ حسن سلوک اور تحکمانہ طرز عمل لکھکر حضرت عثمان کے وقت مین انکی بدعنوانیون کی بحث کو تمام کرتے ہین - اور انکے آئندہ طرز سلوک جو زمانہ حکومت خاص مین دوسرے صحابہ کے ساتھ عمل مین لایے گئے وہ انکی امارت کے خاص واقعات مین بیان کیئے جاینگے -

ہم اپنے عنوان بیان مین اوپر لکھہ چکے ہین کہ اصحاب کرام سے قطع نظر کر کے خود حضرت عثمان کو جلد ہٹا دیئے جانیکی فکر و انتظار مین تھی - ہم اسکی تفصیل ذیل مین پیش کرتے ہین - ابتدا مین تو یہہ واقعہ بہت قدیم ہے اور معویہ کے اغاز حالات مین ہم کیقدر اسکی تفصیل بھی کر چکے ہین - اسی واقعہ کا نتیجہ تاریخ معاویہ کی اسناد سے یون ہے -

معویہ اپنے مفاد کے لئے حضرت عثمان کو منصر سمجھتے

معویہ کی ماں کے شوہر اول فاکہہ کو جب ہند کی بدچلنی معلوم ہوئی تو اوس نے اوسکو گھر سے نکال دیا اور ہند کے باپ عتبہ کے کہنے سے خود عتبہ اور فاکہہ اپنے اپنے قبیلہ کی عورتون کو لیکر کاہن یمن کے پاس فیصلہ کرانے گئے تو ہند کو کاہن نے پارسا ٹھہرایا اور یہہ پیشین گوئی کردی کہ اسکے پیٹ سے ایک بادشاہ ہوگا جسکو لوگ معویہ کہینگے - ص ۳۰ بحوالہ الدرۃ الغادیہ فی المناقب المعاویہ

بہرحال یہہ تو بہت پرانی باتین ہین ۳۵ھ مین جب سرپرست خاندان بنی امیہ حضرت عثمان کے محصور ہونیکی خبر معویہ کو ملی تو یہہ بغرض حمایت فوج تو لیکر آئے نہین - لیکن تفحص حال اور معاملات مدینہ کی آئندہ سیاسی دیکھہ بھال کے خیال سے

مدینہ مین اسے اور مستعفیان خلافت کے طبقات مین اور ہر اور ہر سراغ لیتے رہے۔ بنت کا حال تو ہمین معلوم ہو گیا حقیقت تو یہ ہے کہ بنی امیہ سے بڑھکر کوئی دوسرا احسان فراموش اور محسن کش قوم اور قبیلہ عرب مین نہین تھا۔ حضرت عثمان کے الیسا ولی النعمت تو ایسی منیناک بے بسی اور مجبوری کی حالت مین گھر مین بند رہکر اپنی موت کا ہمہ تن انتظار کر رہا ہو وہ یہ کی اس احسان پروردہ نعمت اوسکی خبر نہ لے۔ اور دیکھرے اور پاس تک نہ پھٹکے۔ بلکہ اونکی باغیون مین انسی بیزاری پیدا ہونے والے کی تلاش کرے۔ صاحب مناقب مرتضوی اسکی تفصیل مین لکھتے ہین۔

معاویہ روزے در ایام محاصرہ مدینہ باکعب الاحبار ملاقی شدہ و گفت می ترسم کہ اہل خلاف ہجوم آوردہ عثمان را قبل رسانند کعب گفت کہ وقوع این حادثہ بحسب تقدیر امر لیست ناگزیر معویہ گفت اگر میدانم کہ خلافت بر کہ قرار خواہد یافت لسبت باو شرائط اخلاص مرعی دارم کعب گفت بعد از عثمان این منصب بتو قرار خواہد شد اما پس از خونریزی بسیار مناقب

مرتضوی مطبوعہ بمبئی ص ٢٣١

(محاصرہ عثمان کے ایام مین) ایک دن معاویہ کعب الاحبار سے مدینہ کی ایک گلی مین ملے کہنے لگے مجھ خوف ہے کہ مخالفین کا گروہ کہین عثمان کو مار نہ ڈالے۔ کعب نے کہا کہ اس واقعہ کا ہونا تو حکم تقدیر سے ہے۔ معویہ نے کہا کہ اگر مجھکو یہ معلوم ہو تاکہ اوسکے بعد خلافت کس شخص سے متعلق ہوگا تو مین (ابھی سے) اوسکے ساتھ خلوص واتحاد کے سلوک اختیار کرتا۔ کعب نے کہا یہ منصب تو عثمان کے بعد تمہین کو ملے گا مگر بڑی خونریزی کے بعد۔

تاریخ طبری جلد چہارم مطبوعہ لکہنؤ ص ٣٣ مین بھی قریب قریب یہی مضمون تحریر ہے۔

یک روز معویہ باکعب نشستہ بود کعب گفت من در کتاب چنین دیدہ ام کہ او (عثمان) را قتل کنند و این کار از وے برود و معویہ گفت کاشکے من دانستمی کہ از پس او این کار کرا بود تا آنکس را نزدیک کنم و عزیز نمایم کعب گفت این کار پس از او ترا بود معویہ گفت راست میگوئی مگر از فتنہ و خون ریختن لبود

ایک روز معویہ کعب کیساتھ بیٹھے تھے کعب نے کہا کہ مین نے کتاب مین دیکھا ہے کہ لوگ انکو (عثمان) کو مار ڈالینگے اور امر خلافت اونکے ہاتھ سے نکل جایے گا۔ معویہ نے کہا کہ اگر مجھکو یہ معلوم ہو جاتا کہ یہ کام کسکے متعلق ہوگا تو مین اوسکی خدمت کرتا اور اوس سے بھلائیت پیش آتا کعب نے کہا کہ یہ کام اونکے بعد تمہین ملیگا۔ معویہ نے کہا تم سچ کہتے ہو مگر بعد فساد و خونریزی کے بعد۔

پھر کیا تھا۔ اتنا سننا تھا کہ معویہ صاحب مدینہ سے یہ چل وہ چل۔ اب کیسی عثمان اور کہان کے سرپرست خاندان شام مین پہونچے اور خلیفہ صاحب کے خاتمہ کا انتظار کرنے لگے۔ چنانچہ انکے اس طرز عمل کیطرف حضرت امام حسن علیہ السلام نے اپنی ایک تقریر مین جو معویہ سے پیش آئی تھی۔ اشارہ فرمائی تھی جسکو ہم علامہ سبط ابن جوزی کی کتاب خواص الامہ کے ترجمہ سے ذیل مین لکھتے ہین

اے معویہ۔ تجکو عمر نے والی شام بنایا۔ اون سے تو نے خیانت کی۔ عثمان نے تجھے اور سر چڑھایا۔ اونکے قتل کا تو منتظر بیٹھا رہا بحوالہ

تاریخ معویہ مطبوعہ جوان پور ص ١٢٠

جنگ جمل سے معویہ کی علیحدگی

اصلی راز

واقعات اسلامی پر سیاسی زاویہ نظر سے غور کرنیوالے خوب جانتے ہین کہ خلافت عثمان معاویہ کے حصول مقاصد کے لئے۔ اپنی موجودگی مین جسقدر غیر مفید تھی اوسیقدر اپنی خاتمہ کے بعد نفع رسان ثابت ہوئی۔ معویہ تو کعب الاحبار کے مکاشفات پر طیار ہوکر۔ مدینہ سے شام کو واپس آئے اور وقت کا انتظار کرنیلگے۔ یہان خلیفہ کی غریب جان پر کیا کیا نہ گذر گئی۔ مگر انکے کان پر جون نرینگی۔ یہ کیون؟ اسلئے کہ کسی قسم کی مدافعانہ تحریک معویہ کی مصلحت وقتی کے خلاف تھی۔ یہ خلیفہ کیطرف سے فوجکشی کرکے اور مخالفین

سے مقابلہ ہوکر اپنی فوجی قوت کو کمزور کرنا نہین چاہتے تہے بلکہ اس موقع خاص کو غنیمت سمجھکر نہایت خوشی کے ساتھ اپنی فوجی قوت کی ترقی ۔ تجمیع ۔ توسیع اور ترتیب مین صرف کرنا چاہتے تہے اسی لئے حالانکہ ۔ انکی امید کے خلاف خلافت بدلی اور خلافت کے ساتھ ہی دنیاے اسلام کی ہوا بھی بدل گئی اور خلافت اوس برگزیدہ ہستی پر منتقل ہوگئی جسکی موجودگی کو یہہ ایک لمحہ دیکھنا پسند نکرتے تہے ۔ انہین کے ہم خیالون کی مخالفت کی وجہہ سے بغاوت ۔ ارتداد اور فتنہ و فساد کو طوفان عظیم چارون طرف سے اوٹھنے لگے مدینے سے کوفے ۔ کوفے سے بصرے تک بغاوت پھیل گئی اور بصرے سے بڑھ کر میدان جنگ مین جنگ جمل واقع ہوئی ۔ او سخت خونریزی کے بعد خلیفہ وقت کو باغیون پر فتح کامل حاصل ہوئی ۔ یہہ سب کچھ ہوا کیا لیکن معویہ کو کانون کان خبر نہوئی ۔ بہت ممکن تہا کہ یہہ بھی اپنی فوجون کے ساتھ علاقہ شام سے اترکر باغیون سے ملکر شریک جنگ ہو جاتے اور پہر اپنی متفقہ قوت سے مقابلہ کرکے خلیفہ عصر کو شکست پہونچاتے ۔ لیکن اول تو امر امارت مین یہہ کسی کی شرکت نہین چاہتے تہے دوسرے یہہ کہ اوسوقت تک اپنی فوج مین مقابلہ کی قوت نہ پاتے تہے ۔ انھین وجہون سے یہہ خاموش رہے ۔ اور سب سے آخر مین یہہ ایک بڑے پیمانہ پر خلیفہ عصر سے مقابلہ کا سامان کر رہے تہے ۔ اس سے بآسانی سمجھ لیا جا سکتا ہے کہ اگر انکو عثمان کے ساتھ ہمدردی یا بہی خواہی کا خیال ہوتا تو یا حضرت عائشہ ۔ طلحہ اور زبیر کے امور کے ساتھ خود بدولت کو کوئی دلچسپی ہوتی تو یہہ ضرور اونکے شریک ہوتے اور ابتدا سے لیکر انتہا تک اونکے دست بدست رہتے ۔ مگر یہہ تو اپنے ڈھب کے آدمی تہے اور گون کے یار ۔ یہین سے معلوم ہوگیا کہ انکی نیت خیر سے خالی تھی ۔ اور حقیقتاً نہ اسلام انکو درد تہا اور نہ اسلامی حکومت و خلافت کے ساتھ کوئی ہمدردی ۔ یہہ تو اپنی خود غرضی کے غلام تہے اور اپنی جلب منفعت کے شیدائی ۔ یہین بھی کوئی کلام نہین کہ حضرت عائشہ اور طلحہ و زبیر سے انکا پیمانہ خیال زیادہ وسیع تھا ۔ جسکے لئے یہہ تنہا تجمیع و ترتیب فوج ہی سے شام مین بیٹھے بیٹھے یہہ کام نہین لے رہے تہے بلکہ انواع اقسام کی جعلسازی ۔ افترا پردازی اور مکر و حیلہ کو عمل مین لا رہے تہے ۔ صاحب مناقب مرتضوی نے کعب الاحبار کے قول لکھنے کے بعد اجمالاً اسکی طرف اپنی حسب ذیل عبارت مین اشارت فرمائی ہے ۔

چون عثمان کشتہ شد فوجے از عظماے بنی امیہ کہ از ابن عم خیر البریہ کینہ دیرینہ داشتند ۔ بوے پیوستہ او را بر مخالفت شاہ ولایت ترغیب و تحریص نمودند و او ہمت بر مخالفت شاہ ولایت و بر طلب ریاست گماشتہ عقاید شامیان را بنسبت امیر المومنین خواست کہ فاسد گرداند بنا برین فرمود کہ در ایام جمعہ پیراہن خون آلود عثمان بمسجد جامع دمشق بردہ چنان ظاہر میکرد کہ قتل عثمان بفرمودہ علیؑ واقع شدہ ص ۲۳۱

جب عثمان مارے گئے تو بنی امیہ کی ایک فوج کی فوج معویہ سے اکر مل گئی جو ابن عم رسول صلعم سے قدیم کینہ رکھتی تھے ۔ اور معویہ کو شاہ ولایت کی مخالفت پر اشتعال دلاتے تہے اور معاویہ خود طلب امارت پر مستعد ہوکر اہل شام کو شاہ ولایت کیطرف سے بدعقیدہ کیا کرتے تہے اور اس غرض سے عثمان کا خون آلود پیرہن کو ہر جمعہ کے دن دمشق کے مسجد جامع مین لیجاکر تمام لوگون کو دکھلاتے تہے اور بتلا دیتے تہے کہ عثمان کا خون علیؑ کے حکم سے واقع ہوا ہے ۔

معویہ اور معرفت اہل بیتؑ
کی مٹانے کی گمراہانہ تعلیم

معرفت اہل بیت کو مٹانے مین جو معویہ کی مخالفت کا اصل مدعا تھا ۔ اور اوسکے حصول مقصد کا بہت بڑا ضروری اور قوی ذریعہ ۔ اپنی پوری کوشش اس نے صرف کردی اور اہل شام کے دلون مین کسطرح سواے بنی امیہ اور اپنے خاندان کے اور کسی دوسرے کا خیال اور کسی کی عقیدت پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بعد بندھنے نہین دی ۔ اونکو پورے طور سے سمجھا دیا گیا کہ جناب رسولخدا صلعم کے بعد اونکے قریب رشتہ دار ۔ اونکی امت کے

قریب تر خیر خواہ۔ قریب تر وارث اور جانشین رسول اللہ مین تو ہم یا ہمارا قبیلہ بنی امیہ اور اسوقت موجودہ طبقات مسلمین
مین تمام فضائل و مراتب اور مکارم و مناصب کو لائق و سزاوار اگر ہین تو صرف ہم یا ہماری قوم بنی امیہ۔ ہمارے سوا کوئی دوسرا ہمارا
مقابل اور ہمسر نہین ہوسکتا۔ اہل شام نے اپنی عقیدت یا جہالت کے باعث سے اسکی باتون کو کامل طور سے یقین کر لیا۔ اور اون کا
یقین کر لینا ایسا تعجب انگیز بھی نہین۔ ان بیچارون نے جبسے ان سے دنیائے اسلام مین آنکھین کھولین اوسدن سے انکو سوائے بنی امیہ اور
ال ابوسفیان کے کسی دوسرے کی صورت ہی دیکھنی نصیب نہین ہوئی۔ روز اول سے انکےہین کے مطیع و فرمانبردار رہے اور اپنی ملک پر
ہمیشہ انھین کو حکمران دیکھتے رہے۔ انکی انکھونمین آجتک بنی امیہ ہی کا اعزاز قائم رہا پھر اسدرمیان مین وہ کسیکی قدرو منزلت اور حکومت
وسلطنت کو نہ دیکھ سکے نہ جان سکے۔ تو ایسی حالت مین وہ بنی امیہ اور ال ابوسفیان کے سوا کسی دوسرے کی فضیلت یا عظمت کیونکر مطلع
ہوسکتے تھے۔ یا تو وہ اونلوگون کے علاوہ اور کسی کی فضیلت و عظمت کا اپنی انکھون سے مشاہدہ کرلیتے یا کسی دوسرے سے ایسی لوگون کے
فضائل و مراتب کو معلوم کرتے اور یہہ دونو باتین معویہ ابن ابوسفیان نے انکے لئے روک رکھی تھین۔ انھون نے نہ آل بنی امیہ اور
معویہ کے اچھی حالتون مین نہ کسیکو دیکھا اور نہ کسیکو اچھا سمجھا۔ نہ معویہ نے خود سوائے اپنے کسی اور کے اعزاز و منزلت کیطرف
انکو رجوع ہونے دیا۔

اہل بیت علیہم السلام کا خیال انلوگون کے دل سے مٹانے اور اونکی شان و عظمت گھٹانے مین جیسی جیسی تعلیمین معویہ نے
اہل شام کو پہنچائی ہین وہ ذیل کے واقعات سے ثابت ہین۔ جنکو پڑھکر ہر شخص بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ فضیلت اہلبیت کو مٹانے اور اون
برگزیدگان خدا کی شان گھٹانے مین معویہ نے کتنا بڑا اہتمام کیا تھا اور یہہ ترکیب اسکے قیام سلطنت کا ذریعہ بنکر اسکے وقت مین
اور پھر اسکے بعد قریب قریب تمام سلاطین بنی امیہ کے ایام مین کامل سوبرس تک قائم رہی

علامہ مسعودی ۱۳۲ ہجری کے واقعات مین ذیل کا واقعہ تحریر فرماتے ہین۔

امسال خلافت اموی کا دوردورہ تمام ہوا۔ اور مروان حمار کے تعاقب مین عبداللہ بن علی نے جو ابو العباس السفاح اول خلیفہ
بنی عباس کے چچا تھے اور سپہ سالار لشکر۔ ملک شام کا سفر کیا تو چند شیوخ شام کا ڈیپوٹیشن (Deputation).
(وفد) خلیفہ کے پاس روانہ ہوا۔ جنھون نے حلفاً یہہ بیان کیا کہ ابھی تک ہم یہی جانتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
بعد اوسکے قرابتمند صرف بنی امیہ ہین۔ جو اونکے وارث اصلی ہین۔ انکے سوا نہ اونکا کوئی عزیز ہے اور نہ رشتہ دار۔ مروج الذہب حاشیہ کامل ابن اثیر
جلد ششم ص ۱۰۹

علامہ ابن اثیر لکھتے ہین۔

قال المغیرۃ لصعصعۃ بن صوحان وایاک ان یبلغنی انک
تظہر شیئا من فضل علی ابن ابی طالب فانا اعلم بذلک منک
ولکن ہذا السلطان قد ظہر وقد اخذنا علیہ للناس
فسمن تلع شیئا کثیرا انما امرنا بہ فذاکر الشی الذی لا
یحذمہ ابلد فیہ ہولاء القوم عن انفسنا

مغیرہ ابن شعبہ نے صعصعہ ابن صوحان سے کہا کہ خبردار جو تو کبھی فضائل
علی کا ذکر کرے۔ مین ضرور تجھسے زیادہ انکے فضائل کو جانتا ہون مگر سلطان
وقت کی مصلحت کے خلاف ہے۔ کیونکہ ہم لوگ مجبور کردئے گئے ہین معائب
علی بیان کرنے پر کہ ہم اونکو آدمیون پر ظاہر کرین۔ بہت سی باتین تو
ہم نے ان حکمون مین چھوڑ دی ہین اور بعضین ایسے ہی مجبور ہوجاتے ہین
تو اوسکو رفع شر کے خیال سے بیان کر دیتے ہین تاکہ اپنے نفسون سے اوسکو دفع کرین۔ کامل ابن اثیر جلد ۳ ص ۱۷۱

کسی نے ملک شام مین ایک شخص سے پوچھا جو اپنی ذاتی وجاہت کی وجہ سے نہایت معزز- ذی رتبہ اور صاحب عقل و رائے قرار دیا جاتا تھا- کہ یہ ابو تراب کون ہے جسپر تمہارا امیر اور امام بالائے منبر لعنت کرتا ہے (معاذاللہ) اوس نے جواب دیا کہ ہم جانتے ہین وہ کوئی چور ہوتا- فتن کے چوروں سے - مروج الذہب مسعودی جلد ۳ ص ۱۰۷

شہر بغداد مین حاکم سے ایک شخص نے پوچھا کہ فلان شخص زندیق ہو گیا ہے؟ حاکم نے پوچھا اوسکا مذہب کیا ہے- کہا رافضی- قدری- جبری- حاکم نے جواب دیا تجھکو کیسے معلوم ہوا- اوس نے جواب دیا کہ وہ معویہ سے عداوت رکھتا ہے- حاکم نے پوچھا کون معویہ- کہا وہی معویہ جو علی ابن العاص سے لڑا تھا- حاکم نے کہا ہم تیرے کن باتون کی قدر کرین- اصول کلام کی واقفیت پر ناز کرین یا علم الانساب کے تبحرؔ پر-

ایک عالم کا بیان ہے کہ ہم ایک صحبت مین بیٹھے ہوئے- ابوبکر- عمر- علی اور معویہ کا ذکر کر رہے تھے کہ اس اثنا مین ایک پیر مرد آیا جو سب سے عاقل جہاندیدہ اور واقفکار معلوم ہوتا تھا اور کہنے لگا کہ کہان تک انلوگون کا تذکرہ کرتے رہو گے ہم نے پوچھا اونکی نسبت تمہارا کیا خیال ہے- اونے کہا کس کی نسبت- ہم نے کہا علی کی نسبت اونے جوابدیا وہی علی نہ- جو (نعوذ باللہ) فاطمہ کی باپ تھے- مین نے پوچھا کون فاطمہ- کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی (معاذاللہ) بی بی جو عائشہ کی بیٹی تھین اور معویہ کی بہن (معاذاللہ) پھر مین نے اوس سے پوچھا کہ اچھا یہ تو بتلاؤ کہ پھر وہ علی کیا ہوئے- اوس نے جوابدیا کہ وہ تو جنگ حنین مین جناب رسولخدا صلعم کے ہمراہ شہید ہو گئے-

جنگ صفین کی بہت گرم بازاری مین جب جانبین سے شدید لڑائی ہو رہی تھی لشکر شام سے ایک شخص نکلا اور فوج عراق سے مقابل ہو کر جناب امیرالمومنین علیہ السلام کی شان مین ناگفتہ بہ کلمات کہنے لگا- ہاشم مرقال جو سردار وجوہ تھے کہنے لگے کہ آخر تجھکو بھی ایکدن وہین جانا ہے جہان علی جائینگے تو اگر وہ تجھسے آج کی باتون کو پوچھین تو تو کیا جواب دیگا اوس نے کہا جہان علی جائینگے وہان مین کیون جانے لگا- ہاشم نے پوچھا کیسے- تو اونے جوابدیا کہ خدا کی قسم ایسا ہرگز نہوگا- ہمین بتلایا گیا ہے کہ تم اور تمہارا امام نماز نہین پڑہتے- روزے نہین رکھتے- ہم جانتے ہین کہ لوگ مسکر صوم و صلوٰۃ ہو- مروج الذہب ج ۳ ص ۱۰۸

تاریخ کامل ابن اثیر مین- بذیل تذکرہ سلطنت عمر ابن عبدالعزیز لکھا ہے کہ عمر ابن عبدالعزیز نے سب علیؑ کی امتناع کی وجوہ مین بیان کیا- کہ مجھکو اپنے بچپن سے اسکی امتناع کا خیال پیدا ہوا اور اوسکی وجہ یہ ہوئی کہ عبداللہ ابن عتبہ ابن مسعود سے مین کلام اللہ پڑہتا تھا اور وہ میرا اوستاد تھا ایک روز مین لڑکون کے ساتھ کھیلتا تھا اوسوقت مین ہمارا کھیل یہی تھا ابوتراب کو گالیان دینا اہلبیت کو برا کہنا- لڑکے کھیل رہے تھے عبداللہ آگئے اور حسب المعمول مسجد مین چلے گئے- جب مین انسے سبق پڑہنے گیا تو انھون نے میری طرف سے مونھ پھیر لیا- مین نے اونسے ناراضی کی وجہ پوچھی تو اونھون نے جوابدیا کہ تو علی کو برا کہتا ہے مین نے کہا تو پھر اسمین حرج ہی کیا ہے عبداللہ نے کہا کہ تو نے کلام اللہ مین کہین پڑہا ہے کہ اہل بدر سے حق سبحانہ تعالے کہین رضامند ہو کر پھر اون پر غضبناک ہو گیا ہو- مین نے پوچھا کیا علی اہل بدر سے تھے اوس نے کہا وہ بیچک یا عمر- تو اتنا نہین جانتا کہ بدر تو بالکلیہ جناب علی مرتضیؑ ہی کے ہاتھون پر فتح ہوا- عمر ابن عبدالعزیز کا بیان ہے کہ مین نے یہ سنکر اوسی دن سے اسکے (سب علیؑ کے) ترک کا اقرار کر لیا اور پھر کبھی اون کلمات کو زبان سے نہ نکالا-

پھر عمر ابن عبدالعزیز اپنا ایک دوسرا واقعہ اسطرح بیان کرتے ہین کہ میرا باپ ہشام ابن عبدالملک مدینہ

مین اسیر ہوا تو ہر روز جمعہ کو مین زیر منبر حاضر رہا کرتا تھا - وہ خطبہ پڑہنے لگتا تھا تو مین خیال کرتا تھا کہ وہ تمام خطبہ تو کمال فصاحت وبلاغت سے ادا کرتا تہا مگر جب علی کی مذمت کرنے لگتا تھا تو اوسکی زبان لڑ کھڑانے لگتی تھی اور اوس پر ایک عجیب اضطراب پیدا ہوجاتا تھا - ایک دن مین نے اون سے کہا کہ آپ تو فصیح زمانہ ہین پھر یہ کیا ہے کہ جب آپ علی کی مذمت کرنے لگتے ہین تو آپ کی زبان لڑکھڑانے لگتی ہے - اونہوں کہا اے فرزند یہ لوگ اہل شام جو منبر کے نیچے بیٹھے رہتے ہین اگر اس مرد کے فضائل ومناقب سے آگاہ ہوجائین جسطرح تیرا باپ آگاہ ہے تو سب لوگ ہم سے برگشتہ ہوجاوین اور پھر ایک ادمی بھی ہماری اطاعت نکرے گا۔ طاہر ابن اثیر جلد ۵ ص ۱۴۲

حضرت حسنین علیہما السلام کے صاحب ارجح المطالب لکھتے ہین

ذریت ہونیکو معویہ کا انکار عن ذکوان مولی المعویہ قال قال معویہ لا اعلم احدا سمی هذین الغلامین ابنی رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم ولکن قولوا ابنی علی فقال ذکوان فلما کان بعد ذلک امرنی ان کتبت بنیه فی الشرف قال کتبت بنیه وابنی بنیه وترکت بنی بناته ثم اتیت بالکتاب فنظر فیه فقال ویحک یا ذکوان اغفلت اکثر بنی فقلت من قال بنو فلانة ابنتی لابنتی فقلت الله الله ایکون بنی بناتک بنیک ولا یکون بنی فاطمة بنی رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم قال لا یسمعن هذا احد منک

(اخرجہ حافظ عبدالعزیز الاخضر)

ذکوان غلام معویہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ معویہ نے کہا مین نہین جانتا ان دونون لڑکون (حضرات حسنین علیہما السلام) کو کس نے جناب رسولخدا صلعم کا بیٹا قرار دیا ہے - اونکو تو علیؑ کے بیٹے کہنا چاہیئے ذکوان کہتا ہے اسکے بعد معویہ نے مجھکو دفتر مین اپنی اولاد کے نام لکھنے کیلئے حکم دیا مین نے اوسکے بیٹون اور پوتون کے تو نام لکھے اور نواسون کے نام چھوڑ دیے اور وہ کاغذ معویہ کے پاس لایا - اوسکو دیکھکر معویہ کہنے لگا کہ افسوس ہے ذکوان تو میرے بیٹون کے نام لکھنا بھول گیا مین نے کہا وہ کون ہین - اوس نے کہا کیا میری فلان بیٹی کے بیٹے میرے بیٹے نہین ہین - مین نے کہا الله الله تیری بیٹی کے بیٹے تو تیرے بیٹے قرار دیے جائین اور جناب فاطمہ زہرا سلام الله علیہا کے بیٹے آنحضرت صلی الله علیہ واله وسلم کے بیٹے نہ قرار دیے جائین

یہ سنکر معویہ نے کہا چپ رہ - سمجھ سے یہ کوئی بات نہ سن لے -

اہل شام کی ان واقعات کو پڑھکر اگر کوئی یہ رائے قائم کرے کہ اہل شام کیسے لاعقل تہے جو معویہ کی تعلیمون کو منزل من اللہ سمجھکر مقدار فہم تسلیم کرلیتے تھے - ہم انکے مقدار فہم اور اندازہ عقل وشعور کی واقفیت عام کے لیے صرف ایک واقعہ ذیل مین مثلاً لکھدیتے مین اور وہی ہمارے مدعا کے لئے کافی ہوگا -

مورخ مسعودی مروج الذہب مین لکھتے ہین کہ ایک شخص کوفہ کا رہنے والا کسی ضرورت سے شام مین ایا ایک شخص نے اوسکے اونٹ کو دیکھکر کہا کہ یہ تو میری اونٹنی ہے - قصہ نے طول پکڑا - استغاثہ کے سوا کوئی چارہ نرہا - روبکاری کی نوبت پہنچی رعایا پرور امیر معویہ کے پاس معاملہ پہونچا - گواہی کا وقت پہونچا تو اوس مرد شامی نے پچاس ادمی اپنے دعوے پر گواہ گذرانے - وہ مرد کوفی بکمال حیرت کے عالم مین خموشی سے تمام روئداد مقدمہ سنتا رہا - معویہ نے اوس مرد شامی کے حسب خواہ فیصلہ کردیا اور اوس مرد کوفی کا اونٹ اونٹنی بناکر اوس مرد شامی کو دلوا دیا - جب مرد کوفی یہ فیصلہ سن چکا تو حضور خلافت پناہ مین عرض کی کہ ذرا یہ تو دیکھ لیا جاوے کہ یہ اونٹنی ہے یا اونٹ - معاویہ نے کہا اب تو ہم فیصلہ دے چکے - شامی وہ اونٹ کوفی سے لیکر چلتا ہوا - مرد کوفی نے بھی مجبور ہوکر اپنا رستہ لیا تو معویہ نے پیچھے سے ادمی دوڑا کر اوسے واپس بلا بھیجا اور اوسکے اونٹ

کی دو ونی قیمت ادسوا اپنے پاس سے دیدی اور کہا کہ کوفہ مین جاکر امیر المومنین علیہ السلام سے کہدینا کہ آپ سے مقابلہ کرنیکو ہمارے پاس ایک لاکھ ایسے ادمیون کی جماعت طیار ہے جو اونٹ اور اونٹنی مین فرق نہین کر سکتی ۔ مروج الذہب حاشیہ کامل ابن اثیر جلد ۶

ان تمام واقعات سے اچھی طرح معلوم ہوگیا کہ معویہ نے اپنے زمانہ مین اور اونکے بعد اونکی تقلید مین اونکے تمام قائمقام سلاطین نے اہلبیت علیہم السلام کے فضائل و مناقب کو کس طرح چھپایا اور دلون سے مٹایا اور حتی المقدور قلمرو اسلامی مین اونکی معرفت کو کہین قائم ہونے نہ دیا۔ تو پھر ایسی عالمگیر جہالت و ضلالت کی خاص حالت مین وہ اہلبیت کو کیا سمجھین اور کیسے سمجھین ہان جیسا جیسا انلوگون نے سمجھایا ویسا ویسا وہ سمجھے۔ بعض تو انہین برادر رسول ص۔ زوج بتول ع۔ ابو الحسنین ع کو چور بتلاتے ہین بعض اونکو تارک الصلوٰۃ اور منکر عن الفرائض ٹھہراتے ہین۔ بعض سوآے بنی امیہ کے اونکو رسولخدا ص کا عزیز و رشتہ مند جانتے ہی نہین بعض جانتے بھی ہین تو جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ اونکی قرابت کو ایسے رشتون کے ساتھ بیان کرتے ہین کہ تمام بنی نوع انسان مین کہین ایسی قرابت اور ایسی رشتہ مندی قائم ہی نہین ہوئی۔

الغرض یہ ایسی عجیب و غریب تعلیمین تھین جو کبھی کسی کے خیال مین بھی نہ ائی ہونگی۔ حضرت عثمان کی بارہ برس خلافت کا طویل اور مطلق زمانہ جسنے معویہ کو پوری ازادی اور کامل اطمینان دے رکھا تھا۔ ان تمام تدبیر و تعلیم کی ترکیب و ترتیب مین ختم کر دیا گیا اور اس بارہ برس کے طول و طویل عرصہ مین معویہ نے نہایت اطمینان اور سہولیت سے اپنے ان تمام سامانون کو کامل طور پر طیار اور مرتب کر لیا۔

خلافت علیؑ اور بغاوت معویہ

ناظرین کو خیال ہوگا کہ اینده ہم پھر وہ تمام و کمال حالات بیان کرینگے جو سراج المبین جلد اول مین ہم پوری تفصیل سے لکھ چکے ہین۔ ہم اونکو اطمینان دلاتے ہین کہ ہمکو اتنی تفصیل کی ضرورت نہین۔ اور نہ ہمارا موجودہ موضوع تالیف اسکا مقتضی ہے ہان۔ ہم جسطرح اور تین خلافتون مین معویہ کی بدعنوانیان اور مظالم بیان کرتے ائے ہین اوسیطرح اس خلافت مین بھی اونکی بدکاریون اور خونخواریون کو دکھلائینگے۔ مگر ہم اسکو کیا کرین کہ اونکے مظالم و مفاسد بمقابلہ تین گذشتہ خلافتون کے اس خلافت مین عمداً اور بہت بڑھ گئے۔ اون خلافتون مین اونکی بدعنوانی اور مخالفت ایک حد تک مخفی رہتی تھی اس خلافت مین وہ پوشیدہ خلافت کھلی کھلی بغاوت ہوگئی۔ اس بنا پر تفصیل مین تطویل کا اندیشہ ہے لیکن تاہم حتی الامکان اختصار فی البیان سے کام لیا جایے گا۔

ابتداے بغاوت معویہ کیطرف سے ہوئی اہل مدینہ کے نام بغاوت کا عام سرکلر

بغاوت کی ابتدا معاویہ کی طرف سے یون ہوئی کہ معاملات بصرہ اور محاربات جمل سے حضرت عائشہ کی واپسی کے بعد معاویہ نے وقتی فتنہ و فساد سے مستفید ہوکر علم بغاوت بلند کر دیا اور سب سے پہلے اہالیان مدینہ کے نام مخالفت علی ابن ابیطالب۔ موجودہ خلیفہ وقت کی تعلیم و تاکید مین ایک حکم عام (سرکلر) دار الامارت شام سے جاری کیا۔ جسکو ہم تاریخ روضۃ الصفا کے اردو ترجمہ سے ذیل مین نقل کرتے ہین۔

اما بعد۔ آپ لوگوں کو معلوم ہے کہ میں جو کچھ فتنہ و فساد کے زمانہ میں جسمیں حضرت عثمان کا واقعہ پیش آیا۔ مدینہ میں نہ تھا
اسلئے حقیقت حال سے مجھکو کافی اطلاع نہیں۔ لیکن آپ لوگوں پر یہ حال ظاہر ہے کہ علی ابن ابیطالب نے اس قدر خلافت
کی آگ بھڑکانے میں بہت بڑی سعی کی۔ اور اب اوسی مظلوم خلیفہ کے قاتل انکے اہل مجلس ہیں اور میں چونکہ حضرت عثمان کا والی
ہوں اور میرا ارادہ یہی ہے کہ میں اون سے اوسکے قصاص لوں اور اون لوگوں کو علی سے مانگ لوں اگر وہ دیدیں تو میں [illegible]
قصاص لیلوں اور علی سے کچھ تعرض نکروں اور پھر خلافت کو شوریٰ پر اوسیطرح چھوڑ دوں جیسے حضرت عمر نے چھوڑا
تھا اور اگر علی مجھکو نہ دینگے تو میں اون سے ضرور لڑوں گا۔ مقصود میرا آپ لوگوں کو لکھنے سے یہی ہے کہ اپنی مظلوم خلیفہ کے
قصاص لینے میں آپ لوگ میری موافقت کریں اور میرے پاس چلے آنے میں تامل نفرمائیں۔ روضۃ الصفا جلد دوم قلمی ص ۲۲۵

عامۃ المسلمین کے نام اس عام سرکلر کے علاوہ ممتاز اصحاب کو دعوت خصوصی کیلئے خطوط خصوصیت لکھے گئے انمیں سے
ذیل کے خطوط قابل الذکر ہیں۔ عبداللہ ابن عمرؓ کا خط۔ سعد ابن ابی وقاص اور محمد بن مسلمہ کے خطوط

معویہ کے خطوط خصوصیت اور اون کے جوابات

معویہ کی نظر تو بڑی تیز تھی اور خصوصاً مخالفت علیؑ کے امور میں تو اور ڈوب کر ترکیبیں پیدا
کرلیتے تھے۔ اس بنا پر خوب سوچکر اونہیں کے نام خصوصیت کے خطوط لکھے گئے جو مخالفت علیؑ
میں انکے ہمخیال و ہمنوا ہوسکتے تھے۔ ان میں سب سے پہلے عبداللہ ابن عمر کے نام خط اسوجہ سے لکھا گیا کہ ابتداء خلافت علی

ف معویہ کے مندرجہ بالا خط میں ذیل کی اشتعال انگیز باتیں قابل نظر ہیں۔ جن سے اون پر خط لکھنے میں ادنیٰ اول یہ ہے کہ زمانہ قتل عثمان میں موجود نہ تھے۔
اس کتاب میں معتبر امثال سے ثابت کردیا گیا ہے کہ ایام محاصرہ عثمان میں یہ ضرور موجود تھے۔ لیکن امداد خلیفہ کے قصد سے نہیں بلکہ تجسس احوال کے ارادے سے۔ پھر
کعب الاحبار کی بشارت اور اپنے حصول امارت کی تائید و اشارت سے عمداً پہلوتہی کر کے مدینہ سے چلتے ہوئے اور اب اپنی اس تسدد گریز کو اس خوبیانہ طریقہ
سے دکھلایا جاتا ہے (۲) مجھکو حقیقت حال پر کافی اطلاع نہیں لیکن آپ لوگوں پر یہ حال ظاہر ہے کہ علی ابن ابیطالب نے تقدر خلافت کو گرانے میں بہت بڑی
سعی کی۔ کس قدر فریب انگیز اور فتنہ خیز ہے۔ صحیح حالات پر آپ کو اطلاع بھی نہیں لیکن اس بے خبری اور لاعلمی کے ساتھ آپ پورے یقین کے ساتھ
اس واقعہ کو شایع بھی کرتے ہیں۔ لطف انگیز تو یہ ہے کہ واقعہ کی حقیقت و صداقت کی ذمہ داری ساری حضرات مخاطبین کے سر منڈھی جاتی ہے اور
آپ صرف یہ کہکر کہ میں واقعہ میں موجود نہ تھا اس سے بالکل علیحدہ اور بری الذمہ ہوجاتے ہیں۔ معویہ کا یہ طرز عمل اس آیہ کے مطابق معلوم ہوتا ہے
وَقَالَ الشَّیْطٰنُ اکْفُرْ فَلَمَّا کَفَرَ قَالَ یَرَبِّ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا یَعْمَلُوا الْکَافِرُوْنَ شیطان نے لوگوں سے کہا کفر کرو پس جب اونھوں نے کفر کیا تو
(شیطان) نے کہا کہ اے پروردگار میں کافروں کے کردار سے بری الذمہ ہوں (۳) معویہ کے اس بیان دعوی میں کہ میں عثمان کا والی ہوں۔ لفظ والی سے
کیا مراد ہے۔ اگر والی ملک سے مراد ہے تو پھر انکی تخصیص کی کیا ضرورت ہے۔ عثمان کے تمام مقرر کردہ والیان ملک اس استحقاق میں شریک ہیں سب کی طرف
سے انفراداً یا مجموعاً یہ محضرنامہ عام شایع ہونا چاہتا تھا یا کم سے کم اس محضرنامہ (Manifesto) پر انکے دستخط کرا لینے چاہیئے تھے۔ اور
اگر والی سے ولی مراد ہے۔ جو معنیاً کسیطرح صحیح نہیں۔ تو حضرت عثمان کی اولاد اور ورثا کی موجودگی میں یہ کس نص الٰہیہ اور منہج شرعیہ سے مقتول
کے وارث جائز ہوسکتے ہیں۔ اسلئے انکا یہ دعوے بالکل مفتریانہ اور مغویانہ ہے جسکی حقیقت سعد ابن ابی وقاص نے انکے خط کے جواب میں کھولدی
ہے (۴) پھر لکھتے ہیں کہ قاتلان عثمان کو دیدیے جانے اور اون سے قصاص لیلیے جانیکے بعد علیؑ سے کوئی تعرض نہیں کیا جائیگا۔ پھر فوراً یہ بھی لکھا جاتا ہے
کہ خلافت کو شوریٰ پر چھوڑ دوں اوسی طرح جسطرح حضرت عمر نے چھوڑ دیا تھا۔ نیت تو یہیں سے معلوم ہوگئی۔ کیونکہ عبارت کے حصہ اول میں تو
یہ لکھا گیا ہے کہ قاتلان عثمان کے معاملات طے ہوجانیکے بعد گویا علی سے کوئی تعرض نکیا جائیگا۔ تو پھر اس اقرار و اظہار کے بعد نظام خلافت
کی تبدیلی کیسی۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ معویہ کا اصلی مقصود یہی ہے اور باقی سب مغویانہ اور مفسدانہ حاشیہ بندی ہے۔ چنانچہ امر خلافت
کے مل جانیکے بعد بھی انکے طرز عمل نے ثابت کردیا۔ نہ شوریٰ کیا گیا اور نہ مجلس مشورت قائم کی گئی۔ انواع اقسام کی مکارانہ اور عیارانہ ترکیبوں سے
کہیں بزور زر کہیں بزور شمشیر کہیں بحیلہ و تزویر یزید کی ولیعہدی منظور کرالی گئی فھو المراد۔ ان اللہ لا یحب الفساد۔ مولف عفی عنہ

سے بھی بیت علی سے منکر تھے اور اسوقت تک اونکی بیعت میں نہیں آئے تھے۔ سعد ابن ابیوقاص بھی اسی وجہہ سے قابل پیام وسلام قرار دیے گئے کہ یہہ بھی اگرچہ عبداللہ ابن عمر کیطرح منکر بیعت تو نہیں تھے لیکن متوقفین میں تو ضرور تھے۔ اور ابتک حضرت علی کی بیعت میں خموش تھے۔ نہ انکار ہی کرتے تھے اور نہ حاضر ہوکر اقرار ہی کرتے تھے۔ معویہ نے انکی اس شان دو عملگی سے فائدہ اوٹھانا چاہا اور انکو خط خصوصی لکھا۔ محمد بن مسلمہ کے انتخاب کی وجہہ عدم معرفت اہل بیت اور حضرت علیؑ کی مرتبہ شناسی کی بنا پر تھی کیونکہ انکے بھی ساکت اور گھر بیٹھے رہنے سے معویہ کو انکی حمایت وہمدردی کا پورا یقین تھا۔

ہم ان خطوط کی عبارت کی نقل محض طوالت کی وجہہ سے نہیں لکھتے۔ مگر اتنا لکھکر بتلا دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ جو مضامین عام محضر میں مندرج تھے وہی ان خطوط میں بھی تحریر تھے۔ ہان۔ انمیں سے عبداللہ ابن عمر اور سعد ابن ابیوقاص۔ ممتاز صحابہ کرام کے ان خطوں کے جوابات جو معویہ کو بھیجے گئے اونکا تاریخ کے اردو ترجمہ سے ذیل میں لکھدیتے ہیں۔

عبداللہ ابن عمر کا جواب — امیر شام کو معلوم ہو کہ تیرا خط مجھے ملا۔ اور مجھکو تیرے بہت بھاری سہو اور خطا کرنیسے تعجب ہوا۔ یہہ خط لکھکر تو نے مجھکو اپنی اطاعت اور فرمانبرداری کیطرف بلایا ہی۔ تجھکو یہہ گمان ہی کہ مین حضرت علی ابن ابیطالب کی طرفداری چھوڑ کر تیرے پاس چلا اوٗن اور تیری فرمانبرداری اختیار کرون افسوس تو نے یہہ عجیب طرح کا جھوٹا خیال پیدا کیا ہی اور تو جو یہہ لکھتا ہی کہ مین علی کا مخالف ہون تو تجھکو تجربہ یہہ بتلا تا ہوگا کہ یہہ امر تجھے کیسے معلوم ہوا۔ مین ہرگز علی کا مخالف نہیں ہون اور اونکی خلاف مین اپنا ایک قدم بھی اوٹھانا نہیں چاہتا۔ اسلئے کہ مجھکو وہ درجہ ومنصب جو باعث ایمان اور ہجرت وقربت وقرابت اور لڑائیون کے جو علی نے کی ہین اور جو بزرگیان حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کیخدمت مین حاضر رہنے سے اونکو حاصل ہوئی ہین وہ صحابہ مین سے کسی اور کو حاصل نہیں ہوئین۔ تو خود ہی انصاف کر کہ اتنے بڑے بزرگوار سے روگردان ہوکر تجھ جیسے شخص کیساتھ اگر جا ملون تو گویا دین کو دنیا کے ہاتھ بیچ چکا ہی۔ اور لذت دنیاوی پہ فریفتہ ہو سکا ہے۔ افسوس افسوس اے معاویہ تو ہی غور کر اور اس حال کی حقیقت پر خیال کر اب مرے پاس ایسی باطل اور بیہودہ باتین نہ لکھنا اور مجھکو ہرگز علیؑ کا مخالف نہ جاننا اور اپنی اطاعت کیطرف پھر کبھی نہ بلانا والسلام

سعد ابن ابی وقاص کا جواب — امابعد واضح ہو کہ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مجھکو ایسے معاملات اور حادثات کو جو واقع ہونیوالے ہین خبر دیدی ہے ایام واقعہ عثمان مین جب ہم نے تمام فتنہ وفساد کے حادثات اور اونکے قتل کے واقعات کو آنکھون سے دیکھ لیا تو مجبور ہوکر گوشہ نشینی اختیار کرلی۔ ادمیون کے میل جول سے پرہیز کیا۔ تلوار کو توڑ ڈالا۔ اپنے گھر مین جا بیٹھا اسلئے کہ مین دیکھ رہا تھا کہ اب مجھکو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میسر ہوتے نظر نہیں آتا اور اس گوشہ نشینی اور عزلت گزینی مین اکیلا مین ہی نہیں تھا بلکہ ایک جماعت کی جماعت جو آنحضرت صلعم سے ایسے ہی کلمات سن چکی تھی پوشیدہ ہوگئی اور سب نے گوشہ نشینی اختیار کرلی اسلئے کہ ہم بخوبی جان چکے تھے کہ اب ہمارے ہاتھ اور ہماری زبان سے کچھہ کام بھی نہ نکلیگا اور یہہ فتنہ وفساد ہماری سعی وکوشش سے دور نہیں ہوگا۔ پس تیرا عذر بھی عثمان کے نہ مدد دینے عــہ کا یہی تھا جو مین نے بیان کیا اور اب اے معویہ تو جو اس کام پر پیشقدمی کرتا ہے غرض تیری اس سے سوا مال وخزانہ دنیاوی حاصل کرنیکے کچھہ اور نہیں ہے اور میرے اس کلام کا ثبوت اس دلیل سے صاف ظاہر ہے کہ جس وقت حضرت عثمان نے عاجز اکر تیرے پاس مدد بھیجنے کے لئے اپنا خاص ادمی بھیجا اور تجھہ سے مانگی تو تو نے کوئی مدد نہ دی۔ یہہ بات

عــہ اس خط کا اس حصہ عبارت نے جسپر ہم نے خط کھینچدیا ہی بڑے ضروری اور مخفی راز کا انکشاف کردیا ہی۔ وہ یہہ ہی کہ سعد ابن ابی وقاص کے ایسے جلیل القدر

کو معلوم ہے کہ اوس وقت تو نے عثمان کو چھوڑ دیا تھا۔ اب چونکہ امارت اور سرداری کی تازہ خواہش پیدا ہوئی ہے اسلیے طلب قصاص کا بہانہ کرکے اور دین کو دنیا کے ہاتھ بیچکر کے تو مال و دولت کی فکر مین پڑگیا منتہی تھا اگر تو پشیمان ہو مگر یہ پشیمانی ایسے وقت مین تجھ کو نصیب ہوگی کہ جب تجھکو کوئی فائدہ نہ پہنچیگا۔ والسلام

جانبین کے مراسلات

جنگ جمل کے شروع ہونے سے پہلے طلحہ و زبیر کے نام حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے جو خط لکھے تھے اور جسقدر اہل اسلام کی خونریزی اور ملک مین فتنہ و فساد پھیلا تھا جس طرح بار بار لکھا جاتا تھا اور اوسکے قطع کی کیا کوشش کی اور معززین اسلام کو اپنی طرف سے بطور سفارت بھیجکر مصالحت کی کوشش کی گئی تھی بالکل اسی طرح اس موقع پر بھی امیرالمومنین علیہ السلام نے شروع ہی سے ذریعہ سے جنگ صفین کے شرکاو کا تصفیہ چاہا یعنی سب سے پہلا شخص جو اس غرض سے شام کیطرف روانہ کیا گیا وہ جریر ابن عبداللہ البجلی تھے اونکی معرفت جو خط بھیجا گیا اوسکی عربی عبارت کا اردو ترجمہ ذیل مین درج ہے۔

معویہ کے نام امیرالمومنین کا پہلا خط

اما بعد۔ امیرالمومنین علی ابن ابی طالب کیطرف سے معویہ ابن صخر کو معلوم ہو کہ تجھکو یہ امر خوب معلوم ہے کہ جب مہاجرین و انصار نے انتظام خلافت و امارت کے لیے آپس مین مشورہ کیا تو اس انجام پر پہنچے ہین اونکی رائے ایک شخص پر قرار پایا اور اوسکو امیر اور خلیفہ رسول صلعم اور پیشواے خاص و عام مقرر کیا گیا۔ اگر کسی نے اونکے اس انتظام سے سرتابی کی اوس سے جنگ کی گئی اور اوسکو مطیع بنایا گیا۔ یہی قاعدہ ابتک جاری ہے چنانچہ یہ امر تجھکو خوب معلوم ہے اسکی تفصیل کی ضرورت نہین کہ جو معاملات اہل بصرہ کے درمیان پیش آئے اور جو جنگ و جدال واقع ہوئی وہ سب تجھکو معلوم ہے غرضکہ کوئی امر تجھپر پوشیدہ نہین ہے۔ خلاصہ یہ کہ خداتعالی نے مجھکو اون پر ظفریاب فرمایا وَظَهَرَ اَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ كَارِهُوْنَ خدا کا حکم ظاہر ہی ہوگیا اور وہ انکار کرتے ہی رہے۔ اب مین سنتا ہون کہ تو عثمان کے معاملہ مین مبالغہ کو دخل دیرہا ہے اور اون کے قاتلون کے حق مین بہت کچھ باتین بناتا ہے۔ صلاح یہ ہے کہ تو پہلے میری بیعت اور عام مسلمانون کی موافقت کرلے بعد اوسکے وارثان عثمان کو میرے روبرو لاکر قاتلان عثمان پر دعوے قصاص کرادے تاکہ مطابق حکم خدا کے اونکا معاملہ کا تصفیہ کردیا جاے لیکن بخلاف اسکے تیری آرزو کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص اپنے بچے کو دھوکا دیکر اوسکا خیال اپنی ترکیب سے پھیر دے کہ وہ بچہ ایک وقت معین تک دودھ پیتے پیتے تو ہر تک ہے۔ اگر تو بنظر انصاف کی نگاہ سے دیکھیگا تو تجھکو معلوم ہو جائے گا کہ خون عثمان کے معاملہ مین مجھسے بڑھکر کوئی بے سروکار نہین ہے۔ تجھکو خوب معلوم ہے[عله] کہ تیرا شمار اون لوگون مین نہین ہے جو خلافت کے لائق سمجھے جاتے ہین۔

مین یہ نصیحت امیز خط تجھکو لکھتا ہون اور جریر ابن عبداللہ بجلی کو جو اہل ہجرت اور صاحب دیانت ہے تیرے پاس بھیجتا ہون جو کچھ میرے انتظام احوال اور طریقہ و خیال مین مناسب ہوگا وہ اسکی زبان پر جاری ہوگا۔ مین نے تجھکو ہر قسم کا پیام دیدیا ہے اگر تو نے میری بیعت قبول کرلی اور میری باتون کو عقل کے کانون سے سن لیا تو تجھکو دونو جہان کی بہتری حاصل ہوگی۔ والسلام

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ اور داخل عشرہ مبشرہ صحابی کے خاص شہادت سے ثابت ہوگیا ہے کہ باوجود عثمان کی امداد طلبی اور خاص اونکے بھیجنے کے بھی معاویہ نے اونکی کوئی مدد نہین کی اور اپنے مقام پر مزے سے بیٹھے رہے نہین کی۔ اس سے بڑھکر اونکی غداری اور محسن کشی اور کیا ہوسکتی ہے۔ تاریخ و سیر کی کتابون مین اسکا عام طور سے اعلان سلطنت و حکومت کے خوف سے نہین کیا گیا ہے۔

عله امیرالمومنین علیہ السلام کا یہ ارشاد اس حدیث معتبر الطلقاء الذین لا یجوز لهم الخلافة سے ماخوذ ہے۔

اہل اسلام ہین مجھکو ایک عزت حاصل ہے کی اور اگر تو نے کچھ اوخیال کیا اور اپنے آپ کو معرض ہلاکت مین ڈالدیا تو سمجھ کو خدا سے مدد لیا ہو گی جناب خدا ال لئے لیکر آتا ہے گا۔ او صلح وقت تو اس کار عظیم مین انتہا کا سعی کیا یا نگا لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

اصبغ بن نباتہ کی — اثر حیات۔ جریر ابن عبداللہ کی ناکامیابی سفارت کے بعد بھیجی گئی۔ انکی معرفت جو خط ہدایت دربابہ

دوسری سفارت — خلافت بھیجا اوسکا مضمون اردو کی عبارت مین یہہ تھی۔

اما بعد اے معویہ — تو نے یہہ مشہور کیا ہو کہ مین نے عثمان کو قتل کیا اور یہی وجہہ مجھکو میری بیعت کرنے سے مانع ہے۔ تو پوشیدہ نرہے کہ مین اس معاملہ مین بالکل ویسا ہی جیسا کہ مہاجرین کے ہمراہ تھا جیسے وہ باز رہے مین بھی باز رہا۔ نہ مین نے اونھین قتل کیا کہ آج اونکا قصاص لیا جاوے اور نہ مین نے اونکے قتل کا حکم دیا کہ جسکی وجہہ سے مین اسوقت مجرم قرار دیا جاون۔ عثمان کے قصاص سے تمکو واسطہ کیا ہے۔ اسلئے کہ وارثان عثمان تمسے زیادہ اولی ہین۔ تو ایک مرد بنی امیہ مین ہے۔ اور اگر غرض حمایت ہی ہو تو تم ہی اونکا دعویدار ہو تو تمکو بھی لازم ہے کہ عامۃ المسلمین کیطرح پہلے میری بیعت کر پھر اوسکے بعد اس کا خواستگار ہو۔ اہل مدینہ و شام مین جو فرق ہے تو اسکا ہراد اپنے آپ کو طلقا و سے زیادہ ممتاز خیال کرتا ہے تو تیرا یہہ خیال خام ہے۔ یہہ بیعت عام ہے۔ جسکا حکم حاضر و غائب سب پر یکسان ہے۔

ابوہریرہ اور — اصبغ بن نباتہ تمیمی کو یہہ خط دیا گیا۔ یہہ بزرگ بہت بڑے گویا۔ ادیب۔ خطیب۔ فصیح۔ اور بلیغ تہے۔ جسوقت

ولایت نبی کا اقرار — یہہ دربار شام مین پہونچے تو تمام دربار امرا و شرفا کی کثرت سے بھرا ہوا تھا منجملہ سب کے ابوہریرہ۔ ابوالدرداء۔ ابو امامہ الباہلی اور نعمان ابن بشیر صحابی بھی موجود تھے۔ سب سے پہلے اصبغ کی نظر ابوہریرہ پر پڑی اصبغ نے انھین سے اپنا سلسلہ تقریر شروع کیا۔ اور کہا۔ اے یا الشیخ بیان کرو۔ تم نے غدیر خم والے روز جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی زبانی حضرت علی مرتضی کے حق مین کیا سنا تھا۔ ابوہریرہ نے جوابدیا کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا تھا مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ اللَّهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ وَانْصُرْ مَنْ نَصَرَهُ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَهُ ترجمہ۔ جس کا مین مولا ہون اوسکا علی مولا ہے۔ پروردگارا۔ تو اوسکو دوست رکھ جو اسے دوست رکھے اور تو اوسکو دشمن رکھ جو اسے دشمن رکھے اور تو اوسکی مدد کر جو اسکی مدد کرے اور تو اوسکو ذلیل و رسوا کر جو اسکو ذلیل و رسوا کرے

اصبغ نے یہہ سنکر جوابدیا کہ اے شیخ پھر تم کیون اوسکے مخالف کو اپنا دوست بنائے ہو اور کس لئے اوسکے دوستون کے دشمن بنے ہو ابوہریرہ نے ایک آہ سرد بھری اور کہا انا للہ و انا الیہ راجعون ناسخ التواریخ باسناد علامہ اخطب خوارزمی

معویہ کو اصبغ کی یہہ تقریر نہایت ناگوار گذری اور اونکو پاس بلاکر کہا کہ اب تمکو خموش رہنا چاہیے کیونکہ اس تقریر سے تیرا یہی مطلب ہو کہ تو ان باتون سے اہل شام کو قصاص عثمان سے باز رکھے اسمین شک نہین کہ علی نے عثمان کو قتل کرایا انکا خون کسیطرح ضایع نکرایا جائے گا۔ تہذیب المتین ص ۹۰ و روضۃ الصفا جلد دوم

اگر ہم جانبین کے تمام مراسلات کو لکھنا چاہین تو ہماری یہہ مختصر تالیف اسکے لئے کافی نہین ہو سکتی۔ مراسلات اسیطرح مہینون جاری رہے اور امیر المومنین نے کوئی دقیقہ امیر شام اور اوسکے ہمراہیون کی موعظت اور پند و نصیحت کے متعلق اوٹھا نہین رکھا لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ کی تعمیل واجب سے فارغ ہو گئے۔ مگر وہان تو

قُلُوبٌ لَا يَفْقَهُونَ بِهَا وَلَهُمْ آذَانٌ لَا يَسْمَعُونَ بِهَا وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَا يُبْصِرُونَ بِهَا أُولَئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ أُولَئِكَ	اونکے دل ہین مگر سمجھتے نہین۔ انکے کان ہین مگر سنتے نہین اونکی آنکھین ہین مگر دیکھتے نہین۔ یہی لوگ جانور نہین بلکہ اون سے بہی گمراہ ترہین

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ

حق سبحانہ تعالیٰ نے ایک قریہ کی مثال بیان کی ہے کہ جہان کے باشندے اطمینان سے زندگی بسر کرتے تھے۔ انکا رزق ہر طرف سے بفراغت چلا آتا تھا اونہون نے نعمات الٰہی کی ناشکری کی حق تعالیٰ نے اونکو فقر و فاقہ کا لباس پہنایا اوس ا[illegible] کی سزا مین جو وہ کرتے تھے

حضرت امیرالمومنین کا جواب اما بعد ہمارے امین ایسی باتین تھی جیسا تو نے اپنے خط مین ذکر کیا ہے لیکن جدائی فقط یہی ہوئی کہ ہم اسلام لائے اور تو نے کفر و نفاق پر اصرار کیا۔ دوسرا تفرقہ یہہ ہے کہ ہم صراط مستقیم پر ہین اور تو فتنہ و فساد مین غرق اور تجھ مین کوئی ایسا نہین ہے جو کراہت کے ساتھ اسلام نہ لایا ہو۔ تو اس کے مطلق نہ کہ ہمارے ساتھ تیرے سابق رشتے او میل جول سے ہمارے مراتب عالی مین کوئی فرق یا کوئی کمی نہین آئی اور نہ تو اس مواصلت سے ہمارے شامل ہو سکتا ہے اور کیسے ہو گا۔؟ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صادق و امین ہم مین تھے اور ابوسفیان ساکاذب و مفتری تجھ مین۔ اسد اللہ و اسد رسول (حمزہ بن عبدالمطلب) ہم مین اور اسد احلاف (اسد ابن عبدالعزیٰ) تجھ مین۔ ہم مین سرداران اہل جنت مین (حضرات حسنین علیہما السلام) اور صبیۃ النار (عقبۃ ابن معیط) تجھ مین۔ سیدہ نساء العالمین (فاطمۃ الزہرا علیہا السلام) ہم مین مین اور حمالۃ الحطب (ام جمیل خواہر ابوسفیان) تجھ مین۔ انکے علاوہ اور بہت سی ایسی باتین ہین جن سے اسلام اور جہالت دونو مین ہمکو تجھ پر شرف و اعزاز دیا گیا ہے۔ کلام خدا ہماری فضیلتون پر گواہ ہے۔ حق سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ

کتاب خدا مین صاحبان قرابت مین ایک کو دوسرے پر ترجیح دیگئی ہے

دوسرے مقام پر فرماتا ہے۔

اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِيْنَ

ہم نے ابراہیم کی وجہ سے لوگون کو فضیلت دی اور اون لوگون کو جو اونپر (ابراہیم پر) اور اس نبی (انحضرت صلعم) پر ایمان لائے اور اللہ متقین کو دوست رکھتا ہے۔

تو کہتا ہے کہ مین نے طلحہ و زبیر کو قتل کیا اور ام المومنین عائشہ کو ذلیل کرایا۔ اور مین نے کوفہ و بصرہ کی سکونت اختیار کی۔ یہہ سب باتین تجھ سے تعلق نہین رکھتی۔ اسلئے انکا جواب تجھکو نہین دیا جاسکتا۔ تو کہتا ہے کہ مین مہاجرین و انصار کے ساتھ آون گا مگر تو یہہ نہین جانتا کہ تیری یہہ ہجرت فتح مکہ کے روز جب تیرا باپ ابوسفیان اور تیرا بھائی یزید اسیر ہو کر آئے۔ تمام ہو گئی۔

ان امور سے بالکل علحدہ ہو کر جو تو نے خون عثمان کا ذکر کیا ہے اور اس سے پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے اور مین بھی کئی بار تجھے سمجھا چکا ہون او پھر سمجھائے دیتا ہون کہ اول تجھکو خون عثمان سے کیا علاقہ ہے۔ اونکی اولاد خود موجود ہے۔ اور تیرے ایسے ورثا بھی بہت سے ہین۔ اگر تیرا یہہ دعویٰ ہے کہ اون کے ورثا مین سب سے زیادہ خوشحال مین ہون تو جس کام کو مہاجر و انصار کر چکے ہین اور جس عہد و میثاق پر سب کے سب یکزبان ہو چکے ہین۔ تو تو بھی اوسی عہد مین داخل ہو جا اور اونکے ساتھ موافقت کر دے تب قاتلان عثمان کی نسبت اپنی صدائے استغاثہ بلند کر کہ حکم خدا و رسول صلعم کے مطابق حکم معقول اوسکی نسبت نافذ کیا جاوے۔

اتنا لکھکر حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے ذیل کے اشعار کا اضافہ فرمایا۔

محمد النبی اخی وصهری

محمد نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) میرے بھائی اور خسر ہین۔

وحمزة سید الشهداء عمی

اور حمزہ سید الشہداء میرے چچا ہین

وجعفر الذی یضحی ویمسی

جعفر جو صبح کرتے ہین اور شام کرتے تھے اور

یطیر مع الملائکة ابن امی

وہ فرشتون کے ساتھ بہشت مین پرواز کرتے ہین میرا ماں جایا بھائی

وبنت محمد سکنی وعرسی

محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بیٹی میری آرام دل اور میری بی بی ہے

مسوط لحمها بدمی ولحمی

اوسکا گوشت وخون میرے گوشت وخون سے ایک ہے

وسبطا احمد ابنای منها

سبطین رسول (حسنین علیہما السلام) میرے معزز بیٹے ہین

فایکم له سهم کسهمی

اب تم مین سے کس شخص کا حصہ میرے حصہ کے ایسا ہے

سبقتکم الی الاسلام طرا

مین نے تم لوگون مین سب سے پہلے اسلام کو بطیب خاطر قبول کیا

مقرا بالنبی فی بطن امی

اور مین تو اپنی ماں کے پیٹ ہی مین اقرار نبوت کرتا تھا

وصلیت الصلوة وکنت طفلا

مین نے تو رسول اللہ ص کے ساتھ ایام طفلی ہی سے نماز پڑھنی شروع کر دی

غلاما ما بلغت اوان حلمی

بھی اوس وقت کہ مین بالکل کمسن تھا اور ایام جوانی تک بھی نہ پہونچا تھا

واوجب لی ولایته علیکم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے غدیر خم والے دن

رسول الله یوم غدیر خم

تم لوگون پر میری ولایت (امارت) کو واجب کر دیا تھا

انا اللیث الذی لم تنکروه

مین وہ (میدان جنگ کا) شیر شجاع مشہور ہون

لیوم الرقبة والیوم اسلم

جسکو تم روز جنگ و وقت صلح خوب جانتے ہو

الا من شاء فلیؤمن بهذا

(خلاصہ بحث یہ ہے) جس شخص کا جی چاہے مجھپر ایمان لائے

والا فلیمت کمدا بغم

اور جو شخص (اب بھی) انکار کرے وہ غم و الم مین پڑا مرا کرے

فویل ثم ویل ثم ویل

لمن یلقی الاله غدا بظلمی

وائے ہو اوسپر وائے ہو اوسپر وائے ہو اوسپر جو شخص قیامت کے دن مجھپر ظلم کرکے خدا کے سامنے آئے

جانبین کی مراسلات پر فاضل معتزلی (علامہ ابن الحدید) کی رائے

ہم اپنی طرف سے ان دونون خطوط کی نسبت کچھہ لکھنا نہین چاہتے۔ علامہ ابن الحدید ملقب بہ فاضل معتزلی نے اپنی شرح نہج البلاغة مین یہ تمام خطوط لکھکر جو اپنی رائے لکھی ہے وہ اتنی کامل اور ایسی کافی ہے کہ اوسکے بعد پھر کسیکی رائے کو فروغ نہین ہو سکتا۔ فاضل موصوف جانبین کے خطوط لکھکر اور اضطراب واستعجاب کو غیر متحمل جذبات سے متاثر ہوکر لکھتے ہین۔

ہر چند عجائبات و انقلابات لیل ونہار بیحد و شمار ہین مگر عجیب انہین سے یہ ہین کہ اس زمانہ غدار کی گردش نے علیؑ ایسے شخص کو معویہ کا نظیر اور عدیل بنایا تا اینکہ طرفین سے رسل و رسائل شروع ہوکر مناظرہ و مقاتلہ کی نوبت پہونچی کوئی لفظ امیر المومنین علی ابن ابیطالب کی زبان سے ایسا نہین نکلتا تھا تا اینکہ معویہ مثل اوسکے یا اوس سے سخت تر اوسکے جواب مین نہ لکھہ بھیجتا تھا۔ کاش اسوقت جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ والہ وسلم زندہ ہوتے تو ملاحظہ فرماتے کہ جس حدیث سلطنت

اسلامی کو آپ نے سنان و شمشیر کو کام مین لا کر اور تیر اپنی مبارک اور عزیز جان پر مصیبتیں عظیم برداشت فرما کر حاصل اور مرتب فرمایا تھا۔ اب وہ آپ کے دشمنون کے دست و قبضہ مین ہے

فاضل معتزلی اور شیعہ کے تمام اعتراضات کا جواب طلحہ و زبیر کے معاملات

امیر المومنین علیہ السلام کا جواب اجمالی تھا مفصل یہ ہے کہ طلحہ و زبیر نے عہد شکنی کر کے اپنے آپ کو خود قتل کرایا۔ اطاعت کا راستہ پر مستقیم رہکر کیون مارے جاتے۔ ایسی ہی اگر حضرت عائشہ اپنے گھر بیٹھی رہتین تو اعراب بصرہ و کوفہ کی نگاہون مین اونکی وقعت کیون کم ہوتی۔ امیر المومنین کا کہنا صحیح ہے آپ نے تاہم ان لوگون کے ساتھ تمام موقع پر ضرور ملحوظ رکھتے تھے ہان اگر یہ لوگ عمر ابن خطاب کے پیش آیتے تو وہ ان پر فتحیاب ہوکر انکے ضرور ٹکڑے ٹکڑے ڈالتے مگر حقیقت مین علی ابن ابیطالب علیہ السلام ایسے ہی کریم و حلیم تھے کہ آپ نے انکے مظالم کے عوض مین انکے ساتھ برابر عفو و احسان کے خیال رکھتے

انحضرت صلعم کی ناراضی

اب رہا یہ امر کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و الہ وسلم اگر زندہ ہوتے تو راضی ہوتے یا ناراض تو بیشک امیر المومنین علیہ السلام نہایت آزادی سے جواب دیسکتے ہین کہ جناب رسول خدا صلعم اس امر مین ضرور ادینے (طلحہ و زبیر) خوش نود نہ ہوتے کہ اونکی زوجہ اور اونکے برادر اور وصی کو ازار پہونچاتین۔ اور تو اے ابن ابوسفیان حضرت (علیؑ) سے خلافت مین نزاع کرے۔ اور مسلمانون کی جماعت مین تفرقہ ڈالے اور پھر رسول صلعم علیؑ سے ناراض ہون اور تجھسے راضی۔ یہ بالکل لغو ہے اور ناممکن۔ بیشک جناب رسول خدا صلعم اس پر کبھی راضی نہوتے کہ طلحہ اور زبیر حضرت علی سے بیعت کر کے بلا حجت اوسے توڑ ڈالین اور کہین کہ زر و مال ہمین مطلوب ہے۔ چونکہ بصرہ مین مال کثیر ہے اپ ہمکو بصرہ کیطرف جانیدین ۔" تو کیا یہ امور رسول صلعم کو پسندیدہ ہوتے ہے۔ نہین۔ ہرگز نہین۔

مدینہ منورہ سے نقل حکومت و سکونت۔

اب رہا مدینہ سے امیر المومنینؑ کا اوٹھ جانا۔ ہر وہ شخص جو مدینہ سے باہر گیا کیا وہ خبیث ہے۔ اسطرح تو تمام صحابہ قریب قریب مثلاً عبد اللہ ابن مسعود سلمان الفارسی۔ ابی ذر غفاری رضوان اللہ علیہم مدینہ سے نکلے۔ دور دراز ملکو مین فوت ہوے۔ تو اونکو کیا کہا جاے گا۔ انکے علاوہ خود طلحہ۔ زبیر اور ام المومنین عائشہ کے نقل کرنے کیلئے کیا حکم ہوگا۔ پھر معویہ اپنے لئے اور اپنے بھائی یزید ابن ابوسفیان کے لئے کیا جواب دیگا۔

قتل عثمان کا غلط الزام

یہ اعتراض کہ امیر المومنینؑ آپ تو حضرت عثمان سے باز رہے اور لوگون کو اونکے قتل پر اشتعال دی اور دوسرے لوگون کو اپنی بیعت کے لئے مجبور کیا۔ یہ صرف زبانی دعوے ہین اور ان پر کوئی دلیل قائم نہین ہوسکتی۔ اور نفس الامر اسکے خلاف ہے۔

اگر علی پہلے ہی خلیفہ بنا دیے گئے ہوتے تو ملک تباہ ہوجاتا

یہ علم غیب ہے۔ جسکو سواے حق سبحانہ تعالے کے کوئی اور نہین جانتا۔ مگر گمان غالب یہ ہے کہ اگر اوسی وقت خلافت حضرت علیؑ کو ملجاتی تو کوئی خرابی واقع نہوتی کیونکہ یہ فتنے جو اسوقت تک برابر واقع ہوے صرف اسی سبب سے ہوے کہ حضرت عثمان کے بعد چوتھے مرتبہ خلافت آپ کو پہونچی۔ جب دوسرے لوگون کے تقدم سے آپ کی قدر صغیر اور شان حقیر ہوچکی تھی اور سابقین نے تابعین کے دل مین اس امر کا یقین دلادیا تھا کہ وہ حضرت خلافت کی یا سلطنت کی کامل صلاحیت ہی نہین رکھتے تھے۔ اگر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و الہ وسلم کے بعد ہی متصلاً امیر المومنین خلیفہ بنا دیے گئے ہوتے اور خلافت اسلامیہ پر قابض کر دیے ہوتے تو آپ کی جلالت۔ قدر و منزلت

(اختصار ہو)

اختصاص رسول اور فضائل و مناقب کی وجہ سے کسی دوسرے کو ان پر ترجیح نہیں ہو سکتی تھی

جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بلاد اسلامیہ کی ترتیب و تنظیم ہی نہیں کی بلکہ عالمگیر اور شاندار اسلامی سلطنت قائم فرمائی تھی۔ اگر آج آپ زندہ ہوتے تو خود مشاہدہ فرما لیتے کہ وہی سلطنت اب ان کو نصیب ہوئی ہے جو آپ کو قدیم دشمن تھے اور دعوت اسلام کے قبول کی بجائے آپ کی تکذیب کرتے تھے۔ انھیں نے آپ کو وطن سے نکالا تھا اور انھیں نے ضرب شمشیر سے آپ کے رخسار مبارک کو گلرنگ بنایا تھا۔ انھیں کی سعی و کوشش سے آپ کے عزیز و انصار حتیٰ کہ آپ کے محترم چچا حضرت حمزہ ابن عبدالمطلب تک کام آئے گویا کہ انحضرت صلعم نے انھیں کے لئے یہ زحمتیں اٹھائی تھیں۔ اور انھیں کی راحت و آرام کے لئے یہ سلطنت اسلامی طیار کی تھی۔ عبرت کے لئے یہ واقعہ کافی ہے۔

حضرت عثمان کے زمانہ خلافت میں ابو سفیان ایکبار حضرت حمزہ کی قبر مطہر پر آیا۔ اور معاذ اللہ۔ اوس کو ٹھوکر لگا کر کہا۔ اے ابو عمارہ (حضرت حمزہ کی کنیت) جس سلطنت کے لئے ہمارے تمہارے درمیان تلواریں چلی تھیں آج وہ سلطنت ہمارے لڑکوں کے ہاتھ میں ہے جس سے وہ کھیل رہے ہیں۔

اس پر بس نہوئی۔ قیامت کا عبرت خیز منظر تو یہ ہے کہ معویہ نے علیؑ کی برابری کا دعویٰ کیا اور آپ کے ساتھ مقابلہ و مقاتلہ پر آمادہ ہوا۔

فاضل معتزلی بیان تک پہونچکر ذیل کے اشعار پر اپنی فاضلانہ رائے ختم کرتے ہیں۔

اذا عیر الطائی بالبخل مادر[1] — وقرع قیسا بالفہاہة باقل[2]

جب مادر کے ایسا بخیل حاتم طائی کو بخل کا عیب لگائے — اور باقل کے ایسا بیوقوف قیس جیسے عقلمند کو بیوقوف بتلائے

وقال السہا للشمس انت خفیة — وقال الدجی یا صبح لونک حائل

ستارہ سہا آفتاب عالمتاب سے کہے تیری روشنی مدھم ہے — اور تاریکی صبح سے کہے کہ تیرا رنگ میلا ہے

وفاخرت الارض السماء سفاہة — وباہت الشہب الحصی والجنادل

زمین ازروئے حماقت آسمان پر فخر و ناز کرے — اور سنگریزے شہاب ثاقب پر فخر و ناز کرنے لگیں

تو

اے موت۔ تو بہت جلد مجھسے ملاقات کر کیونکہ ایسی حالت میں زندہ رہنا مذموم ہے۔ اور اے جان۔ تو بدن سے نکل جا کہ تیرا زمانہ اب بہت بیہودہ باتیں کرنے لگا۔ شرح نہج البلاغہ فاضل معتزلی

معویہ کے پاس امیرالمومنینؑ کے وفود

لوگوں کو شاید یہ خیال ہو کہ ہم نے کتاب میں جناب امیر کی مراسلات میں سے وہ ایک خط لکھدے مگر طرفین کے وفود کا کوئی ذکر نہیں کیا۔ حالانکہ اصبغ بن نباتہ کی سفارت کا اندراج اس ضرورت کو پورا کردیتا ہے۔ اگر اوس سے ناظرین کا اطمینان ہو تو کامل ابن اثیر اور روضۃ الصفا کے اردو ترجمہ سے جانبین کے صرف ایک ایک وفد کا حال ذیل میں لکھدیا جاتا ہے صاحب تاریخ روضۃ الصفا اور احمد ابن اعثم کوفی لکھتے ہیں۔

---

[1] مادر۔ بالکسر دال بخیل ترین مردم عرب [2] باقل بالکسر قاف۔ احمق ترین قوم عرب

خود وفد جو معویہ کیطرف دیا گیا تھا ان میں دو آدمی جناب رسولخدا صلعم کے دو صحابی تھے۔ ایک ابو الدرداء - دوسرے ابو امامہ الباہلی
ان حضرات کو جو جوابات امیر المومنین علیہ السلام نے دئے وہ ایسے ہی پر اثر اور مسکت تھے کہ صاحب روضۃ الصفا اور آعثم کوفی کی
تحقیق میں یہ دونوں صحابی امیر شام کی شراکت سے علحدہ ہو گئے - اور پھر صفین کے معاملات میں معویہ کیطرف شریک نہوے
شام کے کمیشن کی یہ کیفیت ہوئی - اب ہم امیر المومنین علیہ السلام کے صرف ایک مرسلہ وفد کے حالات دکھلاتے ہیں
جسکو رسالہ المرتضی کے فو لیقدر مصنف نے المرتضی میں درج کیا ہے - اس سے اچھی طرح معلوم ہوجاتا ہے کہ معویہ ان اہل وفود کی دلیلوں
سے ضرور قائل ہوجاتا رہا - مگر جب کوئی جواب نہیں چلتا تھا تو انکو دربار سے نکلوا دیتا تھا -

کوفہ کا وفد
معویہ کی بدزبانی

امیر المومنین علیہ السلام نے ابو عمرو بشیر - سعید ابن قیس اور شبث ابن ربعی کو معویہ کے پاس بھیجا - جو کچھ بشیر نے
تقریر کی اوسکو ہم مکالمہ کی صورت میں حسب ذیل لکھتے ہیں -

بشیر (معاویہ سے) جماعت اسلام میں تفرقہ نڈالو - اور خونریزی نکرو -

معویہ - یہ نصیحت اپنے رفیق علی ابن ابیطالب کو کیوں نہیں کرتے -

بشیر - وہ تم جیسا نہیں ہے - وہ سبقت فی الاسلام - قرابت خیر الانام کے رو سے سب سے زیادہ خلافت کا مستحق ہے -

معویہ - تو اب تمہاری کیا رایے ہے -

بشیر - بیعت کی نسبت علی مرتضیٰ جو کچھ تمسے کہیں اوسے مان لو -

معویہ - کیا ہم قصاص عثمان چھوڑ دیں - قسم بخدا یہ مجھسے ہرگز نہو گا -

شبث ابن ربعی (معویہ سے) ہم خوب جانتے ہیں کہ تم نے قصاص کے بہانہ سے ان احمقوں کو اپنی طرف مائل کیا ہے - حالانکہ
ہم عثمان کی مدد کرتے تھے اور تم نے خاص اسوجہ سے وقفہ لگایا کہ آج تکو یہ موقع حاصل ہو جائے - خدا سے ڈرو
اور اس ارادہ سے باز آو - اور جو اس خلافت کا مستحق ہے اوس سے ناحق نزاع نکرو -

معویہ - تم لوگ میرے سامنے سے چلے جاؤ - ہم میں تم میں تلواروں کے سوا اور کوئی فیصلہ کرنیوالا نہیں ہے - رسالہ المرتضی باسناد تاریخ
کامل ابن اثیر ص ۱۰۲ سوانح عمری علی علیہ السلام خواجہ عبید اللہ امرتسری ص ۲۰۰ تاریخ طبری جلد چہارم ص ۵۷۵

اس کمیشن کی واپسی اور امیر المومنین کی
معاملات شام سے مایوسی اور خاموشی

وفد کوفہ کی اس حقارت آمیز واپسی کے بعد امیر المومنین علیہ السلام کو معاملات شام کی طرف سے
پوری مایوسی ہوگئی اور آپنے معاویہ کے امور میں ذیل کی آیت قرانی پر عمل کر بالکل خاموشی اختیار فرمالی

اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِي الْعُمْيِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ.

(اے محمدؐ) تم اپنی دعوت مردوں کو یا ایسی چیزوں کو نہیں پہونچا سکتے
جو پیٹھ پھیر کر بھاگتے ہیں - اور تم کبھی دل کے اندھے کو اوسکی گمراہی
سے ہدایت نہیں کر سکتے اور اوسکو کوئی بات نہیں سنا سکتے - مگر اونہیں
لوگوں کو جو ہماری قدرتوں پر ایمان لا چکے ہیں -

معاملات کو عقل سلیم سے سمجھنے والے - حالات پر انصاف و بے تعصبی سے غور کرنیوالے حضرت علیؑ اور معویہ کے طرز
عمل کو صرف ان واقعات میں پڑھکر خود تصفیہ کر لیں گے کہ جانبین میں کون حق پر تھا اور کون ناحق پر - کسکی نیت صفائی پر
تھی اور کسکی فساد انگیزی اور مفسدہ ارائی پر - مصالحت کون چاہتا تھا اور فساد و جنگ کون - ہم نے ان باتوں کو اسلئے

لکھ رہا ہی کہ معویہ کی فساد انگیز فطرت اور فتنہ خیز طبیعت کا کامل اندازہ ہوجائے۔ اور یہ ہمارے موجودہ موضوع تالیف کا مدعا ہے

شیوع جنگ سے پہلے امیرالمومنینؑ کا خطبہ

معاملات شام میں مصالحت و یکسوئی کیطرف سے مایوسی تو ہو ہی چکی تھی۔ امیرالمومنین علیہ السلام نے شہر احرام کی حرمت کے لحاظ سے محرم ۳۷ھ تک بالکل خاموشی اختیار فرمائی۔ محرم کا مہینہ ختم ہوگیا تو ترتیب فوج اور درستی لشکر کیطرف توجہ فرمائی۔ تمام اعوان و انصار جمع ہوے۔ امیرالمومنین علیہ السلام نے نہایت فصیح و بلیغ خطبہ پڑھا جسمیں معاویہ کی چالے اوسکی مفسدانہ اور باغیانہ تدبیرین۔ مخالفانہ ترکیبیں۔ امن و امان اور صلح و آشتی سے نفرت۔ اپنا صبر و تحمل اور رفاہ قومی۔ اصلاح ملکی اور تبلیغ دینی پر اپنی مستعدی جسے وہ خود اپنی آنکھون سے دیکھ رہے تھے۔ بیان فرمائیں۔ اسکے بعد دنیا کی ناپائداری۔ اسکی ثروت و اقتدار کی بے اعتباری اور بیمقداری کی نسبت بہت سی دلچسپ اور مفید مثالیں بیان فرمائیں ہمت۔ دلیری۔ شجاعت۔ ثابت قدمی اور استقلال کے متعلق ضروری تعلیم دیکر خوف۔ اندیشہ۔ بزدلی۔ پست ہمتی اور گریزپائی سے غیرت دلائی اور اخیر میں خطبہ مبارک کو آیہ مقدسہ۔

قُلْ لَنْ يَنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ إِنْ فَرَرْتُمْ مِنَ الْمَوْتِ أَوِ الْقَتْلِ | اگر تم موت اور قتل سے بھاگ (کر بچ) جانا چاہو تو ان دونو مین سے تم کو کوئی بات نفع پہونچانے والی نہین ہے

امیرالمومنینؑ کے فوجی احکام

خطبہ کو تمام کرکے امیرالمومنین علیہ السلام نے ذیل کے فوجی احکام تمام فوجی افسرون اور اہل لشکر کو سنائے اور اونکی تعمیل کی سخت تاکید و تہدید فرمائی۔

(۱) جب تک غنیم تم سے نہ لڑے تم اوس پر ہاتھ نہ اوٹھاؤ
(۲) اگر مقابلہ کے وقت کوئی تمہین برے الفاظ سے یاد کرے تو تم سنکر خاموش رہجاؤ۔
(۳) رجز مین اپنی تقریر کو طول ندو۔ بلکہ خود ستائی کیجگہہ خدا کا ذکر کرو۔ جو تمہارے لئے تمہاری رجز خوانی سے بہتر ہوگا۔
(۴) جو کوئی تم سے خوف کھا کر بھاگ جاوے تم اوسکا تعاقب نکرو۔
(۵) جو زخمی ہوجائے اوسے قتل نکرو۔
(۶) غنیم مین جو کوئی مقتول ہو اوسے برہنہ نکرو۔
(۷) مقتول کی ناک کان کاٹ کر اوسکی ذلت و رسوائی نکرو۔
(۸) کسی کا مال نہ لو۔
(۹) عورتون سے متعلق مزاحم نہو۔ اگر وہ عورتین تمہاری عورتون کو یا تمہارے ناموس کو برا بھلا بھی کہین۔ تو تم اونھین خاموش رہکر سن لو۔ اونپر صبر کرلو۔ اور اون کا جواب ندو۔ المرتضی ص ۱۰۳ تاریخ طبری جلد چہارم ص ۵۷۷ ابوالفدا ص ۳۵۴ روضۃ الصفا جلد دوم

ان احکام کی نقل و تفصیل سے بھی ہماری غرض حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کا طریقہ عمل دکھلانا ہی کہ ان مصائب و شدائد۔ مظالم و مفاسد کی موجودگی مین بھی مخالف گروہ کے ساتھ جو اسوقت تک برائے نام مدعی اسلام تھے۔ کیسی اور کتنی ہمدردی اور لطف و رعایت کے خیال امیرالمومنینؑ کے ذہن نشین تھے۔ یہ صرف اوسی برائے نام اسلام کا احترام تھا۔ اگر فرقہ مخالف کا بھی یہی طریقہ عمل تھا۔ اور وہ اوسکو بھی اسلام اور مسلمانون کے ساتھ۔ اگرچہ وہ مخالف

ہی کیون نہون ایسی ہی عبارتین منظور تھین تو آج ہم عرب کی تاریخ و سیر کی کتابون مین اوسکے احکام بھی اسیطرح لکھے ہوے پاتے
مگر تمام کتابین خالی ہین اور تمام دفتر سادے

میدان صفین یہی جانبین
تاریخون سے ثابت ہے کہ صفین کا میدان کسیوقت مین اباد تھا اور اوسوقت تک شاہان روم
... صفین کا میدان
کی کٹری پڑی عمارتون کے کچھ نشان باقی تھے جو جا بجا اوس وسیع میدان مین پائے جاتے تھے

امیر شام اور اوسکے مشیرون نے ہر ترسنہ سے اس مقام کو انکے لئے مناسب سمجھا اور اپنے لشکر کے پڑاو ڈالدئے سب سے اچھا موقع تو
یہ ہاتھ لگا کہ دریاے فرات انکی فرودگاہ سے قریب تھا جسپر یہ بارام تمام اتیہی قابض ہوگئے امیر المومنین کا لشکر بعد مین پہونچا

منظالم صفین مثال کربلا کے دیباچہ
تین دن کے بعد امیر المومنینؑ کا لشکر بھی جمع ہو کر پہونچگیا۔ اس وادی مین دریاے فرات کی روانی
ستی۔ امیر المومنین کے لشکر پر پانی بند
اس طرح واقع ہوئی تھی کہ سوا ے ایک گھاٹ کے دور تک کسی دوسرے گھات کا جہان سے
پانی لایا جاسکے نام و نشان نہین تھا۔ معویہ نے اپنے اظہار مظالم اور لشکر کوفہ کی استیصال کے لئے اس موقع کو نہایت مفید
سمجھا اور گھاٹ پر قبضہ کرلیا امیر المومنینؑ کا مقدمۃ الجیش مالک ابن اشتر نخعی کی ماتحتی مین دوسرے دن پہونچا اور معاویہ
کی ان تیاریون آئندہ کے الوان کو خوب سمجھگیا۔ اوّل تو امیر المومنین اوسوقت تک پہنچے نہین تھے۔ اونکا اذن و انتظار ضروری تھا
دوم یہ کہ اپنی اکثر ماتحتی فوج کی قلت اور لشکر شام کی بھیڑ بھی کثرت و قوت کے سبب کسی قسم کی چھیڑ چھاڑ کو مناسب نہ
سمجھا اور پانی نا خوش ... سب سے زیادہ ... مالک ... کی ... ہمراہیون کی ... اور لشکر مخالف کی کثرت کا خوف تھا
کیسیطرح انکو اگے بڑھنے کی اجازت نہین دیتا تھا کہ چھیڑ کر اور ترنے پر مجبور تھا۔ مالک نے مصلحت وقت کو خیال کیا اور کسے خلاف مزاج
کرنا نہین چاہا اور اپنی فوج کے موافق لشکر شام سے دور ہٹ کر اپنے خیمے نصب کردئیے۔

دوسرے دن امیر المومنین بھی اپنے ہمراہی لشکر کے ساتھ پہنچگئے۔ آپنے موقع کو خوب غور سے دیکھا اور سمجھا اور فوراً افسران
مقدمۃ الجیش کو بلاکر دریافت کیا کہ اتنی دور ہٹکر اوترنے کی وجہ پوچھی تو مالک ابن اشتر خاموش رہے۔ افسران دیگر نے جواب دیا کہ ہمکو
خارجاً معلوم ہوا ہے کہ اگر ہم قریب دریا اوترینگے تو اوس دریا کا اوس بند کو جو قریب ہے بند باندھا ہے کاٹ دینگے اور ہم غرقاب ہو جائینگے
امیر المومنینؑ نے ارشاد فرمایا کہ یہ تمہارا خیال ہے۔ میرا یقین یہ ہے کہ معویہ کے ایسے حاسد و کینہ پرور دشمن سے نہ اب دریا سے پانی لینے
کی قطعی امید نہین رکھنی چاہئیے معویہ کی مکاریون کی یہ بھی ایک چال ہے کہ اس نے بعضون کو اس افواہ کیلئے خاص طور پر مقرر کیا ہے
جنہون نے اس خبر کو مشہور کر کے تمہارے دلون مین خوف پیدا کردیا۔ میری راے یہ ہے کہ تم اسیوقت دریا کا فیصلہ کرلو افسران فوج
بولے حضور معاویہ مین اتنی طاقت کہان کہ ہمکو پانی لینے سے روکے اور نہ ہمکو اوس سے ایسی امید رکھنی چاہئیے۔
لشکر کوفہ اور اہل کوفہ کی کج فطرتی اور تمرد طبعی کا یہ پہلا زینہ اور پہلا نمونہ ہے جو میدان جنگ مین قدم رکھتے ہی پیش
آیا بہرحال۔ امیر المومنین علیہ السلام نے بھی صعوبت سفر کا خیال کر کے اس بحث کو زیادہ طول نہ دیا۔ جہان اوترے تھے وہین ٹھہرے رہے

معویہ نے پانی بند کردیا
دوسرے ہی دن لشکر کوفہ کو اپنی غلط فہمیون کا مشاہدہ ہوگیا تفصیل یہ ہے۔
امیر المومنین نے جو کہا وہی ہوا
اہل عراق پانی لینے دریا پر گئے۔ معاویہ کے محافظ جو ابو الاعور کی ماتحتی مین اسی غرض خاص سے تعینات
کئے تھے۔ مزاحم ہوئے۔ امیر المومنینؑ کو خبر ہوئی۔ ارشاد ہوا جس امر کو ہم ہونیوالا سمجھتے تھے اوسی کا تم سے اظہار کرتے تھے تملوگ مجھکو کیون
جھٹلاتے ہو اور مجھسے کیون خلاف کرتے ہو۔

معویہ کے پاس امیرالمومنین کا قاصد

امیرالمومنین کی فطرت صالحہ ہر امر کو بمصالحت و بمسالمات طے کرنا چاہتی ہتی چنانچہ اس تھوڑی دیر اور جنگ نہ چاہا کہ معویہ کو اس قضیہ کو بھی آپنے اپنی حسن تدبیر سے صاف کردینا چاہا۔ صعصعہ ابن صوحان عبدی کو بلایا اور معویہ کے پاس اونکو بھیجکر یہ کہلا بھیجا کہ اس جنگ کی مراد۔ امر دین اور مقصد امارت کا ہٹ جانا اور حق و باطل کا امتیاز ہوجانا ہے عامۃ المسلمین پر پانی بند کردینا اور اونکو غیر فطرتی طور پر تکلیف پہونچانا زیادتی ہے۔ اگر ہمکو تمہارے ظلم و تعدی کا خیال ہوتا تو ممکن تھا کہ ہم پہلے سے آکر دریا پر قبضہ کرلیتے اور تجہکو بھی پانی نہ لینے دیتے۔ اب صلاح وقت بھی ہے کہ دریا سے اپنے محافظ اوٹھا لے کہ خلقت خدا سیراب ہو۔ صدقہ۔ اگر دریا لینے ہی پر تمہارے بہتر سے فیصلہ ہونیوالا ہے تو ہم اسپر بھی راضی ہیں۔ جو گھاٹ لے لے لڑائی کی فتح ہے۔ (طبری

جلد چہارم ص ۵۷۲

صعصعہ قاصد بنکر پیام تو لیگئے مگر دربار شام میں کچھ شنوائی نہیں ہوئی۔ واپس آئے۔ اب تو غیرتداران عراق بھی دریا غیرت میں نہاگئے اور ہر فرد واحد ندامت و خجالت میں ڈوب گیا۔ مالک ابن اشتر۔ شریح ابن ہانی اور زیاد بن نضر وغیرہم سب ہی بڑے اور ہر سمت جوان لشکر سے یہ ارادہ کرکے نکلے کہ جس سبیل سے ممکن ہوگا۔ پانی لائینگے اور معویہ کے پہرہ داروں کو گھاٹ سے ہٹا دینگے۔

امیرالمومنین کے لشکر نے دریا کا گھاٹ چھین لیا

ہمت کامیابی کی دلیل ہے یہ تو ہی تھے جوان ایک دستہ فوج لیکر دریا کے گھاٹ پر پہونچ گئے۔ سپاہ شام اب فرات ان سے مزاحم ہوئے پہلا شخص جو شامیوں کیطرف سے مقابل ہوا وہ صالح ابن فیروز عکی تھا مالک نے اوس سے مقابلہ کیا اور مار لیا۔ اسکے بعد ابوالاعور موکلان آب فرات کا افسر پیش آیا اور مالک ابن اشتر کو اپنے مقابلے کے لئے بلایا۔ وہ آیا اور دیر تک دونوں میں مقابلہ رہا آخرکار مالک نے اوسے مجروح کردیا تھا وہ بھاگ نکلا۔ اس کو بھاگتے ہی ساری فوج شام دریا کا گھاٹ چھوڑکر بھاگ گئی۔ مالک نے مخالف کو پوری ہزیمت دیکر گھاٹ پر قبضہ کرلیا۔ لشکر امیرالمومنین دو دن سے پیاسا تھا گھاٹ پر قبضہ کرتے ہی سب نے سیر ہوکر پانی پی لیا۔ مالک ابن اشتر گھاٹ کا پورا انتظام کرکے واپس آئے۔

معویہ کے دربار میں تشویش وفد شام کا آنا امیرالمومنین کا بنظیر حسن اخلاق دکھلانا

ابوالاعور ناکامیاب ہوکر معویہ کے پاس پناہ گزین ہوا معویہ نے اوسکی داستان سنی اور کہا اب یقین ہے کہ فوج کسی دوسری جگہ لیجا نی ہوگی۔ عمر عاص موجود تھا۔ بول اوٹھا۔ جو جیسا ہوتا ہے ویسا ہی سمجھتا ہے خدا کی قسم تو شوق سے پانی پی او جسکو چاہے پلا۔ علیؑ کا ایسا ظرف نہیں ہے جیسا کہ تیرا ہے۔ علیؑ سے ایسے مظالم نہیں ہونیوالے جیسے تجہ سے ہو چکے۔ وہ کبھی کسی متنفس کو اپنے فیض معدلت سے محروم نہ رکھینگے۔ معاویہ نے بڑی بے غیرتی سے عمر عاص کے اس بیان پر غور کیا۔ کوئی چارہ کار نہ دیکھکر۔ پھر اپنی طرف سے بارہ آدمیوں کا وفد بنا کر امیرالمومنین علیہ السلام کی خدمت میں روانہ کیا۔ یہ لوگ معویہ کیطرف سے پانی پینے کی استدعا لیکر ساقی کوثر کے پاس حاضر ہوئے جو شخص کہ خلیفہ ہوا ولہ گروہ میں سب سے زیادہ فصیح اور مقرر مشہور تھا امیرالمومنین کی خدمت میں ان الفاظ کے ساتھ عرض کرنے لگا۔

اے امیرالمومنین اب آپ مالک ہیں۔ ہمکو پانی دیجئے اور جو کچھ معویہ سے ہوا اوسے معاف فرمائیے۔	۔ امیرالمومنین ملکت اذا اسلج وخذ علینا بالماء واعف عما سلف من معویۃ۔

ساقی کوثر نے کمال مہربانی اور بڑی کشادہ پیشانی سے ارشاد فرمایا کہ ہاں۔ ہاں شوق سے پانی پیو۔ اور لیجاؤ۔ کوئی ممانعت نہیں اور یقین کرلو چشمہ۔ دریا۔ نہر۔ کسیکی بھی ملکیت نہیں۔ بلکہ خدا کی خاص رحمتیں ہیں۔ ان سے دوست دشمن سب کو برابر سیراب اور فیضیاب ہونا چاہئیے۔ میں ہرگز ہرگز تمہارے ساتھ وہ نکرونگا جو ابھی ابھی تم میرے ساتھ کرچکے ہو۔

امیرالمومنین علیہ السلام کے بعض مغلوب الغیظ اصحاب نے۔ جبکو معاویہ کی اس سفاکانہ حرکتون پر سخت طیش ایا تھا اور دو دن کی پیاس کی تکلیفین اوٹھائین۔ آپ کو اسکے حکم کے خلاف رائے دی۔ مگر اپنے اوسی اتفاقی نفرمایا اور وفد شام کو سامنے اپنے اصحاب کو جواب مین ارشاد فرمایا

لا اخلوا بینی وبینهم ولا افعل ما فعله الجاهلون وسنعرض علیهم کتاب الله وندعوهم الی الهدی فان اجابوا والا ففی حد السیف ما یغنی هذا ان شاء الله

تم لوگ میرے اور اونکے درمیان دخل نہ دو۔ مین ہرگز وہ نکرونگا جو یہ جاہل ابھی کر چکے ہین۔ بلکہ مین انکو حکم خدا بتلاؤنگا اور ہدایت کی طرف بلاؤنگا۔ اگر اونھون نے قبول کرلیا تو بہتر ورنہ ہم تلوار سے وہ کام نکال سکتے ہین جس سے ہم بے نیاز ہو سکین۔ ان شاء اللہ

اہل فوج کو یہ جواب دیکر امیرالمومنین علیہ السلام نے اوسیوقت منادی کو بلایا اور منادی کرادی کہ کوئی کسیکو پانی پینے یا پانی لیجانے سے منع نکرے۔ جسکا جی چاہیے بلا تامل دریا سے پانی لے۔ شام کا آیا ہوا وفد امیرالمومنینؑ کی دریا دلی سے نہایت محظوظ و ممنون ہوا اور اپنی فرودگاہ کو واپس گیا۔ معاویہ کی مسرت کی انتہا نہ تہی مگر غیرت و حیا کا نام نہ تہا۔ روضۃ الصفا ج ۲ ص ۳۱۳۔ تاریخ طبری جلد چہارم۔ سوانحعمری علی علیہ السلام ص ۲۰۱ باسناد تاریخ مسعودی د مروج الذہب برحاشیہ تاریخ کامل ابن اثیر مطبوعہ مصر

ان واقعات کی تفصیل ہمارے موضوع تالیف سے اگرچہ بظاہر زاید معلوم ہوتی ہے مگر السیا منین ہے۔ ہم اس واقعہ سے اپنے اصل مدعا کی پوری توثیق پاتے ہین۔ اسلئے کہ باب المفاخرت مین مورخین و مقررین بنی امیہ کیطرف سے بنی ہاشم کے مقابل معاصرین زیادہ تر انہی اخفین دو نو مباحثون سے بحث کی گئی ہے اور انہی اخفین اظہار استحسان پر زور دیا گیا ہے یعنی (۱) بنی ہاشم کیساتھ بنی امیہ کے برابر احسان و رعایات (۲) بنی ہاشم و بنی عبد المطلب پر بنی امیہ کا غلبہ اور قابو پاکر عفو و درگذر۔ ہم نے انہونون معاملات کی شرح اور مفصل تمثیلات و واقعات و شاہدات۔ تاریخ و سیرت کی کتابی عبارتون سے ہاشم و امیہ کے وقت سے لیکر سلسلہ وار آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ تک لکھکر دکھلادیا ہے۔ اور بتلادیا ہے کہ کبھی امیہ نے ہاشم کے ساتھ حرب نے عبد المطلب کے ساتھ۔ اور ابوسفیان نے آنحضرت صلعم کے ساتھ احسان و رعایت نہین کی بلکہ جہان تک ہوسکی بے رحمی اور شقاوت کیے اونکے ساتھ ہمیشہ سلوک کئے۔ انکو دعوےٰ ہائے باطل کے خلاف۔ بنی ہاشم و بنی عبد المطلب نے البتہ وقت پڑنے پر اونکے ساتھ احسان کئے۔ بنی امیہ نے کبھی انلوگون پر غلبہ پاکر معاف نہین کیا۔ بلکہ۔ تاریخون سیرتون اور حدیثون کی کثیر التعداد کتابون سے متفقہ طور پر بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب ہی کی عفو و درگذر انلوگون کے حق مین ثابت ہوتی ہے

پہلے ہم اس بحث کو آنحضرت صلعم کے عہد رسالت تک مسلسل طریقہ سے دکھلا چکے تہے اس بنا پر حضرت علیؑ کے زمانہ امامت مین بھی اپکے معاصر بنی امیہ کے معاملات مین اسکی حقیقت کو دکھلا دینا میرے لئے ضروری تہا۔ ان واقعات نے صاف طور سے بتلادیا کہ کس نے احسان کیا۔ اور کس نے بیرحمی اور شقاوت دکھلائی۔ کس نے غلبہ اور قابو پاکر ظلم و زیادتی کی اور کس نے معاف و درگذر فرمائی

انھین امور کے ساتھ ان واقعات نے بنی ہاشم کی فطرت صالحہ اور بنی امیہ کی فطرت بہیمیہ کی تفریق اور شجرہ طیبہ اور شجرہ ملعونہ فی القرآن کے امتیاز و اختصاص کا بھی کامل طور سے انکشاف حقیقت کردیا۔ فهو المراد والحمد للہ

جنگ صفین کے خلاصہ حالات

موضوع تالیف کے ساتھ تسلسل و ترتیب مضامین بھی مولف کا فرض اولین ہے - اس بنا پر ترتیب مضامین کی ضرورتون کے لحاظ سے ہمکو اس جنگ کے حالات اوسی مقدار سے منتخب او خلاصہ کرکے قلمبند کرنے ضروری ہین جن سے ہمارے موجودہ موضوع تالیفی کو تعلق ہو اور جو اوسکے اندر آسکتے ہین -

چونکہ عنوان کتاب ہی مین مؤیدین و متبعین بنی امیہ نے بنی ہاشم و بنی عبدالمطلب پر اپنا غلبہ اور اپنی فتح و کامیابی کی مصنوعی لفاظی کی ہے اسلئے ہم ابتدا سے لیکر عہد رسالت تک اپنے سلسلہ بیان مین اسکی تنقید و تردید کرتے آئے ہین اور دکھاتے آئے ہین کہ یہہ بالکل غلط دعوے ہین - اور سراسر جھوٹے بیان جنکو حقیقت و اصلیت سے کوئی واسطہ نہین - اس بنا پر وہی سلسلہ کلام اور عنوان یہان بھی قائم رکھنا ضروری ہے - چنانچہ جنگ صفین کے وہی چیدہ حالات و واقعات ذیل مین لکھے جاتے ہین جو ہمارے مذکورۂ بالا موضوع تالیف کے اندر آتے ہین -

مشہور تو یون ہے کہ معارکۂ صفین مین شروع سے لیکر اخر تک چھوٹی بڑی لڑائیان سب ملاکر مجموعی چالیس ۴۰ اور بقول بعض ستر لڑائیان لڑی گئین - لیکن تاریخ عرب کی تفصیل سے جنمین اعثم کوفی نے اس جنگ کے روزانہ حالات لکھے ہین معلوم ہوتا ہے کہ شروع جنگ سے لیکر اخر رفع مصاحف تک بیس معرکے واقع ہوئے - اس تعداد مین وہ لڑائیان شامل نہین ہین جو بیرونجات مین لشکرہاے عراق و شام کے درمیان واقع ہوئین - اسکے آخر سے لیکر مصر اور حوالی دمشق تک ان لڑائیون کا سلسلہ پایا جاتا ہے - اگر انکو بھی صفین کے معرکون مین شمار کیا جاوے تو البتہ تعداد بڑہ جائیگی اور مرقومہ بالا قول مشہور کی تعداد تک ... تعداد کے قریب پہونچ جائے گی - صفین کی تفصیل بیان مین ہم نے پہلے بھی تاریخ اعثم کوفی کو پیش نظر رکھا تھا اور اسوقت بھی وہی کتاب ہمارے سامنے ہے - اور ہم اوسی سے زیادہ تر اپنا انتخاب و خلاصہ طیار کرتے ہین -

پہلی لڑائی سے لیکر دوسری لڑائی تک کے حالات ہمارے لئے کسی خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر نہین ہے - لیکن اعثم کوفی کی اسناد سے یہہ لکھدینا ضروری ہے کہ ان دونو دنون مین میدان جنگ لشکر عراق کے ہاتھ رہا -

تیسری جنگ مین عمرو عاص کے مقابلہ کا ذکر ہمارے لئے قابل بیان ہے اسلئے کہ تاریخ موجودہ موضوع تالیف کے باب المفاخرت مین بنی امیہ کے ایڈوکیٹ نمبر اول یہی ہین مجلس مفاخرت کا کوئی جلسہ ایسا نہین ہے جسکے صدر ... نہ ہون اور معرکۂ صفین کے صدر یہہ تو اصل مصدر ہین اور ممالک شام کے مدار المهام - لہذا انکے مقابلہ کا ذکر ... اور لطیف ترین تو یہہ ہے کہ انکے مقابلہ کے حالات سے اہل بھی دوستوانی نصیب دشمنان ہوکر ... کے لائق ہوتے ہین - یا یون سمجھیے کہ گھونٹے کی بلا ... تفصیل حسب ذیل ہے -

امیرالمومنین اور معویہ سے مبارز طلبی

تیسرے دن صبح سے پھر مقابلہ شروع ہوا - جناب امیرالمومنین علیہ السلام نے بنفس نفیس اپنا مرکب بڑہایا اور میدان جنگ مین پہونچکر معاویہ کو اپنے مقابلہ کے لئے بلایا - اور ارشاد فرمایا - اے پسر ہند اب تو خلافت خدا پر زیادہ دست ظلم درازی نہ کر - اور اوسکے خون نہ بہا - اسوقت میری طرح تو بھی میدان مین نکل آ اور ہم تم دونون باہم مقابل ہوکر اپنی تلوارون کے فیصلہ پر راضی ہوجائین - جو جسکو مارلے اوسی کی فتح ہے - اگر تو نے مجھکو مارلیا تو دنیا تیری ہوجایے گی اور اگر مین نے تجھکو مارلیا تو تمام مسلمانون کو موجودہ رنج و مصیبت سے نجات ملجایے گی -

معاویہ امیرالمومنین ع کی اس تقریر کو سنتا رہا - کچھ جواب ندیا - وہ ایسا کیا تھا جو ان باتون کا کوئی

کا کوئی جواب دنیا۔ عبید اللہ ابن عمر ابن الخطاب ذرا دیکے اوسکے سکوت کو توڑ دیا کہ اگر تو ابو سفیان کو دیبا قریشیون کی سرداری اور سپہ سالاری کا دعوے کرتا ہے کہ تجھی اپنی شجاعت و فنون جنگ مین بہت بڑا تجربہ حاصل ہے۔ تو ابھی ابھی لڑائی پر مستعد ہو جا کہ ہم بھی تیری لڑائی اور زور آزمائی دیکھ لین۔ یہ بھی اپنی مقام پر تڑاتے رہے۔ معویہ نے ایک نہ سُنی

امیر المومنین علیہ السلام نے دیر تک انتظار کیا۔ اوسکے سکوت سے مایوس ہوکر۔ مخالف کے میمنہ و میسرہ پر حملہ کر کے تمام صفون کو درہم و برہم کر دیا۔

معاویہ اور عمر عاص ۔ یہ حالت دیکھکر عمر عاص سے نہ رہا گیا معویہ کو ڈانٹ کر کہنے لگے آج مجھ تیری خاندانی بزدلی اور پست ہمتی کا یقین کامل ہو گیا۔ اور تیری اس حرکت کو دیکھکر مجھو خود شرم آنے لگی۔ علی ابن ابیطالب آتنی دیر تک تجھے للکارتے ہی تو نے اونکا مقابلہ کیا جواب تک ندیا۔ عمر عاص کے یہ غیرت دلانے الفاظ بھی معویہ پر کوئی اثر نہ پیدا کر سکے۔ اور اوس نے انکی باتون کا بھی کوئی جواب نہین دیا۔ سن سی لو اوپنی خموشی سے ہزار ۞ اور اونکی بدزبانی ایک ہو۔

عمر عاص اور معویہ کے اس سکوت نے عمر عاص کی مردانگی مین ایک ہیجان پیدا کر دیا اور آخر کار وہ جھنجھلا کر صف سے نکل پڑا امیر المومنین سے مقابلہ اور اہل عراق کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

یا قادۃ الکوفۃ واھل الفتن	اضربکم ولا اری ابوالحسن
اے اہل کوفہ اے سرداران صاحبان فتنہ و فسا	مین تم سے لڑنیکو آیا ہون مگر علیؑ کو نہین دیکھتا

امیر المومنینؑ کہین دور نہین تھے۔ پاس ہی کھڑے تھے۔ عمر عاص کی رجز خوانی سنکر اوسکے سر پر پہونچ ہی گئے۔ اور جواباً ارشاد فرمایا

ابوالحسینؑ واعلمنا ابو الحسنؑ	جاءلک بقادۃ العنان
آگاہ ہو جا کہ پدر حسنین علیہما السلام	گھوڑے کی باگ موڑ کر تیرے پاس آ پہونچا

رجز سنتے ہی عمر عاص کے تمام حوصلے پست ہو گئے۔ سارے ولولے جاتے رہے۔ اب نہ وہ جنگ کی پر جوشی باقی رہی اور نہ مقابلہ کی مستعدی۔ امیر المومنینؑ کی پرجلال صورت دیکھتے ہی گھوڑے کی باگ لی اور میدان جنگ سے بھاگ نکلے۔ کرار غیر فرار نے اس فراری کا تعاقب کیا۔ اور قریب پہونچکر نیزے کا وار کیا۔ نیزے کی انی اوسکے دامن مین لگی اور وہ اپنی کپڑون مین اولجھ کر کپڑے کی گٹھری کیطرح زین سے زمین پر گر پڑے۔ اوکے گرتے ہی امیر المومنینؑ اوکے سر پر تھے۔ عمر عاص کو دیکھا یا جو اس (برہنہ) پڑا ہے اس حال خراب سے دیکھکر امیر المومنینؑ نے روئے مبارک انکیطرف سے پھیر لیا اور فرمایا۔ جا۔ آج تیری شرمگاہ نے تجھکو بچا لیا۔ یہ فرماکر اپنے لشکر مین چلے آیے۔ سوانحعمری حضرت علی علیہ السلام ص ۲۴۴ اعثم کوفی۔

عمر عاص کی اس حرکت پر فوج شام مین قہقہہ　　عمر عاص کو اسوقت یہ ذلت بھی غنیمت معلوم ہوئی۔ زمین سے گرد جھاڑتے اوٹھے اور معویہ کے پاس پہونچے۔ شرم چہ کُتی است کہ پیش مردان بیاید۔ جانبین نے عمر عاص کی اس گرہ بازی کی خوب سیر کی اہل عراق تو اہل عراق شام والون نے خود انکو انکی اس حرکت پر آتنا یا کہ انکی جان پر آبنی۔ سب سے پہلے معویہ نے انھین سنا کر کہا کہ آج تک کسی حریف نے اپنے مقابل سے بچنے کی ایسی تدبیر نہین سوچی تھی۔ جیسی تم نے۔ تیری بزدلانہ حیا کی تعریف کرون یا علی ابن

علہ عمر عاص کا اس کلام عبرت خیز اور غیرت انگیز کو دیکھکر جو معویہ سے اسوقت کہہ گئے سب کو عبرت کی ہوتی ہے۔ عمر عاص نے اسوقت جو کچھ کہا بالکل صحیح اور فی الواقع کہا مگر افسوس اسکا ہے کہ مفاخرت کے دنگلون مین آپ ان واقعات کو وقت پر بھول جاتے ہین ۔ مولف عفی عنہ

ابیطالبؑ کی دلیرانہ اور شریفانہ ہمت و غیرت کی۔ جنہوں نے تنہا ایسے عیار و مکار کو برہنہ پاکر بھی قتل سے ہاتھ روک دیا۔ عمرو عاص معویہ کی یہہ تقریر سنکر نیست ہی جھلایا۔ اور کہنے لگا اے معویہ زیادہ باتین نہ بنا۔ اگر تو ایسے موقع پر ہوتا تو ہم سے نہ بھی نہ بچتی اور ضرور مارا جاتا۔ اور علی ابن ابی طالبؑ تھے جو اس حیا کی اختیار کرنے پر بھی ہمکو چھوڑ دیا۔ الغرض معویہ کو دربار خلافت کے ایڈوکیٹ جنرل کی بادا دی و عیاداری کے یہ حالات تھے۔ اسی سے یہہ اندازہ ہو سکتا ہو کہ باب الاقامت میں انکی حیرخواتیان حقیقت سے بالکل خالی تھیں اور صرف زبانی کہانیاں تھیں۔

چوتھی لڑائی کے حالات شروع کرنے سے پہلے ہمکو یہہ بتلا دینا ضروری ہے کہ تیسری لڑائی کا دن بھی امیر المومنینؑ کے ہاتھ رہا۔ اس لڑائی میں کوئی امر قابل ذکر نہیں۔ صرف یہہ کہ صبح سے شام تک لڑائی کی نوبت ہوتی رہی کچھ کم دو بیرے کے جوان باختہ ہوگئے اور عمرو عاص کے ذریعہ سے حضرت عمار یاسرؓ کے پاس اپنی معاملات و مطالبات کی دار رسی چاہی۔

عمرو عاص اور حضرت عمار یاسرؓ کی گفتگو

عمرو عاص نے ابو النوح کو حضرت عمار یاسرؓ کے پاس بھیجا اور استدعا کی کہ اگر فرصت ہو اور کوئی امر مانع نہو تو میرے پاس چلے آؤ اور ہم تم ملکر مصالحت فیمابین کے متعلق کچھ طے کرین یا باہم اتحاد و اتفاق کی کوئی صورت نکالین۔ ابو النوح عمار یاسرؓ کے پاس آئے اور عمرو عاص کا پیام سنایا۔ عمار یاسرؓ نے جواب دیا۔ مین ضرور آؤنگا اور میرے لئے کوئی شئے مانع نہین ہے۔ اور کوئی وجہ تامل نہین ہے۔ مین تو اس تجویز کیلئے عمرو عاص کا بہت احسانمند ہونگا۔ عمار یاسرؓ نے اوسیوقت اپنے چند رفقا کو ہمراہ لیا اور عمرو عاص کے پاس پہونچکر۔

عمار یاسرؓ کے ایسا خالص الایمان اور کامل الاسلام جلیل القدر صحابی۔ جو سالہا سال سے عمرو عاص کی عیاریون کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔ عمرو عاص کو دیکھکر دل ہی دل مین کہنے لگا۔ ے اسے صبا این ہمہ آوردۂ تست۔ پہلے عمار نے عمرو عاص کو بہت کچھ پند و نصیحت فرمائی۔ پھر اصل مدعا پر پہونچکر اوسکو اور اوسکے ہمراہیون کو مخاطب کرکے کہا کہ تمکو یہ یقین ہے کہ تم لوگون نے قتل عثمان کے تمام مفصل حالات سنے ہون گے اور یہہ بھی تمکو معلوم ہوا ہوگا کہ بعض لوگون نے اس سے (عثمان سے) ہم دردی ترک کردی تھی۔ اور بہت سے ایسے تھے جو اہل بلوا کو ان پر مستعد کرتے تھے۔ اس سبب خاص سے کوئی عام شخص عام اس سے کہ وہ کاشی صحابی ہی ہو یا عامی مین دار الخلافت اسلامی مین انکا معین و مددگار نہ نکلا۔ ایام محاصرہ مین انکی یہہ حالت تھی کہ لوگ اپنی گھرون سے مسجد تک بھی نہ آتے تھے۔ طلحہ و زبیر کے جو حالات تھے وہ بھی تمنے سنے ہون گے۔ ان دونون نے جسطرح عہد و پیمان توڑے اس سے بھی تمکو اطلاع ہے۔ ام المسلمین حضرت عائشہ نے۔ جب عثمان نے انکا وظیفہ بند کردیا تھا کچھ اونکے حق مین ارشاد فرمایا وہ بھی تم نے سنا۔ پھر انھین عائشہ نے بلوائیون کو جو اونکے قتل کی تحریک کی اور ترغیب دلائی وہ بھی تمکو معلوم ہے پھر ناحق ام المومنان نے اونھین کا قصاص طلب کیا باوجودیکہ عائشہ کو خدا سبحانہ تعالی کیطرف سے خون عثمان کے لئے کوئی حق حاصل نہین تھا۔ اب اونکے بعد معاویہ ابن ابو سفیان اس کے قصاص کیلئے اوٹھا ہے اور امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ خلیفۂ عصر سے قصاص عثمان طلب کر رہا ہے اور قاتلان عثمان کو اونسے مانگ رہا ہے۔ حالانکہ یہہ امر اچھی طرح معلوم ہے کہ قتل عثمان میں امیر المومنین علیہ السلام کی کوئی شرکت نہین تھی نہ آپ نے اونکے قتل کا حکم دیا اور نہ اونکے قتل پر آپنے رضامندی ظاہر کی۔ اس معاملہ میں مجھسے زیادہ تمکو سوچنا چاہیئے۔ ان معاملات میں تمکو حکم بن جانا چاہیئے۔ اور غور و تامل کرنا چاہیئے اور سمجھنا چاہیئے کہ معویہ امر قصاص مین اپنے آپ کو کس حق سے حقدار سمجھتا ہے کیونکہ نہ تو عثمان کا وارث ہے اور نہ اونکا

وصی ہے اور نہ ولی عہد۔

عمرعاص یہ سنکر کہنے لگا کہ اے ابوالیقظان۔ (حضرت عمار یاسر کی کنیت ہی) جو کچہہ تم کہتے ہو سچ ہے۔ واقعات عہد سکنی طلحہ و زبیر اور اونکا قتل عثمان پر اول لوہ کو غیرت والا جسمین ام المومنین عائشہ بہی ہمدردی شریک ہتین بیشک صحیح ہے۔ اور اون امور مین سے بعض کو تم نے خود انکہون سے دیکہا ہوگا اور بعض کو معتبر لوگون کے زبانی سنا بھی ہوگا۔ آب رہا یہہ امر کہ معاویہ خون عثمان طلب کرتا ہے۔ تو اس امر مین وہ حق پر ہے۔ اسلئے کہ معویہ بھی بنی امیہ کے سلسلہ مین داخل ہے۔ اور معویہ بھی اونکا رشتہ دار ہے اور عثمان کی جو شفقت معویہ کے حال پر تہی وہ آج اوسکو اونکے طلب قصاص پر توجہ دلا رہی ہے اور یہہ باتین ظاہر ہین جسکے بیان کی ضرورت نہین۔ ہملوگ یہان کسی کے حسب و نسب بیان کرنیکے لئے نہین بیٹھے ہین بلکہ ہماری غرض یہہ ہیکہ اس لڑائی کی کیفیت پر جس پر زمانہ گذرتا جاتا ہے گفتگو کرین اور اسکی نیک و بد کی نسبت مشورت کرین اسلئے کہ شک علی ابن ابی طالب ع مین تم ہی سبسے بڑھکر ممتاز ہو اور تمہاری عزت سب سے بڑھی ہوئی ہے۔ شاید کہ تمہاری ہی وجہہ سے یہہ رنج و تشویش رفع ہو جائے۔ اور آدمیون کی جان بچ جائے۔ اے ابوالیقظان۔ تمکو خیال کرنا چاہیئے۔ کیا ہم تم ایک خدا کی پرستش نہین کرتے ہین۔ کیا ہم تم ایک قبلہ کیطرف نماز نہین پڑہتے۔ جو تم نماز پڑہتے ہو وہی ہم بھی۔ ہم بھی قرآن پڑہتے ہین اور اوسکے اوامر و مناہی کی تعمیل کرتے ہین۔ ہمارے تمہارے اتفاق کی تو یہہ صورت ہی مگر تاہم۔ ہم مین تم مین یہہ مخالفتین آپڑی ہین۔ ہم مومنین و مسلمین کو باہمی اختلاف کیون کرنا چاہیئے اور باوجودیکہ ہم سب ایک ہی ترکیب سے نماز پڑہتے ہین پہر ہمکو تمکو کیون لڑنا چاہیئے۔ اور آپسمین کیون کشت و خون کرنا چاہیئے۔

حضرت عمار یاسر رضی نے جوابدیا کہ اے عمرعاص کبتک باتین بناتا رہے گا اور کہان تک یہہ فقانہ حیرت خیز گفتگو کرتا رہیگا۔ تو نہ مثل گل نرگس کے شوخ رنگ ہی اور نہ گل لالہ کیطرح سرخ پوشاک ہی۔ پہر تجہکو گل سوسن کیطرح دو زبان بنجانا لازم نہین ہی۔ تو نے جو یہہ کہا ہے کہ ہم اور تم ایک خدا کی پرستش کرتے ہین اور ایک قبلہ کیطرف نماز پڑہتے ہین۔ الحمد للہ یہہ کلمات تیری زبان پر جاری تو ہوئے۔ مگر تجہکو اور تیرے ہمراہیون کو مجہسے اور میرے رفیقون سے کیا کام۔ خدا پرستی۔ نماز گذاری۔ قرآن خوانی۔ ایمانداری۔ دینداری اور راستبازی ہمارا شیوہ ہی۔ نہ تمہارا۔ ان سے ہمکو فائدہ پہونچیگا نہ تجہکو اور نہ تیرے رفیقون کو۔ ہم خدا و رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے دوست ہین۔ ہملوگ سازش۔ ریاکاری سے دور ہین۔ تو جاہ و مال پر ایسا حریص ہو رہا ہی کہ ہدایت و ضلالت کو نہین پہچانتا۔ سعادت و شقاوت مین تمیز نہین کر سکتا۔ تمکو اس نیلے آسمان کے نیچے کانٹون کے ڈھیر پر گلاب کی پہولون کا دہوکا ہوا ہے۔ مجہکو جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ارشاد یاد ہے اور وہ یہہ ہے کہ اے عمار تم ایک جماعت سے لڑو گے جو خدا کے اوپر اپنے عہد و میثاق کے توڑ ڈالنے کو جائز سمجہین گے۔ چنانچہ مین نے تم سے جنگ کی اور مجہسے جہان تک ہو سکا مین نے ارشاد نبوی کے مطابق انجام دیا اور مجہہ سے آنحضرت صلعم نے یہہ بھی ارشاد فرمایا تہا کہ تم ظالمون اور ستمگارون سے شمشیر زنی کرو گے اور فاسطون اور بیدادگرون کو قتل کرو گے۔ ظاہر ہے کہ تملوگ اسی گروہ مین ہو اور تمہاری یہی صفت ہی جو بیان ہوئی ہے۔ پہر مجہہ سے آنحضرت صلعم نے یہہ بھی فرمادیا تہا کہ تم مارقین سے بہی لڑوگے جو دین خدا سے اسطرح نکل جائینگے جیسے کمان سے تیر نکل جاتا ہی۔ مگر مین نہین جانتا کہ مین اس گروہ کو بھی اپنے زمانہ حیات مین پاون گا یا نہین۔ کیون عمرعاص سچ کہنا کہ تو نے آنحضرت صلعم کو امیرالمومنین علی ابن ابیطالب ع کے حق مین یہہ فرماتے ہوئے نہین سُنا ہے۔ کہ مین خدا

کا دوست

کے ہاتھ رہا۔

چھٹی اور ساتوین لڑائی مین کوئی واقعہ ایسا ہے لہو قابل ذکر نہین ہے۔ ان مین بھی امیرالمومنین علیہ السلام فتحمند رہے

آٹھوین لڑائی
معویہ کا انتہائی ظلم

آٹھوین لڑائی مین ہمکو معویہ کی انتہا بے شقاوت کی ایک مثال دکھلائی دیتی ہے۔ اور یہی وہ ہے کہ معویہ اس جنگ کی شدت سے اپنی فوج کا مقابلہ ہوتے دیکھکر گھبرایا ہوا تھا اور اس نے عقیل ابن مالک کو جو قبیلہ بنی سہم کا بہت بڑا قویدار اور شجاع سردار مشہور تھا مقابلہ کا حکم دیا عقیل نے جواب دیا کہ میری خود خواہش تھی کہ مین اس لڑائی مین بہت بڑی کوشش کرون اور تجھکو اپنے دلاور اور جانثار ہونیکا ثبوت دون لیکن جسوقت سے کہ عمر عاص اور ذوالکلاع حمیری نے مجھسے باتین کی ہین اور یہ بتلایا ہے کہ حق علی کی طرف ہے میرے دل مین سخت شبہہ پیدا ہو گیا ہے اور اسی باعث سے اب جس علی ابن ابیطالب اور اونکے اصحاب سے لڑ نہین سکتا۔ مین اپنی جہالت پر ہر لحظہ غور کرتا ہون علی کو حق پر اور تجھکو باطل پر پاتا ہون۔ اس دنیائے فانی کے ایام چند روزہ بہت جلد گزر جائینگے لیکن اب تو اوس جہان کا اندیشہ لگا ہے۔ محمد مصطفی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عتاب اور خدا کے عذاب سے ڈرتا ہون یہ دو روزہ زندگی تو خوشی ناخوشی اور کسی صورت مین گذر ہی جائیگی۔ عقیل کی یہ باتین سنکر معویہ کو سخت صدمہ ہوا اور اسیوقت یہ کہکر اپنے دل مین ارادہ کرلیا کہ عقیل اگر زندہ رہا تو بہت جلد میرے لشکر کا بھید کھول دیگا اور اوس رات کو معتبر لوگون کے ذریعہ سے عقیل کو قتل کروا دیا اسدن بھی امیرالمومنین کے ہاتھ رہا۔

نوین دسوین لڑائی اگرچہ کوئی قابل ذکر نہین ہے دونون دن لشکر عراق فتحیاب رہا۔

گیارھوین لڑائی
بسر ابن ارطاۃ کی جہالت

گیارھوین لڑائی مین حضرت امیرالمومنین علیہ السلام تشریف فرما ہوئے تو معویہ نے تمام افسران فوج کے انکار کے بعد بسر ابن ارطاۃ کو امیرالمومنین کے مقابلہ پر آمادہ کیا۔ بسر ابن ارطاۃ صحابی تھا اور امیرالمومنین کی شجاعانہ نبرد آزمائیون کو بچشم خود دیکھ چکا تھا مگر امیرالمومنین کو نہ دیکھا تھا کی غیرت سے اور کچھ ذوالفقار آبدار کی چوٹین بچانیکی ضرورت سے سارے جنگ مین بالکل چھپا ہوا تھا اور شرم سے نام نکلنے پر بھی قادر نہین تھا۔ بسر مقابل تو ہوا مگر ضرب ید اللہی سے اسکی بھی وہی کیفیت ہوئی۔ جو اوسکے قبل اسکے ہمپایہ اور ہمشان عمر عاص کی ہوچکی تھی۔ امیرالمومنین نے بساختہ اپنی آنکھین چھپالین اور لشکرگاہ کو واپس آئے سوانحعمری علی ص ۲۶۵

بارھوین لڑائی
مروان اور معویہ کی گفتگو

بارھوین لڑائی مین بھی امیرالمومنین علیہ السلام فتحیاب رہے اسکی تفصیل مین ہمکو مروان اسحکم اور معویہ کی باہمی گفتگو کو قلمبند کر دینا اسلئے ضروری ہے کہ باب مفاخرت کی مذکورہ بالا دونون تقریرون مین عمر عاص کے ہمشان اور ہمزبان۔ خاندان امیہ کے یہ بھی بڑے مداح اور ثناخوان تھے۔ انکی اکثر تقریرین اور بنی امیہ کے اسلاف قدیم پر فخر ومباہات عنوان کتاب مین اصل عبارت اور اسکے اردو ترجمہ کے ساتھ مندرج ہین مروان نے اپنی اون تقریرون مین قوم بنی امیہ مین جن جن صفات ومحاسن کے موجود ہونیکا اوسوقت دعوے کیا تھا۔ وہ تمام محاسن واوصاف ان کی گفتگو مین حضرات بنی ہاشم اور بزرگان بنی عبد المطلب کے خاص حق اور حصہ بتلایے جاتے ہین۔ اس سے بڑھکر حقیقت کا انکشاف اور بنی ہاشم کے فضائل کا اعتراف اور کیا ہوسکتا ہے۔ اسی سے باسانی

سمجھ لیا جاتا ہے کہ کہ دربار معاویہ میں فاخرانہ ان کو نکلوانا کی حقیقت تو بالکل ظاہر ہے اور [illegible]
کو سہوان دور [illegible] پیش کیا ہے دیکھیے - بار قدیم عزیز مورخ جناب اعثم کوفی لکھتا ہے

معاویہ آج کی شکست سے انتہا درجہ ملال و رنجور ہوکر اپنے کیمپ میں پہونچا اور تمام اپنے سرداران قریش کو بلاکر
یکجا کیا [illegible] اور طلال کیا [illegible] کہ [illegible] معاویہ [illegible] بیرے ساتھ [illegible]
[illegible] ہم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں نکلا جو ہمیں کوئی خبر یا [illegible] کی بات [illegible] کا کام [illegible]
یا اوس سے میری محبت کی گواہی ادا [illegible] ہے سا تھے میری [illegible] کا موقع تھا کہ ہم صفین کی جنگ [illegible] ایسے کام کیے ہین
میری اس [illegible] تم مین سے تو ایک بھی ایسا شخص نہیں نکلا جو [illegible] مقابلہ [illegible] وقت رسوا مغلوب اور
ذلیل خوار ہو ہم کس [illegible] کے حالات بیان کرین [illegible] کو دیکھو [illegible] آزمائی - او زبانیا
وبیان کی [illegible] لیکن جب میدان معرکہ مین [illegible] سے لڑے ذرا اس رسوائی سے بھاگے کہ [illegible]
بسر ابن ارطاۃ کو [illegible] علی کے ساتھ [illegible] ہوا وہ [illegible] سے دیکھ لیا -

معاویہ اپنی تقریر کو یہانتک پہونچا چکا تھا کہ مروان الحکم سے چپ نہ رہا گیا - اور بات کاٹ کر کہنے لگا کہ
اے امیر [illegible] کے [illegible] جو تو نے کہا کیا - ہم سنتے رہے - اب اپنی باتون کا جواب بھی لے معویہ بولا بیان کر - مروان کہنے لگا
ہم بنی امیہ [illegible] سے علی ابن ابی طالب پر فضیلت پا سکتے ہین اور کیونکہ [illegible] اور اپنے آپکو [illegible] برابر بنا سکتے ہین -
اگر سنت اسلام پر فخر کرین تو بزرگی کا [illegible] تقوے اور پرہیز گاری سے ہوتا ہے اور وہ تم مین مطلق نہین - زمانہ جاہلیت کے
فخر و مباہات عموماً حسب و نسب پر ہوتے ہین اور آج عرب مین ہر شخص کو قریش کی عظمت تقدیم اور تقدیس معلوم ہے
مگر اسکے ساتھ ہی سب کو یہ اعتراف بھی ہے کہ نسل قریش کے مایہ افتخار بنی عبدالمطلب ہین اور یہ بھی ثابت ہے کہ
علی ابن ابیطالب اسوقت تمام بنی عبدالمطلب کی سرمایہ ناز ہین - ہم بنی عبدمناف ہوکر انپر کیونکر ترجیح حاصل کر سکتے ہین
اور اپنے لوگو نمین اونکا کیونکر مقابل بتلا سکتے ہین - ہملوگون کو امیرالمومنین علی ابن ابیطالب پر کبھی فضیلت نہین ہو سکتی

معویہ کو مروان کی یہ تقریر بہت بری معلوم ہوئی - جھنجلا کر اوسکے جواب مین کہنے لگا کہ مین نے صفین کے میدان
مین ہزارون سپاہی جمع کر دیے - لاکھون قسم کے آلات حرب فراہم کر لیے اور ایک لاکھ کی جمعیت لیکر میدان مین کھڑی
کردی - صرف اسلیئے کہ علی ابن ابیطالب پر ثابت ہوجایے کہ تمام حسب و نسب بر بیکار ہین - زمانہ جاہلیت مین کون سردار
رہچکا ہے اور اسوقت بھی باعتبار کثرت الناس کے حمایت اسلام کے منصب پر ہم مین اور ان مین کون بہتر حکم دینے والا ہے
تو اسوقت حسب و نسب پر فخر کرتا ہے ہمکو مفاخرت سے کیا علاقہ - ہم لڑنے آیے ہین یا اپنے آبا و اجداد پر مفاخرت کرنے
مین فخر و مباہات کو لیکر کیا کرونگا - مجھکو تو صرف جنگ و جدال منظور ہے[a] اعثم کوفی آج کا دن بھی امیرالمومنین
کے ہاتھ رہا

---

[a] معاویہ کے اس اقرار و اظہار نے جس پر ہم نے خط کھینچ دیے ہین - انکے تمام مفاخرت کے ڈھکوسلون کو اور انکی تمام بزرگی و تقدس کو بیکار
ثابت کردیا اور اسی کے ساتھ محاربات صفین کے متعلق انھون نے اپنا اصل مقصود بھی تمام دنیا کو بتلا دیا - جو صرف ملک گیری کی معمولی
ملکی جنگ تھی - مولف عفی عنہ

الا یا ایھا الموت لیس بتارکی
(اے موت تو مجھکو کبھی چھوڑنیوالی نہیں) ہے
اراک بصیرا بالذین احبہم
میں دیکھتا ہوں تو میرے دوستوں کو اسطرح دیکھ لیتی ہے

ارحنی فقد افنیت کل خلیلی
اب مجھکو بھی راحت دے (مار ڈال) جب تو میرے دوستوں کو فنا کیگی
کانک تنحوا نحوھم بدلیل
جیسے گویا کوئی ہے جو تجھکو اونکیجانب راہ دکھلادیا کرتا ہے

روضۃ الصفا جلد دوم ص ۲۳۹ تہذیب المتین
قتل عمار رض سے معاویہ کا اضطراب ۔ حدیث
شہادت عمار کی غلط تاویل معویہ او عبد اللہ
ابن عمر عاص سے سوال و جواب ۔ حقیقت کا
معجزنما انکشاف

حضرت عمار یاسر رض کے واقعہ شہادت نے کچھ اہل عراق ہی کو حزن و ملال میں نہیں ڈال رکھا تھا بلکہ معویہ اور اوسکے تمام اہل لشکر پر کمال اضطراب اور پیچ و تاب پیدا کر دیا تھا ۔ اس اثنا میں ابن جوہر السکسکی اور ابو العادیہ فرازی ۔ جو دونو عمار یاسر رض کے قتل میں شریک تھے ۔ حصول انعام و اکرام میں حریص ہو کر عمر عاص کے پاس لڑتے ہوئے آئے ۔ انمیں سے ہر ایک شخص کا دعویٰ تھا کہ ہم نے عمار کو مار آیے اور ہم صلہ و انعام کے مستحق ہیں ۔ عمر عاص دیر تک اندونوں کی بحث پر غور کرتا رہا ۔ اوسکی آنکھوں میں کچھ ولایت مصر ہی نہیں بلکہ تمام دنیا تاریک ہو رہی تھی ۔ اوسکو تقتلک الفئۃ الباغیۃ کی حدیث صحیح نے سراپا انتشار و اضطرار بنا رکھا تھا ۔ آخرکار دیر کے سکوت کے بعد عمر عاص نے کہا تم دونو جہنمی ہو ۔ خدا کی قسم میں نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اپنے کانوں سے کہتے ہوے ہوے سنا ہے کہ عمار رض کو گروہ باغی قتل کرے گا ۔ سوانحمری علی علیہ السلام باسناد خصائص امام نسائی و ابن مسعود ، روضۃ الصفا جلد دوم ص ۲۴۰

اندونوں نے عمر عاص کے اس فیصلہ سے ناراض ہو کر اسکی اپیل معویہ کے پاس پیش کی اور اپنا ماجرا کہہ سنایا معویہ ایسے کیا تھے کہ قتل عمار رض کا الزام اپنے سر لیتے اور اپنے کسی دعوے کو بے دلیل چھوڑ دیتے ۔ ان جاہلوں کے ٹالدینے کے لئے کہنے لگے ۔ فرض کرو یہ حدیث صحیح بھی ہے تو تمہارے سر اسکا الزام کیسا ۔ عمار رض کا قاتل وہی ہو گا جو اوکو اپنے ہمراہ لایا ۔ اور اوسکے قتل کا باعث ہوا سوانحمری ص ۲۴۳

اسکے بعد عمر عاص کو تخلیہ میں بلوا کر کہا کہ اگر ہر شخص کے سامنے تم ایسی ہی اظہار حق سے کام لیا کرو گے تو ہمارا کام تو نکل چکا ۔ ولایت شام ہی کی امیدیں جب منقطع ہو جائینگی تو امارت مصر رض کے خیال موہوم کب قائم رہ سکیں گے ۔

خلاصۃ الوفا اور تاریخ الخمیس میں ہے ۔

لما قتل عمار بن یاسر امسک عمر عاص عن القتال وتابعہ علی ذلک خلق کثیر فقال معویہ لم لا تقاتل قال قتلنا ھذا الرجل وقد سمعت رسول اللہ صلعم یقول لعمار تقتلک الفئۃ الباغیہ فدل علی انا نحن البغاۃ فقال معویہ اسکت

جب عمار یاسر رض قتل ہوے تو عمر عاص نے لڑائی سے ہاتھ روک لیا اور اس باب میں جماعت کثیر نے اونکا اتباع کیا معویہ نے اسکا سبب پوچھا تو انھوں نے کہا کہ ہم نے جناب رسول خدا صلعم سے سنا ہے کہ عمار کو گروہ باغی قتل کریگا اور اس سے ثابت ہو کہ ہم لوگ باغی ہیں ۔ معاویہ نے جواب دیا ۔ چپ رہو ۔

سہ قدم عمر عاص علی معویہ من فلسطین فوجد اھل شام یحضون علی الطلب بدام عثمان فقال لھم انتم علی الحق فاتفق عمر و معویۃ علی قتال علی وشرط عمر علی معویہ اذا ظفرا ان یولیہ مصر فاجابہ ۔ عمر عاص فلسطین سے شام میں پہنچے اونھوں نے اہل شام کو طلب خون عثمان میں بجیں پایا تو اون سے کہا کہ تم لوگ حق پر ہو ۔ پھر معویہ او عمر نے جنگ علی پر اتفاق کیا او عمر عاص نے معویہ سے یہ شرط لی کہ جب ہمکو فتح ہو جائے تو والی مصر مجھکو کیجیو معویہ نے قبول کر لیا ۔ تاریخ ابو الفداء

الھم قتلتا ه انما قتله علی واصحابه جاؤا به حتی القوه بیننا فبلغ ذلک علیا فقال ان کنت انا قتلته فالنبی صلعم قتل حمزه ابن عبدالمطلب حین ارسله الی القتال الکفار

عمارؓ کے قاتل ہم نہیں ہیں بلکہ علیؑ اور اونکے اصحاب ہیں جنھوں نے عمار کو لاکر ہم میں ڈالدیا۔ حضرت علی کو جب اسکی خبر لگی تو اونھوں نے کہا کہ جو شخص مجھکو عمارؓ کا قاتل کہے۔ گویا وہ یہ کہتا ہو کہ حمزہؓ کے قاتل رسول مقبول ہیں کیونکہ آنحضرت ہی نے اونکو کافروں سے لڑنیکے لیے بھیجا تھا۔

ایسے جلیل القدر صحابی کا مارا جانا کوئی معمولی بات تو تھی ہی نہیں کہ کوئی اس سے متاثر نہیں ہوتا۔ شدہ شدہ اسکا تمام ذکر ہونے لگا۔ یہانتک کہ معویہ کا دربار بھی اس سے خالی نرہا۔ معویہ کے پاس عمر عاص۔ ولید ابن عقبہ۔ عبداللہ ابن عمر عاص وغیرہم بہت دعائدو اکابر بیٹھے تھے اور حدیث ستقتلک الفئۃ الباغیۃ کے خیال و فکر میں ہر شخص طبع آزمائی کر رہا تھا معویہ نے اس مجمع کے سامنے بھی قتل عمارؓ کی وہی غلط تاویل پیش کی جو قبل اسکے جاہل قاتلان عمار کے آگے پیش کر چکے تھے۔ معویہ کی ایسی مہمل تاویل سنکر تمام حاضرین معویہ کیطرف نظر استعجاب سے دیکھا اور پہلو تہ اونکے عقل و شعور کی بڑی تعریف کی۔ عبداللہ ابن عمر ابن عاص سے نرہا گیا۔ بول اوٹھا۔ اے امیر۔ یہ تیری دلیل کیسی فضول اور یہ تیرا دعوے کیسا ضعیف ہے۔ اگر آپ نے صرف رفع الزام کے لیے یہ اصول قائم کر لیا ہے۔ تو سوچ لیجیے کہ آگے چلکر غزوات رسولؐ میں اہل اسلام کا خون کسکے سر جاییگا۔ اگر میرے باپ کی شرکت اس لڑائی میں نہوتی اور اوسکی اطاعت منجانب اللہ مجھپر فرض[عہ] نہ کی گئی ہوتی تو میں اسوقت سے تیری متابعت چھوڑ دیتا اور مجھکو آزاد بنکر اپنے گھر واپس جاتا۔ معویہ کو اس جواب نے ایسا حیرت میں ڈالا کہ پھر وہ زانوے حیرت سے سر نہ اوٹھا سکا۔

امیر المومنین پر شہادت عمارؓ کا اثر

امیر المومنین علیہ السلام دفن عمار سے فارغ ہوکر میدان جنگ میں واپس آیے۔ خواجہ احمد ابن اعثم کوفی کا بیان ہے کہ۔

آپ حضرت عمارؓ کے واقعہ سے اتنا متاثر ہو رہے تھے کہ آپ نے اوسیوقت باقیماندہ جنگ کا خاتمہ کر دینا چاہا اور لشکر شام پر اپنی فوج سے شدید حملہ فرمایا۔ تاریخ ابن الوردی میں ہے۔

بعد قتل عمار انتدب علی علی عشر بن الفا وحمل بھم فلم یبق لاھل الشام الا تنتقض

جب عمار قتل ہوے تو حضرت علیؑ نے بیس ہزار فوج سے ایسا شدید حملہ کیا کہ لشکر شام کی صفیں سب کی سب درہم و برہم ہو گئیں۔

مورخ ابو الفدا اسکی تفصیل میں امیر المومنین علیہ السلام کا ایک تصفیہ کن طرز عمل معویہ کی طلبی میں لکھتے ہیں۔ اونکی اصل عبارت مع ترجمہ حسب ذیل ہے۔

ثم نادی علی یا معویہ علام یقتل الناس ما بیننا ھلم احاکمک الی اللہ فاینا قتل صاحبہ استقامت له الامور فقال عمرو انصفک ابن عمک فقال معویه ما انصف انک تعلم انه لم یبرز الیه احد الا قتله فقال عمرو وما یحسن بک مبارزته فقال معویه طمعت فی الامر بعدی

پھر علی علیہ السلام نے آواز دی اے معویہ ہمارے تمہارے درمیان کیوں آدمی قتل ہوں۔ آؤ ہم تم لڑ لیں۔ تاکہ جو شخص اپنے مقابل کو قتل کر لیوے امر متنازع فیہ اوسکے لیے مستقیم ہو جاوے۔ یہ سنکر عمر عاص نے کہا اے معاویہ علی نے بہت انصاف کی بات کہی ہے معویہ نے جواب دیا۔ واہ کیا انصاف کی بات کہی ہے تو جانتا ہے کہ جو شخص علی سے لڑتا ہے وہ مارا جاتا ہے۔ عمر عاص نے کہا مگر تمہارا اونسے اون سے مقابلہ کرنا تمہارے لیے بہت زیبا ہے معاویہ بولا۔ سچا ہے۔ تو یہ چاہتا ہے کہ میں قتل ہو جاؤں اور میرے بعد تو حکومت کرے۔

عہ صاحبزادے کو باوجود دعوے اجتہاد کے اتنا نہیں معلوم کہ امر منکر میں اطاعت والدین واجب نہیں از مولف

حضرت عمارؓ کی شہادت نے معویہ کی تمام ہیکل بونی ڈالدی

علامہ ابن اثیر۔ اسدالغابہ میں تذکرہ شہادت حضرت عمار یاسرؓ تحریر فرماتے ہیں۔

عن مخنف بن سلیم قال اتینا ابا ایوب الانصاری فقلنا قاتلت بسیفک المشرکین مع رسول اللہ ثم جئت تقاتل المسلمین امرنی رسول اللہ صلعم بقتل الناکثین والقاسطین وعن ابی سعید الخدری قال امرنا رسول اللہ صلعم بقتال الناکثین والقاسطین والمارقین فقلنا یارسول اللہ امرتنا بقتال ھولاء فمع من فقال مع علی ابن ابی طالب معہ یقتل عمار بن یاسرؓ

معویہ کے ایک لشکری مخنف ابن سلیم نے ابوایوب انصاریؓ سے (جو حضرت علیؓ کے لشکر میں تھے) کہا کہ تم نے رسول اللہ کی ہمراہی میں مشرکین سے قتال کی تھی اوراب مسلمانوں کو قتل کرنے آئے ہو۔ ابوایوبؓ نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ناکثین قاسطین اور مارقین کے ساتھ قتال کرنے پر مجھکو مامور فرمایا ہے اور ابوسعید خدری سے منقول ہے کہ مجھکو رسول اللہ صلعم نے ناکثین۔ قاسطین اور مارقین کے ساتھ جنگ کرنیکا حکم دیا تو ہم نے پوچھا تھا کہ ہم کسکے ساتھ ناکثین۔ قاسطین اور مارقین سے قتال کرینگے آنحضرت صلعم نے فرمایا علی ابن ابی طالب کے ساتھ جنکے ہمراہ عمار ابن یاسرؓ بھی شہید ہوں گے۔

پھر علامہ موصوف مارقین۔ قاسطین اور ناکثین کی شرح یوں فرماتے ہیں۔

الناکثین اصحب الجمل والقاسطین اھل الصفین والمارقین الخوارج

ناکثین سے اہل جمل اور قاسطین سے اہل صفین اور مارقین سے خوارج مراد ہیں۔

بہرحال امیرالمومنین علیؑ کیطرف سے فوج مخالف پر شدید حملہ کیا گیا اور اہل عراق نے صبح سے شام تک اہل شام کے تمام سرداروں کا قلع قمع کردیا مشکل سے اونکے کسی رسالہ کا کوئی ادنیٰ زخمی ہونیسے بچا ہو۔ اعثم کوفی لکھتے ہیں۔

اس تیزی سے خونریزی واقع ہوئی کہ امیر شام کے کیمپ میں کوئی ایسا خیمہ نہیں بچا جسکی طناب نہ کٹی ہوں اور اونکی کٹی ہوئی رسیاں مقتولین ومفرورین کے ہاتھ پاوں سے نہ اولجھی ہوں۔ اسی کیفیت میں شام ہوگئی۔ اہل شام زخموں سے چور اور اہل عراق فاتح ومنصور ہوکر اپنی اپنی فرودگاہ کو واپس گیئے۔

اہل شام کا عام اضطراب

اعثم کوفی اس رات کو اہل شام کو اضطراب کی یوں تصویر کھینچتے ہیں۔

یہہ رات اہل شام کیلئے قیامت کی رات تھی۔ اہل عراق کے حملوں نے اونکے ساتھ خصوصاً قتل عمارؓ کے بعد وہ کام کیا تھا جو برق خرمن کو ساتھ کرتی ہے۔ اونکے ایسے ایسے نامی دلاوروں کا خاتمہ کردیا جو اہل شام میں صاحب اعزاز وامتیاز تھے اور سرآیہ ناز۔ ایسے لوگوں کے قتل ہونے پر وہ اس شدت سے رو تے تھے کہ اونکی رونیکی آواز میں امیرالمومنینؑ کے لشکر میں صاف آتی تھیں ان میں سب سے زیادہ معویہ ابن حدیج الکندی بےچین ہو رہا تھا وہ اپنے رفقا کو مخاطب کرکے کہنے لگا کہ ذوالکلاع حمیری کے مارے جانیکے بعد اب ہم جو زندہ رہیں تو ہماری یہہ زندگی بیکار ہے اور اگر اس لڑائی میں اہل عراق پر اب فتح بھی ہوئی تو یہ فتح شکست سے بھی بدتر سمجھی جاویگی۔

معاویہ کا خاص اضطراب

اعثم کوفی میں معویہ کے خاص اضطراب کی یہہ کیفیت لکھی ہے۔ معاویہ نے لڑائی بند

ہوتے ہی اپنے باقیماندہ افسران فوج کو جمع کر کے جنگ کے آیندہ طرز عمل کے متعلق مشورت کی - فوج کی جو حالت ہو رہی تھی وہ معویہ اور ان کے رفقا کی آنکھون سے پوشیدہ نہین تھی ۔ اہل عراق کے شدید حملون کا تجربہ وہ اوٹھا چکے تھے اور اوٹھا رہے تھے غرضکہ باہمی صلاح و مشورہ کے بعد سوائے اسکے اور تدبیر مناسب نہ معلوم ہوئی کہ کسی نہ کسی ترکیب سے یہہ جنگ موقوف کی جائے کہ فوج بھی تازہ دم ہو جائے اور زخمی بھی اچھے ہو جائین یہہ تجویز کر کے معویہ نے معویہ ابن خدیج الکندی کو اشعث ابن قیس (دونون ایک قبیلہ کے تھے) کے ساتھ خط کتابت کرنے پر آمادہ کیا - اس خط کتابت نے اگرچہ اشعث کے دل پر بہت بڑا اثر ڈالا جسکا نتیجہ آگے چلکر ظاہر ہوا - مگر اسوقت یہہ مراسلات کچھہ بھی مفید نہ نکلے - اسکے بعد نعمان ابن بشیر الانصاری و قیس ابن سعد الانصاری کی خدمت مین بھیجے گئے مگر اس سے بھی کوئی خاطر خواہ نتیجہ نہ نکلا ۔ اعثم کوفی ص ۳۰۷

حالت اضطراب مین معویہ کا اصلی راز کا انکشاف

التواے جنگ کی ان متواتر ناکامیابیون کے بعد معویہ کی تمام امیدین منقطع ہوگئین - کامیابی سے تو مایوسی ہو چکی تھی - فوج کی خراب حالت غنیم سے آیندہ مقابلہ کی جرات نہین دلاتی تھی - نہایت درجہ کی انتشار نے انکے ہوش و حواس کھو دیئے تھے - معاویہ پر اسوقت ایسا ہی عالم یاس طاری تھا کہ اپنی تمام وسیع آرزوؤن اور طویل تمناؤن سے دست بردار ہو کر اونھون نے صرف اپنی ایک آرزو پر اکتفا کرلینی ضروری سمجھا اور حقیقتاً اونکا اصلی مطلب بھی یہی تھا - اس بنا پر اونھون نے براہ راست امیر المومنین علیہ السلام سے استدعا کیجاوے منت کیجاوے و کسی طرح ممکن ہو - اگر اور کچھ نہین تو صرف علاقہ شام اپنے لئے مانگ لیا جائے - نہین تو یہہ موقع بھی قریب ہے کہ ہاتھ سے جاتا رہے - انھین امور کو خیال کر کے معویہ نے اپنے اوس راز کو جو سالہا سال سے دل مین چھپائے تھے - آخرکار افشا کر دیا اور امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت مین اس امر کی نسبت استدعا لکھی - تاریخ روضۃ الصفا کی مفصلہ ذیل عبارت ملاحظہ ہو

امیر المومنین کی خدمت مین معاویہ کا خط

اما بعد من چنان گمان نمی بردم و ہرگز نمی دانستم کہ مہم محاربہ تا اینجا خواہد رسید قطعاً در این امر شروع نمی نمودم - من ہم امیدوارم تو نیز امیدواری و ہمچنانکہ من از مرگ می ترسم تو ہم می ترسی و بر تو روشن است کہ اخیار و صلحاے امت در این مخاصمت و منازعت کشتہ شدند و من پیش از این التماس کردہ بودم کہ حکومت شام بمن ارزانی دہ - بشرط آنکہ در امر متابعت خود معاف داری - حالا نیز ہمان ملتمس خود را مکرر میگردانم و اگر این محاربہ بدرازا نے بہ شود - بقیۃ السیف ہم زندہ نمانند - می باید کہ میان ما یان چندان مخاصمت نماند چہ ما ہر دو از عبد مناف متولد شدہ و از یک فرع متفرع گشتہ ایم و در میان ما یان یک را بر دیگری رجحان و تفضیل نیست

مجھکو اسکا گمان نہین تھا کہ یہہ لڑائی یہان تک پہونچ جائے گی - اگر مین یہہ جانتا تو ہرگز اسکو شروع ہی نکرتا - مجھکو بھی امید ہے اور آپ بھی امید رکھتے ہین مجھکو بھی خوف جان ہے اور آپ کو بھی - آپ پر بخوبی روشن ہے کہ امت کے نیکوکار بزرگ اس لڑائی مین مارے گئے - مین نے اس سے پہلے بھی ایکدفعہ تمہیں استدعا کی تھی اور اب بھی مکرر التماس کرتا ہون کہ صرف حکومت شام مجھکو چھوڑ دی جائے - مگر مجھکو اپنی بیعت کی معاف رکھا جائے - اگر اس جنگ و جدل کا علاج اس ترکیب سے ہو جائے تو بہتر ہے - باقیماندہ لوگون کی جانین بچ جائین - ہملوگون کے درمیان تو یہہ لڑائی ہونی ہی نچاہیئے اسلئے کہ ہم دونون عبد مناف کی اولاد اور ایک اصل کی شاخین ہین اس لئے ہملوگون کے درمیان ایک کو دوسرے پر ترجیح و تفضیل نہین ہے

امیرالمومنین کا جواب

اے معویہ - نامہ تو رسید بہ مضمون
اطلاع افتاد و بغی و ظلم و عناد تو برمن
روشن گشت - آنچہ نوشتہ بودی کہ اگر تو دانستمی کہ جنگ
باینمرتبہ خواہد انجامید - در این کار شروع نمیکردم - من امروز
ہم برائے کارزار و پیکار تو حریص تر ہستم از انکہ دے بودم -
و یوما فیوما اینمعنی سمت ازدیاد خواہد پذیرفت وانچہ نوشتہ
بودی میان ما و شما خوف و رجا مساوی است چنین نیست
زیراکہ شما اہل ریب و شک اید و ما ارباب صدق و یقین
دیگر انکہ حرص اہل عراق ما بر آخرت بیان احرزی بہتر است
زحرص ارباب شقاوت بمزخرفات دنیوی اما حدیث
التماس شام لے بیعت و اطاعت من قبول نیست -
پیش ازاین ہمین مسئلت نمودہ بودی و باجابت مقرون
نشدہ بود اکنون چہ واقع شد کدام حق بر ذمہ ما ثابت
دیدی کہ مستحق آن گشتی وانچہ نوشتہ بودی کہ ما ہر دو پسران
عبد منافیم - این سخن راست است - واین غلط کہ ہیچ یک
را بر دیگرے فضل و رجحان نیست - زیراکہ ہرگز امیہ چون
ہاشم نبود و حرب با عبدالمطلب ہمسری نداشت و ابوسفیان
گرد ابیطالب نمی رسد - و نزد من تو چیستی از انکہ تو
طلیق ابن طلیقی - با مہاجر و روندہ طریق کہ صاحب توفیق اند
دم مساوات نمی تواند زد - نہ ترا سابقین در اسلام ہستند
نہ موافقین در مہاجرت بانبی علیہ السلام - وتو بامن کہ
ابن عم بل برادر و وصی و وارث علم و خلیفہ او یم در میان
امت چہ حقیقت دبکدام منصب با من معارضہ نمائی و دیگر انکہ
نسبت من بانحضرت صلعم نسبت ہارون است باموسی واگر بانی
پیغمبری بمہر نبوت مختوم نگشتی - چنانکہ بولایت خاص مخصوص
ہستم - بنبوت ہم فائز می شدم - حضرت واہب العطایا مرا
بتشریف آیات متواترات مشرف ساختہ و رایات عنایات
برمن افراختہ اولاد کرام مرا بنات لیام تو چگونہ تواند

اے معویہ تیرا خط پہنچا - مضمون پر اطلاع ہوئی اور تیری
بغاوت - عناد اور ظلم و فساد ظاہر ہو گیا تو نے جو لکھا ہے
کہ مجھکو اگر یہ معلوم ہوتا کہ یہ لڑائی یہاں تک پہنچیگی تو کبھی ہم
جنگ شروع نہیں کرتے تو میں آج بھی تیرے ساتھ جنگ
و پیکار کیلئے ویسا ہی حریص ہوں جیسا کل تھا اور میرا یہ قصد و ارادہ
اور زیادہ ہوتا جائیگا - اور تو نے جو یہ لکھا ہے کہ ہماری تمہاری
امید و بیم کی حالت مساوی ہے - غلط ہے اسلئے کہ تم لوگ
شک و شبہہ کے لوگ ہو اور ہم لوگ صدق و یقین والے ہیں دوسرے
یہ کہ اہل عراق کی حرص آخرت کی خیال اپنے کی تقوی اور احتراز
و احتیاط کے ہمراہ - اور وہ حرص بدکار لوگوں کی حرص نعمات
دنیاوی سے کہیں زیادہ بہتر ہے - تیری درخواست حکومت
شام نیز میری اطاعت و بیعت کی قبول نہیں ہو سکتی - تو نے
ایسی ہی درخواست پہلے بھی تو کی تھی - مگر وہ قبول و منظور نہیں
ہوئی - اب مجھکو کون سے حقوق ستا لیا تھے تیرے ادا خاص ہو گئی
ہین کہ انکی بنا پر تو اپنے آپ کو اسکا مستحق سمجھنے لگا ہے - اور
یہ جو تو نے لکھا ہے کہ ہم تم دونوں عبد مناف کی اولاد ہیں -
یہانتک تو صحیح ہے - لیکن یہ بالکل غلط ہے کہ ایک کو دوسرے
پر ترجیح و تفضیل نہیں - کیونکہ نہ امیہ کبھی ہاشم کی مثال
نہیں اور حرب کو عبدالمطلب کے ساتھ برابری نہیں اور ابوسفیان
ابیطالب کی خاک تک کو نہیں پہونچ سکتا اور تو میرے مقابلہ
مین کوئی چیز نہیں ٹھہرتا اسلئے کہ تو آزاد کردہ غلام در آزاد کردہ
کا بیٹا ہے تو ارباب مہاجرین طریق کے ساتھ کہ صاحب توفیق ہین -
کب دم مار سکتا ہے - نہ تیرے لوگوں میں مسابقت و فدا کا شرف
ہوا اور نہ او ہمیت نبی کے ساتھ ہجرت کرنیکا اعزاز - اور نہ میرے
ساتھ کہ مین رسول اللہ صلعم کا بھائی - ابن عم - انکا وصی
تا مقام - انکے علم کا وارث اور جانشین ہوں - امت کی میان
کس حق و منصب کے ساتھ معارضہ کرسکتا - اور دوسرے یہ کہ
انحضرت صلعم کے ساتھ مجھکو وہی نسبت تھا ... ہارون کو

کننده برخاطرت نمیدہ نکند کہ مرا از قتال و جدال تو کلال و ملال است
واگر عرب اسعادت موافقت و متابعت من مساعدت نمودی
ہر آئینہ محنتے ممتحن شدی کہ دفع ان مشکل تر و ہیبت او
مفصل تر و حادثان در دنیا مائل تر نبود و سیعلم
الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

موسیٰ کی ساتھ تھی - اگر پیغمبری کا دروازہ بھی مسدود نکر دیا
گیا ہوتا تو جسطرح ولایت خاص مجھکو دیگئی ہے نبوت بھی مجھے
تفویض کر دی گئی ہوتی - خدائے بخشندہ نے مجھے ایات قرآنی -
اور بہت سے علوم اسرار عنایات کرکے سرپر سایہ افگن قرار دیا ہے
میری اولاد و صالح و نیکوکار بہتر سے اعقاب بدکار سے کیا علاقہ

قیاس کیا جاسکتا ہے اور تیرے دل میں اس امر کا خیال ہونا چاہیئے کہ مجھکو تیری جنگ و پیکار سے کوئی تکلیف پہونچتی ہے - اگر اہل عرب
کو میری اطاعت و متابعت کی توفیق ہوئی تو تو حقیقتا ایک ایسے سخت امتحان و مصیبت میں ہر وقت گرفتار ہوجاتا کہ اوسکا دفعیہ
مشکل تر - اور اوسکی ہیبت و خوف دشوار تر اور دنیا میں کوئی حادثہ اس سے سخت تر نہوتا اور دنیا کے لوگ جان لیتے کہ وہ لوگ جو
ظلم کر گئے کیسے اوندھے موہنہ اولٹ گئے -

یہہ ہے وہ حقیقت جو چھپ نہیں سکتی - یہہ ہے وہ حقیقت جو مٹ نہیں سکتی - معویہ نے معرکہ صفین میں اپنے دلی راز کو کیتنے
پردون میں چھپایا - اور کیسے کیسے رنگون میں رنگا دکھایا اور اوسکے ظاہری سطح پر حضرت عثمان کے خون کا شہابی رنگ چڑھایا -
وارثان عثمان کو ہٹا کر اپنے اپ کو اونکا وارث اصلی بنایا - اصلی اور حقیقی وارث و مستحق خلافت کی پاک و بے عیب ذات قدسی
صفات پر ذلیل سے ذلیل اور حقیر سے حقیر عیوب لگا کر داغدار بنایا - عرب شام کو خصوصا اور عرب حجاز و عراق کو عموما اپنی
مختلف دغابازیون اور افترا پردازیون سے اوسکی مخالفت و مخاصمت میں اوبھارا - ملک کے گوشہ گوشہ میں کشت و خون
مچایا اور صفین کے میدان میں بیشمار مسلمانون کا خون بہایا - یہہ سب کچہہ ہوا - مگر غور و تحقیق کے بعد ثابت ہوگیا کہ معویہ
کا یہہ مغویانہ طلسم ہی طلسم تھا - اخرکار اوسکے تمام طریقہ عمل کو حق کے پیکر عمل کے اگے سر جھکانا ہی پڑا اور دست سوال ٹڑھانا
ہی پڑا اور اسی کے ساتھ چونکہ اصلی مجرم تھا - اقرار جرم بھی کرنا ہی پڑا -

جناب امیر المومنین علیہ السلام کے حزم و احتیاط کی جتنی بھی وقعت نہ کیجائے وہ اوسکی اہمیت و حقیقت کے اگے کچھ بھی
نہین - اپ کے نامہ مبارک کی اخری عبارت کہ اگر اہل عراق میری اطاعت و متابعت میں اسیطرح قائم ہے تو میں تیرے سارے انتظام کو
اولٹ دونگا " کسقدر سچائی میں ڈوبی ہوئی مستقبل کی خبر ہے - اور کسقدر جلد انیوالی اہل عراق کی سرکشی اور تمرد کا پتہ دیتی ہے
اپ کی یہہ مال اندیشی اور دور بینی آپ کی اون روحانی قوت مدرکہ کا ثبوت دیتی ہے - جو صفات امامت کے متعلق تھا سکر
اپ کی ذات میں منجانب اللہ ودیعت فرمائی گئی تھی -

اس اخری مراسلت کی حرف بحرف نقل کر دینے کی ضرورت میرے موجودہ موضوع تالیف کے بالکل مطابق ہے
اسلئے کہ باب المفاخرت میں تمام تقریرین جو خاص معویہ اور اونکے متبعین کیطرف سے کی گئین اور جن میں حقوق امارت و خلافت
شجاعت - مردانگی ایفائے وعدہ استقلال ہمت - عفو و واگذاشت وغیرہ - غرض جن جن محاسن و اوصاف کا دعویٰ
کیا گیا - وہ تمام دعوے وہ تمام اوصاف اور وہ تمام استحقاق - معاویہ کے اس اخر خط اور اس اخر استدعا سے بالکل غلط
اور باطل ثابت ہوگئے -

امیر المومنین علیہ السلام نے اہل عراق کی حسن اطاعت و متابعت - اونکی استقلال و استقامت کی شرط

نکالکر - جس آنے والی فضا ے منقلب کی طرف اشارت فرمائی ہتی وہ جنگ لیلۃ الہریر کے حسب ذیل حالات سے نمایاں ہو جاے گی - اور یہہ معویہ کے فریب آمیز حلم استردیہ نے اس عراق کے دلوں مین جو مجنونانہ تمرد و سرکشی پیدا کر دی جسکی طرف بھی امیر المومنین نے شرط تحریر ی قائم کر دی ہتی - تفصیل سے معلوم ہو جاے گی اور تحقیق سے ثابت ہو جائیگا کہ معاملات مین جانبین سے کون صداقت و راستبازی سے عمل پیرا ہوتا ہتا اور کون فریب و غابازی سے

ایک اتفاقی جملہ معترضہ کا جواب

قبل اسکے کہ ہم جنگ لیلۃ الہریر کے حالات بیان کرین - ہمکو ایک اتفاقی جملہ معترضہ کا جواب دینا ضروری معلوم ہوتا ہے اسلئے کہ باوجودیکہ یہہ بحث ہماری موضوع تالیف کی بظاہر خلاف ہے مگر مذاق زمانہ کے موافق ضرور ہے - آجکل سیاسی مضامین اور سیاسی بحث و تمحیص جس شوق و دلچسپی سے پڑھی جاتی ہین وہ بالکل ظاہر ہے - غریب مولف کو دونون پہلو سنبھالنے ہین - موضوع تالیف کو مدنظر رکھنا ہے اور مذاق زمانہ بھی - غرضکہ دونون طرف تالیف کی خدمت کرنی ہے سے خیال خاطر احباب چاہیئے ہر دم ؎ انیس ٹھیس نہ لگجاے آبگینون کو

جس جملہ معترضہ کے جواب کیطرف ہم نے حوالہ دیا ہے وہ یہ ہے کہ معاویہ کا جو خط امیر المومنین علیہ السلام کے نام لکہا گیا ہے - موجودہ زمانہ کے ماہرین سیاست اوسکے سیاستدانہ مضامین کو دیکھکر - اگر اوس موقع پر موجود ہوتے تو اپنے موجودہ طریقہ و تجارب عملی کے مطابق امیر المومنین ؑ کو اوسکے قبول کر لینے اور مان لینے کی صلاح دیتے - اور اگر وہ موقع ہاتھ انکے ہاتھ نہ آیا تو اسوقت بھی واقعات کی صرف سطحی اطلاع و خبر رکھکر وہ بیدھڑک اس کہنے پر آمادہ ہو جائینگے کہ حضرت امیر المومنین ؑ کو دنیا کے پالیٹکس (Politics) نظام سیاسی مین مہارت نہین تہی - اگر ہوتی تو آپ کبھی معویہ کی اس التجا استدعا کو نامنظور نفرماتے

ہم عرض کرتے ہین کہ ایسی رائے قائم کرنیوالون کو اپنی راے کی اظہار سے پہلے جانبین کے ذاتی حالات کو پوریطور سے مطالعہ کر لینا تہا - عام لوگون سے قطع نظر کر کے اگر یہہ بزرگ حضرات - امیر المومنین اور معویہ کے باہمی اختلاف فطرت کو سمجھے ہوتے اور اسکے ساتھ دونون کے مختلف اخلاق و مذاق - اور انکے مخالف و متضاد طریقہ عمل پر پوری عبور و اطلاع حاصل فرما چکے ہوتے تو پھر بیساختہ ایسی غلط راے کی اظہار پر جرات نفرماتے اور امیر المومنین ؑ کی تجویز کو سیاسی نقطہ نظر سے خلاف مصلحت نہین کہہ سکتے تھے

سب بحثون کو چھوڑ کر اور حق و ناحق کے جھگڑون سے علیحدہ رہکر اگر صرف معویہ کے استرداد استدعا کے مسئلہ پر سیاسی نقطہ نظر سے غور کیا جاوے تو حقیقت حال یون معلوم ہوتی ہے - کہ ایک فرمانروا سے بیکوقت دو ماتحت ریاستین بغاوت پر آمادہ ہوئین - انمین سے ایک کو شکست ہوئی - اب وہی فرمانروا اوس سے فارغ ہو کر دوسری کی تنبیہ و اصلاح کیطرف متوجہ ہوا - اوس نے اپنی جنگی طیاریون سے پہلے - ریاست ماتحت کو فتنہ و فساد سے بچنے - یکجہتی و یکسوئی - صلاح و رفاہ اور استحفاظ قوانین ملکی و قومی کیطرف پھیرنا اور مائل کرنا چاہا - خط لکھے - قاصد بھیجے - کمیشن باقاعدہ روانہ کئے - اور معاصر مخالفین کے نا کامیاب نتیجون کو دکھلاکر - جو اس سے قدر و منزلت مین کم نہین تھے - متنبہ کرنا چاہا - اور عبرت دلانی چاہی مگر اس نے کچھہ نہ سنا - آخر کار ہر طریقہ و ذریعہ سے مجبور ہو کر تلوار سے کام لینا پڑا ہزارہا جانین تلف ہوئین - مگر تاہم اوس رئیس ماتحت کو افسوس نہ آیا اور نہ اپنی بغاوت پر اوسیطرح قائم رہا - لیکن اپنے ایسے وقت

خاص دو دشمنوں کے مقابل کے حملات سے عاجز آگیا - اور اسکی ہمراہی فوج بھی نصف سے زاید کٹ چکی - جو بچکی وہ بالکل بیدل اور شکستہ ہوگئی ہے - تب وہ اپنے بیشمار نقصانوں کی تلافی میں پھر اسی شے کی استدعا کرنیلگا اور پھر مرکزی حکومت سے پورے طور پر آزاد اور خود مختار کیجانیکی شرط پر اصرار باقی رکھنے لگا جن امور کی بنا پر یہ صرف کے بڑے اور ملک و قوم کو بڑے بڑے نقصانات اوٹھانا پڑے تو ایسا فرمانیکے روا رکھے سلطنت جو اسیے اور اتنے نقصانات ملکی و مالی و جانی اوٹھاکر اور اتنی بڑی سعی و کوشش بجالاکر ایسی استدعا کو قبول کرلے اور اسکو وہی شے واپس دیدے جو ان تمام مصیبتوں کا باعث ہوچکی ہو تو ایسے فرمانروا ملکی کی نسبت البتہ کہا جاسکتا ہے کہ اوسکو امور سیاسی کی دیکھ بھال اور استقلال میں بہت کم حصہ ملا ہے اور وہ اپنے مخالف کے مقابلہ میں اپنی قوت و ہمت کے اظہار سے پہلے اپنی بزدلی ضعف اور کمزوری کا اقرار کرتا ہے

جن لوگون نے اسلامی تاریخین پڑھی ہین وہ فوراً سمجھ جاتینگے کہ امیرالمومنین علیہ السلام کی خلافت مین جو مصیبتین پیش آئین اور جو دشواریان پیدا ہوئین اونکی یہی صورت تھی اور بصرہ سے لیکر شام تک کے معاملات کی بنا بغاوت کے مساوی اصول پر قائم تھی - ان مساوی حالتون مین اگر امیرالمومنین اکی موجودہ استدعا کو قبول کرلیتے تو آپ کا یہہ منظور کرلینا انکے تمام حقوق باطلہ کا تسلیم کرلینا ہے اور ممالک اسلام پر انکی پوری حقیقت اور حقیت کا اقرار کرلینا ہے اور اس تسلیم و اعتراف کے بعد معاملات بصرہ اور معرکہ جمل کے استحقاق اور جواز مین بھی یقینی شک اور شبہہ پیدا کردیتا ہے -

معویہ کی موجودہ استدعا پر کیا منحصر ہے - اس سے تین برس پہلے تو آپنے اپنی خلافت کے ابتدائی زمانہ مین مغیرہ ابن شعبہ کی رایے سے کیون اتفاق نہین کرلیا؟ اور معویہ کو امارت شام پر قائم رکھے جانیکے جواب مین

مَا كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّينَ عَضُدًا		مین گمراہون کو اپنا دست کبھی نہ بناؤن گا

کیون ارشاد فرمایا؟ اس استدعا کے قبول کرلینے سے اسلام کے قومی اور سیاسی اصول خصوصی مین فساد پیدا کرنا تھا - پھر خلافت اسلامی کسی اصول سیاسی پر قائم نہ رہتی - بہر عموماً اختیار ہوجاتا کہ چاہیے ایک ہی وقت اور زمانہ مین اسلامی خلافت پر ایک کی جگہہ دو دو - تین تین خلیفہ ہون - کچھ پروا نہین - اور ہر ہر خلیفہ کتاب و سنت کو چھوڑ کر اپنی مرضی کے مطابق کام کرے کوئی اندیشہ نہین - نہ قران کی ضرورت نہ حدیث کی احتیاج - اگر اسلام کو چودہ سو برس کے بعد بگڑنا تھا اور مدینہ کی خلافت اسلامیہ کو بیسوین صدی عیسوی مین - حجاز - یمن - عراق - شام کی موجودہ طائف الملوکی کی صورت پکڑنا تھا تو وہ اوسیوقت یہہ صورت و حیثیت اختیار کرلیتی - ایک شام مین خلافت کی مسند لگتی - ایک مدینہ مین اور ایک کوفہ مین پھر ایسی حالت مین - وہی دنیا کے وہی ارباب سیاست - وہی اصحاب حل و عقد - اگر اسلام کے برباد اور متفرق ہوجانیکی وجہہ ڈھونڈھتے اور اسکی اندرونی خرابیون کو تحقیق کی نظر سے دیکھتے - تو آج اسکی خرابی اور تباہی کی اصلی اور آخری وجہہ کس پر قائم ہوتی - اور اسکا باعث اور بانی و مبانی کون ٹھہرتا - وہی جسنے اپنے زمانہ مین اس خرابی کی بنیاد ڈالی اور جس نے اپنی سیاسی کمزوری اور انتظامی ضعف و اضمحلال کی وجہہ سے اپنے فریق کے ناجائز حقوق کو قبول کرلیا - جن کا وہ پہلے بڑی سختیون سے انکار کررہا تھا

تسلیم کرلیا جایے کہ شام کے معاملات اس استدعا پر تمام کردیے جاتے اور معویہ ابن ابوسفیان ملک شام لیکر علیحدہ

ہوجاتے

ہوجاتے تو زمانہ کے اہل انصاف امیر المومنینؑ کے اس طرز عمل کی نسبت اپنی کیا رائے قائم فرماتے - یہ تو ہر شخص جانتا ہی کہ
جسطرح جنگ صفین کے معاملات معویہ سے متعلق تھے ویسے ہی عراق کے تعلقات طلحہ و زبیر سے تھے - جیسے معویہ شام
کو مستدعی تھے ویسے ہی طلحہ و زبیر عراق کے متمنی - فرق اتنا تھا کہ معاویہ مدت سے اپنی منشا بہ علاقہ پر متصرف تھا - اور
طلحہ و زبیر مستفیض ہونے کی امید رکھتے تھے ملک شام کے تفویض کر دیئے جانے میں زمانہ کے عدالت پسند مدبر او مساوات
قائم رکھنے والے ارباب سیاست ضرور کہتے کہ جسطرح معویہ کی درخواست قبول کرلیگئی اور شام کا ٹکڑا دیدیا گیا اسیطرح
طلحہ و زبیر کو بھی حکومت عراق سپرد کر دینی عین انصاف اور مساوات کا مقتضی تھا - بلکہ انکی نسبت امیر المومنینؑ کو اپنے
سے زیادہ رعایت کرنیکا موقع حاصل تھا - کیونکہ طلحہ و زبیر دونوں آپ کی بیعت کر چکے تھے - معاویہ کو انکے برعکس ابتک انکار بیعت
پر اصرار تھا - شام کی درخواست کیجاتی ہے - مگر بیعت سے انکار ویسا ہی ہے - کیونکہ اس خط کے کھلے الفاظ میں لکھدیا گیا ہے
کہ شام کی امارت دیدیجاوے مگر بیعت سے معاف رکھا جاوے

اگر دنیا کے یہی پولیٹکس ہیں اور پولیٹیکل اصول انھیں کے نام ہیں - جنکا احترام جنکی پابندی دنیا کے تمام فرمانروان
پر واجب ہے تو ہم خیال کرتے ہیں کہ انکا سچا پابند اور پیرو فرمانروا بہت جلد اپنا ملک کھودے گا - اور تھوڑے ہی دنوں میں
وہ اپنے تمام افسران ماتحتی پر ملک محروسہ کے تمام علاقے باری باری کر کے تقسیم کر دیتا اور خود دامن جھاڑ کر مسند خلافت سے
[illegible] ہوتا - کیا اسوقت امیر المومنین علیہ السلام کے پولیٹیشین ([illegible]) ہونیکا یقین کیا جاتا ؟
جب معویہ کو شام - طلحہ کو بصرہ - زبیر کو کوفہ - عبد اللہ ابن عامر کو مکہ - ضحاک ابن قیس کو الجزائر - یعلی ابن منیہ کو یمن اور
معویہ ابن حدیج کو ممالک افریقیہ کی مسلم اور خود غصب حکومت سپرد کر دی جاتی اور صرف مدینہ پر قناعت کر کے خلیفہ عصر مرقد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر گوشہ نشینی اختیار کر کے چپکا بیٹھ رہتا - پھر اسکے بعد بھی ممکن تھا کہ تھوڑے دنوں کے
بعد کچھ لوگ ایسے بھی پیدا ہو جاتے جو ان بچے بچائے ہوئے شہروں کو بھی اوس سے علحدہ کر لیتے اور وہ اپنی مقررہ اصول پالیسی
کا خیال کر کے انکو بھی عطا کر دیتا تب جاکر اوسکا یہ طرز عمل اصول سیاست کے معیار پر کامل اترتا اور تب اوسکے یہ نظام
سیاست مقتضی عدالت سمجھے جاتے - اسکے بعد امیر المومنین علیہ السلام کی کیا صورت اور مقدار و حیثیت قائم ہوتی - فاعتبروا
یا اولی الابصار - شاید ہمارے زمانہ کے ارباب سیاست نے اوسوقت کی خلافت کو داؤد خامس - آخر خلیفہ ٹرکی کی
خلافت کے انداز و پیمانہ پر قیاس کیا ہے -

ان تمام واقعات پر خلافت کی تمام عظمت و اقتدار کو مدنظر رکھتے ہوئے اور اوسوقت کے مصالح اور ضرورت زمانہ
کا کچھ لحاظ رکھتے ہوئے ایک محقق مدبر ضرور بولدیگا اور سچ بولدیگا کہ امیر المومنین علیہ السلام نے اپنے وقت میں ان معاملات
کے متعلق جو کیا وہ ضرورت وقت کے بالکل مطابق تھا اور جو ضرورت و مصلحت وقت کے موافق کیا جاوے اوسی کا
نام پولیٹکس ہے

صفین کی جنگ اخیر لیلۃ الہریر

اوپر بیان ہو چکا ہے عمار یاسرؓ کے واقعہ شہادت کے بعد سے - فوج شام سے امیر المومنین کی فوج نے
شدید حملہ شروع ہو گئے تھے معویہ کی فوج نصف سے زیادہ کٹ چکی تھی - اوس پر اور
یہ ہوا کہ آج رات بھر لڑائی ہوتی رہی - امیر المومنین علیہ السلام بالنفس النفیس شریک جنگ تھے - بقول مورخین متفقہ

طور پر پانچسو ہتلس اور بقول علامہ ابوالسعد سمنانی آپ دو ہزار تک پہونچ گئے ہین اور یہہ مانی ہوئی بات ہے کہ جب آپ کسی مخالف کو قتل کرتے تھے تو تکبیر کہتے تھے اس حساب سے پانسو آدمی تو تنہا آپ نے قتل فرمائے۔

اتنی خونریزی پر بھی جس وقت امیرالمومنینؑ کی نظر مقتولین پر پڑتی تھی تو آپ بیحد متاثر ہوتے تھے۔ یہان تک کہ بارگاہ الٰہی مین دست بدعا ہوکر دعاے عافیت تلاوت فرماتے تھے اور مقتولین کی لاشون کا انبار کو دیکھکر ذیل کے اشعار جنکا اردو ترجمہ ذیل ہے۔ بار بار پڑھتے تھے۔

شب سیاہ کی تاریک چادر جمون پھیلی ہوئی ہے۔ راہوار سواری کے نہایت تیزی سے
بھاگ رہا ہے۔ زخمی لوگ خواب مرگ مین ہین۔ اونپر زخم چھپائے ہوئے ہین۔ نجات
پائی اللہ کون نے اور کشادگی انکی ظاہر ہے۔

معاویہ کا خوف اور اضطراب

امام ابوالسعد السمنانی۔ معجم کبیر طبرانی کی سند سے لکھتے ہین کہ معٰویہ کی خاص زبانی مرقوم ہے کہ مین اوسوقت ہرطرف سے مایوس ہوکر اپنی جان بچانے کے حیلے اور وسیلے ڈہونڈھ رہا تھا۔ اوسوقت میرے خیال مین دو باتین ہین۔ ایک تو یہہ کہ مین عبداللہ ابن عباس کے ذریعہ سے اپنا حال امیرالمومنینؑ کیخدمت مین عرض کرون اور اونکے وسیلہ سے جسطرح میرا باپ اپنی بغاوت سے آخرکار تائب ہوکر رسول اللہ صلعم کی خدمت مین اونکے باپ حضرت عباس کے ذریعہ سے پہونچا تھا اوسیطرح مین بھی اونکی وساطت سے امیرالمومنینؑ کی حضوری مین حاضر ہوجاؤن اور اون سے مکہ چلے جانیکی اجازت مانگ لون۔ دوسری یہہ کہ اگر یہہ بات میرے لئے ممکن نہو تو پھر مین قیصر روم کے پاس جاکر پناہ گزین ہون

اہل شام کا عام اضطراب

یہہ تو معاویہ کی خاص پریشانی تھی۔ فوج کی غیر اطمینانی اور انتشار کا یہہ عالم تھا۔ جیسا کہ علامہ طبری لکھتے ہین کہ اہل شام نے ہرطرح سے عاجز اکر ایکبارگی فرار مصمم کر لیا تھا۔ اونکی گھبراہٹ اور اضطراب کی یہہ نوبت پہونچ گئی تھی کہ بہت سے جوان بچے۔ اور بوڑھے لشکر شام سے نکل کر اہل عراق کو مخاطب کرکے نہایت الحاح ومنت سے فریاد کرتے تھے اور چلا چلا کر کہتے تھے کہ خدا کے لئے ان معدودے چند نفوس پر جو ہزارون مین چند ہزار باقی رہگئے ہین۔ رحم کھاؤ۔ اور عورتون اور بچون پر ترحم کرو۔ اور اب لڑائی کو تمام کرو (طبری جلد چہارم ص ۵۰۰ روضۃ الصفا جلد دوم ص ۲۴۳ مسعودی کتاب الصفین ص ۷۵)

صفین کی اصلی جنگ ختم ہوگئی :

دنیا کے بڑے بڑے جنگی اور فوجی کارنامے دیکھنے والے اور بہت سے ایسے بزرگ جنکو علمی مذاق کیطرف زیادہ توجہ ہے اور اسوجہہ سے اونھون نے اگر دنیا کی مختلف تاریخین بہین دیکھی ہین۔ صرف اسلامی واقعات ہی تک اپنی حد تحقیق کو محدود رکھا ہے تو وہ صفین کے حالات کو یہان تک پڑھکر ان معاملات کا کیا تصفیہ کرینگے۔ اورجو کہ کارزار کے ان کھلے ہوے واقعات اور جنگ وپیکار کے ان مشاہدات کو وہ کیونکر امیرالمومنینؑ کی فتح نہ کہین گے۔ ہمکو اونکے تحقیق انیق اور عقل سلیم سے یقین کامل ہے کہ وہ صفین کے حالات کو یہان تک پڑھکر بغیر کسی تحریک کے نہایت آزادی سے یہہ فیصل کر دینگے کہ اہل عراق نے اپنے حریف مقابل اہل شام کے کامل شکست پہونچانے مین کوئی کسر باقی نہین رکھی اور اسیطرح اہل شام سے لیکر امیر شام تک نے اپنی تنہائی مایوسی۔ مجبوری۔ اضطرار وانتشار کے اظہار مین کوئی دقیقہ اوٹھا نہین رکھا۔

صفین کے معاملات یہان تک الیسی تھے جنکو جنگ سے تعلق تھا اور جانبین کی قوت - ہمت اور شجاعت کے مظاہرے تھے - مگر اب اہل شام - اسکے برعکس اپنی بزدلی - کھلے فریب اور صاف صاف دغابازی اور صریح مکاری اور حیلہ سازی سے کام لینے لگے - اگرچہ انکا سامان پہلے سے ہوتا ہوا اور اسکی مختلف ترکیبین اور متفق تدبیرین برابر خفیہ طور پر جاری ہون لیکن وہ الیسی مخفی صیغہ راز مین ہوتین جنکا گمان بھی نہین کیا جا سکتا تھا - اب تو صفین کا میدان جنگ دغابازی حیلہ سازی کی طلسمی جولانگاہ بنا ہوا تھا - کہ وقت کا اعتبار ہے یا خود اپنے موجودہ انتشار سے اہل شام کو اتنی فرصت اور تنہا اطمینان کہان حاصل تھا کہ وہ اپنے اظہار مکاید سے پہلے سابق کیطرح اسکے چھپانے کی فکر کرلین تب ظاہر کرین یہان تو گردنین تلوارون کے نیچے آچکی تھین - نخیم کا غلبہ ہوچکا تہا - شکست کامل کے آثار نمایان ہوچکے تھے - کمرین بیر کمرین کس چکی گئی تھین - ضرورت کے مطابق راطلہ بھیجا جا چکا تھا - اعانی اعان الناس کی - ایمن ملبند ہوچکین تھین امانی امان اللہ کی فریادین او ٹھ چکی تھین - اب الیسے وقت مین اظہار یا غیر اظہار کا خیال کیسا - جو جسکی سمجھ مین آئے وہ کرے - جو جسکی سمجھ مین آتا ہے وہ کرے - چاہے خدا کے خلاف ہو - رسول اللہ صلعم کے ناگوار - دین رہے - مذہب جائے - اسلام جائے - ایمان پر زوال آئے - خلوص مین کمی ہو - اعتقاد مین خلل پڑے - یہ سب کچھ ہو - مگر جان بچے - اور موت کے پنجہ سے خلاصی ہو -

معمولی سپاہی سے لیکر امیر شام تک شام والون کی حالت ایک تھی - سب کے حواس جاتے تھے - وہ کسکو سمجھاتے - اب نہ اونکی زبان مین اتنی گویائی تہی اور نہ عقل مین رسائی کہ اپنی فوج کی گرتی ہوئی دیوار کو سنبھالتی - اگر اسوقت انکو کسی کا خیال تھا تو وہ صرف اپنی جان عزیز تھی - کہان کی فوج - کہان کا انتظام -

عمرعاص اور حیلہ حفاظت جان کے ساتھ ہتک قرآن

تمام تاریخون کا اسپر اتفاق ہے کہ آخرکار یہ اپنی گھبراہٹ اور انتشار مین اپنے وزیر باتدبیر عمرعاص سے کہنے لگے کہ اب کیا کیا جائے بہتر ہے وہ تیا جسکے نرالے تیرے پاس بھرے تھے کیا ہوئے - آج وہ کام نہ آئینگے تو کسدن کام آئین گے - اعثم کوفی ص ۳۳۷ ترجمہ مسعودی دہلی ص ۷۶ روضۃ الصفا جلد دوم ص ۲۴۰ تاریخ طبری جلد چہارم ص ۵۰۰ سوانحعمری علی علیہ السلام ص ۳۶۶

تاریخ طبری کے مطابق عمرعاص نے جواب دیا کہ کیا کمین کچھ کہا نہین جاتا - حیلے تو ترتیب قریب سب خرچ ہوچکے مین صرف ایک حیلہ باقی رکھا ہو وہ یہہ ہے کہ فوج شام سے کہو کہ جلد قرآن نیزون پر باندھکر بلند کردیے جائین اور اہل عراق کو دکھلاکر پکارین کہ ہم تمہارے درمیان کلام خدا کو دیتے ہین - تم لڑائی کو موقوف کردو - اہل شام نے فوراً تعمیل کی - پانچسو کلام اللہ نیزون پر بلند ہوگئے - عام اس سے کہ کلام اللہ ہو یا کلام اللہ کے الیسی کوئی اور شے - اور ہکو بلند کرکے اہل شام نے ادعو کم الی القرآن کی سرفلک چیخ پکار بلند کی - اس تدبیر بیر تدبیر نے پوری تاثیر کی اور اسکی فوری تاثیر کی اصلی وجہ وہی معویہ اور عمرعاص کی رشیددوانیان اور مخفی رشوت ستانیان تھین جو لشکر عراق مین اشعث ابن قیس کندی حصین آبن منذر مسعر ابن فدکی اور زید ابن حصین وغیرہم کے ساتھ جاری رہتین - اکثر امرا و اعیان سپاہ امیرالمومنین علی از معویہ رشوتہا گرفتہ بودند - روضۃ الاحباب واتباب السلام پہرکیا تہا - امیرالمومنین علیہ السلام کیا اگر خدا کے علام بھی سمجھانے آتا تو وہ نہ سمجھتی - امیرالمومنین علیہ السلام کو اگرکسی خبر ہوئی تو آپ نے مختلف خطبات اور متعدد تقریرون مین اہل شام کی اس کھلی مکاری اور عیاری کو روشن کردیا - لیکن اونھون نے نہ سنا - اور سنتے تو کیسے - یہان تو دین ندیتہ ہورہے تھے اور انکھین سیم وطلا سے خیرہ - ہمکو ان تمام واقعات کی ہر لنے کی ضرورت

نہین۔ اسلیے کہ یہ تفصیل ہمیرے موضوع تالیف سے باہر ہے ہمکو آل امیہ کی شجاعت۔ استقلال اور عفو و واگذاشت کی حقیقت دکھلانی ہے۔ جنکو باب المفاخرت مین طرفداران بنی امیہ اور مددگاران معاویہ نے بڑے دعوون کے ساتھ اپنی تقریرون مین بیان کیا ہے اور ان اوصاف کو بنی امیہ کی خصوصیات بتلایا ہے۔ عرب کی جنگی کارنامون مینا سفین کے معرکہائے قتال۔ بدر و احد۔ خندق و خیبر کی کارزار سے کسیطرح کم نہین ہین۔ جہان تک ہمارے موضوع سے تعلق تھا ہم نے ہر معرکہ مین پوری تفصیل سے بنی امیہ اور معاویہ کی ان صفتون پر کافی روشنی ڈال کر دکھلا دیا ہے کہ مشاہدات تاریخی سے تو انکے دعوون کے خلاف یہ اوصاف و محاسن انکے تو نہین بلکہ انکے فرد مقابل بنی ہاشم و بنی عبد المطلب کی خصوصیات ثابت ہوتے ہین جہان تک شجاعت۔ مردانگی ہمت اور استقلال۔ یا عفو و واگذاشت کو واقعات جانشینون کے حالات مین ملتے گئے ہم لکھتے گئے۔ اب یہہ حالات و واقعات تو ختم ہو گئے۔ اور مکر و فریب۔ دغا بازی و حیلہ سازی کی بدکاریان اون شجاعانہ محاسن اور مردانہ اوصاف کی جگہہ شروع ہو گئین۔ جیسا کہ ہم اوپر لکھکر بتلا چکے ہین تو اگر یہہ بدکاریان۔ بزدلیان اور خود غرضیان بنی ہاشم او بنی عبد المطلب کو کسی قول و فعل مین پائی جاتین تو ہم البتہ جانبین مین اسکے تقابل و توازن کا بھی قصد کرلیتے۔ مگر جب ایک فریق کی فطرت مین اون برائیون کا نام ہی نہین تو ہم ان واقعات کی تفصیل ہی کر کے کیا کرینگے۔

عمر عاص۔ مروان۔ زیاد بن سمیہ وغیرہم۔ معوّیہ بن و متبعین معویہ نے بڑی غلطی کی کہ مفاخرت کو دنگلون مین جہان بنی امیہ کی شجاعت و دلیری وغیرہ اوصاف کو اونکی خصوصیات بتلائی تھی وہان ان ذمائم و قبائح مین بھی اونکی عدیم المثالی اور نادر الوجودی کی ایک کڑی اونکیون نہ بڑہادی۔ اسمین کوئی شک نہین کہ انکے اس دعوے مین اونکی جیت تھی۔ اسلئے کہ شجاعت و دلیری۔ یا عفو و حلم وغیرہ کے دعوے تو اسوقت سے لیکر قیامت تک کرتے رہین۔ بنی ہاشم و بنی عبد المطلب کے آگے چل نہین سکتے اور نہ دنیا کا کوئی فرد واحد اوس سے آج سے قیامت تک مان سکتا ہے۔ ہان اپنی ان خصوصیات مین وہ اپنے مقابل سے بڑہ جاتے اور ہم خود اونکو یقین دلاتے ہین کہ اونکے مقابل حضرات بنی عبد المطلب و بنی ہاشم مین کوئی متنفس بھی انکے مقابل نہ مل سکتا اور وہ اپنے خصائص مین اون پر البتہ ترجیح بالمرجح حاصل کرلیتے۔

اس مکر و حیلہ نے گروہ خالصین کو جماعت خارجین سے علیحدہ کردیا۔ جبکہ راس الرئیس اشعث ابن قیس الکندی نکلا حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے کردہ مخلصین کی تخفظ جان اور ان بداعمالون کی مجنونانہ ہیجان اور موجودہ فتنہ و فساد کی عالمگیر فضا پر نہایت مصلحت بینی سے غور فرما کر مالک ابن اشتر کو میدان جنگ سے واپس بلا لیا اور بقول ایک غیر مسلم مورخ کے اپنی حاصل کردہ فتح کو واپس فرمادیا۔" اور گروہ خوارج کو مخاطب کرکے جو صبح سے خیمہ خاص کو گھیرے ہوئے تھے۔ ذیل کا خطبہ ارشاد فرمایا۔

یا ایہا الناس ان اخذت امری لمریزل معکم علی ما احب الیٰ ان اخذت منہم الحرب وقد واللہ اخذت منکم نکت واخذت من عدوکم فلم یترک الی وانہلک الا انی کنت امس امیر فاصبحت الیوم

اے لوگو۔ تم لوگ ابتک میری خواہش کے مطابق میرے ساتھ رہکر اس قوم کے ساتھ جنگ کرتے تھے۔ اپنا طرفین سے بہت سے آدمی کام آئے مگر زیادہ تر اسمین صدمہ دشمن کو پہونچا۔ چنانچہ ابھی ہم مین بہت سے آدمی مردان نبرد موجود ہین۔ اور اونکا حریف کا قریب قریب

و کنت ناهیا فاصبحت منهیا و قد احببتم البقاء فلیس لی ان احملکم علی ما تکرهون	قائم ہو چکا ہے۔ لیکن کل تک میں تمہارا امیر تھا اور حاکم اور آج سے تمہارا مامور ہوں اور محکوم ہے کل تک تمکو امر و نہی کرتا تھا اور آج

تم مجھکو امر و نہی کرتے ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ تم نے حیات و بقا کو دوست رکھا اور جنگ و ہلاکت سے کراہت کی اب میں اتنا مقدور نہیں رکھتا کہ تمہاری طبیعتوں کے خلاف کروں یا تم لوگوں کو اسکی تعمیل پر مجبور کروں۔ تہذیب المتین ۱۸۱

اب ہم آپ کے اس آخر خطبہ خلافت کو آپ کے اول خطبہ خلافت کو ذیل میں لکھکر مقابل کرتے ہیں اور دکھلاتے ہیں اور لفظاً بلفظ مسئلہ امامت و امر خلافت میں بیلوثی بے تعلقی اور آزادی و استغنا ویسا ہی پاتے ہیں۔ چنانچہ مورخ ابو الفدا لکھتے ہیں کہ جب تمام اہل اسلام آپ کے پاس بغرض خلافت لیکر آئے تو آپ چند احباب خاص کے ہمراہ بیت الشرف میں تشریف فرما تھے۔ تفسیر قرآن کے متعلق کچھ ارشاد فرما رہے تھے کہ اہل اسلام آئے اور استدعائے قبول خلافت لائے۔ آپ نے اونکو عرض کے جواب میں جو ارشاد فرمایا وہ یہ ہے

ایھا الناس۔ اگر تم لوگ مجھکو اپنا حاکم و امیر کرنا چاہتے ہو تو میں تمہارے اختیار میں ہرگز نہ ہونگا۔ تمہاری رفاہ و فلاح اور ترقی و اصلاح کے لئے مجھکو جو ضروری معلوم ہوگا وہ میں خود انجام کرونگا۔ میں تمہارا محکوم بنکر حاکم ہونا کبھی نہ پسند کرونگا اگر تم نے کسیوقت میری متابعت نہیں کی اور میری اطاعت سے انکار کیا تو میں اوسیوقت امر خلافت سے دست بردار ہو تمہاری ہی طرح (ایک فرد مسلم) ہو جاؤنگا۔ ترجمہ تاریخ ابو الفدا مطبوعہ مطبع انصاری دہلی ص ۱۴۴

محققین دونوں خطبوں کی عبارتوں کو ملاکر میرے بیان کی تصدیق کرلیں اور دیکھ لیں کہ امیر المومنین علیہ السلام نے امر خلافت کی نسبت جس بیلوثی و استغنا اور آزادی کا اظہار اول روز کیا تھا بالکل اوسی اس آخر خطبہ خوارج میں بھی اوسی بے غرضی بے سروکاری اور آزادی مطلق کا مظاہرہ فرمایا۔ باب المفاخرت میں بنی امیہ و معاویہ کے موئدین نے اپنی تقریروں میں اپنے جن استقلال عملی اور آزادی کے دعوے کئے ہیں جو شہادات تاریخی کے معیار پر سوائے زبانی لفاظی کے عملی واقعات کیصورت میں نہیں وہ فخر بنی ہاشم و بنی عبد المطلب حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے اس استقلال عملی و آزادی کی عدیم المثال مثال دیکھکر سرگریبان ہونا و یقین کرلیں کہ قدرت کیطرف سے وہ ان تمام محاسن و اوصاف سے ابد الآباد تک محروم رکھے گئے ہیں اور صرف یہ تمام کمالات و فضائل انھیں حضرات قدسی صفات کی خصوصیات قرار دیے گئے ہیں وَاِنَّ هٰذَا فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ وَ

اِنَّهٗ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ۝

ابتدائے قصہ تحکیم — اب تو عمر و عاص کی زنبیل عیاری کھل گئی تھی۔ اور اوسکے اثر کیساتھ ہر طرف پھیل چکی تھی اور ہر امر میں اوسکے کامل اثر نمایاں تھے۔ جب تحکیم کا مسئلہ پیش ہوا تو پھر امیر المومنین علیہ السلام کیطرف سے گروہ خوارج کو بتلا دیا گیا کہ اہل عراق کیطرف سے ابو موسی الاشعری کو حکم مقرر کرنا کسیطرح مناسب و مفید نہوگا۔ اونکی جگہہ پر عبد اللہ ابن عباس مقرر کئے جاویں۔ عذر ہوا کہ آپ کے عزیز ہیں۔ ارشاد ہوا کہ مالک ابن اشتر کو مقرر کرو۔ نامنظور ہوا۔ اور کیونکر نہوتا۔ وہاں تو ابو موسی الاشعری کی نامزدگی کے اوپر پہلے ہی سے بڑی بڑی رشوتوں کی قیمتیں شیر مادر ہو چکی تھیں اور بڑے بڑے انعامات و عطایات کے وعدہائے واثق المضاعف تھے۔ ایسی حالت میں امیر المومنین علیہ السلام کے نامزد کئے ہوئے کیسے منظور ہوتے۔ امیر المومنین کا ابو موسی کے تقرر سے انکار کا سبب ظاہر ہے۔ امام عبد البر استیعاب میں لکھتے ہیں

کان ابو موسی منحرفا عن علی رضی اللہ عنه	ابو موسی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منحرف تھے۔

ہم پہلے لکھہ چکے ہیں کہ امیر المومنین علیہ السلام معاملات خوارج سے علیحدہ ہوچکے۔ مگر ہان ابتک انکی غلط کاریون کے موقع پر انکو صرف اپنی صائب رائے بتلاتے تھے جیسا کہ ابتدا آپنے قصہ تحکیم مین ابوموسی اشعری کے انتخاب کی غلطی سے مطلع فرما دیا تہا۔ وہ سمانے جو نتیجہ ہوا اور عمر عاص نے ابوموسی کو بیوقوف بناکر اپنا کام نکال لیا۔ وہ مورخ ابوالفدا کی اصلی عبارت مین حسب ذیل ملاحظہ ہو۔

وانتقی الحکمان فدعی عمروا اباموسی ان یجعل الامر الی معاویۃ فابی ودعا ابوموسی عمروا ان یجعل الامر الی عبد اللہ ابن عمر بن الخطاب فابی ثم قال وما تری انت فقال نری ان نخلع علیا ومعاویۃ ویجعل الامر شوری بین المسلمین فاظہر لہ عمرو ان ہذا ہو الرای ووفقہ ثما قبلا الی الناس نقد اجتمعوا وقال ابوموسی ان اینا قد اتفق علی امر نرجو بہ صلاح ہذہ الامۃ فقال عمرو صدق تقدم فتکلم یا اباموسی فلما تقدم لحقہ عبد اللہ ابن عباس فقال لہ ویحک واللہ لقد اظن خدعک ان کنتما فقد اتفقتما علی امر فقدمہ قبلک فانی لا امن ان یخالفک فقال ابوموسی شد اتفقنا فحمد اللہ واثنی علیہ وقال ایہا الناس انا لم نری اصلح الامر ہذہ الامۃ من امر قد اجتمع علیہ رای ورای عمرو وہو ان نخلع علیا ومعاویۃ ونستقبل ہذہ الامۃ ہذا الامر فیولوا منہم من احبوا وانی قد خلعت علیا ومعاویۃ فاستقبلوا امرکم وولوا علیکم من رائیتموہ لہذا الامر اہلا ثم تنحی واقبل عمرو فقام مقامہ وحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال ان ہذا قد قال ما سمعتم وخلع صاحبہ کما خلعہ واثبت صاحبی فانہ ولی عثمان والطالب بدمہ واحق الناس بمقامہ فقال لہ ابوموسی مالک لا وفقک غدرت و فجرت فرکب ابا موسی ولحق بمکۃ حیاء من الناس و انصرف عمرو واہل الشام الی معاویۃ فسلموا علیہ بالخلافۃ ومن ذلک الوقت اخذ امر علی فی الضعف وامر معاویۃ فی القلبہ قال العلامۃ الراغب

جب جانبین کے حکم ایک مقام (دومۃ الجندل) پر جمع ہوئے تو عمر عاص نے ابوموسی اشعری سے استدعا کی کہ وہ معویہ کو خلیفہ تجویز کرین مگر ابوموسی نے انکار کیا۔ اسیطرح ابوموسی نے عمر عاص سے استدعا کی کہ عمر ابن خطاب (عبد اللہ ابن) خلیفہ مقرر کیئے جاوین لیکن عمر عاص نے اسکو نہ مانا بعد ازان ابوموسی سے پوچھا کہ اب تمہاری کیا رایسے ہے۔ ابوموسی نے کہا کہ میری تو یہ رائے ہے کہ علی اور معاویہ دونو معزول کیئے جاوین اور خلافت کا مسئلہ مسلمانون کی مشورت پر چھوڑ دیا جاے۔ عمر نے اس رائے کی تحسین کی اور کہا کہ مجکو تمہاری رائے سے اتفاق ہے۔ یہ گفتگو کرکے دونون شخص فریقین کی مجمع مین آئے ابوموسی نے لوگون سے مخاطب ہوکر کہا کہ ہم دونون ادمیون کی رائین ایک ایسے امر پر متفق ہوئی ہین جو صلاح امت پر مبنی ہین۔ عمر عاص نے اسکی تصدیق کر کے ابوموسی سے کہا کہ جو رائے تم نے قائم کی ہے سب کے سامنے بیان کرو۔ ابوموسی اگے بڑھے تو عبد اللہ ابن عباس نے اون سے کہا کہ اگر عمر عاص نے تم پر یہ ظاہر کیا ہے کہ اوسکو تمہاری رائے سے اتفاق ہے تو واللہ مین خیال کرتا ہون کہ اوس نے تمکو دھوکا دیا اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پہلے عمر عاص ہی کو تقریر کرنے کا موقع دو ورنہ پچھتاؤ گے ابوموسی نے اس پر کوئی اعتنا نہین کی اور کھڑے ہوکر بعد حمد وثنائے الہی کہا۔ ایہا الناس۔ مین مسلمانون کے لئے اس سے بہتر زیادہ صلح کی اور کوئی بات نہین دیکہتا کہ جس پر میری اور عمر عاص کی رائے متفق ہوچکی ہے۔ وہ یہ ہے کہ معویہ اور علی دونو علیحدہ کردیئے جاوین اور مسلمانون کا گروہ غور کرنیکے بعد جسکو چاہے خلیفہ مقرر کرلے لہذا مین نے علی اور معویہ دونون کو معزول کیا۔ اب تملوگ غور کر کے جسکو چاہو خلیفہ مقرر کرلو۔ یہ کہکر ابوموسی پیچھے ہٹے اور عمر عاص نے حاضرین کے سامنے کھڑے ہوکر حمد وثنائے خدا کے بعد کہا کہ جو کچھ ابوموسی نے کہا وہ تملوگون نے سنا پس جبکہ ابوموسی نے علی کو علیحدہ کردیا جس سے مجھے بھی اتفاق ہے لہذا مین بھی علی کو علیحدہ کرتا ہون اور معویہ کو خلیفہ مقرر کرتا ہون

فی المحاضرات انما غلب معویة علیاً لانه غایة الادراک الحاجة بالحیلة حل او حرم ثم لم یبالی بالدین ولا تفکر فی سخط الرب العلمین وعلیؑ لم یستعمل من الحیل الا من حل

کیونکہ وہ عثمان کے ولی اور انکے خون کا طالب ہی اور دوسرون سے زیادہ اونکی قائمقامی کے مستحق۔ یہہ سنکر ابوموسی نے عمر عاص سے کہا کہ خدا تجھے توفیق ندیے۔ تونے سخت غداری کی اور بدکاری کی یہہ کہکر اوسیوقت ابوموسی سوار ہوئے اور شرم کے مارے مکہ چلے گے

اور عمر عاص نے اہل شام کے ساتھہ معویہ کے پاس جاکر خلافت کا مژدہ دیا۔ (موٴرخ ابو الفدا لکھتے ہین) اسیوقت سے حضرت علیؑ کے امر مین ضعف اور معویہ کے امر مین قوت اگئی۔ علامہ راغب کتاب محاضرات مین لکھتے ہین کہ معویہ کو حضرت علی پر تفضل اسوجہہ سے غلبہ حاصل ہوگیا کہ معویہ ہر حیلے سے اپنا ہر کام نکال لیتا تہا۔ چاہیے وہ حیلہ حلال ہو یا حرام۔ کیونکہ معویہ کو نہ دین کی پروا تھی نہ خدا کا خوف تھا اور حضرت علیؑ کسی حیلہ ناجائز کو کام مین نہین لاتے تہے۔

حضرت امام حسنؑ کی شکست امارت مین معویہ کے مکر و فریب

معویہ کو جو توقع تہی وہ اپنی فریب و دغابازی سے اور جو امید تھی وہ اپنے مکر و حیلہ سے چنانچہ شاہدات تاریخی نے اوسکے اس کلیہ کو ثابت بھی کردیا میدان قتال مین نہ زور شمشیر اونکے کام اسکا۔ نہ حسن تدبیر جو کچہہ چاہا کام نکلا۔ وہ اوسی عالم فریبی سے جو اونکے فطرت کا تمغائے شرافت تھی۔

لشکر امام حسن مین سازش اور اغوا

حضرت امام حسن علیہ السلام نے بعد امیر المومنینؑ کے تمام مسلمانون نے بیعت کی (روضۃ الاحباب) بیعت کے بعد امام حسنؑ نے معاویہ سے مقابلہ کا قصد مصمم کرکے کوفہ سے کوچ کیا اور لشکر کے ساتھہ مدائن مین قیام فرمایا۔

تاریخ ابن واضح مین مرقوم ہے۔

کان معویہ یدس الی العسکر الحسن من یتحدث ان قیس بن سعد قد صالح معویة و توجه الی عسکر قیس من یتحدث ان الحسن قد صالح معویه (الی ان قال) فاضطرب العسکر

معویہ نے یہہ خفیہ کارروائی کی کہ ایک شخص کو مدائن بھیجا جہان امام حسنؑ مقیم تھے اور وہان اوس نے یہہ مشہور کرایا کہ امام حسنؑ کے سپہ سالار قیس بن سعد نے معویہ سے صلح کرلی اور اسیطرح دوسرے شخص کو قیس کے لشکر مین بھیجکر وہان یہہ شہرت دلائی کہ امام حسن علیہ السلام نے معویہ سے صلح کرلی

جب دونون جگہون مین یہہ خبر شایع ہوئی تو امام حسنؑ کے لشکر اور توابع مین سخت اضطراب پیدا ہوگیا

تاریخ ابن کامل ابن اثیر مین ہے۔

فنادی المنادی فی العسکر بالمدائن الا ان قیس قد قتل و انفروا فنفروا بسرادق الحسن فنهبوا متاعه حتے نازعوه بساطا کان تحته

مدائن مین لشکر امام حسنؑ مین ایک منادی نے ندا کی کہ قیس ابن سعد تو قتل کردئے گیے اب تم سب کو لازم ہو کہ یہان سے بھاگ جاؤ۔ یہہ سنتے ہی لوگون نے امام حسنؑ کا کل اسباب لوٹ لیا او خیمہ کی قناتین وغیرہ بلکہ وہ فرش تک جس پر آپ بیٹھے ہوئے تہے لیکر بھاگ گئے

حضرت عبد اللہ ابن عباس اور معاویہ سے سازش

صفین کے واقعات ہی سے اہل عراق کو دھڑا دھڑ رشوتین دیجارہی تھین۔ دنیا کے بندے پیٹ کے غلام کھلی کھلی ایمان فروشی کررہے تہے بیت المال مسلمین معویہ کا عین المال تھا وہ فی الحال اسی خرچ کے لئے گویا وقف تہا۔ صفین سے لیکر اسوقت تک کتنی رقم اس مصرف خاص مین صرف ہوئی تہی۔ حساب نہین ہوسکتا

بالکہ واقعات تو یہ بتلاتے ہین کہ معاملات صفین سے زیادہ اسوقت رشوت کا بازار گرم ہو رہا تھا۔ صفین کے معاملات تک تو ہلکے سے پردے کی اوٹ بھی تھی۔ اور اب آج کل تو کھلے خزانون بڑی بڑی رشوتون کی لین دین جاری تھی۔

نے اپنے بہر جانبین تو عزیزون کی شکایت کیا ہے۔ ملا مجلسی علیہ الرحمہ جلاء العیون مین لکھتے ہین کہ کوفہ سے چلتے وقت حضرت امام حسن علیہ السلام نے عبداللہ ابن عباس کو چار ہزار فوج کے ساتھ مقدمۃ الجیش بنا کر بھیجا تھا۔ مدائن پہونچکر قیس ابن سعد ابن عبادۃ الانصاری کو بارہ ہزار کی جمعیت سے معاویہ کے مقابلہ کو روانہ فرمایا تھا۔ اور خود دس ہزار کی جمعیت کے ساتھ مدائن مین قیام فرما تھے۔ اور حریف کی طرف سے شروع جنگ کا انتظار فرما رہے تھے۔ عبداللہ ابن عباس کی فوج معویہ کی فوج سے متصل تھی اور گویا لشکر شام کی راہ روکے تھی اور قیس کا ماتحتی لشکر دیلم پیچھے حدود عراق مین پڑاو ڈالے تھا۔ طرفین سے خاموشی تھی اور کوئی آگے بڑھنے کی حرکت نکرتا تھا۔ دو تین ہفتون تک یہی کیفیت رہی۔ اسی اثنا مین اپنی رشیدہ اینون اور رشوت ستانیون کا کافی موقع مل گیا انھون نے بڑی کشادہ دلی سے بڑی بڑی رقمین اہل عراق کو دین اور ان لوگون نے بھی بڑی کشادہ دستی سے قبول کرلین۔ ملا علیہ الرحمہ لکھتے ہین کہ معویہ نے بڑی دلیری اور آزادی سے حضرت امام حسنؑ کے پاس ایک طول و طویل فہرست جسمین رشوت لینے والون کے نام اور وہ رقمین جو انکو دی گئی تھین تفصیل سے درج تھین بھجوادی۔ پھر اوسی کتاب مین ہے کہ امیر شام نے عبداللہ ابن عباس کے پاس ایک قاصد دو ہزار دینار کے ساتھ روانہ کرکے یہ کہلا بھیجا کہ نصف رقم اسوقت حاضر ہے نصف جب آپ چلے جاینگے تو پیشکش کی جایے گی۔ قاصد کے آتے ہی اور دو ہزار کی رقم پاتے ہی انکے قدم مین بھی لغزش مین آگئے اور یہ اوسی رات کو روپوش ہو کر معویہ کے پاس چلے گئے

تاریخ طبری فارسی مین انکے واقعہ کو حسب ذیل عبارت مین لکھا ہے۔

عبداللہ ابن عباس نامہ کرد بمعاویہ تا انکہ زود تر نزد او بشود بران شرط کہ شما از بیت المال بصرہ ازاو نخواہید۔ معویہ اجابت کرد۔ عبداللہ ابن عباس بشام رفت با آن خواستہ کہ داشت و از انجا بمکہ رفت

عبداللہ ابن عباس نے خود معویہ کو لکھ بھیجا کہ ہم بہت جلد تمہارے پاس چلے آنے والے ہین مگر اس شرط پر کہ بیت المال بصرہ مین جو کچھ بھی ہو وہ مجھہ سے طلب نکرو۔ معویہ نے فوراً قبول کرلیا اور عبداللہ ابن عباس تمام مال و اسباب کے ساتھ شام چلے گئے اور وہان سے مکہ چلے آیے

طبری ج ۴ ص ۶۰۲

صلح سے لیکر وفات تک کے حالات

انھین اسباب نے حضرت امام حسن علیہ السلام کو آخرکار صلح قبول فرمالینے پر مجبور کردیا۔ اور حسب ذیل شرائط پر صلحنامہ لکھکر جانبین سے دستخط ہوگئے۔

(۱) معویہ درمیان امت کتاب خدا و سنت رسولخدا صلعم کے موافق عمل کرے گا۔

(۲) معویہ اپنے بعد کسیکو خلیفہ نکرے

(۳) شام و عراق و یمن و حجاز ہر جگہہ کے لوگ معویہ کے شر و غدر سے امن مین رہینگے۔

(۴) جناب امام حسن علیہ السلام اور حضرت امام حسین علیہ السلام اور جمیع اہلبیت و خویشان رسولخدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے معویہ کوئی مکر و غدر نہین کرے گا۔ اور نہ مہنہان و آشکارا انکو کوئی ضرر پہونچایے گا۔

(۵) اصحاب علی اور شیعہ اپنی جان و مال اور اہل و عیال کے ساتھ مطمئن رہینگے

(۶) خراج ملک سے ہر سال پچاس ہزار درہم معویہ حضرت امام حسن علیہ السلام کی خدمت مین پہونچاتا رہے گا۔ اور علاقہ دارابجرد

اہلبیتؑ کی گذران کے لئے واگذاشت کر دیا جائے گا
(۷) جناب امیرالمومنین علیہ السلام کو قنوت نماز میں یا او کسی موقع پر برا نہین کہا جائیگا۔
صلحنامہ کے یہہ شرایط تھے - ان شرطون مین سے معاویہ نے ایک شرط بھی پوری نہین کی تاریخ کامل ابن اثیر مین
لم یف له معاویه بشی مما عاهد علیه   معویہ نے کسی عہد پر بھی وفا نہین کی جسکا اس نے اقرار کیا تھا -
تاریخ کامل ابن اثیر کے علاوہ - تاریخ ابوالفدا - تاریخ طبری - تاریخ مسعودی - تاریخ ابن اعثم کوفی - تاریخ روضۃ الصفا
روضۃ المناظر - ریاض النضرہ - کنز العمال اور تذکرہ خواص الامۃ وغیرہ تمام کتب تاریخ سیر و احادیث مین بالاتفاق
یہی لکھا ہے کہ معویہ نے ان شرطون مین سے ایک شرط پر بھی وفا نہین کی -
تمام شرطون کی تفصیلی عہد شکنی تو کتاب سبز چمن - سوانح عمری حضرت امام حسنؑ علیہ السلام مین بیان ہو چکی ہے
اونکے دہرانے کی ضرورت نہین - ہمکو صرف تین شرطون کی عہد شکنی اور خلاف ورزی کی تفصیلی کیفیت دکھلانی ہے جسکو
ہمارے موجودہ موضوع کتاب سے پورا تعلق ہے - او تین سے معویہ اور اونکے موئدین کے دعوے بنی امیہ کی اوس عفو درگذاشت -
لطف و مراعات اور بنی ہاشم و بنی عبدالمطلب پر غلبہ پاکر اونکے ساتھ رواداری و مساوات کے زعم باطل قطعاً باطل ہو جاتے ہین
اور جھوٹے ثابت ہوتے ہین

صلحنامہ کی وہ تین شرطین جنکے تفصیلی بیان کی مجھ ضرورت ہے - وہ حسب ذیل ہین -

(۱) معویہ اپنے بعد کسی کو خلیفہ نکرے
(۲) شام - عراق - حجاز - یمن اور ہر جگہہ کے شیعہ اور اصحاب علی علیہ السلام معویہ کے خوف سے اپنے جان و مال کے ساتھ
ہمیشہ مطمئن رہینگے -
(۳) جناب امام حسنؑ و امام حسین علیہما السلام اور جمیع اہل بیت اور اقربائے حضرت رسولخدا صلعم سے معویہ کوئی غدر اور مکر نہین کریگا
اور پنہان و آشکار انکو کوئی صدمہ نہ پہونچائے گا

شرط اول کی   اب ہم معویہ کیطرف سے ان شرطون کے پوری نہ کئے جانیکے حالات قلمبند کرتے ہین -
اصلی صورت   اپنے بعد معویہ کسیکو خلیفہ نکریگا - اول تو یہہ شرط کے الفاظ تھے - شرط مرقومہ کے الفاظ یہہ تھے - کہ
معویہ اپنے بعد کسیکو اپنا خلیفہ مقرر نہین کریگا - بلکہ اپنے بعد یہہ خلافت امام حسنؑ یا جو اہل بیت مین موجود ہوگا اوسکو واپس
دیدیگا - ہم اس بحث کو معتبر اسناد کے ساتھ کتاب سبز چمن سوانحعمری حضرت امام حسنؑ مین لکھ چکے ہین - ہمارے ناظرین کو
یاد رکھنا چاہئیے کہ اس شرط کو صرف متقدمین علما مثل امام قتیبہ دینوری - امام عبدالبر مکی اور علامہ ابن حجر ہی نے نہین لکھا ہے
بلکہ علماے متاخرین نے بھی آجتک اسکو برابر نقل کیا ہے - چنانچہ ہمارے فاضل قدر معاصر خواجہ عبیداللہ امرتسری بھی اپنی کتاب -
ارجح المطالب مین حافظ ابن حجر کی فتح الباری سے عبارت لکھکر تحریر فرماتے ہین
معلوم ہوتا ہے کہ اسی کے خوف سے امیر معاویہ نے جناب امام حسن علیہ السلام کو زہر دلوایا تھا کہ اگر آپ معویہ کے بعد
زندہ رہے تو میرے بعد حسب عہد نامہ خلیفہ بن جائینگے اور میرا بیٹا یزید خلافت سے محروم رہجائیگا - ارجح المطالب
ہمارے دوسرے معاصر جو فی زماننا شریعت و طریقت دونو فضیلتون پر ممتاز ہین امام قتیبہ کی کتاب الامامۃ والسیاست

کی عبارت لکھکر بھی ایسے قائم فرماتے ہین شہادت حسینؑ مولفہ حسن صاحب بھلواروی۔ درگاہ خرد۔ بھلواری ضلع پٹنہ۔

اسلامی مورخین کے علاوہ یورپ کے محققین بھی جنکی گہری تحقیقات دنیا مین مشکل سے اپنا جواب رکھتی ہے۔ الیساہی لکھتے ہین مسٹر اسبرن (osborn) اپنی لائف اف ہارون الرشید مین خلفاے راشدین کا ذکر کرتے ہوے جناب امام حسن علیہ السلام کی صلح کے متعلق اس شرط کو اوسیطرح لکہا ہے جسطرح اوپر لکہی گئی ہے اور ہمارے معتبر و مستند معصر مولوی احمد حسین صاحب رہتکی مترجم سیرۃ الہارون نے ترجمہ فرماتے ہوے مسٹر اسبرن کی اون تمام تحریرات پر نوٹ دیا ہے جنکو اپ نے اسلامی اعتقادات و تحقیقات متفقہ کے خلاف پایا ہے۔ مگر اس شرط کے تذکرے مین مسٹر اسبرن کی عبارت پر کوئی نوٹ نہین دیا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ بات لائق مترجم کے وسیع تحقیقات مین بھی ہے یا ملا الیساہی ہے اور جو کچھ مسٹر اسبرن نے اسلامی تاریخون سے لیا ہے اوسی پر احاد معتبرہ اسلام کے جملہ علما ے سواد اعظم کا اتفاق ہو چکا ہے۔

دوسری صلح شیعان علیؑ کی جان و مال اور اہل و عیال کی حفاظت۔ اس شرط کی اصلی عبارت ہم اوپر لکھ چکے ہین اب ہمکو یہ ثابت کرنا ہے کہ معاویہ نے اس شرط کو کہان تک پورا کیا ہے اسکی تفصیل بھی سر و چمن مین ہو چکی ہے۔ مختصراً کچھ عرض ہے۔

معویہ کی حکومت شیعان علیؑ اور دوستداران اہلبیت کے لئے ایسی سخت مصیبت تہی جس سے بقول مسٹر اسبرن نہ تنہا شیعون کو بلکہ تمام دنیا کو نکلا چھڑانا مشکل تہا۔ انکے محفوظ و مطمئن رکھنے اور اونکے ساتھ امن و امان کے سلوک قائم کرنیکے برخلاف معویہ نے ان لوگون کو قلمرو اسلامی مین انکو ڈہونڈ ڈہونڈ ہکر قتل کروایا سُولیان دلوائین۔ انکے گھر کھدوا کر پھنکوا دیے۔ ملکی دفاتر اور محکمجات سے انکے نام کٹوا دیے گئے۔ انکے مقررہ وظائف ضبط ہوے۔ انکی جاگیرین چھین لی گئین۔

ان مظالم کی تفصیل مین جو فرامین معویہ کے باب الحکومت سے جاری ہوے اونکی عبارت امام ابوالحسن علی بن محمد مدائنی کی کتاب الاحداث کی فارسی ترجمہ سے بجنسہٖ ذیل مین نقل کیجاتی ہے جب امر سلطنت معویہ کے لئے مرتب ہوگیا تو اوس نے اپنی تمام عمال ماتحت

چون امر سلطنت بر معویہ مستقر الستیاد۔ فرمانگزار نویش را در امصار و دیار فرمان داد کہ برئت الذمۃ ممن روی شیئا من فضل ابوتراب و اہلبیتہ۔ عہد خویش شکستم و حبل بیعت و پیمان خود گسستم از انکہ از فضائل علی ابن ابی طالبؑ و اہل بیت او سخنی بر زبان آرد و حدیثی روایت کند۔ چون این خبر در بقاع و بلاد پراگندہ گشت در ہر بقعہ و بلدہ خطیبے بر منبر عروج داد نخستین زبان بلعن و شتم علی و اہلبیتؑ کشادہ براءت از آنحضرت جست و خاصۃً در کوفہ کہ شیعان علی از دیگر جا اینجا زیادہ بودند۔ زیاد ابن ابیہ کہ در انوقت حکومت کوفہ و بصرہ داشت و شیعان علی علیہ السلام را خوب می شناخت از مرد و زن چہ از شیخ و کودک۔ چہ اکہ سالہا سال در شمار عمال علیؑ بود و الشیان را بتمامی شناخت و منزل و ماوای الشیان را ہر چند در زاویہ ہا و بیغولہا بودند نیکو میدانست

کو بلاد و امصار مین فرمان جاری کر دیا کہ میرے قلمرو مین جو شخص علیؑ اور اپ کے اہلبیت علیہم السلام کے فضائل بیان کریگا یا اون لوگون سے کوئی روایت کرے گا تو مین اوس سے اپنے سب عہد و اقرار اوٹھا لونگا جب یہ فرمان شہر و قصبات مین پہونچا تو ہر مقام پر خطیب منبر پر گیا۔ پہلے اوس نے حضرت علیؑ اور اپ کے اہلبیت پر لعن کی (نعوذ باللہ) اور ان لوگون سے اپنی براءت ظاہر کی اور خاصکر کوفہ مین (سب سے زیادہ ظلم ہوے) جہان تمام شہرون سے زیادہ شیعہ بستے تہے اور زیاد ابن ابیہ جو بصرہ اور کوفہ کا حاکم تہا اور شیعان علی کو خوب پہچانتا تہا۔ کیونکہ حضرت علیؑ کے ایک عامل کی حیثیت سے وہان مدتون رہچکا تہا اور اگرچہ وہ لوگ دور دراز گوشہ نشین اور غیر متعارف مقامون مین رہتے تھے۔ لیکن تاہم زیاد انھین خوب پہچانتا تھا۔ ان غریبون پر اس لیے

دست تطاول دراز کرد و همگان را دستگیر ساخت و با تیغ در گذرانید جماعتی را میل درکشید و نابینا ساخت و گروهی را دست و پا برید و از شاخهای نخل در آویخت گروهی در مغاکها و شکافهای کوهسارها متواری شدند و یک تن از شناختگان شیعیان علی علیه السلام در عراق بجا نماند۔

اوس نے انکو ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر ظلم و ستم کے ہاتھ صاف کئے اور ان سب کو اسیر کر لیا اور بہت سوں کو تلوار کے گھاٹ اوتارا انمین سے ایک جماعت کی آنکھون مین سلائیان پھروا دین اور اندھا کروا دیا اور بہتون کو درختون مین لٹکا کے پھانسیان دلوا دین اور جو لوگ بچ نکلے وہ بھاگ بھاگ کر دور دراز پہاڑون اور غارون مین چھپ گئے غرضکہ شیعان علی اور اونکا چاہنے والا ایک بھی عراق مین باقی نہ چھوٹا

یہ تو کوفہ کی شیعہ آبادی پر ستم ڈھائے گئے اب بصرہ کے شیعون کی مصیبتین ملاحظہ ہون۔

زیاد ابن سمیہ سمرہ ابن جندب را قائم مقام خود کرد و بکوفہ مراجعت نمود و سمرہ هشت هزار از مردم بصره را بی‌جرم گردن زد و در میان ایشان چهل و هفت کس حافظ و قاری تمام قرآن بودند و جرم و تقصیر این جماعت حب علی ابن ابی طالب علیه السلام بود بلکه بعض را محض بتهمت از شیعیان علی بودن سر گرفتند

زیاد نے سمرہ ابن جندب کو بصرہ مین چھوڑ کر کوفہ چلا آیا اور اوسکے بعد سمرہ نے آٹھ ہزار شیعون کو منجملہ اور اوسکے جو بصرہ کے رہنے والے تھے قتل کرا دیا۔ انمین سینتالیس بزرگ حافظ اور قاری تمام قرآن کے تھے۔ ان لوگون کا جرم صرف محبت علی تھی بعض لوگون کو صرف شیعہ علی ہونے کی تہمت پر قتل کرا دیا گیا

معاویہ نے ایک دوسرا فرمان اس مضمون کا بھی شایع کرایا۔ وہ یہ ہے۔

نیک نگران باشید در حق کسیکه استوار افتاد که از دوستدار علی ابن ابیطالب و محبان اهلبیت اوست نام او را از دیوان عطایا که از بیت اموال مقرر است خط محو بر کشید و ساقط سازید و وظیفه او را اجرا ندهید و انقدر بهم رضا نداد بلکه خطی دیگر نگاشت که هر کس را بدوستی علی و اهلبیت علیهم السلام او متهم سازند هر چند که استوار نباشد و گواهی بر این معنی حاضر نشود بمحض تهمت دست خوش نقمت سازید و سر از تنش بردارید

اچھی طرح اسکا خیال رکھو کہ جو شخص شیعہ علی اور دوستدار اہلبیت علیہم السلام ہونا ثابت ہو اوسکا نام وظیفہ یابان بیت المال کی فہرست سے کاٹ دو اور وظیفہ مقررہ اسکا بند کر دو اسی پر منحصر نہین بلکہ ایسے لوگ بھی قتل کر دئیے جاوین جو دوستی علی و اہلبیت مین صرف متہم ہون ہر چند یہ تہمت ثابت بھی نہو اور اس امر پر کوئی شاہد بھی موجود نہو۔ صرف اسی تہمت پر اونکے سر اوڑا دو

اس شاہی فرمان کی اجرا و اعلان سے شیعون کی غریب جانون پر کیا گذری اوسکی تفصیل یہہ ہے۔

چون این حکم از معاویه پراگنده شد عمال و حکام او بر قتل شیعیان علی علیه السلام بر داختند و بسیار کس را بتهمت نا راست و گمان سست با تیغ در گذرانیدند و خانهای ایشان را خراب ساختند چندانکه بسیار افتاد که مردی اینکه ببیند لشیه و معنی کلمه را سنجیده باشد سقطه در کلام او افتاد که حمل بر حب

جب یہ حکم معویہ کا جاری ہوا تو اوسکے عمال و حکام شیعون کے قتل پر آمادہ ہوے اور بہتون کو جھوٹی تہمت پر تلوار کے گھاٹ اوتار دیا اور اونکے گھرون کو مسمار کر دیا۔ یہانتک نوبت پہونچی کہ اگر کسی شخص نے بغیر سوچے سمجھے کوئی ایسی بات کہدے جس سے اوس پر حب اہلبیت علیہم السلام کا گمان ہوا تو

اہلبیت علیہم السلام توان کرد نے آنکہ از او بیچ چند سرش را بتیغ ازتن بر نمی داشتند چنان افتاد کہ شیعۂ علی علیہ السلام چون بخواست با رفیقی موافق و صدیقی موثق سخنی بگوید او البتہ آیت خلوتش در می آمد و از ایشان حجرات و حجابات می نشست و بیرون خادم و طوئی تسیر در می بست آنگاہ باو با ایمان مغلظہ سوگند میداد کہ اکنون ضمیر مکتوم سر بیچ بیرون نیفگند پس با تمام خوف و دہشت حدیثی را روایت میکرد ناسخ التواریخ جلد ششم مطبوعہ بمبئی بسناد امام ابوالحسن والشبان نیابر سنا د صحیح مسلم باب الفتن

اوسکا نتیجہ اوس صورت میں ظاہر ہوا اور کیا گیا یہ تو یہ حالت ہوئی کہ جب کوئی شیعۂ علیؑ اپنے کسی سچے دوست سے یا اپنے کسی معتمد احباب سے بھی کوئی بات کہنا چاہتا تھا تو اوسکو اپنے گھر لیجاتا تھا اور تمام گھر کے پردے چھوڑ کر خلوت میں بیٹھتا تھا اور گھر کے غلام و نوکر بھی اندر آنے نہ دیتے باتے تھے پھر اپنے دوست سے اوس راز کے افشا نہ کرنے کی غلیظ قسمیں لیتا تھا تب کوئی بات اوس سے کہتا تھا یا کوئی حدیث اوس سے روایت کرتا تھا۔

تیسری شرط صلحنامہ　　حضرات امام حسنؑ و امام حسینؑ علیہما السلام اور بیچ اہلبیت و اقربا بیت جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے معاویہ کوئی غدر اور مکر نہ کریگا اور پنہان و آشکار انکو کوئی صدمہ یا تکلیف نہ پہونچائے گا۔

سب سے پہلے معاویہ نے حضرت امام حسن علیہ السلام ہی کا خاتمہ کردیا۔ گویا حسنؑ مقدس بزرگ سے صلح کی گئی تھی اور سب سے پہلے جس مبارک ہستی سے اوسکی حفاظت جان و قیام وجود کا معاہدہ کیا گیا تھا اور جس امان کی لیگئی تھی اوسی کے وجود سے سب سے پہلے دنیا خالی کردی گئی اور اونکے زمانہ حیات کو بہت جلد اور قبل از وقت تمام کردیا گیا جسکو اسکی جیسی جلد اور سخت ضرورت درپیش تھی وہ بھی ثقہ شیرازی کی کتاب روضۃ الاحباب کی مفصلہ ذیل عبارت سے ظاہر ہے۔

چون چندگاہ از قضیۂ صلح بگذشت معاویہ را خاطر بر آن قرار گرفت کہ یزید را ولیعہد گرداند و مشاہیر آفاق را بیعت او دعوت بکند و چون بتحقیق میدانست کہ این قضیہ با وجود امیر المؤمنین حسنؑ پیش نخواہد رفت۔ لاجرم در دفع آنحضرت ع کوشید

جب معاملہ صلح کو زمانہ گذر گیا تو معاویہ نے یہ نیت کی کہ یزید کو اپنے بعد ولیعہد مقرر کرے اور اپنے زمانہ حیات ہی میں تمام ممالک کے لوگوں کو بیعت یزید پلید کے لیے مجبور کرے لیکن چونکہ اوسکو معلوم تھا کہ یہ امر امام حسن علیہ السلام کی زندگی میں وجود پذیر نہیں ہوسکتا اسلیئے آپ کو (جو وجہ ہی) کو بہت جلد ختم کرنے کی اوس نے (سب سے پہلے) کوشش کی۔

آب معاویہ کے اس عنوان کا نتیجہ مروج الذہب مسعودی کے اصل الفاظ میں ملاحظہ ہو۔

ان امراتہ جعدہ بنت اشعث الکندی سقتہ السم وقد کان معویہ دس الیہا انک ان احتلت فی قتل الحسنؑ وجہت الیک بمائۃ درا ہم و زوجتک یزید

امام حسن کو اونکی بیوی جعدہ بنت اشعث کندی نے زہر دیا معاویہ نے اوس سے خفیہ طور پر کہلا بھیجا کہ اگر امام حسنؑ کے قتل میں تیرا کوئی حیلہ کارگر ہوجایے تو میں تجھے ایک لاکھ درم انعام دونگا اور تیرا نکاح اپنے بیٹے یزید سے کردونگا۔

امام عبد البر مکی اسکی تصدیق استیعاب میں یوں کرتے ہیں

سم الحسن ابن علی رضی اللہ عنہما سمتہ امراتہ جعدہ بنت الاشعث بن قیس الکندی وقالت طائفۃ کان ذلک بتدسیس معویہ الیہا

امام حسنؑ کو اونکی بی بی جعدہ بنت اشعث بن قیس کندی نے زہر دیا۔ ایک گروہ محققین کا کہنا ہے کہ معاویہ نے جعدہ سے سازش کرکے امام حسنؑ کو زہر دلوایا

امام حسنؑ کی وفات پر معویہ کی خوشیان

اپنی تدبیر یا اپنے مقصد مین کامیاب ہوجانے پر اظہار مسرت فطرت انسان کے ایسے جذبات ہین جو کسیطرح سے روکے نہین جاسکتے۔ تاریخ الخمیس دیاربکری او حیواۃ الحیوان دمیری کی مفصلہ ذیل عبارت اسکی شاہد صادق ھی۔

لما بلغ معوّیہ موتہ سمع تکبیرا من الخضراء فکبّر اھل الشام لذلک التکبیر فقالت فاختہ بنت قرظیہ لمعوّیہ اقر اللہ عینک مالذی کبّرت لاجلہ فقال مات الحسنؑ فقال اعلی موت ابن فاطمہؑ تکبیرت فقال ماکبّرت شماتۃ ولکن استراح قلبی و دخل علیہ ابن عباس فقال یا ابن عبّاس ھل تدری ماحدث فی اھل بیتک قال لا ادری ماحدث الا انی اراک مستبشرا وقد بلغنی تکبیرک فقال مات الحسنؑ فقال ابن عباس رحم اللہ ابا محمدؑ ثلاثا واللہ یا معویۃ لا تسدّ حفرتہ حفرتک ولا یزید عمرہ فی عمرک

جب معویہ کو امام حسنؑ کی خبر وفات ملی تو محل خضراء سے تکبیر کی اواز سنی گئی جسکو سنکر اہل شام نے تکبیر کہی۔ فاختہ بنت قرظیہ نے معویہ سے کہا تمہاری انکھین ٹھنڈی ہون تم نے کس بات پر تکبیر کہی معویہ نے کہا کہ حسنؑ کا انتقال ہوگیا فاختہ کہنے لگی۔ کیا تمنے فاطمہؑ کے بیٹے کے مرنے پر تکبیر کہی ہے۔ اونہنے کہا مین نے شماتت کی راہ سے تکبیر نہین کہی ہے بلکہ اسوجہ سے کہ حسنؑ کی خبر موت سے میرے قلب کو راحت پہونچی اتنے مین ابن عباس اگئے معویہ نے کہا تمہین معلوم کہ تمہارے اہلبیت مین کیا واقعہ گذرا۔ عبداللہ ابن عباس نے کہا مجھکو تو معلوم نہین مگر مین تمکو اسوقت خوش پاتا ہون اور تمہاری تکبیر کی اواز بھی مین نے سنی ہے۔ معویہ نے کہا حسنؑ کا انتقال ہوگیا۔ عبداللہ ابن عباس نے تین بار کہا خدا رحم کرے ابو محمدؑ پر اسکو تین بار کہا۔ واللہ اے معویہ نہ اونکی قبر تمہاری قبر کو روک دے گی اور نہ اونکی عمر تمہاری عمر کو بڑہا دے گی۔

یہ تو خاص امام حسنؑ کے ساتھ جو حضرت علیؑ کے فرزند اکبر تھے معویہ نے شرائط صلح کے مطابق حقوق حفاظت ونگرانی ادا کیے اب شیعون کے ساتھ جو ظالمانہ خونخواری اور دلازاری کی اوسکی خونین تفاصیل ہمارے گذشتہ صفحات کو رنگین کرچکی ہین اس لئے اون کی تکرار کی ضرورت نہین۔ ادنہین خونخواریون کا ایک ضمیمہ پیش کردیتا ہون۔ یہ مظلوم بزرگ صرف شیعہ علیؑ ہی ہونیکا مجرم نہین تہا بلکہ جلیل القدر اور مستجاب الدعوات صحابی رسولؐ ہونیکا بھی قصوروار تہا۔

ابن شحنہ اپنی مشہور تاریخ روضۃ المناظر مین لکھتے ہین۔

کان معوّیہ وعمالہ یسبّون علیا علی المنابر وکان من عادۃ حجر ابن عدی اذا استبوا علیا فعارضھم واثنی علیہ ففعل کذلک فی امارۃ زیاد بالکوفہ فامسکہ وارسل بہ مع جماعۃ من اصحابہ الی معوّیہ فامر بقتلہ وثمانیۃ من جماعتہ فقتلوا بقریۃ عذراء رحمہم اللہ وعظم ذلک علی المسلمین وروی عن الشافعی انہ اسرالی الربیع ان اربعۃ من الصّحابہ لا تقبل

معویہ اور اونکے عمال منبرون پر حضرت علیؑ کی شان مین کلمات ناشائستہ کہتے تھے اور حجر ابن عدی اون کلمات ناسزا کی جواب مین حضرت علیؑ کی مدح کیا کرتے تھے۔ جب زیاد کے زمانہ حکومت مین حجر ابن عدی نے حسب عادت حضرت علیؑ کا معارضہ کیا تو زیاد نے اون اور کئے اٹھ ساتھیون کو پکڑ کر معویہ کے پاس بھیجدیا اور معویہ نے سب کو قریہ عذرا مین بھیجکر قتل کرا ڈالا۔ خدا اون سب پر اپنی رحمت نازل کرے۔ اونکا قتل مسلمانون پر بہت شاق گذرا۔ امام شافعی نے ربیع کو وصیت کی کہ چار صحابی

شہادۃ معویہ وعمرابن العاص والمغیرۃ وزیاد کی گواہی قابل قبول نہین۔ معویہ۔ عمر عاص۔ مغیرۃ آور زیاد

علامۂ ابن عبدالبر استیعاب مین لکھتے ہین

عن مبارک بن فضالہ قال سمعت الحسن البصری یقول ویل لمن قتل حجر بن عدی واصحابہ وقال احمد قلت لیحیی بن سلیمان بلغات ان حجرا کان مستجاب الدعوات قال نعم وکان من افاضل اصحاب النبی صلعم

مبارک بن فضالہ سے مروی ہی کہ مین نے حسن البصری کو یہ کہتے ہوے سنا ہے کہ وائے ہو حجر اور اصحاب حجر کے قاتلون پر اور احمد بن حنبل کا قول ہو کہ مین نے یحیی بن سلیمان سے پوچھا تو معلوم ہوا کہ حجر ابن عدی مستجاب الدعوات تہو اور انحضرت صلعم کے فاضل ترین صحابی۔

انکی شہادت کی خبر بھی جناب مخبر صادق صلعم دیچکے تھے کنز العمال مین ہے ۔

عن عائشہ قال سمعت رسول اللہ صلعم یقول سیقتل بعذرا ناس یغضب اللہ لھم واھل السماء

حضرت عائشہ سے مروی ہی کہ مین نے رسول اللہ صلعم کو ارشاد کرتے ہوے سنا ہی کہ عنقریب ایسے لوگ مقام عذرا مین قتل کیے جائینگے جنکے قاتلین پر خدا اور اہل سموآت کا غضب نازل ہوگا۔

بیعت یزید۔ واقعہ کربلا مصائب حسین ع اور انکی شہید

امام حسن علیہ السلام کے معاملات سے فراغت کلی ہوچکی تو بخوف اسکے کہ حسب شرائط صلح امر خلافت حضرت امام حسین علیہ السلام کیطرف منتقل نہو جاے بیعت یزید کا مسئلہ جو معاویہ کا اصل مدعا تھا فوراً چھیڑ دیا گیا اور بڑی مستعدی اور سرگرمی سے اسکا انتظام خاص اپنے ہاتھون مین لیا گیا اور اسکے لئے حجاز وعراق اسلام کے دونو مرکزی مقامات کی خاک اڑا دالی گئی۔ مدینۃ النبی دار الاسلام تھا۔ نظام اسلام کے ارباب حل وعقد زیادہ تر یہین رہتے تھے۔ اسلئے اسکی سلسلہ جنبانی یہین سے اغاز کی گئی مروان عامل مدینہ کے ذریعہ سے عامۃ المسلمین مین اسکی تحریک شروع ہوئی مروان نے اس فرمان شاہی کی عام قبولیت ومنظوری کے لئے مختلف طریقون سے کوشش کی خلوت مین جلوت مین لوگون کو سمجھایا بھی پھسلایا بھی۔ منبرون پر مسجدون مین نصیحتین بھی کی۔ ڈرایا بھی۔ دہمکایا بھی۔ مگر یا اینہمہ اوسکی کوشش ناکامیاب رہی۔ عام پبلک نے کچہہ تو سلطنت کی بدنظمی۔ خلاف عہدی اور کچہہ ولیعہد کی ناقابلیت اور عدم صلاحیت کے باعث سے موجودہ مضمون ولیعہدی کو خاص دلچسپی سے نہین سنا۔

مروان نے صورت حال معویہ کو لکھ بھیجی۔ اوسنے دوسری وجہ کو مسلمانون کی غیر دلچسپی کا سبب یقین کیا اور تحقیقاً شام سے فوراً ولیعہد بہادر کو براہ راست ان ضروری ہدایات کی ساتھ مدینہ بھیجدیا کہ وہ مشرفانہ داد ودہش اور خود غرضانہ عطا وبخشش کے ذریعہ سے فاقہ ستان حجاز اور زر پرستان عراق سے اپنے اخلاق واشفاق کی عام قبولیت حاصل کرین اور بیت المال اسلامی کو اپنا عین المال قرار دیکر اپنے اثر واقتدار قائم کرنیکا آلہ کار بنائین۔ صاحب روضۃ الصفا لکھتے مین

دراین سال یزید بحج رفت وبجہت تحصیل نام نیک اموال وافر در مکہ ومدینہ زاد اللہ شرفہما صرف کردہ ولہا بسمت آوردہ وذکر سماحت ومروت او درافواہ افتاد

اسسال یزید حج کے لئے آیا۔ اور نیک نامی حاصل کرنیکے لئے مال کثیر مکہ ومدینہ زاد اللہ شرفا مین صرف کر کے لوگون دلون کو اپنے ہاتھ مین لیا۔ اور یزید کی عطا وجود کا تذکرہ ان دونو مقامون مین مشہور ہوا۔

میزان آزمایش میں ازمائش میں آزما چکے ہیں لہذا امت محمدیہ کی رشد اور اپنے دین کی حفاظت کے لئے ہمیشہ طیار رہو اور تجاہل اسکو ختم کیجئے برد جائیگے۔

اس خط میں معاویہ نے خلاف شرائط صلحنامہ حضرت امام حسینؑ کو اپنی سطوت شاہی اور شروت جہان بانی سے جتنا ڈرایا اور دھمکایا ہر وہ عبارت تحریر سے ظاہر ہے۔ خاصان الٰہی بحکم لا لومۃ لائم ان دھمکیوں سے اپنے حقوق اصلی اور ادائے فرض منصبی کو چھوڑ نہیں سکتے۔ جناب امام حسین علیہ السلام نے معویہ کو یہہ دندان شکن جواب تحریر فرمایا۔

امام حسین علیہ السلام کا جواب

قد بلغنی کتابک فذکرانه قد بلغلت الی امور انت لی عنها راغب وانا بغیرها عندک جدیر فان الحسنات لا یهدی لها ولا یسدد لها الا الله واما ما ذکرت انه انتهی الیک منی فانه انما رقی الیک الملاقون المشاوعن بالنمیم وما ارید لک حربا ولا علیک خلافا وایم الله فی لخالف الله فی ترک ذلک وما اظن الله راضیا بترک ذلک ولا عاذرا بدون الاعذار فیه الیک وفی اولئک القاسطین الملحدین حزب الظلمة واولیاء الشیاطین الست القاتل حجرا اخا کندة والمصلین العابدین الذین کانوا ینکرون الظلم ویستعظمون البدع ولا یخافون لومة لائم ثم قتلهم ظلما وجورا وعدوانا بعد ما کنت اعطیتهم الایمان المغلظة والمواثیق المؤکدة لا تواخذهم لحدث کان بینک وبینهم ولا باحیة تجدها فی نفسک والست قاتل عمرو بن حمق الخزاعی صاحب رسول الله صلعم العبد الصالح الذی ابلته العبادة فنحل جسمه واصفر لونه بعد امنه واتیته من عهود الله ومواثیقه ما لو اعطیتها طائرا لنزل الیک من الجبل ثم قتل اجراءة علی ربک واستخفافا بذلک العهد الست مدعی زیاد ابن سمیه المولود علی الفراش عبید ثقیف فزعمت انه ابن ابیک وقد قال رسول الله صلعم الولد للفراش وللعاهر الحجر فترکت سنة رسول الله صلعم تعمدا او

تیرا خط آیا جس میں تو نے میری طرف سے ہوا ہے اون مخالفتوں کا ذکر کیا ہے جسکی مجھکو کوئی امید نہیں تھی۔ یہہ سمجھ لے کہ نیکیون کی طرف سوائے خدا کے کوئی ہدایت نہیں کرتا اور نہ توفیق دیتا ہے۔ اور یہہ جو تجھکو خبر پہنچی ہے سنا ہے یہ باتیں لگانے والے خوشامدی اور جھوٹے لوگوں نے تجھ سے بیان کیا ہے۔ بہتر ہے یا نہیں ہے کہ میری طرف سے ہر کو تجھکو کی الحال تجھسے کوئی مخالفت یا مخاصمت نہیں ہے لیکن ہمیشہ سے لیکر خدا کی قسم میں ترک مخاصمت سے خوش نہیں ہوں اور اس ترک مخاصمت کو ہر کو عذر نہیں ہے ان ظالمین کو جو پیشوا ان شیاطین اور لشکر ظالمین شمار ہوتے ہیں۔ کوئی حق یا عذر نہیں ہو سکتا ہے۔ کیوں ایسا نہیں ہے۔ تو وہ شخص نہیں ہے جس نے حجر ابن عدی کندی کو قتل کیا اور ایسے شخصوں کو جو عبادت گذار تھے اور امت کی بہتر گروہ میں شمار ہوتے تھے اور وہ لوگ ایسے تھے جو ظلم کو بدعت سمجھتے تھے اور راہ خدا میں کسی ملامت کنندہ کی ملامت کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ پس تو نے ایسے لوگوں کو اپنے ظلم و تعدی سے قتل کیا حالانکہ انکے تحفظ جان اور امن و امان کے لئے تو نے غلیظ قسمیں کھائی تھیں اور مستحکم وعدے کئے تھے۔ بغیر اسکے کہ یہہ لوگ تیرے ملک میں کوئی فتنہ برپا کرتے تو نے ان سب کو ہلاک کیا اور ایسا ہی کیا تو وہ شخص نہیں ہے جس نے عمرو بن حمق خزاعی کو قتل کیا جو صحابی رسول خدا صلعم تھے اور ایسے مرد صالح تھے کہ کثرت عبادت نے انکے جسم کو گھلا دیا تھا انکو تو نے قتل کو زائل کر دیا اور انکے رخساروں کو زرد رنگ بنا دیا تھا بعد اسکے کہ تو نے انکو حفظ امان دیا تھا اور اسی عہد پر جانب مستحکم کیا تھا اور وہ تیرے ایسے اقرار تھے کہ انسان کیا اگر کسی جانور کی نسبت بھی تو ایسا اطمینان دلایا ہوتا تو وہ ضرور اپنے آشیانہ کوہستانی سے اوڑکر تیرے پاس چلا آتا۔ مگر با اینہمہ تو نے اپنے وعدے کی خلاف کیا اور خدا پر جرأت کر کے انکو قتل کیا

تبعت هواك بغير هدى من الله ثم سلطته على العراقين يقطع ايدى المسلمين وارجلهم ويسمل اعينهم ويصلبهم على جذوع النخل كانك لست من هذه الامة وليسوا منك فلك لست صاحب الحضرميين الذين كتب فيهم ابن سمية كانوا على دين علي عليه السلام فقتلهم ومثل بهم بامرك ودين علي والله الذي كان يضرب عليه اباك ويضرب بك به وجلست ولولا ذاك لكان شرفك وشرف ابيك الرحلتين وقلت فيما قلت انظر لنفسك ولدينك ولامة محمد اتق شق عصا هذه الامة وان تردهم الى فتنة واني لا اعلم نظرا لنفسي ولديني ولامة محمد صلى الله عليه واله وسلم علينا افضل ان اجاهدك فان فعلت فانه قربة الى الله وان تركته فاستغفر الله لذنبي واسئله توفيقه لارشاد امري وقلت فيما قلت اني ان انكرتك تنكرني وان اكدك تكدني مابدا لك فاني ارجو ان لا يضرني كيدك في وان لا يكون على احد اضر منه على نفسك لانك قد ركبت جهلك وتحرصت على نقض عهدك ولعمري ماوفيت بشرط ولقد نقضت عهدك بقتلك هولاء النفر قتلهم بعد الصلح والايمان والعهود والمواثيق فقتلهم من غير ان يكونوا قاتلوك وقتلوا ولم يفعل ذلك لهم الا لذكرهم فضلنا وتعظيمهم حقنا فقتلهم مخافة امر لعلك لو لم تقتلهم مت قبل ان يقتلوا وماتوا قبل ان يدركوا فابشر يا معوية بالقصاص واستيقن بالحساب واعلم ان الله تعالى كتابا لا يغادر صغيرة ولا كبيرة الا احصها وليس الله بناس لاخذك بالظنة وقتلك اولياءه على التهم ونقلك اولياءه من دورهم الى دار الغربة واخذك للناس ببيعة ابنك غلام حدث يشرب الخمر ويلعب بالكلاب لا اعلمك الا وقد خسرت نفسك وبترت دينك وغششت رعيتك واخربت امانتك وسمعت مقالة السفيه الجاهل واخفت الورع التقي لاجلهم والسلام

اے معویہ۔ تو ایسا شخص نہیں ہے جس نے زیاد بن سمیہ کو جو غلامان ثقیف میں سے ایک غلام کا زائیدہ تھا۔ اپنا بھائی بنایا اور اوسکو ابوسفیان کا بیٹا قرار دیا حالانکہ حسب فرمان آنحضرت صلعم بچہ تو اوسکا ہوتا ہے جسکی جورو ہوتی ہے اور زناکار کی سزا پتھر ہے تو نے اپنی خود غرضی کی وجہ سے سنت رسول کو ترک کیا۔ اور جبکہ ثقیف کے بیٹے کو اپنا بھائی قرار دیکر حکومت عراقین پر مامور کیا کہ اوسنے مسلمانوں کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالے اور انکی آنکھوں کو گرم لوہے سے اندھا کر دیا اور انکے اجسام کو درختوں کی شاخوں پر لٹکا دیا گویا تو امت اسلامیہ میں داخل ہی نہیں تھا۔ اور یہ لوگ تجھکو گویا اقعہ ہی نہیں رکھتے تھے۔ اے معاویہ کیا تو وہ شخص نہیں ہے کہ تیرے حکم سے زیاد ابن سمیہ نے لکھیجا کہ قبیلہ حضرمیہ کے لوگ حضرت علی کے پیرو ہیں تو نے اوسے حکم بھیجا کہ جو شخص طریقہ علی پر پایا جاوے اوسکو قتل کر ڈالو اور اونمیں سے ایک کو بھی زندہ نہ رکھو۔ حالانکہ خدا کی قسم علی علیہ السلام کے دین خدا کیلئے تم سے تجھکو اور تیرے باپ کو تہ تیغ کیا اور تمھیں امور کے کینہ و حسد سے تو نے آج مسند خلافت کو غصب کیا۔ ورنہ تیرے باپ کا وصف صیف و شتا کے حدود سے باہر نہیں تھا (رحلۃ الشتاء والصیف) اور تو نے جو اپنے خط میں یہ تحریر کیا ہے کہ اپنے نفس اور اپنے دین کی نگرانی کیجیو اور امت محمدیہ میں تفرقہ نہ ڈالیئے اور شق عصائے امت اور تفرقہ جماعت سے پرہیز کیجیو تو میرے علم و یقین میں تیری حکومت سے بڑھکر دوسری شے فتنہ و فساد کا باعث اس امت کے لئے نہیں ہے۔ اور اپنے نفس اپنے دین اور سائر امت محمدیہ صلعم کے لئے دوسری چیز اس سے بڑھکر مفید نافع اور افضل نہیں ہے کہ میں تیرے ساتھ جہاد کروں اگر میرا مقابلہ اور مقاتلہ انجام پا گیا۔ تو مجھکو حضرت رب العزت میں شرف قبولیت حاصل ہوگا۔ اور وجہ قربت ملیگا اور اگر میں سہل انگاری اور پہلو تہی کروں تو مجھکو اسکے لئے استغفار کرنا چاہیئے اور اپنے خدا تبارک وتعالی سے طلب رشد کرنا چاہیئے اور تو نے جو یہ لکھا ہے کہ اگر آپ میرے حقوق کا انکار کیجیگا تو میں بھی آپکے استحقاق کا بھی انکار کرونگا اور اگر آپ میرے ساتھ چال چلینگے تو میں بھی آپکے ساتھ چال چلونگا پس افسوس ہے تجھپر مجھکو تو تجھسے امید رکھنے کے عوض میں یقین کامل ہے کہ تیرے مکر سے دنیا میں کسیکو ضرر نہ پہونچیگا۔

بلکہ وہ اولٹ کر تیری ہی ذات پر پڑے گا۔ کیونکہ تو اپنی جہالت پر سوار ہو گیا ہے اور نقض عہد پر حریص ہو گیا ہے اپنی جان کی قسم کھا کر کہتا ہون کہ
کہ تو نے اپنے عہدون سے ایک عہد پر بھی وفا نہین کی۔ اور تو نے اپنے اقرار و پیمان صلح کے بعد جن پر تو نے سخت سے سخت قسمین کھائین تھین ان مسلمانون
کو تو نے بغیر اسکے کہ وہ تجھ سے منازعت پر امادہ ہون اور کسیطرح کی مخالفت پیش کرین قتل کر ڈالا۔ انکا کوئی گناہ کوئی تقصیر ہماری محبت
ہماری تعظیم اور ہمارے ذکر فضیلت کے سوا کچھ اور نہین تھی۔ اور تو نے ان لوگون کو خاصکر اسوجہ سے قتل کرا دیا کہ شاید تو مر جاے اور یہ لوگ زندہ
رہجائین تو تیری تیغ فولادی کی لذت نہ چکھنی پاوینگے پس اے معویہ سمجھ لے کہ روز حساب بہت جلد انیوالا ہے اور یہ بھی یقین کر لے کہ خدا
منتقم کے پاس ایسی جامع کتاب ہے کہ دنیا کا کوئی چھوٹا سا چھوٹا اور بڑا سا بڑا گناہ ایسا نہین چھوٹتا جو اسمین نہ درج کیا جاتا ہو۔ خدا تیری ان حرکات
کو خوب دیکھتا ہے کہ تو نے اوسون پر بہتان رکھا ہے اور صالحان خدا کو تہمت کے جرم مین ماخوذ کیا ہے۔ انہین سے بہتون کو اونکے مساکن و شہر سے جلاوطن
کرایا ہے اور اپنے ایسے بیٹے یزید کے لئے۔ جو شرابخوار اور کتون سے کھیلنے والا ہے۔ خلائق خدا سے بیعت لینا ہے۔ یہ امر سوا ہے اسکے نہین ہے
کہ تو نے اپنے نفس کو سخت نقصان مین ڈالا ہے اور اپنے دین کو ہلاکت مین ڈالا ہے اور اپنی ماتحت رعایا کو مشوش اور مضطرب الحال بنایا ہے اور
وہ اپنی امانت و دیانت کو خراب کیا ہے اور جہال کی باتون کو سنتا ہے اور نیکوکاران و پرہیزگاران عالم کو ڈراتا ہے اور دھمکاتا ہے۔ صرف اسلیئے کہ اپنے
حصول مقاصد پر فائز ہو۔ والسلام۔

یہان تک بیعت یزید کی نہیں تھی معویہ نے اخرکار اس مسئلہ کو بغیر اپنی موجودگی کے طے ہونیوالا نہین سمجھا اور تھا بھی ایسا ہی۔
امام حسین علیہ السلام کے خط کا جواب کیا دیتے لیکن خط پڑھکر غصہ سے جھنجھلا گیا اور کہنے لگا۔

لقد کان فی نفسہ ضب ما اشعر بہ
ان کے دل مین کینہ و حسد بھرا ہوا ہے جسکا کوئی ٹھکانا نہین ہے

اسی ایک کلمہ سے معویہ کے دل مین امام حسین علیہ السلام کی مخاصمت و مخالفت کی حقیقت معلوم ہو گئی۔

مدینہ مین معاویہ
امام حسینؑ سے گفتگو

بالآخر معویہ مدینہ مین آیے۔ حسن اتفاق سے سب سے پہلے امام حسین علیہ السلام ملے معاویہ انکو دیکھتے ہی
اگ ہو گئے۔ روضۃ الصفا مین مرقوم ہے۔

معویہ گفت لا مرحباً و لا اہلاً تو بدیدنہ رامی مانی کہ خون او بجوش
تمہارے لئے کوئی خوش آمدید نہین چاہیئے۔ تمہاری مثال اوس بدن کی ہے

امدہ باشد وحق عزوعلا خون ترا خواہد ریخت
جس کا خون جوش کھا گیا ہوا۔ خدا تعالی تمہارا خون گرائے گا

معاویہ کے جو دل مین تھا وہ مونہہ پر اگیا۔ اب معویہ امام حسین علیہ السلام کے قتل مین جو تدبیرین سوچین اور جو ترکیب عمل مین نہ
لائین وہ تھوڑی ہے۔ بہرحال مدینہ مین بیعت یزید کا مسئلہ جسطرح پر کھینچ تان کر سیدھا کیا گیا اوسکی تفصیل روضۃ الصفا کی مفصلہ ذیل
عبارت مین ملاحظہ ہو۔

روز دیگر امام حسینؑ و عبدالرحمن ابن ابی بکر و عبداللہ ابن زبیر را
طلبیدہ حاضر گشتند۔ و معویہ بر منبر رفتہ خطبہ اغاز کرد و بتدریج
سخن بمقصود رسانیدہ گفت من از مردم سخنان می شنوم کہ
انرا اعتبارے نیست۔ و بدیرزچنان استماع نمودم کہ جماعتے
باہم می گفتند کہ امام حسینؑ و عبدالرحمن ابن ابی بکر و عبداللہ
ابن زبیر بخلافت یزید راضی نیستند و باوے بیعت نمیکنند

دوسرے دن امام حسین علیہ السلام عبدالرحمن ابن ابی بکر اور عبداللہ
ابن زبیر حاضر ہوئے۔ معویہ منبر پر جاکر خطبہ کہنے لگا اور اہستہ اہستہ
مطلب کی بات پر پہونچا اور کہنے لگا کہ مین لوگون سے ایسی باتین
سنتا ہون جسے مین خود اعتبار نہین کرتا کل مین نے بعض لوگون
کو کہتے ہوے سنا ہے کہ امام حسین علیہ السلام عبدالرحمن ابن ابی
بکر اور عبداللہ ابن زبیر یزید کی خلافت پر راضی نہین ہین اور

از سخن ایشان متعجب شدم و این ہر سہ کس را کہ اوستادان قریش
و اکابر قبیلہ اند بحضور خویش طلبیدم و از این معنی شرائط استفسار
بجا آوردم۔ لطفہا کردند و بہ بیعت یزید اعتراف نمودند این حقد
حضور ایشان میگویم کہ ہر کس را در این امر شک و شبہہ باشد
مرتفع گردد و در این اثنا اہل شام شمشیرہا از نیام بر آوردہ
گفتند کہ مگر این سہ کس اسکار بیعت کنند فبہا و الا ما بایشان
را می کشیم چہ ما راضی نیستیم کہ این بیعت در خفیہ واقع بشود
باوجود شوکت و اقبال و عظمت یزید متابعت این سہ چہار
کس چہ احتیاج دارد۔ اے معاویہ ما را دستوری دہ و
بفرما تا این چہار کس را گردن بزنیم معویہ با ایشان گفت
ساکن باشید و شمشیرہاے خود را در غلاف کنید و طالب شر
و فساد و خون ریختن نباشید۔ اے اہل شام بترسید و فتنہ
رانگیزید کہ ہدم بنیان دین مبارک باشد اہالیان شام
شمشیرہا در نیام کردند امیر المومنین حسین علیہ السلام و
عبد الرحمن ابن ابی بکر و عبد اللہ بن عمر و عبد اللہ ابن زبیر
متحیر گشتند و با خود اندیشیدند کہ اگر گوئیم بیعت نکردہ ایم
لامحالہ ما را زندہ نگذارند۔ لاجرم در آن مجلس زبان در
کام کشیدند و ہیچ نگفتند۔ و دیگران با یزید بیعت کردند

اور اونکی بیعت نہین کرتے ہین۔ مین یہ باتین سنکر متعجب
ہوا اسلئے کہ ان تینون بزرگون کو کہ عمائد قریش اور بزرگ قبیلہ
مین ہین نے اسوقت اپنے پاس بلالیا ہے اور اون سے اس امر مین پوچھا کہ
اونھون نے میرے حال پر مہربانی فرمائی اور بیعت یزید کا اقرار کیا
اگر کسی شخص کو اسمین شک و شبہہ ہو تو وہ کھڑے ہو کر پوچھ لے
اور رفع شک کرلے۔ اتنے مین اہل شام نے اپنی تلوارین نیام
سے باہر کرلین اور کہنے لگے کہ اگر یہ تینون شخص بالظاہر بیعت یزید
کرین تو خیر ورنہ ہم انکو مار ڈالینگے۔ حالانکہ یزید کی موجودہ شوکت
وعظمت اور اوسکے استحکام و استقلال امور امارت کے سامنے
ان تین چار شخصون کی بیعت کی چندان ضرورت نہین ہے
اے معویہ ہملوگون کو اجازت دو کہ ہم ان چارون ادمیون
کی گردنین اوڑادین معویہ بولا چپ رہو۔ اور اپنی تلوارین
غلاف مین کرلو اور فتنہ و فساد و خونریزی کے طالب نہ بنو
اے اہل شام اپنے حالون سے ڈرو اور فساد نکرو کہ دین مبارک
کا انہدام ہو۔ یہ سنکر اہل شام نے اپنی تلوارین نیام مین کرلین
اور حضرت امام حسین علیہ السلام۔ عبد الرحمن بن ابی بکر۔ عبد اللہ
ابن عمر اور عبد اللہ ابن زبیر اپنے اپنے مقام پر حیران و سراسیمہ ہوکر
رہگئے اور سوچے کہ اگر کہتے ہین کہ بیعت نہین کی ہے تو حقیقتاً
ہملوگ زندہ نہین چھوڑے جائینگے۔ اس مجبوری سے وہ بالکل خموش رہگئے۔ اور کچھ نہ بولے۔ اور دوسرے لوگون نے یزید کی
بیعت کرلی۔"

ابن اثیر بھی اپنی تاریخ کامل مین اس مضمون کو ذیل کی عبارت مین قلمبند کرتے ہین۔

ثم دعا صاحب حرسہ بحضرتھم واقام علی کل راس
کل رجل من ھولاء رجلین ومع کل واحد سیف
وقال ان ذھب رجل منھم یرد علی کلمہ بتصدیق
او بتکذیب فلیضرباہ بالسیف وخرج وخرجوا
معہ حتے رقی المنبر

معویہ نے اپنے پاسبانون کو بلاکر ان چارون ادمیون کے سامنے کہا کہ تم
ان لوگون مین سے ایک ایک شخص کے ساتھ دو دو سپاہی مقرر کردو
جو تلوارلئے انکے ساتھ کھڑے رہین کہ اگر ہمارے خطبہ کے درمیان انمین سے
کوئی تصدیق یا تکذیب کا کلام کرے تو تلوار سے فوراً اوسکی گردن ماردیجائے
یہ کہکر وہ کھڑا ہوگیا اور اوسکے ساتھ اوسکے مقرر کردہ سپاہی بھی کھڑے
ہوگئے۔ یہان تک کہ وہ (معویہ) منبر پر چڑھگیا۔

یہ تمام واقعات جو ہم نے بیعت یزید کے متعلق کامل ابن اثیر اور روضۃ الصفا سے لکھے ہین وہ بجنسہ تاریخ الخلفا سیوطی کے ترجمہ مطبوعہ دہلی مین بھی مندرج ہین

بیعت یزید اس جوڑ توڑ سے عمل مین لائی گئی حقیقت کی نظر سے دیکھا جایے تو معلوم ہوجاتا ہی کہ بیعت یزید کی شہرت بہی انھون نے ایسی ہی کرائی جیسی اپنی امارت کا جھوٹا اور جعلی اعلان دومۃ الجندل مین کرآیا تہا۔ بیعت یزید پر اجماع نیک نیتی اور صحیح اصول کے ساتھ ہوا یا نہین وہ ایک جداگانہ بحث ہی لیکن اسکی حکومت کی اشاعت توکسیقدر ہوگئی۔ اور امیر صاحب کا مقصود بہی یہی تہا بیعت یزید پر کیا موقوف ہے دومۃ الجندل کا فیصلہ کس نیک نیتی اور دیانت سے کیا گیا تہا اور اسکے تصفیہ مین کون سا اصول درست تہا جس نے صرف دو فقرون کے ہیر پھیر مین معویہ کو خوانخواہ امارت دلوا دی اوسی طرح معویہ کی عیارانہ چالبازیون نے حرمین مین یزید کی حکومت کا بھی رنگ جما دیا۔ ورنہ صورت واقعہ اصل وہی تہی جو پوری تصریح کے ساتھ اوپر لکھی گئی

حقیقت تو یہ ہے کہ اصلی دعویداران خلافت کے استحقاق ہر طرح نص خدا اور حدیث رسول سے ثابت تہی اوسکے مقابلہ مین اجماع شورے وغیرہ وغیرہ کے مصنوعی طریقے صرف اسی غرض سے ایجاد کئے گیے تہے کہ اونکی خود غرضی اور طمع دنیاوی کے پردے فاش نہون اور اتفاق کی آڑ مین اپنی بیلوثی اور استغنا کا اظہار ہو۔ مگر بات یہ ہی کہ قدرت کے نظام اور انسان کے مخترعات مین بڑا فرق ہوتا ہے۔ اسلئے تین ہی برس کے بعد اس انتظام مین تغیر پیدا ہونے لگا پہلے ہی خلیفہ کے بعد استخلاف کا منسوخ شدہ قانون پھر نافذ ہوا اور حضرت ابوبکر کی وصیت نامہ کے مطابق حضرت عمر خلافت کی گدی پر بٹھلا دیے گئے تعجب ہے کہ اس وصیت نامہ کے لکھے جانیکے وقت کسی نے بھی حسبنا کتاب اللہ کہکر حضرت خلیفہ اول کو قاعدہ استخلاف کو جاری کرنے اور وصیت نامہ لکھوانیسے نہ روکا۔ پہر خلیفہ ثانی کے بعد شوریٰ یا اجماع عامہ کا خلاصہ کل چھہ ادمیون کی تعداد مین محدود کر دیا گیا۔ اسی سے سمجھ لینا چاہیئے کہ اگر اس انتظام جدید انسانی کے اصول اغراض نفسانی سے مبرا ہوتے تو اسمین اگر ہمیشہ کیلئے نہین تو تھوڑی ہی مدت تک تو ضرور کچھ استحکام ہوتا مگر یہان تو صبح سے شام بھی نہین ہوئی کہ اسکے رنگ بیرنگ ہوے اور اسکے صرف ظاہری اور نمائشی اتحاد و اتفاق مین خود غرضی اور نفسانیت کی مہیب صورتین دکھلائی دینے لگین۔ معاویہ کی خوانخواہ خلافت کی حقیقت اسوقت کسی اصولی قاعدہ و طریقہ سے معلوم نہین ہوتی۔ انکی خوانخواہ امارت پر بہی اجماع ثابت کرنا چاہتے ہین۔ ایک تو دومۃ الجندل کے فیصلہ کے بعد۔ مگر جب اوس فیصلہ کو "کوری لے ایمانی" ثابت کیا جاتا ہی تو پہر اس اجماع کو حضرت امام حسن علیہ السلام کی مصالحت فرمانیکے وقت تک بڑہا لیجاتے ہین اور یہ دکھلاتے ہین کہ اس صلحنامہ کے بعد انکی خلافت پر اجماع ہوگیا۔ مگر اسمین بہی اختلاف شدید ہی۔ عام طور سے علماے اہل سنت والجماعت کا اسپر اتفاق ہی کہ خلافت راشدہ کو تیس سال کا محدود زمانہ جناب امام حسن علیہ السلام کی شش ماہا حکومت پر تمام ہوجاتا ہی۔ اب انکو اگر خلافت ملی بھی تو وہ خلافت نہین تھی بلکہ ایک معمولی بادشاہت تھی۔ اس سے نہ خلافت اسلامی کو کوئی واسطہ تہا اور نہ اجماع امت سے سروکار۔ چنانچہ ہمارے مستند و معتبر ہمعصر خواجہ عبید اللہ صاحب امرتسری تحریر فرماتے ہین

"اسکے سوا خلافت راشدہ کا زمانہ مقتضی ہوچکا تہا۔ اب مملکت عضوضہ کی صبح نمودار ہونے والی تہی معویہ کے سوا اور کوئی صحابی اسکو پسند نہین کرتا تھا۔"

خلافت تو یہین سے رخصت ہوگئی۔ اب اجماع ہوا تو کیا او نہوا تو کیا۔ اگر اب اجماع ہوا بھی تو انکی معمولی بادشاہی پر۔ نہ خلافت اور نیابت رسول پر۔ تعجب تو یہ ہے کہ جب انکی خلافت کے ڈہانچے کو اونکے خیرخواہ اجماع و

اتفاق سے درست نکرسکے تو اجماع و استخلاف کے اصول سے دست بردار ہوکر استیلا اور غلبہ کیسے طریقہ سے انکی خلافت کی مجسمہ کو قائم کرتے ہین - اجماع اور استخلاف کے بعد استیلا اور غلبہ خاصکر انھین کی خلافت ثابت کرنے کیلیے انعقاد خلیفہ کے مقررہ اصول مین ایجاد کیا گیا - اس سے پہلے تین خلافتون کے وقت مین کہین اسکا نام بھی نہین تھا - استیلا اور غلبہ حقیقت مین کیا ہے ؟ یہی ہے "جسکی لاٹھی اوسکی بھینس" اس جملہ پر غور کرکے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ یہہ کلیہ کہان تک دیانت امانت اور احکام شریعت کے موافق ہے -

المختصر معاویہ کی صحت خلافت کی تحقیق تو قطب جنوبی کی تحقیق سے بھی زیادہ دشوار ہے جسکی تھوڑی سی کیفیت اوپر بیان ہوچکی ہے اب امیر معویہ نے اپنی بعد اپنے صاحبزادہ بلند اقبال یزید کو سریر خلافت پر بٹھلا کر ان بدعات کے سلسلہ مین ایک کڑی اور جوڑ دی اور بخلاف اجماع و سیرت شیخین صاحبزادے کو کسی نکسی طرح بلاد اسلامیہ کا حاکم بنا ہی دیا

ہمارے اس مسلسل اور مکمل بیان سے ثابت ہوگیا کہ اصلی دعویداران خلافت کے جائز حقوق کو مٹانے اور اپنی مصنوعات و مخترعات کو سچا اور جائز بنانے کے لئے کیسے کیسے طوفان اوٹھائے گئے اور کیسی کیسی جی توڑ کوششین کیگئین اور کیسی کیسی جوڑ توڑ سے کام لیا گیا - ان ذوات مقدسہ کے نام مٹانے اور انکے فضائل و مناقب مخصوصہ و منصوصہ کے گھٹانے اور چھپانے مین کیا کیا ترکیبین عمل مین لائی گئین - انھی مظالم کے سلسلہ مین کربلا کے قیامت ناک واقعات کی ابتدا ہوئی جسکے اقدام کا آغاز معویہ کے زمانہ سے شروع ہوا اور اوسکی تکمیل کا سہرا یزید کے سر بندھا - اسکی تفصیل یون ہے کہ ان اصلی اور جائز مستحقین خلافت کے حقوق پامال کرنے اور انکے اختیار منتزع کرنے کیلیے - اجماع - استخلاف - شوریٰ - غلبہ اور استیلا وغیرہ کے عجیب و غریب استدلال قائم کئے گئے اور ابتدا ہی سے استحکام سلطنت کیلئے انکو ضعیف اور مجبور بنانے پر بس نہین کیگئی بلکہ اسکے بعد ان بزرگوارون کو قتل کرنے اور دنیا سے انکے نام مٹانے کی بھی تدبیر کی گئی - اور معویہ نے صریحا جناب امام حسن علیہ السلام کو زہر دلواکر سب سے پہلے اس خون ناحق کی ابتدا کی - یزید نے اس ایجاد بدیع مین واقعہ کربلا کا خونی منظر دکھلا کر ایسا نمایان اضافہ کردیا جس نے اوسکے نام کو ظلم و تعدی مین باپ کے نام سے ضرور بڑھا دیا -

صلحنامہ حضرت امام حسن علیہ السلام کی نسبت ہم تینون شرطون مین معویہ کے مفسدانہ طرز عمل مشاہدات تاریخی تاریخی سے بالتفصیل بیان کرچکے - اب ہم انکی آزادانہ اور خود مختارانہ حکومت مین جو مخالف شریعت بدعتین انکے علم خاص سے ایجاد ہوئین - اور جسکی یہہ موجد اوّل کہلائے - ذیل مین مندرج کرتے ہین -

بدعات معویہ امام جلال الدین سیوطی - اوائل السیوطی مین لکھتے ہین

معویہ اوّل من رکب بین المروۃ والصفا و اول من ظہر شرب النبیذ والغنا و اوّل من اکل الطین و اباحہ وکان علے منبر رسول اللہ صلعم یاخذ البیعۃ لیزید فاخرجت عائشہ راسہا من الحجرۃ فقالت صہ صہ ھل استدعی الشیوخ لبنیہم البیعۃ قال لا قالت فقتدی انت فخجل و نزل عن المنبر و بنی لہا حفرۃ فوقعت

معویہ وہ شخص ہے جو سب سے پہلے مروہ اور صفا کے درمیان سوار ہوا اور سب سے پہلا شخص ہے جس نے ظاہر طور پر نبیذ کو پیا اور گانا سنا اور سب سے پہلے جس نے مٹی کھائی اور اوسکو جائز کیا وہ معویہ ہے - وہ منبر رسول صلعم پر بیٹھکر اپنے بیٹے یزید کی بیعت لے رہا تھا عائشہ نے حجرہ سے سر نکالا اور کہا چپ چپ اے معویہ - آیا شیخین نے بھی اپنے بیٹون کیلئے بیعت لی تھی معویہ نے کہا نہین - ام المومنین نے کہا کہ تو پہر کسکی تقلید کرتا ہے معویہ شرمندہ ہوکر

فیہا و ماتت

منبر سے نیچے اوترا اور عائشہ کے واسطے ایک گڑہا کھودا اسطرح و ترکیب سے کہ وہ اوسمین گرکر مرگئین

امام عبدالبر استعاب مین انکی بدعات و اولیات کی یہ فہرست قائم فرماتے ہین ۔

قالوا انہ اوّل من جعل ابنہ ولی عہدہ و خلفہ من بعدہ فی صحتہ وقال ابن الزبیر ھو اوّل من اخذ دیوان الخاتم وامر بھذا بالنیروز والمھرجان واوّل من قتل صبرا حجرا واوّل من اتخذ الخصیان واوّل من بلغ درجات المنابر خمسۃ عشر مرقاۃ

معویہ وہ شخص ہے جس نے سب سے پہلے اپنے بیٹے یزید کو اپنا ولیعہد اور اپنا خلیفہ اپنے بعد اپنی صحت مین مقرر کیا اور ابن زبیر کا قول ہے کہ اوّل دفتر مہر لگانا بھی انہین کی ایجاد ہے اور سب سے پہلے نوروز اور مہرجان اعیاد مجوس کے لیے تحائف لینا بھی انہین کی ایجاد ہے اور معویہ نے سب سے پہلے اسلام مین خصی کرایا (خواجہ سرا) اور سب سے اوّل انہین نے منبر کی سیڑہیان بڑہائین اور اونکی تعداد پندرہ زینوں تک پہونچائین ۔

انہین اولیات و مخترعات کے سلسلہ مین معویہ نے ایکبار منبر رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مدینے سے شام مین منتقل کردیے جانیکا حکم دیا ۔ مگر مشاہدات قدرت کے ہیبتناک مظاہرات کو دیکھکر اپنی اس بدعت سے باز رہا ۔

معویہ اور منبر رسول

امام المورخین طبری تاریخ کبیر مین لکھتے ہین ۔

امر معویۃ بمنبر رسول اللہ صلعم ان یحوّل من المدینۃ الی الشام وقال لا یترک عصا النبی صلعم بالمدینۃ وھم قتلۃ عثمان و طلب العصا وھی عند سعد القرظ فحرک المنبر فکسف الشمس حتی رویت النجوم بادیۃ فاعظم الناس ذلک فترکہ

معویہ نے حکم دیا کہ منبر نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو مدینہ سے شام مین منتقل کردیا جایے اور عصاے رسول بھی مدینہ مین نہ چھوڑا جایے کیونکہ اہل مدینہ قاتل عثمان ہین اور عصاے رسول بھی طلب کیا جو سعد ابن قرظ کے پاس تہا پس منبر کو جنبش دی گئی تو آفتاب مین گہن لگ گیا اور تمام شہر مین تاریکی پھیل گئی کہ ستارے صاف دکھائی دینے لگے ۔ لوگون نے یہ امر عظیم سمجہا اور ڈر کر منبر کو اوسی جگہہ چھوڑ دیا

اباحت غنا

اوپر اجمالی طور پر بیان ہو چکا ہے کہ معویہ کی اولیات مین غنا و شراب خواری کا حلال کیا جانا بھی داخل ہے ۔ اب اوسکی مفصلہ ذیل تفصیلی کیفیت ملاحظہ ہو مسند ابو یعلی مین مرقوم ہے ۔

عن ابی ھریرۃ وابی برزۃ قال کنا مع النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم فسمع صوت الغنا فقال انظروا ما ھذا فصعدت ونظرت فاذا معویہ و عمرو عاص یتغنیان فجئت واخبرت النبی صلعم فقال اللھم ارکسھما فی الفتنۃ رکسا اللھم ودعھما الی النار دعا

ابو ہریرہ اور ابو برزہ ناقل ہین کہ ہم ایکبار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تہے کہ گانیکی آواز آئی تو آنحضرت صلعم نے فرمایا دیکھو یہ کون گاتا ہے ہم نے اوپر چڑھکر دیکھا تو معویہ اور ابن عاص گا رہے تہے ہم نے واپس آکر آنحضرت صلعم کی خدمت مین خبر کردی ۔ آپ نے فرمایا اللہ ان دونون کو فتنہ مین اوندہے مونہہ ڈالدے اور ان دونون کو جہنم مین دھکیل دے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی اس تاکید و تہدید کے بعد بھی معویہ نے غنا کو ترک نکیا ۔ امام راغب اصفہانی اپنی کتاب محاضرات مین لکھتے ہین ۔

قیل ھشام بن الحکم ھل شھد معویۃ ببدر فقال نعم من جانب الکفار و ذکر عند شریک ابن عبد اللہ بالحلم فقال معویۃ کان مخزن الحماقۃ والسفاھۃ ثم قال واللہ لقد اتاہ قتل امیر المومنین علیؓ وکان متکئا فاستوی جالسا ثم قال یا جاریۃ غنینی فالیوم قرت عینی فانشاءت تقول

الا ابلغ معویۃ بن حرب
فلا قرت عیون الشامتینا

کسی نے عکم کے بیٹے ہشام سے پوچھا کہ معویہ جنگ بدر مین شریک تھے۔ ہشام نے کہا ہان لیکن کافرون کیطرف سے۔ شریک ابن عبد اللہ سے کسی نے کہا معویہ بڑے حلیم تھے شریک نے کہا کہ معویہ حماقت اور سفاہت کا مخزن ہے۔ جناب امیر المومنین علیؑ کے قتل کی خبر پائی تو تکیہ لگائے بیٹھا تھا اوٹھکر بیٹھا ہوا اور مارے خوشی کے سیدھا ہوگیا اور لونڈی کو حکم دیا کہ چھ گا اب میری آنکھین ٹھنڈی ہوئی ہین۔ لونڈی نے یہ شعر گایا

معویہ ابن حرب سے کہدو کہ خدا
شماتت کرنیوالون کی آنکھون کو ٹھنڈا نہین کرتا

جواز شراب خواری

تھا یون جائز ہوئی۔ شراب اسطرح حلال کردی گئی۔ امام احمد ابن حنبل اپنی مسند جلد پنجم ۵ مین لکھتے ہین

عن عبید اللہ بن بریدۃ قال دخلت انا وابی علی معویۃ فاجلسنا علی الفراش ثم اتینا بالطعام فاکلنا ثم اتینا بالشراب فشرب معویۃ ثم ناول لابی فقال ما شربتہ منذ حرمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ثم قال معویۃ کنت اجمل شباب قریش واجودہ ثغرا وما شیء اجد لہ لذۃ کما کنت اجدہ وانا شاب غیر اللبن وحسن الحدیث یحدثنی

عبید اللہ بن بریدہ ناقل ہین کہ مین اور میرے باپ دونون معویہ کے پاس گئے اور وہان ہملوگ فرش پر بٹھلائے گئے پھر کھانا آیا اور ہملوگون نے کھایا۔ پھر کھانے کے بعد شراب لائی گئی اور معاویہ نے شراب پیکر میرے والد کو دی اونھون نے کہا کہ جب سے انحضرت صلعم نے شراب کو حرام بتلایا ہے اوسدن سے ہم نے نہین پی ہے معویہ نے کہا کہ مین جوانی مین تمام جوانان قریش کو خوشرو اور سب سے زیادہ میرے دانت اچھے تھے اور کسی شے مجھے عالم شباب مین اتنی لذت نہین ملتی تھی جتنی شراب مین۔ سوا ہے دودھ کے یا کسی ایسے شخص کے جو اچھی باتین کرتا ہو وہ مجھسے باتین کرے

حلت ربا

حرمت ربا کے مسئلہ مین۔ باوجودیکہ احل اللہ وحرم الربوا (حلال کیا خدا نے بیع کو اور حرام کیا سود کو) کی نص صریح موجود تھی معاویہ تمام مشکوک رہے۔ مولوی نظام الدین صاحب اپنی کتاب صبح صادق مین تحریر فرماتے ہین

ومعویۃ ونحوہ لم یکن مجتھدا وکیف یکون من اشتبہ علیہ حرمۃ الربوا وغیرھا مجتھدا

معویہ کے ایسے لوگ مجتہد نہین ہوسکتے اور وہ شخص کبھی مجتہد نہین ہوسکتا جسپر حرمت ربو مشتبہ ہو۔

بدعات ومخترعات کی تفصیل بھی ہوچکی۔ اب ہمکو اپنے سلسلہ بیان مین معویہ کے اون فضائل مصنوعی اور اوصاف موہومی کی حقیقت حال بھی دکھلادینی نہایت ضروری ہے۔ جو انکے حاشیہ بوسون کے خوشامدانہ حاشیون سے زیادہ ثابت نہین ہوتے۔ اس تفصیل مین ہم پہلے ہم انکے اوصاف مشہورہ کی تنقید لکھتے ہین۔ انکے حاشیہ نشینون نے انکے وقت ہی سے ان کے حلم وبردباری کا خوامخواہ شور وغل مچا رکھا ہے اور مشہور کر رکھا ہے کہ معویہ بڑے حلیم تھے

حلم معویہ

حلم معویہ کی نسبت جب ایک تلاش کنندہ حقیقت حال دریافت کرتا ہے تو انکے بے مثل حلیم ہونیکی بنا ایک ایسے واقعہ پر ہوتی ہے۔ جو بذات خود بدترین اخلاق ثابت ہوتا ہے۔ جسکے نقل و بیان کرنیسے ایک بھلے ادمی کو انتہا درجہ کی شرم وغیرت دامنگیر

حال ہوتی ہے۔ لیکن حقیقت حال کے اظہار کی ناگزیر ضرورت مجبور کرتی ہے۔ معویہ صاحب جس بنا پر حلیم مشہور ہوے ہین اوسکی حقیقت یہہ ہے۔ صاحب تاریخ معویہ مطبوعہ جونپور۔ کتاب مستطرف کے حوالے سے لکھتے ہین۔

ایک بار شام مین پہلے پہل ہاتھی آیا۔ تمام شہر اس اعجوبہ روزگار اور کوہ پیکر جانور کے دیکھنے کو ٹوٹ پڑا۔ معاویہ صاحب کو خبر ملی تو یہہ بھی ایک اونچی ٹیلہ پر تماشہ دیکھنے کیغرض سے چڑھ گئے۔ لیکن وہان اس تماشہ کے ساتھ دوسری سیر دیکھنے مین آئی خاص محل نگاہون کے سامنے تہا او محل کا ایک غلام یا گھر کا مزدور معویہ صاحب کی زوجہ محترمہ پر مسلط تہا اور "خالی مکان راد یہ میگیرد" کی سچی تصویر بنا ہوا داد عیش لے رہا تھا۔ یہہ پر لطف سیر دیکھکر محل کیطرف فوراً جھپٹے۔ فاعل و مفعول دونون حاضر تہے۔ مزدور سے اس بد اخلت بیجا کا سبب پوچھا تو اس نے برجستہ کہا کہ آپ کی حلم نے مجھکو ایسی سخت اور ناقابل برداشت پر شیر کردیا۔ ورنہ کہان مین اور کہان اپکی بیگمصاحبہ" معاویہ صاحب نے آنکھین نیچی کرلین اور کہا کہ "جا مین نے تجھے معاف کردیا۔ مگر خبردار کسی سے اسکا ذکر مکرنا ورنہ تیری گردن ماری جائیگی"

انھین واقعات کو پیش نظر رکھکر شریک ابن عبداللہ کیے ایسے مشہور و معروف محدث نی لکھدیا ہے کہ

کان معوّیة مخزن الحماقة والسفاهة — معویہ حماقت و جہالت کا مخزن تھا

طرفداران معویہ کی منطق سکوسکی اس واقعہ سے جو معنی نکالے۔ وہ اونکا کام ہے۔ مگر ایک شریف غیرتمند بھلا ادمی تو اسکو کبھی حلم نہ کہے گا اور نہ بردباری۔ بلکہ صاف صاف بے غیرتی او بیحیائی سمجھیگا اور دیوثی۔ لاحول ولاقوة الا باللہ العلی العظیم

خال المومنین ہونیکی خصوصیت — خال المومنین ہونیکی خالی او مہمل قرابت خصوصی کو امام محمد بن طلحہ الشافعی نے ایسا ناقابل توجہ سمجہا ہے کہ تعقید فضائل معویہ کے ذکر مین کہین اسکا نام تک نہین لیا ہی اگر طرفداران معاویہ اس علاقہ سببی سے معویہ کی شرافت خصوصی ثابت کرتے ہین تو پھر اونکو یہہ خصوصیت ام حبیبہ کے ساتھ محدود کرنی نہین ہوگی بلکہ امہات المومنین۔ ام سلمہ۔ عائشہ حفصہ۔ سودہ۔ میمونہ۔ صفیہ اور زینب وغیرہ سب کے بھائیون کیلیے بھی یہی استحقاق قائم کرنے ہون گے معویہ کے لئے تخصیص کیا ہے گی بلکہ اصول تعمیم کے رو سے سب اسمین بحصہ مساوی اونکے سہیم و شریک ہون گے۔

اس خالی خصوصیت کی نسبت بھی جہان تک تحقیق کیجاتی ہے یہہ امر ثابت ہوتا ہے کہ امہات مومنین کے او بھائیون نے تو خواہ مرد آیے اس علاقہ بندی کے رشتہ کو تو قائم بھی رکھا۔ لیکن معاویہ نے تو اس خالی خولی شرافت کو بھی اپنے ہاتھون سے ملیامیٹ کردیا۔ امام المورخین طبری بذیل تذکرہ معاویہ لکھتے ہین۔

مما یستحق به اللعنة من الله ورسوله ادعاؤه زیاد بن سمیّه جراءة علی الله یقول ادعوهم لاباءهم هو اقسط عند الله ورسوله یقول ملعون من ادعی الی غیرابیه وانتهی الی غیره

جن وجہون نے خدا و رسولؐ کی طرف سے معویہ کو لعنت کا مستحق بنایا اومین ایک وجہہ یہہ ہے کہ اوس نے زیاد بن سمیہ کو اپنے باپ ابوسفیان کا بیٹا قرار دیا۔ حالانکہ خدا نے فرمایا کہ (انسان کو) اونکے باپ کے نامون سے پکارو

رد الیہ ویقول الولد للفراش وللعاہر الحجر فخالف حکم اللہ
عزّ وجل وسنّۃ نبیّہ صلعم جہارا وجعل الولد الغیر الفراش
والعاہر لا یضرہ عہرہ فاحل بھذہ الدّعوۃ من محارم اللہ
ومحارم رسولہ فی ام حبیبۃ زوجۃ النبی صلی اللہ علیہ و
والہٖ وسلّم

پکارو - یہہ خدا کے نزدیک بہتر ہے اور رسول خدا نے فرمایا ہے کہ وہ
ملعون ہی جو غیر کیطرف منسوب کیا جاوے اور یہہ بھی انحضرت صلعم
نے یہہ فرمایا تھا کہ بیٹا فراش والے کو دیا جاوے اور زنا کرنے والے کی لئے پتھر ہے -
لیکن معاویہ نے کمال جرات و دلاوری سے حکم خدا و سنّت رسولؐ کی
علانیہ (کھلم کھلا) مخالفت کی اور زنا کاری کوئی مضرت نہین سمجھی
کہ حرام خدا کو حلال سمجھا جس سے ام حبیبہ زوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا زیاد ابن سمیّہ کو محرم بنا دیا - دیکھو تاریخ طبری حصہ سوم ۳
جلد چہارم طبع لیڈن

معویہ نے اپنی ایسی واجب الاحترام ہمشیرہ محترمہ کی اتنی توہین اور پردہ دری کی کہ ایک زادہ قریش کو اوس مقدسہ کا بھائی اور محرم
بنا دیا تو وہ شرف جو اس پاکدامن بہن کیوجہہ سے اونکو نصیب ہوا تھا - انکی کرتوتون سے انکے نصیبون مین کب باقی رہا - حکیم سنائی
غزنوی اسیوجہہ سے لکھکر بتلا گئے ہین -

پسر ہند گرچہ خال من است	دوستی ویم بکار رسے نیست
ور نوشت او خطے ز بہر رسولؐ	ہم در آن نیز اقتدارے نیست
ہم در انجا کہ شیر یزدان است	از خط و خال اعتبارے نیست

کتابت وحی

معاویہ کے فضائل مین کتابت وحی کا بھی ایک بے جوڑ پیوند لگایا جاتا ہے اوسکی حقیقت و اصلیت بھی ذیل کی عبارت
مین ملاحظہ ہو -

وحی کا گذشتہ زمانہ ابتدائے بعثت انحضرت صلعم سے فتح مکہ تک اکیس ۲۱ برس ہوتا ہے اور فتح مکہ کے بعد انحضرت صلعم دو برس سے زیادہ زندہ
نہین رہے - معویہ کا خاندان باتفاق جمہور فتح مکہ کے وقت مسلمان ہوا التعجب ہے کہ زیادہ زمانہ سے وحی لکھنے والون مین کسی کو یہہ خطاب نہین ملا اور ملا
تو معویہ کو - یہہ دو حال سے خالی نہین - یا تو وحی اس زمانہ مین کم نازل ہوئی - اس بنا پر دنی اینون کا وہ حصہ جو بعد فتح مکہ کے اوترا تھا - باقی
اینون سے - علم اس سے کہ وہ مکی ہون یا مدنی - زاید ہو - لیکن قران پڑھنے والے اسکے تصدیق نہین کرینگے - یا یہہ کہ وحی کم نازل ہوئی مگر لکھا
آپنے بہت زیادہ - تو اسمین بجائے امانت کے خیانت نظر آتی ہے اور تعجب بالائے تعجب یہہ ہے کہ وہ کاتبان وحی جنکو یہہ معزز خطاب ہاتھ آیا نہین
اونکا کوئی نکوئی مصحف ضرور ہے جس سے انکی کتابت کا ثبوت ملتا ہے - یا کم سے کم یہہ معلوم ہوتا ہے کہ جمع قران مین ان سے مدد لی گئی ہے مگر افسوس
باوجود اس وصف زیادہ نویسی کے نہ اپ کا کوئی مصحف ہے نہ اپ سے جمع قران مین مدد لیا جانا کہین سے پایا جاتا ہے - حالانکہ ظاہر بات ہے کہ اگر
خاندانی اور گھر کے قابلیت والون سے کام نکلتا نظر آتا تو حضرت عثمان کو باہر والون سے مدد لینی کی کیا ضرورت ہوتی لہذا ثابت ہو گیا کہ
کتابت وحی محض یارون کی من گڑھت ہے -

علیؑ جامع القرآن

اس جگہہ ہم امیر المومنین علی علیہ السّلام کے جمعکردہ قران ذکر نکرین تو سلسلہ کلام مین نقص -

استدلال مین ضعف اور ان سب کے علاوہ اکثر ناظرین کتاب کو شکایت کا موقع ملجائے گا۔ مگر سب سے پہلے یہہ ذہن نشین کرلینا چاہیے کہ جناب رسولخدا صلعم نے فرمایا ہے۔

(۱) علیؑ مع القرآن والقرآن مع العلی لا یفترقان حتی یردا علی الحوض (صواعق محرقہ ص، تاریخ الخلفا ص ۲۷)

علی قرآن کے ساتھ ہین اور قرآن علی کے ساتھ۔ دونون کبھی نہ جدا ہونگے یہانتک کہ ہمارے پاس حوض کوثر پر وارد ہون۔

(۲) ما انزل اللہ یا ایھا الذین امنوا الا و علی شریفھا و امیرھا ولقد عاتب اللہ اصحاب محمدؐ فی غیر مکان وما ذکر علیا الا بالخیر تاریخ الخلفا مصر ص ۶۶

(۲) جہان جہان خدا نے یاایھا الذین امنوا فرمایا ہے۔ علیؑ اوس کا امیر او شریف ہین اور بخلاف انکے بیشک دیگر اصحاب محمد صلعم پر بعد اللہ نے عتاب فرمایا۔ لیکن انکا (علیؑ کا) ذکر ہمیشہ خدا نے خیر سے کیا ہے

(۳) عن علی علیہ السلام قال واللہ ما انزلت ایة الا وقد علمت فیما انزلت واین نزلت وعلی من نزلت ان ربی وھب لی قلبا عقولا ولسانا صادقا ناطقا تاریخ الخلفا ۱۳۷

(۳) امیرالمومنین علی علیہ السلام سے منقول ہے کہ جتنی ایتین نازل ہوئی ہین مین خوب جانتا ہون کہ وہ آیت کس امر کی بابت نازل ہوئی ہے اور کہان نازل ہوئی ہے کیونکہ خدا نے مجھکو قلب عاقل اور زبان صادق وناطق عطا فرمائی ہے

(۴) اخرج ابن سعد وغیرہ عن ابی الطفیل قال قال علی سلونی عن کتاب اللہ فانہ لیس من ایة الا وقد عرفت بلیل نزلت ام بنھار ام فی سھل ام فی جبل تاریخ الخلفا و صواعق محرقہ ص ۷۸ مطبوعہ مصر

(۴) ابن سعد وغیرہ نے ابی الطفیل سے لکہا ہے کہ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ کوئی ایت ایسی نہین ہے جسے مین نہین جانتا ہون کہ وہ دن کو اوتری ہے کہ رات کو اوتری ہے۔ ہموار زمین پر نازل کی گئی ہے کہ پہاڑ پر اوتاری گئی ہے۔

اور یہہ بھی ملحوظ رکھنا چاہئیے۔

لم یکن احد من الصحابہ ان یقول سلونی الا علیؑ

اصحاب رسولؐ مین کسی کی زبان سے یہ فقرہ نکلا کہ سوال کرو ہم سے (کتاب خدا کی نسبت) سوا علیؑ کے

اسکی وجہ بالکل ظاہر ہے کہ آنکھ کھولکر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو دیکھا اور آغوش رسول مین پرورش پائی سات یا نو برس تک رسولخدا کے ساتھ اکیلے نماز پڑھی۔ دوسرا اگر کوئی تہا تو جناب خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا تیسرا اوس وقت تک اسلام ہی نہین لایا تہا ہر وقت رسول صلعم کے ساتھ رہے۔ امیرالمومنین علیہ السلام خود فرماتے ہین۔

انی کنت سالتہ انبانی واذا سکت ابتدانی تاریخ الخلفا

جب مین سوال کرتا تہا تو آپ مجھکو بتلا دیتے تھے اور جب مین چپ رہتا تہا تو خود ابتدا فرماتے تھے

اب اسی سلسلہ مین ملاحظہ ہو

اخرج ابوداود عن محمد بن سیرین قال لما توفی رسول اللہ صلعم ابطاء علی عن بیعة ابی بکر فلقیہ ابی بکر فقال اکرھت

ابوداود محمد ابن سیرین کی اسناد سے ناقل ہین کہ جناب رسولخدا صلعم نے وفات پائی تو حضرت علیؑ نے بیعت ابوبکر سے توقف کیا تو حضرت ابوبکر نے حضرت علیؑ سے ملکر

اماری فقال ولکن الیت ان لا ارتدی بردائی الا الی الصلوٰۃ حتے اجمع القران فزعموا انہ کتبہ علے تنزیلہ فقال محمد بن سیرین لو اصیب ذلک الکتاب کان فیہ العلم

کہا کہ ہماری امارت وخلافت کو تم نے مکروہ سمجھا۔ اپنے فرمایا نہین مگر ہم نے قسم کھائی ہے کہ جب تک قران نہ جمع کر لینگے اوسوقت تک بجز اوقات نماز کے اپنے دوش پر رداء نہ ڈالینگے۔ لوگون کا گمان ہے کہ حضرت علیؑ نے قران کو موافق تنزیل کے جمع کیا محمد بن سیرین کہتے ہین کہ اگر وہ قران ملجاتا تو اوس سے علم کثیر حاصل کیاجاتا

الغرض امیر المومنین علی علیہ السلام نے اپنا یہی جمع کردہ قران حضرت ابوبکر وحضرت عمر کے سامنے پیش کیا جواب ملا کہ ہمکو اس قران کی ضرورت نہین ہے۔ قران خود لوگون کو یاد ہے۔ لیکن جنگ یمامہ مین جب بہت سے حفاظ قران مارے گئے تو حضرت عمر نے کہا کہ اب قران جمع کرنا چاہیئے۔ حضرت ابوبکر نے پہلے اختلاف کیا تہا۔ بعد کو راضی ہوگئے۔ پھر لوگون کو جمع کیا اور زید بن ثابت ایک یہودی النسل نوجوان کو جامع القران والی پنچایت کا سرپنچ مقرر کیا اونھون نے کچھ خود لکھا اور زیادہ تر لوگون سے پوچھ پوچھ کر لکہا اور کچھ لوگون سے لکھوایا۔ اوسی قران کا ایک نسخہ حفصہ کے پاس تہا۔ اگرچہ یہی نسخہ اشاعت کے لیے کافی تہا۔ مگر حضرت عثمان نے اپنے عہد خلافت مین نئے سرسے پہر قران کو مرتب کرایا۔ اور اگلے نسخے حضرت عمر کے مرتب کرائے ہوئے جن لوگون کے پاس موجود تہے وہ کسی نکسی طرح اون سے وصول کرکے مصلحتاً جلا ڈالے گئے۔ تاکہ اختلاف نہ پڑے ابن مسعود صحابی رسولؐ اپنا قران نہین دیتے تہے آخر مارتے مارتے اونکی پسلی توڑ دی گئی اور اونکا قران بہی جلا دیا گیا۔ ام المومنین حفصہ بہی اپنا قران نہین دیتی تھین۔ مروان صاحب وزیر حضرت عثمان نے اون سے بھی بزور خلافت وصول کیا اور آگ پر رکھکر تاپ ڈالا۔

غور کرنیکی بات ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بائیس برس تک امت کی ہدایت کی ہمیشہ وحی آیا کی۔ لوگ لکہا کئے تدوین قران ہوتی رہی اور اوس زمانہ تک معاویہ کافر مطلق تہے۔ اگر وفات رسولؐ سے کچھ پہلے یہ مسلمان ہوکر کاتب وحی رہے بھی تو اونکو جاہلون نے ایسا آسمان پر چڑہایا کہ معویہ کو کاتب وحی بنایا گویا دنیا بھر مین بجز انکے کوئی کاتب ہی نہین تہا۔ اچھی کاتب وحی تو عبداللہ بن سعد او عبداللہ ابن ابی سرح بھی تہے جو دونون بعد کو مرتد ہوگیے تھے۔ عبداللہ ابن ابی سرح صاحب تو حضرت عثمان کے رضاعی بہائی تہے۔ فتح مکہ کے دن انحضرت صلعم نے انکا خون حلال کردیا تہا کہ جو شخص انکو جہان پایے مار ڈالے۔ یہ حضرت عثمان کے مکان مین پوشیدہ تہے ایکدن حضرت عثمان انکو ہمراہ لیکر انحضرت صلے اللہ علیہ والہ وسلم کیخدمت مین حاضر ہوے اور رہ رہ کر کئی مرتبہ انکی سفارش کی انحضرت صلعم نے دیرتک سکوت اختیار کیا تاکہ کسیکو ہمارے حکم کا خیال آجایے اور وہ اس مرتد کی گردن ماردیے مگر کسی نے قتل نہین کیا او حضرت عثمان برابر سفارش کرتے چلے گئے۔ بالآخر انکے اصرار بسیار سے انحضرت صلعم نے امان دیدی۔ جب حضرت عثمان بھائی صاحب کو لیکر چلے گئے تو انحضرت صلعم نے اصحاب حاضرین سے کہا کہ تم مین سے کسی نے اوٹھکر اس کتے کو کیون نہ مار ڈالا۔ عباد ابن بشر نے کہا کہ اگر آپ نے اپنی آنکھ سے اشارہ کیا ہوتا تو ہملوگ اوسے مار ڈالتے۔ انحضرت صلعم نے فرمایا کہ نبیؐ کی آنکھ خیانت نہین کرتی۔ ہمارا کام اشارہ بازی نہین ہے

قرۃ العیون جلد چہارم حصہ اول مطبوعہ آگرہ ص ۷۰ وترجمہ ابن خلدون کتاب ثانی جلد سوم مطبوعہ الہ آباد ص ۱۸۷ سیرۃ ابن ہشام جزو ثانی مصر ص ۲۱۶

اگر محض کتابت وحی پر یہہ افتخار ہے تو عبداللہ ابن ابی سرح کے مذکورہ بالا واقعات پڑھکر یہہ طمطراق محض بیکار ہے - جب ان دلائل قاطعہ سے پیش نہ چلی تو مجبور ہوکر طرفداران معویہ نے یہہ پیوند لگایا کہ یہہ حضرت رسولخدا صلعم کیلئے خط لکہا کرتے تہے (امام مدائنی)

اب طرفداران معویہ کے اقرار کے مطابق جب یہہ کاتب وحی ثابت نہوسکے تو محض جنگلی عربون کے پاس یا دیگر کفار عرب کے پاس خطوط لکھدینے سے انہین کون سی منقبت حاصل ہوسکتی ہے بلکہ اس منقبت سے تو صریح منقصت پائی جاتی ہے اسلئے کہ ہر چند معویہ نے لوگون کے نام انحضرت صلعم کے مضامین ہدایت آگین لکھے مگر اون کلمات ہدایات سے خود کوئی ہدایت حاصل نہین کی اور اپنا ایمان اپ درست نہین کیا - کہنے والے نے سچ کہا ہے ؎

صحبت اندر جوہر قابل کند تاثیر و بس　　؎　　ورنہ شاخ گل ز بوئے گل چرا محروم شد

انحضرت صلی اللہ علیہ و الہ وسلم کے پاس مومنین و منافقین سب کا مجمع رہتا تہا - خود انحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا ہے - در اصحاب من منافقان بسیار اند کہ روئے بہشت نخواہند دید (معارج النبوۃ) اس بنا پر اگر انحضرت صلعم نے کسی منافق سے خط لکھوایا تو اس سے اوسکا ایمان کیسے ثابت ہوا اور آجتک یہہ قاعدہ جاری ہے کہ ہماری بہت سی دیسی اسلامی ریاستون مین ہنود حضرات وزارت اور دیوانی کے عہدہائے جلیلہ پر فائز ہین - اب ہم انکی کتابت کی اخر بحث مین یہہ دکھلاتے ہین کہ ابتدا ہی سے یہہ خدمت جس پر یہہ فخر و ناز کیا جاتا ہے معویہ کے لئے کتنی ناسزا اور ارذ قابل شرم و عار بات ثابت ہوئی ہے -

انکی کتابت کے زمانے مین ایکبار انحضرت صلعم نے بغرض کتابت انکو بلا بھیجا عبداللہ بن عباس انہین بلانے گئے - یہہ کھانا کھا رہے تہے - واپس آئے اطلاع کی کھانا کھاتے ہین - تھوڑی دیر کے بعد پہر طلبی کے لئے ارشاد ہوا - ہمان اش در کاسہ - لوٹ آئے عرض کی کھانا کھاتے ہین - رحمت عالم کو جلال آگیا - ارشاد فرمایا - لا اشبع اللہ بطنہ - خدا اوسکے کوکھ کو کبھی نہ بہرے - (استیعاب حاشیہ اصابہ بعنوان معویہ ص ۴۰۱)

اس دعائے خیر الوری کا یہہ اثر ہوا کہ معویہ صاحب سو رطل دمشقی روز کھانا کھاتے تہے مگر پیٹ تہا کہ کسیطرح بہرتا ہی نہ تہا مستطرف جزو اول مصر ص ۲۱۵

خود معویہ صاحب اپنی بیشکمی اور جوع البقر کی شکایت خاص مین طرب اللسان ہین واللہ ما اترک الطعام شبعا ولکن اعیاء خدا کی قسم مین پیٹ بھر جانیکی وجہہ سے بلکہ کھاتے کھاتے تھک جانیکی وجہہ سے کھانا چھوڑ دیتا ہون - طبری جناب رسول خدا صلعم کا یہہ قول بھی اسی کے ساتھ پیش نظر رکھا جائے کہ - کم کھانیسے صفائی قلب حاصل ہوتی ہے اور پرخوری سے قساوت قلبی بڑہتی ہے مستطرف جلد اول مصر ص ۲۱۳

اسی بنا پر معاویہ کی قساوت قلبی - اصحاب رسول - حضرت امام حسنؑ اور حضرت عائشہ کے قتل سے بالتواتر و التجارب ثابت ہے - پھر یہہ بھی قول مشہور ہے کہ مومن ایک آنت مین کھاتا ہے اور کافر سات آنتون مین ابوداود طیالسی جزو ششم مطبوعہ حیدرآباد ص ۲۵۱ اس لئے معویہ صاحب کی پرخوری اتنی بڑہی ہوئی تہی - اور پہر اتنی عالمگیر اور مشہور عالم ہوئی کہ اقوام و ممالک مین ضرب المثل قائم ہوگئی چنانچہ ایک صاحب اپنے مصاحب کی تعریف مین کہتے ہین اور کیا خوب کہتے ہین -

وصاحب لی بطنه کالهادیه
سراایک ہمراہی بھی جسکا پیٹ جہنم کے ایسا ہے

کان فی امعاۂ معاویه
گویا اسکی انتون مین معاویہ بیٹھا ہوا ہے

معاویہ کا اجتہاد — انکی اخرتبت مین اجتہاد داخل کیا جاتا ہی اور کہا جاتا ہی کہ یہہ مجتہد تھے۔ مگر پہلے یہہ ذہن نشین کرلینا چاہیے کہ انکے دعوی اجتہاد کے ساتھ ہی ساتھ خطا کا اقرار و اعتراف بھی لگا ہوا ہے یعنی مجتہد خاطی تھے۔ ان نخیطاے اجتہادی ضرر ہونی لیجیو صواب فی نفس الاجتہاد تو ہیں سے رخصت ہوگیا جب ابتدا ہی سے صواب مفقود اور خطا موجود ہے تو اب اسکے خطا کا ہونے مین کون سی کسر باقی رہجاتی ہے۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم

معویہ کی نماز — مجتہد ہو یا عامی اسلام مین معتقدات کے بعد عملیات مین سب سے پہلے نماز ارکان ایمان قرار پائی ہے۔ ادائے نماز مین معویہ صاحب کی قوت اجتہاد مفصلہ ذیل واقعہ مین ملاحظہ ہو

حکاہ المسعودی فی مروج الذہب قال لقد بلغ من طاعۃ اہل الشام معویہ انہ صلی بہم عند مسیرۃ الی صفین الجمعۃ یوم الاربعا — جواہر الامۃ قلمی ورق ۵۳

مسعودی نے مروج الذہب مین بذیل ذکر طاعت اہل شام حکایت کی ہے کہ معاویہ نے تمام اہل شام کو صفین جاتے ہوئے رستہ مین جمعہ کی نماز بدہ ہی کے دن پڑہادی۔

اور لیجیو۔ امام شافعی صاحب رقمطراز ہین ۔

ان معویۃ قدم المدینہ فصلی بہم ولم یقرء بسم اللہ الرحمن الرحیم ولم یکبر عند الخفض الی الرکوع والسجود فلما سلم ناداہ المہاجرون والانصار یا معویہ سرقت من الصلوۃ این بسم اللہ الرحمن الرحیم واین التکبیر عند الرکوع والسجود

معویہ مدینے گئے۔ اور نماز پڑہائی تو پہلے ہی بسم اللہ غلط کردی یعنی نہ پڑہی اور رکوع و سجود مین تکبیر نہین کہی۔ جب سلام پھیرا تو مہاجرو انصار نے شور مچایا کہ کیون معاویہ۔ تم نے نماز مین چوری کی۔ بتاؤ کہان گئی بسم اللہ الرحمن الرحیم اور کہان گئی رکوع و سجود کے جاتے وقت کی دونو تکبیرین۔

حالانکہ ابوہریرہ کی اسناد سے بتواتر ثابت ہی کہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر نماز مین بسم اللہ با واز بلند فرماتے تھے مگر معاویہ کو اپنے اجتہاد کی دھن مین تقلید رسالت کی کچہہ پروا نہین تھی چنانچہ ہمارے مذکورۂ بالا سلسلہ بیان سے تمام اوامر و نواہی الہی اور فرامین رسالت پناہی سے انکا اختلاف و انکار ظاہر و آشکار ہوچکا ہے۔ اب انکے اس اختلاف کا سبب اصلی امام فخرالدین رازی کی زبانی سن لیا جاے

ان علیا رضی اللہ عنہ کان یبالغ فی الجہر بالتسمیہ فلما وصلت الدولۃ الی بنی امیہ بالغوا فی المنع من الجہر سعیا فی ابطال آثار علی رضی اللہ عنہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ نماز مین با واز بلند بسم اللہ فرمایا کرتے تھے۔ لیکن دولت و امارت جب سے بنی امیہ مین آئی تو انہون نے صرف آثار حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مٹانے کی غرض سے اسکے منع کرنے مین کوشش بلیغ سے کام لیا۔ تفسیر کبیر۔ فوائد بسم اللہ

حضرت علیؑ کی نماز — اب اسی کے ساتھ ہم حضرت علی کے طریقہ نماز کا مختصر ذکر مقام مناسب سمجھکر قلمبند کرتے ہین۔ ملا حسین لکھنوی فرنگی محلی اپنی کتاب وسیلۃ النجاۃ مین تحریر فرماتے ہین۔

ازان جملہ است کہ بعد از رسول خدا صلعم تغیر و تبدل در نماز کہ ستون دین است راہ یافت و مردمان انرا ضایع ساختند و بشرائط و حقوق انرا بجا نمی آوردند و حضرت علیؑ بمقتضائے ولقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ بشرائط حقوق و تعدیل ارکان و حفظ اوقات وغیرہ لوازم آن چنانچہ باید و شاید بجا می آوردوا از نماز رسول خدا صلعم صحابہ را یاد می دہانید۔ گفت مطرف کہ نماز خواندم من با عمران در پس علیؑ ابن ابیطالب در وقتیکہ نماز تمام شد گرفت مطرف دست عمران وگفت بتحقیق یاد دہانید مرا علی مرتضی از نماز محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا گفت کہ نماز خواند با ما چنانچہ میگذارد رسول خدا صلعم

وسیلۃ النجاۃ طبع لکھنوٴ ص (۱۲)

اونہین باتون مین سے یہہ بھی ہے کہ جناب رسول خدا صلعم کے بعد نماز مین کہ دین کا ستون ہے تغیر و تبدل واقع ہوگیا تھا۔ لوگون نے اوسے ضایع کر دیا تھا اور اوسکو اوسکے حقوق و شرائط کے ساتھ ادا نہین کرتے تھے اور جناب علی مرتضی اس آیہ کے موافق کہ رسولؐ کا طرز عمل تمہارے لئے بہترین نمونہ ہے۔ نماز کو اوسکے حقوق، شرائط اداے ارکان اور حفظ اوقات کے ساتھ۔ جیسا کہ چاہیے بجالاتے تھے۔ اور اپنے اس طریقہ عمل سے تمام صحابہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز یاد دلاتے تھے۔ مطرف سے منقول ہے کہ ایکبار مین نے عمران کے ساتھ حضرت علی ابن ابیطالب کے پیچھے نماز پڑھی جب نماز تمام ہوچکی تو مطرف نے عمران کا ہاتھ پکڑکر کہا کہ آج تو واقعی حضرت علیؑ نے جناب رسولخداؐ کی نماز یاد دلادی۔ یا یون کہا کہ ہمکو علیؑ نے یون نماز پڑہائی جسطرح جناب رسولخداؐ پڑہایا کرتے تھے

اسی لئے معویہ کے زمانہ مین۔

وکان ندیما اکل الھریسہ وکان یاکل علی سماط معویہ ویصلی خلف علی ویجلس وحداہ فسئل عن ذلک فقال طعام معویہ ادسم والصلوۃ خلف علی افضل

ایک شخص معویہ کا ندیم تہا۔ وہ معویہ کے دسترخوان پر تو کھانا کھاتا تہا اور نماز حضرت علیؑ کے پیچھے پڑہتا تہا۔ یہہ دیکھکر ایک شخص نے اوس سے پوچھا تو اوس نے کہا کہ کھانا تو معاویہ کا چربدار ہوتا ہے لیکن نماز حضرت علی کے پیچھے فضیلت رکھتی ہے

ایک شخص کو یہی جواب ابوہریرہ نے دیا تہا۔ ربیع الابرار زمخشری قلمی ورق ص ۲۱۷

یہہ تو جملہ معترضہ تہا۔ اب ہم پہر اپنے سلسلہ بیان پر آجاتے ہین۔ معاویہ صاحب مجتہد بنائے جاتے ہین اور شروع ہی سے خطا کار ٹھہرائے جاتے ہین۔ اور نماز کے ایسے اوّل فریضہ اسلامی مین چور بتلائے جاتے ہین تو گویا خطا کاری اور چوری ان کے اجتہاد کی خصوصیات مین داخل ہے۔ اسلامی شریعت کیا کسی قوم و مذہب کے لوگ ایسے خطا کار اور گمراہ کو اپنے احکام مذہبی

کا رہبر اور ہادی نہیں بنا سکتے طرفداران معاویہ اور ہمخواران دولت بنی امیہ کی اس مصنوعی اجتہاد کی دھجیاں اور ان کی خود ساختہ خلافت و امارت معوّیہ کی قلعیاں خود انکے علماے کرام نے کر دیکر رکھدیں ہیں مفصلہ ذیل عبارتیں ملاحظہ ہوں

معوّیہ صاحب	ومن اعتقاد اهل السنّة والجماعة ان	اہل سنت والجماعت کا اعتقاد ہے کہ جو نزاع باہم معاویہ اور علی علیہ السلام کی زندگی
اور ابن حجر	ان ما جرے باین معاویّة وعلی من الحروب	میں واقع ہوئے وہ اصل خلافت کے جھگڑے نہیں تھے کیونکہ علی علیہ السلام
	ولکن المنازعة فی الخلافة لاجماع علی حقیقتها لعلی	پر اجماع امّت ہو چکا تھا۔ (صواعق محرقہ)
علامہ عبدالشکور سلمی	وقال اهل السنّة والجماعة ان معویة مع	اہل سنت وجماعت کہتے ہیں کہ معاویہ حضرت علی مرتضیٰ کی زندگی میں امارت اور بیعت
اور معاویہ صاحب	فی حال حیاة علی ومن تابعه مخطئین	کے دعوے میں خطاوار تھے اور حضرت علی مرتضیٰ کے ساتھ جنگ و جدل کر لینے
	فی دعوی الامارة والبیعة باغین فی المقاتلة مع علیؑ	میں قطعی باغی تھے۔ (کتاب التمہید فی بیان التوحید)
معویہ صاحب	ذهب الکثیرون الی ان اول من	علی الاکثر علماے اہلسنت کا یہ مذہب و مسلک ہے کہ جس شخص نے سب
اور علامہ تفتازانی	بغی فی الاسلام معوّیه	سے پہلا اسلام میں بغاوت کی وہ معوّیہ تھے (شرح مقاصد)
معویہ صاحب	وقیل معوّیه من کتّاب النبی صلعم	اگر یہ بات کہی جاتی ہے کہ معاویہ آنحضرت صلعم کے کاتب تھے اور تمام مسلمانوں کے ماموں
اور امام محمد بن طلحہ الشافعی	وکان خال المومنین فکیف یحکم	تو ان پر اور انکے متبعین پر حضرت علیؑ کے ساتھ ... کر لینے کی وجہ سے کیونکر الزام لگاتے ہو
	علیه وعلی من معه یکونهم بقتال علی علیه السّلام بغاة فی	اور یہ کہتے ہو کہ وہ راہ صواب سے بھٹکے ہوئے اور قصد ابغاوت کے مرتکب اور
	فعلهم جائرین عن سنن الصّواب بقصدهم وقاصدین	خدا کی اطاعت سے خارج ہونیوالے تھے۔ ہم (امام محمد بن طلحۃ الشافعی) کہتے ہیں
	بما ارتکبوہ من فیهم الجبن فی زمرة الخارجین من	کہ ہم نے ان پر حکم بغاوت کا ... جھوٹ اور اپنی طرف سے گھڑ کر نہیں لگایا ہے
	طاعة ربهم قلت لم احکم علیهم بصفة البغی ولو	بلکہ یہ حکم ہم نے بوجہ نقل و اتباع کے کیا ہے جسکو محدثین میں سے مشہور اماموں نے اپنی اپنی
	ادالها وضعا وافتراءً واختراعاً بل حکمت بها نقلا	صحیح سندوں میں متعدد حدیثوں کے درمیان بیان کیا ہے کہ ہر ایک ان میں سے
	واتباعا فانه روی الائمة الاعیان من المحدّثین	اپنی حدیث کی سند کو آنحضرت صلعم تک پہونچاتا ہے کہ حضرت عمار یاسرؓ کی نسبت
	فی مسانیدهم الصّحاح احادیث متعدّدة ترفع	آنحضرت صلعم نے فرمایا تھا کہ تجھے باغیوں کا گروہ قتل کریگا۔ یہ ایسی حدیث ہے
	کل واحد منهم حدیثه بسنده الی رسول الله صلعم	کہ جسکی اسناد میں کوئی خلل نہیں ہے اور نہ اسکے متون میں کسی قسم کی بے ترتیبی ہے
	قال لعمار رضؓ تقتلك الفئة الباغیّة وهذا الحدیث	پس ثابت ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمار یاسرؓ کے گروہ قاتلان کا وصف
	لاخطاف اسنادها ولا اضطراب فی متونها ثبت	باغی ہونیکے ساتھ قرار دیا ہے اور بغی کا وصف اس گروہ سے جدا نہیں ہوسکتا
	بها ان النّبی صلعم وصف الفئة القاتلة عمّارا بکونها	اس گروہ کے لئے یہ وصف لازمی ہے اور بغاوت کے معنی ظلم اور قصد فساد کے
	باغیة وصفة البغی لاینفك عنها وهی لازمها	ہیں۔ پس جو شخص باغی ہے۔ وہ ظالم جابر۔ عدل سے تجاوز
	والبغی عبارة من الظلم وقصد الفساد فکلّ من	کرنے والا اور خدا کی اطاعت سے خارج ہونے والا ہے۔ پس حضرت
	کان باغیا کان ظالما وجابرا وکان فاسقا وخارجا	عمار یاسرؓ کا قاتل اور اوس کا گروہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عن طاعة ربّه فتكون الفئة القاتلة عمار امتصفه بهذه الصّفات بخبر الصّادق المصدوق (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

کے فرمانے کے مطابق ان صفات مذکورۂ بالا سے مصدقہ طور پر ضرور متصّف قرار پایا۔

امام صنعانی اور معویہ صاحب

قال النّواصب قد اخطأ في الاجتهاد واخطأنا فيه اصحابه والعفو في ذالك يرجو بفاعله وفي اعالي الجنان الخلد ذاكبه قلنا كذبتم فلم قال النبي صلى الله عليه واله وسلم لنا في النار قاتل عمار وسالبه وما ادعوى الاجتهاد لمعاوية في قتاله الا كدعوى ابن حزم ان ابن ملجم شقي الآخرين مجتهد في قتله لعلي عليه السلام كما حكاه عنه الحافظ ابن حجر في تلخيصه واذ كان من اركب هواه ونفق بالملاء يروّج به ما يراه اجتهادا لم يبق في الدنيا مبطل اذ لايات احد منكر الّا وقد اهب له عذرا

ناصبی گروہ کے لوگ کہتے ہیں کہ معاویہ اور اوسکے دوستوں سے خطا فی الاجتہاد واقع ہوئی ہے جسکے فاعل کے لئے خدا سے عفو کی امید کیجاتی ہے اور وہ جنات خلد کے درجات عالی میں ہوگا۔ ہم (امام صنعانی) کہتے ہیں تم لوگ جھوٹ کہتے ہو۔ اگر تمہارا قول سچ ہے تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم سے کیوں کہا تھا کہ عمارؓ کا قاتل اور اوسکے مقتول ہوجانے کے بعد اوسکے ہتیار لیجانے والا جہنم میں ہوگا امیر معویہ کے لئے علیؑ کے ساتھ جنگ کرنے کے بارے میں اجتہاد کا دعویٰ کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ ابن حزم نے ابن ملجم شقی اخرین کو جناب علی مرتضیٰؑ کے قتل میں مجتہد کہا ہے۔ چنانچہ ابن حجر نے تلخیص میں اسکو نقل کیا ہے۔ جب کوئی شخص اپنے حرص وہوا کے گھوڑے پر سوار ہو کر ہذیان بکنا شروع کردے تو جسکو چاہے اجتہاد کہدے۔ پس ایسی تاویلات مہملہ سے دنیا میں کوئی امر باطل نہیں رہے گا جسکے لئے کوئی نہ کوئی عذر گڑھ نہ لیا جاسکے

شاید کسی کو یہ شبہہ ہو کہ جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السّلام کو زمانہ حیات میں البتہ یہ نہ خلیفہ تھے نہ مجتہد ۔ اپ کے بعد یہ سب کچھ ہو گئے ۔ خلیفہ مفترض الطاعۃ بھی او مجتہد واجب التقلید بھی ۔ تو یہ بھی بخیر ۔ فخر الاسلام بزودی کتاب التسیر میں لکھتے ہیں ۔

لانّ احدا من الصحابة لم يره امام حق ولم يعقد له عقد الامامة وما كان من جملة الخلفاء

کسی صحابی نے انکو امام نہیں کہا ہے اور نہ کسی طریقہ سے امامت حقہ کا انعقاد ہوا ہے اور نہ معاویہ جملہ خلفاء میں داخل ہے۔

طرفداران معاویہ کی ان سب تاویلات مہملہ اور توہمات باطلہ کے متعلق ہم صاحب نصائح کافیہ کی مفصل تنقیدی رائے ذیل میں لکھتے ہیں

صاحب نصائح کافیہ اور معاویہ صاحب

واما من يقتل المسلمين صبرا ويسب عليا جهرا ويبعث في الارض فسادا ويحارب الله ورسوله عنادا

جو شخص مسلمانوں کے ہاتھ پاؤں باندھ کر (مجبور کر) کے قتل کرتا ہے اور امیر المومنین کو علانیہ گالی دیتا اور برا کہتا ہے اور خدا کی زمین پر فساد کرتا ہے اور خدا ورسولؐ سے لڑائی اور عناد کرتا ہے اور مسلمانوں کے بیت المال

ويصطفي البيضاء والصفراء من بيت اموال المسلمين ويهتك باوامر سيد المرسلين فذلك عندهم ثقة عدل صاحب سنة خليفة حق امام صادق ذلك مبلغهم من العلم ان ربك هو اعلم بمن ضل عن سبيله وهو اعلم بمن اهتدى ما احمق هولاء القوم يسارعون للكذب عن هذه الطاغية فيتاولون له التاويلات الباطلة البعيدة الفاسدة الضعيفة ويعمدون الى سيئاته القبيحة الواضحة المتواترة فينكرون منها ما امكن من انكاره ويبدلون الجانب الاخر بتلك التاويلات حسنات يمدحونه عليها ويظنون حينئذ انهم قد جمعوا الامة على الهدى وصانوا العامة عن الخوض فيما لا يجوز بزعمهم من ذكر مساوي ذلك الطاغية واغووا

کا سونا چاندی (اپنا سونا روپ) مال سمجھکر ہضم کر جاتا ہے اور پیغمبر صاحب کے حکم کا مذاق اوڑاتا ہے ۔ ایسا شخص ان لوگون کے نزدیک ثقہ ۔ بڑا عادل ۔ صاحب سُنت مطابق حق اور امام صادق ہے ۔ اس سے ان لوگون کی عقل کی خوبی ظاہر ہوتی ہے خدا خوب جانتا ہے گمراہ ہونیوالون کو بھی اور جس نے ہدایت پائی اوسکو بھی ۔ یہہ لوگ کسقدر نادان ہین اس سرکش (معاویہ) کی حمایت مین کسقدر عجلت کرتے ہین اور تاویلات باطلہ بعیدہ ۔ فاسدہ اور ضعیفہ سے اسکے لئے تاویل کرتے کرتے ہین اور اوسکے گناہون اور اعمال بد کو جو کھلے ہوئے ہیں ۔ رسوا کن اور متواتر ہین ریشہ انداز ہوکر قصداً جنکا اظہار ناممکن ہوتا ہے ۔ انکار کرتے ہین ۔ اور دوسری طرف سے تاویلین کرکے اوسکے گناہون کو نیکیان قرار دیکر اوسکے اونھین گناہون کی مدح وثنا کرتے ہین اور اوسکو اوسکے گناہون پر قابل ثواب ٹھہرا کر خدا پر سبقت کرتے ہین اور یہہ گمان کرتے ہین کہ اونھون نے اس تدبیر سے دین خدا کا ایک شگاف بھر دیا اور امت کو ہدایت پر مجتمع کردیا اور عام لوگون کو بزعم خود ناجائز امر مین خوض کرنے سے بچا لیا ۔ نصائح کافیہ مطبوعہ بمبی ص ۱۱۵

اسی وجہ سے کسی شاعر نے کہا ہے اور خوب ہی کہا ہے ۔

قال النواصب فيه اخطا معويه — في الاجتهاد واخطا فيه صاحبه

ناصبیون کا یہہ قول ہے کہ معاویہ سے جنگ صفین مین خطا واقع ہوئی — اور یہہ خطا اوسکی اور اوسکے مصاحب (عمر عاص) کی خطائے اجتہادی ہے

والعفو في ذاك مرجو لفاعله — وفي اعالي الجنان الخلد راكبه

لہذا امید ہے کہ اوسکی یہہ خطا معاف کردی جائے — اور وہ جنات خلد کے اعلی درجات پر فائز کیا جاوے

قلنا كذبتم اما قال النبي لنا — في النار قاتل عمار وسالبه

ہم کہتے ہین نواصب جھوٹے ہین ۔ کیا نہین فرمایا ۔ رسولخدا صلعم نے ۔ کہ — عمار یاسرؓ کا قاتل اور اوسکے ہتیار لینے والا جہنمی ہے

(روضہ ندیہ مطبوعہ دہلی ص ۲۳)

امام جلال الدین سیوطی اور معاویہ صاحب

عن سعيد بن جمهان قال قلت لسفينة ان بني امية يزعمون ان الخلافة منهم قالت كذبوا بنو الزرقاء بل هم ملوك من اشد الملوك واول الملوك معاويه

سعید ابن جمہان کہتے ہین کہ مین نے سفینہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ بنو امیہ اپنے آپ کو خلفا جانتے ہین وہ کہنے لگین یہہ کنجی عورت کے زائیدہ جھوٹ کہتے ہین ۔ یہہ لوگ بادشاہ ہین اور سخت ترین بادشاہون مین سے ہین ۔ ان مین سے پہلا بادشاہ معاویہ ہے

ايضا في كتابه اللآلي المصنوعة في الاحاديث الموضوعة بعد ان ذكر احاديث كثيرة في فضل معوية كلها موضوعة لا اصل لها۔

پھر وہی بزرگ اپنی کتاب لآلی مصنوعہ فی احادیث موضوعہ میں معاویہ کی شان میں اکثر حدیثوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ معویہ کی شان میں تمام حدیثیں موضوع ہیں اور انکی کوئی اصل نہیں ہے ۔

بعض طرفداران معویہ کہتے ہیں کہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکے حق میں فرمایا یا معویہ اذا ملکت فاحسن جب تم بادشاہ ہونا تو اچھے سلوک کرنا ۔ شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی اسکی تحقیق میں لکھتے ہیں ۔

محدث دہلوی　دیگر این حدیث ہا می ارند کہ فرمود رسولخدا صلعم یا معویہ اِذَا مَلَکْتَ فَاَحْسِنْ ومیگویند از آن　اومعویہ صاحب　روزے معویہ را در دل طمع ملک و امارت افتادہ بود - اما ہیچ یکے ازین حدیث بصحت نرسیدہ　سفر السعادت مطبوعہ کلکتہ ص ۲۴۹

دوسری حدیث بیان کرتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلعم نے معویہ سے کہا کہ جب تم بادشاہ ہونا تو احسان کرنا اور یہ دعوے کرتے ہیں کہ اسی روز سے معویہ کے دل میں ملک و امارت کی طمع پیدا ہوئی لیکن ان حدیثوں میں سے ایک حدیث بھی صحیح ثابت نہیں ہوتی

صاحب نصائح کافیہ نے اس بحث میں مفصلہ ذیل شرح تنقیدی فرمائی ہے ۔

وعلى فرض صحته فلا منقبة فيه لمعاوية لان الله سبحانه تعالى قد اطلع نبيه على ما سيجري بين امته من الفتن و الحروب وقد اخبر عنها بما اخبر واشار الى ما اشار وفي هذا الحديث اشارة الى ان معوية سيملك وقد صح في احاديث صحيحة بان ملكه ملك عضوض وقد امر بالاحسان اذا ملك حيث لا سامع ولا مؤتمر وليس ذلك من قبيل البشارة والغبطة بملكه بل من باب الاخبار بالمغيبات والانذار بالفتنه واقامة الحجة عليه تبليغه و هذا الاخبار لا يستلزم حقيته فان النبي صلى الله عليه واله وسلم قد اخبر عن امور كثيرة من هذا القبيل كفتن الخوارج وان بني مروان ينزون على منبره كما تنزو القردة وقد اخبر موسى عليه السلام بما يملك بخت نصر الجبار الكافر وما سيرتكبه من بني اسرائيل افيكون الاخبار بهذه الامور دليل على حقيقتها

مگر اس حدیث کی صحت بھی فرض کر لیجاوے جب بھی معویہ کے لئے کوئی منقبت نہیں ہے کیونکہ خدا نے اپنے نبی کو اون امور کی اطلاع دی ہے جو اونکی امت پر انکے پیش انیوالے ہیں مثل فساد اور لڑائی وغیرہ کے اور اس حدیث میں جو خبر دی گئی ہے اور جسطرف اشارہ فرمایا گیا ہے سمجھنے والے سمجھتے ہیں کہ اس حدیث میں اشارہ ہے معویہ کو بادشاہی ملنے کا ۔ اور بتحقیق احادیث صحیحہ میں وارد ہوا ہے صریحاً کہ ملک اوسکا ملک گزندہ ہوگا ۔ اور بتحقیق کہ حکم دیا تھا کہ اوسکو بادشاہ ہونے پر احسان کرنا ہوگا مگر اوس نے نہ مانا اور تعمیل نہیں کی اور یہ فرمانا آنحضرت صلعم کا از قبیل بشارت و مسرت نہیں تھا بلکہ خبر غیب کے طور پر تھا ۔ اور فتنہ و فساد سے خوف دلانا تھا اور تبلیغ احکام سے معویہ پر حجت قائم کرنا تھا اور یہ خبر بیان کرنے سے معاویہ کی حقیقت لازم نہیں آتی کیونکہ آنحضرت صلعم نے ایسی بہت سی خبریں بیان کی ہیں مثل فتنہ خوارج وغیرہ کے اور بنی مروان کا اپنے منبروں پر بندروں کی طرح کودنا اور اسی طرح حضرت موسی علیہ السلام نے بھی بخت نصر بادشاہ کافر و جابر کی بادشاہی سے اور جو کچھ وہ بنی اسرائیل کے ساتھ سلوک کرنے والا تھا

قال الجاحظ انما غلب معوية عليا لانه لم يكن رعايته الا ادراك الحاجة بالحيلة حلالا او حراما ثم لم يكن يبالي بالدين ولا يتفكر في سخط رب العالمين وعلي عليه السلام لم يستعمل من الحيل الا ما حل والحلال من الحيل قليل وقال معوية لعمر عاص والله لاضربن عليا بخمسين الفا لا يقرؤن فاتحة الكتاب

معاویہ اوسوقت تک بندہ رہیگا جب تک کہ اپنی گردن مین صلیب نہ ڈالیگا اور جو اتنا معویہ کے گردن مین ہو وہ صلیب ہو ۔ اس لیئے مین نے ڈالدیا کہ

جاحظ کا قول ہے کہ معویہ جناب امیرالمومنین علیہ السلام پر اسوجہہ سے غالب آگیا کہ اسکا مقصود یہ تہا کہ وہ کسی حیلہ سے اپنے مدعا کو حاصل کرے خواہ وہ حیلہ حلال ہو یا حرام وہ اپنی کامیابیون کی کوششون مین نہ کچھہ دین خدا کی پروا کرتا تہا اور نہ اوسکو عقوبت الٰہی سے کچھہ خوف تھا بخلاف اسکے حضرت امیرالمومنین علیہ السلام اپنے حصول تدبیرین وہی تدبیرین کرتے تہے جو حلال ہوتی تھین اور یہ ظاہر ہے کہ حلال تدبیرین بہت کم ہوتی ہین معویہ نے عمر عاص سے کہا کہ خدا کی قسم مین علی کے ساتھہ پچاس ہزار ایسے ادمی لیکر لڑون گا جو سورۂ حمد بھی پڑہنا نہین جانتے ۔

بستر مرگ پر معویہ کا اضطراب

شریعت محمدیہ او ایت مرحومہ مصطفویہ کے ایک راسخ الاعتقاد پیرو کی بداعمالی ثابت کرنیکے لئے اس سے بڑہکر اور کیا تبلایا جاسکتا ہے کہ اخیر وقت کے خوفناک منظرون نے اوسکو ایسا خوف دلایا تہا کہ اخر اوس نے اسلام کی حقانیت اور روحانیت سے دست بردار ہوکر عیسائی معتقدات کو تسلیم کرلیا ۔ زیادہ تر تعجب کی بات تو یہہ ہے کہ ایسی بداعتقادی اور اپنے عقاید حقہ سے دست برداری ایک ایسے خاص شخص سے ثابت ہورہی ہے جو اسوقت بلاد اسلامیہ مین دینی اور دنیاوی سردار و پیشوا تبلایا جاتا ہے ۔ گو یہی مرثیدی تحریر ہمارے مدعا کے بیان کے لئے کافی ہے مگر ہم نبابر مزید اطمینان ناظرین ان کے اضطراب پریشانی اور انتشار و حیرانی کی وہ مخصوص حالت جو بستر مرگ پر لاحق ہوئی تہی لکھدیتے ہین ۔ خواجہ اعثم کوفی اپنی تاریخ مین لکہتے ہین ۔

معویہ چون تنہا ماند مروان در آمد و معویہ را دید کہ دل تنگ گردیدہ است و می گرید گفت سبب گریہ تو چیست معویہ گفت بسیار کار خیر بود کہ سید النستم و می توانستم کرد اما نہ کردم ۔ ازان سبب دل تنگ شدم و می گریم و بران تقصیر با تاسف می خورم و ازان می ترسم کہ بسبب حق علی علیہ السلام کہ از او باز گرفتم و او را ظلم کردم و حجر ابن عدی و اصحاب انحضرت صلعم را کشتم ۔ خدائے تعالی این بلا را بمن فرستاد و مر العقوبات اجل و عاجل ملاقی کردہ من این ہمہ را بدو ستی یزید می بینم ۔ اگر

ایک دن معویہ کے پاس خلوت مین مروان آیا دیکہا کہ بہت پریشان خاطر ہے اور رو رہا ہے ۔ رونے کا سبب پوچہا تو معویہ بولا بہت سی نیک کام ایسے تہے جنکو مین جانتا تہا اور کرسکتا تہا لیکن مین نے نہین کیا اسلیئے پریشان خاطر ہون اور روتا ہون اور اپنے گناہون پر افسوس کرتا ہون اور ڈرتا ہون کہ مین نے علی علیہ السلام کا حق لے لیا اور اون پر ظلم کیا اور حجر ابن عدی اور اصحاب انحضرت صلعم کو قتل کیا اور اسی وجہہ سے خدائے تعالے نے یہہ بلائے اجل (مقرر شدہ) اور عاجل (جلد اجانے والی)

ہامن دردل اندبودیہ وا یمن راہ راست بافتمے و رشد خود را
شناختمے۔ اما دستی یزید مرا بمخالفت دتہا رتب امیر المومنین ع
بیرداشت الیوم امروز دشمن برمن خندید و دوست از من
برنجید پس ازاین نوع کلمات چند بگفت و فرمود کہ از ان موضع
کوچ کردند و بعجلت رفتند تا بہ شام رسیدند و معویہ در سراے
خویش فرود آمد و ان علت روز بروز قوت گرفت و مستولی گشت
و ہر شب خوابہاے شوریدہ می دید و ازان می ترسید و چند گاہ ہذیان
می گفت و آب میخواست و بسیار می خورد و تشنگی او تسکین نمی
یافت و وقتی اورا غشی می آمد۔ چنانچہ یک شب و روز در بیہوشی
بود چون بہوش می آمد فریاد نوبر می اورد و می گفت چہ افتاد
مرا با تو اے عمرو بن حمق الخزاعی و چرا با تو خلاف کردم و حق تو
گرفتم اے پسر ابی طالب۔ الٰہی اگر مرا عقوبت کنی مستوجب
عقوبتم۔ معاویہ برین شکل مضطرب می بود و بر زمین می غلطید

بجہیر ڈالی ہے۔ یہ تمام مصیبتین میں ایک یزید کی صحبت کی وجہ
سے دیکھتا ہون اگر مجھکو اوسکے ساتھ صحبت نہوتی تو میرا دل بہلائی
کی راہ پالیتا اور اپنی ہدایت کو پہچان لیتا لیکن یزید کی صحبت
نے مجھکو امیر المومنین علیہ السلام کی جدال و قتال پر امادہ کیا نتیجہ
یہہ ہوا کہ اج دشمن مجھپر ہنستے ہین اور دوست مجھسے رنجیدہ ہوتے
ہین۔ اسی قسم کی بہت سی اور باتین کہین اور کہا کہ یہان سے
قیام اوٹھاو۔ چنانچہ وہان سے جلد کوچ کر کے شام مین آیے اور
معاویہ اپنی محلسرا مین داخل ہوا اوسدن سے بیماری روز بروز
بڑھتی گئی وہ راتون کو پریشان خواب دیکھا کرتا تھا اور اون
ڈرا کرتا تھا اور اکثر اوقات بہکی بہکی باتین کرتا تھا اور برابر
پانی مانگتا تھا اور بہت بہت پانی پیتا تھا لیکن اوسکی پیاس
نہین بجھتی تھی اور بار بار اوسکو غشی اجاتی تھی چنانچہ ایک
شبانہ روز اوپر بیہوشی رہی اجب ہوش آیا تو وہ چلا چلا کر کہنے
لگا کہ اے حجر ابن عدی مجھکو تم سے کیا ہو گیا تھا اور اے عمرو حمق خزاعی مجھکو تم سے کیا ہو گیا تھا اور اے پسر ابی طالب مین نے تم سے
کیون مخالفت کی اور کیون تمہارا حق لے لیا۔ اے پروردگار اگر تو مجھپر عذاب نازل کرے تو مین اوسکے لائق ہون۔ الغرض معاویہ
اس طرح مضطرب الحال تھا اور اسی کرب و اضطراب کی حالت مین زمین پر لوٹتا تھا۔

اب تو ہمارے ناظرین کو معلوم ہو گیا کہ ایسے کامل حسرت و یاس کے عالم خاص مین۔ جب تمام دنیاوی تعلقات الوداع
اور حکومت و ثروت و مال و دولت کے الفراق الفراق پکار رہے ہین اور اس عالم فانی سے ملک جاودانی کیطرف کوچ ہو
رہا ہے جس کا کبھی بھولے سے بھی خیال نہین کیا گیا تھا امیر صاحب کی اضطرار و انتشار کی کیا حالت تھی۔ خدا کی شان معویہ کے ایسا
آدمی اور اپنے قصور کا اعتراف اپنی خطا کا اقرار۔ عقل کے سراسر خلاف ہے۔ مگر کیا کرین وقت ہی ایسا لگا ہے کہ نہ جسمین کوئی تدبیر
مفید کار ہو سکتی ہے اور نہ کوئی حیلہ جوئی اور ابلہ فریبی کام آسکتی ہے۔ اسلیے ایسے وقت کی ایسی مضطربانہ حالتون کو پڑھکر کوئی بھی
کہہ سکتا ہے کہ معویہ مسلمانون کے امیر وقت نے اپنی بستر موت کے زمانہ کو آسانی اور اطمینان کے ساتھ کاٹا۔ یا کم سے کم اوس مقدس
طبقہ کے ادنی غلامون کے ساتھ بھی انکا شمار ہو سکتا ہے جو بزرگوار اپنی مبارک حیات کا زمانہ تمام کر کے دنیا سے لوٹے اور

پورا اطمینان کے ساتھ کاٹنا بالکل سے کم اوس مقدس طبقہ کے ادنی غلامون کے ساتھ بھی ایک شہر ہو سکتا ہی جو بزرگوار اپنی سبائی سیاست کا زمانہ تمام کر کے دنیا سے پورے اطمینان و آرام اور بہرو شادمانی کے ساتھ ایسا اوٹھ گئے گویا وہ دنیا مین آئی نہین تھے ؎

صفت بوئے گل اس باغ سے جانا مونس
کہ جنازہ بھی ترا بار نہو یارون کو

مروآن الحکم

نسب نامہ مروان بھی سلسلہ امویہ کی ایک کڑی ہن - یہہ وہی سلسلہ ہو اور وہی خانوادہ جسکو خدا نے قرآن مین شجرہ ملعونہ بتلایا ہو اور جناب رسولخدا نے فرمایا ہے۔

(۱) ویل لبنی امیّہ ویل لبنی امیہ ویل لبنی امیّہ — بنی امیہ کو موت آے - بنی امیہ کو موت آے - بنی امیہ کو موت آے

(۲) لکل شئی آفۃ وآفۃ ھذا الدین بنی امیّہ — ہر چیز کیلئے آفت ہوتی ہے اس دین کیلئے بنی آفت ہین -

(۳) سیکون فی امتی یزنادقہ وشر قبائل العرب بنی امیّہ — میری امت مین زندیق بھی ہین اور شریر ترین قبائل عرب بنی امیہ ہین -

(۴) کان ابغض الاحیاء والناس الی رسول اللہ بنی امیّہ — رسول اللہ صلعم کے ساتھ سب سے زیادہ بغض رکھنے والا قبیلہ بنی امیہ ہے

اسی قبیلہ سے مروان کی اصلیت قائم ہوئی اور اس خاص کیفیت کے ساتھ

عن سعید بن جمھان قال قلت لسفینہ ان بنی امیّہ یزعمون ان الخلافۃ فیھم قال کذب بنو الزرقاء بل ھم ملوک ومن اشد الملوک واول الملوک معویّۃ — سعید بن جمہان ناقل ہین کہ مین نے سفینہ رضی سے پوچھا کہ لوگ کہتے ہین کہ بنی امیہ حقدار خلافت ہین - سفینہ نے کہا کہ یہہ لوگ جھوٹے ہین - یہہ کبھی خوز کرزا یدہ خلیفہ کہان ہو سکتے ہین یہہ بادشاہ ہین اور سخت ترین بادشاہ اور معویہ انکا پہلا بادشاہ

زرقاء مروان کی دادی — زرقا جدہ مروان بود قبل از انکہ ابو العاص بن امیہ او را بخواہد - ہر وقت فاحشہ بخانہ او می آمد - علمی بر بام نصب میکرد تا ہر کرا کہ میل بزنا باشد بسرائش رود - بنا بر ان فاسقہ را صاحب رایات می گویند — زرقا مروان کی دادی تہی قبل اسکے کہ وہ ابو العاص بن امیہ کی زوجیت مین آیے - بدکار لوگ ہمیشہ اوسکے گھر آیا کرتے تہی اور اوس نے اپنے گھر کی چھت پر ایک علم نصب کر رکھا تہا کہ جسکو زناکاری کی خواہش ہو وہ اوسکے گہر چلا آیے - اسی وجہہ سے لوگ اوسے صاحب رایات کہتے تہے - مروان کی مان بہی جہنڈے والی تہی -

مروان الی مجہول النسبی — کان مروان لایعرف لہ اب وانما ینسب الی الحکم کما نسب الی عمر العاص (تذکرہ خواص الامۃ) — مروان کے بھی باپ کا عرب مین پتا نہین ہے اور حکم کی طرف اسکے باپ ہونیکی نسبت بھی ویسی ہی ہے - جیسی عمر کی عاص ابن وائل کے ساتھ

اصلیت تو یون قائم ہوئی اور طبیعت اس مجہولیت کی اجزائے ترکیبی سے مرکب ہے۔ نور پر بحاسن و مکارم کی لپالوتی ہیہات ہے۔

ہیچ صیقل نکو نداند کرد　　آہنے را کہ بدگہر باشد

بہرحال حسب بیان ہوا ایام رسالت سے لیکر فتح مکہ تک کی مدت بست سالہ ہیں۔ اپنے قبیلہ بنی امیہ کے ہمخیال و ہمراہ رہکر مروان بھی اپنے باپ حکم ابن العاص کیطرح دشمن خدا و رسول بنا رہا۔ فتح مکہ کے بعد اپنے قبیلہ کے ساتھ یہہ بھی بغایت مجبوری ایمان لائے اور اسلام کے وسیع دائرہ مین مولفۃ القلوب کے ایک فرد کہلائے۔ برائے نام اسلام لانے کے وقت انکا سن بھی اوسقدر سمجھ لینا چاہیے جتنا انکے ولی نعمت معویہ کا۔ اس وجہہ سے اگر یہہ دونو ہم عمر بتلائے جائین تو بعید نہوگا

اسلام لانے کے بعد خدا و رسول صلعم کی مخالفت انکے باپ اور انکے دل سے نہ مٹی نتیجہ یہہ ہوا کہ شہنشاہ رسالت نے ان دونون باپ بیٹون کو مدینہ سے نکلوا دیا اور اس مفصل اور مسلسل تاکیدون کے ساتھ کہ میرے بعد جو امارت و امامت اسلامی کا حکمران ہو وہ مدینہ سے اپنے وقت مین دس دس کوس انکو اور دور بھیجا رہے۔ چنانچہ حسب فرمان رسالت خلافت اول و دوم مین یہہ دونو باپ بیٹے عہد رسالت کے دس کوس ملاکر مدینہ سے بیس کوس پر نکال باہر کردئے گئے تھے اسی سے سمجھ لینا چاہیے کہ مدبر رسالت علیہ و آلہ التحیۃ نے سیاسی ضرورتون کے اعتبار سے ان باپ بیٹون کی ہستیون کو اسلام اور اہل اسلام کے مقاصد و مطالب کے لئے کتنا مضر سمجھا تھا اور انکی میل جول اور رسم و راہ بھی مسلمانون کے ساتھ گوارا فرمائی تھی اسی پر اکتفا نہین کی گئی ۔ بلکہ زبان مبارک سے لعن و نفرین کے مستحق بھی بتلائے گئے　　حکم کی

ولد الحکم ملعونون　　ینابیع المودۃ وغیرہ　　حکم کی اولاد سب ملعون ہین

قالت عائشہ انی اشہد علی رسول اللہ صلعم انہ لعن　　حضرت عائشہ مروان سے خطاب کرکے کہتی ہین کہ مین اس امر پر گواہی دیتی ہون

اباک وانت فی صلبہ　　تذکرہ خواص الامۃ　　رسول اللہ نے تیرے باپ پر اوسوقت نفرین فرمائی ہے جب تو اوسکے صلب مین تھا

پھر یہہ بھی فرماتی ہین کہ مروان لعنت کا ایک ٹکڑا ہے　　تاریخ الخلفاء سیوطی

حضرت عائشہ کے بیان سے مروان کے تعین عمر پر بھی روشنی پڑتی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ اوائل رسالت تک یہہ پیدا بھی نہین ہوے تھے اور عہد رسالت تک انکا سن مثل معویہ کے کوئی امتیازی حیثیت نہین رکھتا تھا۔ اسی طرح خلافت اول و دوم تک بھی انکی کوئی امتیازی حالت معلوم نہین ہوتی۔ لیکن یہہ امر البتہ ذہن نشین کرلینا چاہیے کہ حضرت عمر کے عہد مین جہان تمام بنی امیہ کی زائل شدہ قوتین باردیگر بہم پہونچائی گئین۔ اور بنی ہاشم کے خلاف خاص طور پر انکی مالی اور اقتداری حالتون مین کافی اضافہ فرمایا۔ وہان انکو بھی بقدر مراتب پوری تقویت پہونچی۔

اگر حقیقت کی نظر سے دیکھا جاے تو عہد رسالت تک تو خیر۔ مروان اور انکے باپ کو کسیقدر شدت و تنگی سے دن کاٹنے ہوے۔ مگر عہد رسالت کے بعد انتظام خلافت کے دوران مین تو مدینہ کے متمولین بنی امیہ مثل عثمان ابن عفان اور عبدالرحمن ابن عوف کی برابر انکی حمایت اور مالی اعانت کرتے رہے اور جلاوطنی کے کوئی تکلیف انکو معلوم نہونے دیتے تھے۔ یزید ابن

ابن ابوسفیان کی امارت شام سے انکی جلاوطنی کا مقام قریب تر تھا۔ اسلیئے انکو امورین او رسہولیت ہوگئی۔ دو برس کے بعد معویہ کو بیبانی کی جگہہ حضرت عمر نے حمایت کردی تو مروان کی ازادی میں اور اضافہ ہوگیا۔ اسلیئے عہد رسالت کی بعد یہہ جلاوطنی کوئی تعذیر مجرمانہ نہین رہی بلکہ سیر و تفریح امیرانہ نکلی۔ لیکن تاہم حضرت عمر کے زمانہ خلافت تک نہ خود ان کو اور نہ انکے طرفداروں اور بہی خواہون کو مدینہ مین واپس آنیے یا بلائینے کی جراءت نہو سکی۔ تکلیف مین ہون یا ارام مین۔ خلافت دوم تک یہاں ہی رہے اور مدینہ مین نہ آنیے پائے۔

حضرت عثمان کی خلافت

خلافت کی سلکٹ کمیٹی نے جب حضرت عثمان کو خلیفہ بنایا تو مروان کی کشور داری کے لیئے بھی فتح الباب ہوگیا

حضرت عثمان کی خلافت اور بنی امیہ کے عروج وقسمت کی اصلی حقیقت ہم ایک غیر مسلم مصنف کی زبانی ذیل مین لکھتے ہین جس پر جانبدارانہ یا فرقہ وارانہ کوئی اعتراض قائم ہی نہین ہوسکتا۔ مسٹر ڈاوزی ایک فرانسیسی مورخ لکھتا ہے

حضرت عثمان کی حیثیت ہرگز انتخاب (خلیفہ) کے قابل نہین تھی۔ یہہ سچ ہے کہ وہ مالدار اور نیک آدمی تھے انھون نے اسلام اور بانی اسلام کو اپنی مالی سرمایہ سے امداد بھی پہونچائی تھی۔ نماز روزہ بھی کثرت سے کرتے تھے۔ خوش مزاج اور صاف دل بھی تھے۔ یہہ سب کچھہ تھا مگر وہ کسی استعداد و قابلیت کے ادمی نہین تھے۔ سن رسیدگی کی وجہہ سے وہ بالکل ضعیف کمزور ہوگئے تھے۔ انکا ضعف یہان تک پہونچا ہوا تھا کہ جب وہ منبر پر وعظ کہنے کیلئے کھڑے ہوتے تھے تو وہ اتنا نہین جانتے تھے کہ خطبہ کیسے شروع کیا جاتا ہے۔ یہہ کبیر السن خلیفہ اپنے اقربا سے مفرط درجہ کی محبت رکھتا تھا اور یہہ لوگ جو مکہ کے امیر سازی تھے اور بیس برس تک برابر انحضرت صلعم کو ایذا پہونچاتے رہے۔ اور ان پر ظلم کرتے رہے اور اون سے لڑتے رہے اب وہ کامل طور سے عثمان پر قابو پاگئے تھے۔ ان کا چچا حکم اور خاصکر اوسکا بیٹا مروان اس سلطنت کے اصل فرمانروا تھے اور خلیفہ کا لقب برائے نام حضرت عثمان کے لئے رہ گیا تھا اور یہی جوابدہی حضرت عثمان کے متعلق تھی جسکی اصلاح مروان سے ناممکن تھی۔ اندونون کی ایمان مین عموماً اور مروان کے ایمان مین خصوصاً سب کو شبہہ ہے۔ بنی امیہ عام طور سے ملک پر بھوکی جونکون کیطرح چمٹے ہوئے تھے۔ مال دنیاوی بیرحمی اور سینہ زوری سے جمع کررہے تھے۔ مدینہ مین چارون طرف سے شکایتین آرہی تہین لیکن یہہ شکایتین صرف سخت کلامی اور گالیان دے دیکر ٹالدی جاتی تھین (اسپرٹ اف اسلام ص ۲۷۴)

انگریز مسلم مورخ اور حضرت عثمان کی خلافت

رائٹ آنریبل مرحوم سر سید امیر علی۔ مسٹر ڈاوزی کی مرقومہ بالا تحریر نقل کرکے اسپرٹ آف اسلام مین لکھتے ہین۔

بر آیت

اس کبیر السن خلیفہ کی تخت نشینی نے اخر وقت مین سلطنت جمہوریہ اسلام کے اثار بربادی بالکلیہ ظاہر کردیے۔ یہہ اوس خانوادہ کے بزرگ تھے جسکو خاندان ہاشم سے گہری دشمنی تھی۔ انھین بنی امیہ نے جناب رسولخدا صلعم

آپ کی ابتدائی حالتوں میں لڑبھڑ کر ہٹا دینا چاہتا تھا اور پھر آپ کی مخالفت میں آخر وقت تک لڑتے رہے۔ یہی بنی امیہ آپس میں متفق ہو کر اور قبیلہ مضر (بنی ہاشم کے قبیلہ سے مراد ہے جو ترویج آنحضرت صلعم کے موقع پر حضرات ابیطالب کا ... رحمۃ المتقفا وغیرہ) پر قابو پا کر۔ اونکے ہاتھوں) سے ابھی گئی ہوئی قوت پا پور اکینہ رکھتے تھے اور اس دن کا انتظار کرتے تھے۔

فتح مکہ کے بعد انہوں نے مجبور ہو کر اسلام قبول کیا تھا لیکن دراصل اسلام اور بنی ہاشم کو نہیں بھولے تھے جو خاص کر اون بربادیوں کی وجہ سے جو ان کو ابن عبد اللہ (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ہاتھوں سے پہونچی تھی۔ جبتک آنحضرت صلعم زندہ رہے آپ کی قوت حکمرانی بھی ان دغا بازوں سے ہمیشہ خائف رہی انہیں سے بہتوں نے برائے نام اسلام قبول کیا تھا وہ بھی اپنے نفع ذاتی کی غرض سے اور اوس مال غنیمت کی لالچ سے جو غازیان اسلام اپنی فتوحات کے بعد اسلامی دار الحکومت میں لاتے تھے مگر اس پر بھی سلطنت محمدیہ کی طرف سے ان لوگوں کی نفرت کبھی کم نہیں ہوئی۔ یہ شہوت پرست۔ بدکار۔ بدنیت اور ظالم (بنی امیہ) اس مساوات رکھنے والے مذہب میں داخل ہو سکتا تو ہوئے رکھتے تھے مگر دل سے وہ بت پرست تھے۔ وہ مذہب جس نے روحانی قواعد و تقدس کی متابعت اختیار کرنے کی سخت ہدایت کی تھی یہ لوگ ابتدا ہی سے اوس کی حکومت اوکھاڑ پھینکنے پر اور نیز اون لوگوں کے برباد کر دینے پر جن پر اس حکومت کا دار و مدار تھا۔ آمادہ و مستعد تھے جنکی اطاعت پر وہ قسمیں کھا چکے تھے۔ حلف اوٹھا چکے تھے۔ آنحضرت صلعم کے قائمقاموں نے انکے حسد کو ایک حد تک محدود کر رکھا تھا اور اونکے مکر و فریب کی چالوں کو ظاہر کر دیا تھا

حضرت عثمان کے منتخب ہوتے ہی وہ گدھوں کی طرح مردار کی بو پا کر مدینۃ النبی پر جھنڈ کے جھنڈ ہو کر گر پڑے۔ انکی (حضرت عثمان کی) تخت نشینی اون نفرقوں کے اظہار کی علامت تھی اور اون بدکاریوں بنی امیہ کی بدکاریوں کی جولانگاہ جنکی بدکاریوں نے اسلام کا دل موڑ دیا۔ اور اسلام کے معزز اور قابل قدر خاندانوں کو برباد کر دیا عثمان بن عفان کے ایام حکومت میں دونو خلفائے سابقین کے طرز حکومت سے پوری مخالفت کی گئی جنکی اتباع و تقلید کا خلیفہ عصر (عثمان) خود اقرار کر چکے تھے۔ وہ معمر اور تجربہ کار اصحاب پیغمبرؐ اور انصار جو ممالک اسلامی میں عمالات فی اختیار بنائے گئے تھے معزول کر دیے گئے۔ اونکی لیاقتیں اونکی خدمتیں فراموش کر دی گئیں تمام معزز اور نفع خیز عہدے بنی امیہ نے لے لئے۔ تمام صوبوں کی صوبہ داریاں انھیں کو دیدی گئیں جنہوں نے ایک وقت میں اپنے آپ کو اسلام کا پورا مخالف ثابت کر دیا تھا۔ انکے سلوک کے لئے بیت المال خالی کر دیا گیا۔ ان واقعات کو ہم اسلام کی باب التفرق میں لکھتے ہیں مگر یہاں اتنا لکھ دینا کافی ہو گا کہ نظام ملکی کی بدنظمیاں۔ اگلی کارروائیوں سے غفلت۔ اپنے اقربا کے ساتھ خلیفہ کی طرفداری اور عام شکایتوں پر خلیفہ کے انکار نے اصحاب کہن سال پیغمبر صلعم کو کیا بلکہ تمام اہل اسلام میں سخت مخالفت پھیلا دی اور یہ مخالفت بغاوت ہو کر ایسی عام ہو گئی کہ آخر کار حضرت عثمان اسمیں اپنی جان ہی کھو بیٹھے۔ اسپرٹ آف اسلام ص ۱۷۴

اب ان حالات کی تفصیل علمائے کرام کی تصنیفوں میں ملاحظہ ہو۔ لیکن پہلے یہ ذہن نشین کر لینا چاہئیے کہ ہمکو حضرت عثمان کے واقعات خلافت بیان کرنے سے کوئی واسطہ نہیں۔ ہم انکی خلافت کے صرف وہی واقعات لکھیں گے جو مروان اور اونکے طرز عمل کو بتلاتے اور دکھلاتے ہیں۔ تاریخ مسعودی اور تاریخ ابن واضح میں مرقوم ہے۔

حضرت ابوذر غفاری کی جلاوطنی

فقدمه الى المدينة (معویہ کی شکایت پر ابوذرؓ شام سے) مدینہ منورہ میں اسلئے ہے

وقد ذهب لحم فخذيه فلما دخل اليه وعنده جماعة قال بلغني انك تقول سمعت رسول الله صلعم يقول اذا كملت بني امية ثلثين رجلا اتخذوا بلاد الله دولا وعباد الله خولا ودين الله دغلا فقال نعم سمعت رسول الله يقول ذلك فقال لهم اسمعتم رسول الله يقول ذلك فبعث الى علي بن ابي طالب فاتاه فقال يا ابا الحسن اسمعت رسول الله يقول ما حكاه ابوذرؓ وقص عليه الخبر فقال علي نعم قال وكيف تشهد قال القول رسول الله ما اظلت الخضراء ولا اقلت الغبراء ذا لهجة اصدق من ابوذرؓ فلم يقيم بالمدينة الا اياما حتى ارسل اليه وقال والله لتخرجن عنها قال اتخرجني من حرم رسول الله قال نعم قال فالى مكة قال لا ولكن الى ربذة التي خرجت منها حتى تموت بها يا مروان اخرجه ولا تدع احدا يكلمه حتى تخرج فاخرجه على جمل ومعه ابنته

یہوچکر کہ انکی دونو رانون کا گوشت گل گیا تھا جب ابوذرؓ حضرت عثمان کے سامنے لائے گئے۔ تو حضرت عثمان نے ان سے پوچھا کہ مجھو اطلاع ملی ہے کہ تم نے رسول اللہ صلعم کی زبانی لوگون سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ جسوقت بنی امیہ کے مردون کی تعداد تیس پہ ہوجائیگی اوسوقت وہ خدا کے بلاد کو مال غنیمت اور خدا کے بندون کو لونڈی غلام سمجھین گے اور خدا کے دین کو مکاری کے طور پر اختیار کرینگے۔ ابوذرؓ نے جوابدیا ہان مین نے رسول اللہؐ سے ایسا ہی سنا ہے۔ عثمان نے حاضرین دربار سے پوچھا کہ کیا تم نے رسول اللہ صلعم کو ایسا کہتے ہوئے سنا ہے۔ سکے بعد حضرت علیؑ کو بلا بھیجا وہ آئے تو اون سے پوچھا کہ اے ابوالحسنؑ تم نے اس حدیث کو رسول اللہؐ سے سنا ہے جیسا کہ سنو کہا جاتا ہے پھر وہ حدیث بیان کردی۔ حضرت علیؑ نے جوابدیا ہاں۔ حضرت عثمان نے کہا کہ اسکی شہادت کس دلیل سے دیتے ہو۔ حضرت علیؑ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس حدیث سے کہ زیر فلک اور بالائے زمین کوئی ذی نطق یعنی کلام کرنیوالا نہین ہے جو ابوذرؓ سے زیادہ صادق القول ہو۔ اس واقعہ کے بعد چند ہی روز ابوذرؓ مدینہ مین رہنے پائے تھے کہ حضرت عثمان نے انکے پاس کہلا بھیجا کہ خدا کی قسم تم مدینہ سے نکال دیئے جاؤگے۔ اونھون نے کہا کیا مجھے حرم رسولؐ سے نکال باہر کروگے؟ عثمان نے جوابدیا ہان۔ ابوذرؓ نے کہا کیا مکہ کو بھیجوگے۔ کہا نہین۔ پوچھا بصرہ بھیجوگے کہا نہین پوچھا کوفہ بھیجوگے کہا نہین بلکہ تمکو صحرائے ربذہ مین بھیجون گا جہان سے تم ہجرت کرکے نکلے ہو۔ پھر مروان کو ابوذرؓ کے نکالنے کا حکم دیا اور تاکید کردی کہ کوئی شخص انکے قریب نہ آنے پائے اور نہ ان سے کلام کرنے پائے۔ مروان نے اونکو اور اونکی لڑکی کو ایک اونٹ پر سوار کرکے مدینہ سے خارج البلد کردیا۔ تاریخ ابن واضح

حضرت علیؑ اور مشایعت

مروج الذہب مین علامہ ذہبی لکھتے ہین۔

ابوذر و مروان سے گفتگو

ولما اطلع عن المدينة ومروان يسيرهم عنها اذ طلع عليه علي ابن ابي طالب ومعه ابناه وعقيل اخوه وعبد الله بن جعفر وعمار ياسر فاعترض مروان فقال يا علي ان امير المومنينؓ قد نهى الناس ان يصحبوا اباذر في مسيره ويشيعوه فان كنت لم تدر بذلك فقد اعلمتك فحمل عليه علي ابن ابي طالب بالسوط بين اذني راحلته وقال تنح نحاك الله تعالى في النار ومضى

جب حضرت ابوذر غفاری بحالت گدائی مروان کی معیت مین مدینہ سے نکلے تو اونکے ساتھ حضرت علیؑ مع صاحبزادگان اور عقیل اور عبداللہ بن جعفر اور عمار یاسر تشریف لائے۔ مروان نے اونکو روکا اور کہا کہ اے علیؑ اگر تم ناواقف ہو تو مین واقف کراتا ہون کہ امیرالمومنین عثمان نے لوگون کو ابوذر کی مصاحبت اور مشایعت سے منع کیا ہے۔ یہ سنکر حضرت علیؑ نے مروان کی سواری کے جانور کو ایک چابک اوسکے کان کے درمیان مارا اور مروان سے کہا دور ہو۔ خدا تمہارا ٹھکانا جہنم مین لیجائے۔ یہ کہکر حضرت علیؑ ابوذرؓ کے ساتھ ہولئے۔ اور جسوقت اونکو رخ

مع اباذر فشيّعه وودعه فانصرف فلما اراد علي الانصراف بكى ابوذر وقال رحمكم الله اهل البيت اذا رأيتك يا ابا الحسن وولدك ذكرت بكم رسول الله صلعم

اونکو وداع کرکے لوٹنے لگے تو ابوذر رضی اللہ عنہ رو کر کہا کہ اے اہل بیت نبوت خدا تم پر اپنی رحمت نازل فرماے اے ابوالحسن جب میں آپ کو اور آپ کے فرزندوں کو دیکھتا ہوں تو مجھے بے اختیار حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یاد آجاتے ہیں۔

مروان کا شکوہ حضرت علی اور عثمان [illegible] باقی حالات ذہبی تاریخ سے [illegible]

فشكا مروان الى عثمان ما فعل به علي ابن ابي طالب فقال عثمان يا معشر المسلمين من يعذرني من علي ردّ رسولي عمّا وجّهته له وفعل كذا والله لنعطينه حقه فلما رجع استقبله الناس فقالوا ان امير المومنين عليك غضبان لتشييعك لابي ذر فقال غضب الخيل على اللجم فلما كان بالعشي جاء الى عثمان فقال له ما حملك على ما صنعت بمروان واجترأت علي ورددت رسولي وامري قال اما مروان فانه استقبلني يردّني فرددته عن ردّي واما امرك فلم اردّه قال عثمان اولم يبلغك اني قد نهيت الناس عن ابي ذر وعن تشييعه فقال علي اوكلّ امر تنابه من شيء يرى طاعة الله والحق في خلافه اتبعنا فيه امرك بالله لا نفعل قال ضربت بين اذني راحلة مروان قال علي اما راحلتي فهي تلك فاراد ان يضربها كما ضربت راحلته فليفعل واما انا فوالله لئن شتمني لاشتمنك انت مثلها بما لا اكذب فيه ولا اقول الا حقا قال عثمان ولم لا يشتمك اذا شتمته فوالله ما انت عندي بافضل منه۔ فغضب علي ابن ابي طالب وقال الي تقول هذا القول وبمروان تعدّلني فانا والله افضل منك وابي افضل من ابيك وامي افضل من امك (الى ان قال) فغضب عثمان واحمر وجهه فقام ودخل داره وانصرف علي۔

جب مروان ابوذر کو نکال کر واپس آیا تو اوسنے حضرت عثمان سے حضرت علی کی شکایت کی حضرت عثمان نے مجمع عام میں باعلان کہا اے گروہ مسلمین کون شخص علی کی بابت [illegible] اسکے متعلق عذر کرتا ہے کہ اونھون نے مروان کو میرے حکم سے [illegible] ایسا کیا جیسا کہ مروان بیان کرتا ہے قسم خدا کی میں بھی علی کے ساتھ ویسا ہی کرونگا جیسے کہ وہ مستحق ہیں۔ جب حضرت علی ابوذر کو وداع کرکے واپس آیے تو لوگوں نے اون سے کہا کہ امیرالمومنین تم پر غضبناک ہیں کہ تم نے ابوذر کی مشایعت کی حضرت علی نے جوابدیا اونکا غصہ ایسا ہے جیسا گھوڑا اپنا غصہ اپنی لگام پر نکالتا ہے (یعنی غصے میں اپنی باگ ہی چباتا ہے) جب شام کو حضرت علی اور عثمان میں ملاقات ہوئی تو حضرت عثمان نے اون سے کہا کہ تم نے کس وجہ سے مروان کو شکایت کا موقع دیا اور اس بات پر جرات کی کہ میرے قاصد اور میرے حکم کو روکا حضرت علی نے کہا کہ جب مروان نے میرے روکنے کا ارادہ کیا تو میں نے بھی اوسے روکا تمہارے حکم کو نہیں روکا۔ حضرت عثمان نے کہا کیا تمہیں یہ خبر نہیں تھی کہ میں نے ابوذر کی ملاقات اور مشایعت سے لوگوں کو ممانعت کی ہے۔ حضرت علی نے کہا اگر تمہارا حکم اطاعت خدا اور امر حق کے خلاف ہو تو کیا میں اوسکا بھی اتباع کرون۔ واللہ میں ایسا ہرگز نکرونگا۔ حضرت عثمان نے کہا تم نے مروان کے اونٹ کے سر پر چابک مارا حضرت علی نے کہا یہ میرا اونٹ حاضر ہے اگر مروان کا جی چاہے تو اسکے سر پر بھی چابک لگالے لیکن دیکھو۔ واللہ اگر مروان میری نسبت کوئی ثقیل کلمہ اپنی زبان سے نکالیگا تو میں ویسا ہی کلمہ تیرے لیے بھی استعمال کرونگا اور وہ جھوٹ بھی نہوگا۔ بلکہ حق ہوگا۔ حضرت عثمان نے کہا جب تم مروان کو برا کہو گے تو وہ بھی تمکو برا کہیگا میرے نزدیک تم اوس سے افضل نہیں ہو۔ یہ سنکر حضرت علی کو غصہ آگیا اور فرمایا تم مجھسے ایسا کہتے ہو اور میرا مقابلہ مروان سے کرتے ہو۔ خدا کی قسم میں تم سے بہتر ہوں اور میرا باپ تمہارے باپ سے بہتر تھا اور میری ماں تمہاری ماں سے افضل تھی۔ اس بات پر حضرت عثمان خشمگین ہوے اور غصہ سے لال ہوکر گھر کے اندر چلے گئے اور حضرت علی واپس آیے۔

اگر ہم حضرت عثمان کی خلافت مین مروان کی ایک ایک بدعنوانی - بدنفسی اور بدنیتی کو جدا جدا کرکے بیان کرنا چاہین تو ایک دفتر کا دفتر بن جائے گا - اسلئے اسلام کے مستند اور معتبر مؤرخین و محدثین کے اقوال و تصنیفات اجمالی طور پر انکی نسبت عثمان کی بیجا اور ناجائز اور دوستی ذیل مین لکھدیتے ہین جو عام طور سے تمام اہل اسلام کی سخت ناراضی کا باعث ہوئین اور حضرت عثمان کے ان بیجا اور نازیبا اسراف فی الخیر کا اونکے متبعین سے اونکو قتل کرادیا - اور حضرت علی کا یہ قول جو ابھی ابھی حضرت عثمان کے نسبت کی تمثیل مین لکھا گیا ہے کہ گھوڑے کا غصہ اپنی ہی لگام پر اوترتا ہے صادق آگیا - ایک مروان کی محبوبانہ تعلقی اور بیجا تائید نے اونکو سب دوستون تک پہونچادیا مگر یہ بھی اپنی دھن کے ایسے پکّے تھے کہ اپنی جان تک نثار کردی مگر مروان کا دامن رفاقت آخر وقت تک نہ چھوڑا - اسی کے ساتھ یہ بھی ذہن نشین کرلینا چاہیے کہ مروان کے ساتھ یہ کرم و ایثار کچھ تو قرابت قریبہ کے باعث سے تھے اور زیادہ تر بنی ہاشم کی قدیم مخالفت کی بناپر مبنی تھی اسلئے کہ ابھی ابھی جو مکالمہ و گفتگو حضرت علی او عثمان کی اوپر نقل کی گئی ہے اوس سے صاف صاف ظاہر ہے کہ حضرت عثمان ہر طریقہ سے مروان کو حضرت علی پر ترجیح دیتے تھے اور یہ بھی مسلمہ ہے کہ کسی کی حالت درست کرنے مین سب سے پہلے اوسکو مالی قوت پہونچانے کی ضرورت ہوتی ہے اس بناپر اس واقعہ کے بعد ہی حضرت عثمان نے مروان پر اپنے کرم و ایثار کے دروازے کھولدیے - چنانچہ اس واقعہ کے بعد ہی اسلامی مورخین و محدثین نے انکی مصیبتون کا ذکر اور اونکے اسباب و قوت کا تذکرہ نقل کرنے شروع کردیے ہین - جنمین سے چند ذیل مین لکھے جاتے ہین -

مروان کے ساتھ کرم و انعام — علامہ ابن عبد ربہ اندلسی اپنی کتاب عقد الفرید مین تحریر کرتے ہین -

حضرت عثمان کی جان لے لی — وممانقم الناس علے عثمان انہ اوی طرید رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم الحکم ابن العاص ولم یؤوہ ابوبکر وعمر وسیر ابوذر الی الربذہ (الی ان قال) وتصدق رسول اللہ صلعم بمہزون (موضع سوق المدینہ) علے المسلمین فاقطعہا الحارث ابن الحکم اخا مروان واقطع فدک مروان

جن باتون نے مسلمانون کے دل مین حضرت عثمان کی جانب سے کینہ اور کدورت پیدا کردی اونمین سے بعض یہ ہین کہ عثمان نے حکم بن عاص کو جو مردود بارگاہ نبوی تھا اپنی ظل عاطفت مین پناہ دی جسکو حضرت ابوبکر و عمر نے بھی اپنے عہد مین پناہ نہین دی تھی اور ابوذر غفاری کو صحراے ربذہ کیطرف نکالدیا - نیز موضع مہزون (بازار مدینہ) جسکو رسول اللہ صلعم نے تمام مسلمانون پر تصدق کردیا تھا حارث بن حکم برادر مروان کو دیدیا اور خاص مروان کو فدک ہبہ کردیا -

مورخ ابوالفدا لکھتے ہین -

ومما نقم الناس علیہ ردہ الحکم بن العاص طرید رسول اللہ وطرید ابوبکر وعمر ایضا واعطا مروان الحکم خمس غنائم افریقیہ وھو خمس مائۃ الف دینارا (الی ان قال)

جن باتون نے لوگون کو حضرت عثمان پر برانگیختہ کیا وہ یہ ہین کہ انھون نے حکم بن عاص کو بلالیا جو رسول اللہ صلعم اور ابوبکر و عمر کا نکالا ہوا تھا نیز یہ کہ حضرت عثمان نے مروان کو خمس غنائم افریقیہ عطا کیا جسکی آمدنی پانچ لاکھ دینار تھی

واقطع مروان بن الحکم فدک

اور اوسی کو فدک بھی عنایت کیا۔

تاریخ مروج الذہب مسعودی مین ہے۔

فی سنة خمس وثلثین کثر الطعن علی عثمان رض وظہر علیه النکیر الاشیاء ذکروها منها ماکان بینه و بین عبد الله ابن مسعود والخراف هذیل عن من اجله ومن ذلک ما نال عمار بن یاسر من الفتق والضرب وانحراف بنی مخزوم عن عثمان من اجله ومن ذلک فعل الولید بن عقبه فی مسجد الکوفه (الی ان قال) ومن ذلک ما فعل بابی ذر رض

۳۵ہجری مین کثرت سے حضرت عثمان پر طعن کی بوچھارین ہونے لگین اور جو نا پسندیدہ معاملات حضرت عثمان کیطرف منسوب کئے جاتے ہین ظاہر ہونے لگے۔ ازانجملہ وہ قضیہ نامرضیہ ہے جو حضرت عثمان اور عبد اللہ بن مسعود کے درمیان واقع ہوا اور وہ ناسا طرز عمل جس نے حضرت عثمان کیطرف سے قبیلہ ہذیل اور بنی مخزوم کو منحرف کردیا اور وہ ذلیل کن اور تکلیف دہ سلوک جو عمار یاسر رض سے کیا گیا اور وہ فعل ناشائستہ جو ولید ابن عقبہ سے مسجد کوفہ کے اندر واقع ہوا اور وہ ناگوار برتاو جو ابوذر رض کے ساتھ کیا گیا۔

کتاب ملل ونحل شہرستانی مین ہے

ومنها تزویجه مروان ابن الحکم ابنته وتسلیمه خمس غنائم افریقه (الی ان قال) ومنها ایواوه عبد الله بن ابی سرح بعد ان اهدر النبی صلعم دمه وتولیته ایاه مصر

منجملہ اونھین واقعات ناپسندیدہ کے یہہ بھی ہین کہ عثمان نے مروان کے ساتھ اپنی لڑکی بیاہ دی اور خمس غنائم افریقہ بھی اوسکو عطا کیا اور عبد اللہ بن ابی سرح کو جسکا قتل آنحضرت صلعم مباح فرما چکے تھے اپنے پاس پناہ دی اور اوسکو مصر کا حاکم کردیا

ان واقعات سے معلوم ہوگیا کہ صرف مروان کی ان بیجا طرفداریون نے اور حضرت عثمان کی ان مسرفانہ فیاضیون نے اسلامی ممالک کا نظمی شیرازہ ابتر کر رکھا تھا اور بقول مسٹر آسبرن " تمام ملک دربار خلافت مین حاضر ہوکر اصلاح اصلاح پکار رہا تھا۔ مگر یہہ تمام شکایتین۔ یہہ مستغیثانہ درخواستین مروان کی سخت کلامیون اور گالیون کے نذر ہوجایا کرتی تھین۔ اخر تا کیے۔ ان تمام بدنظمیون کا نتیجہ اخر ایکدن نکلا۔ اور برا نکلا۔ حضرت عثمان کو مسلمانون کے ہاتھون سے اپنے قتل کا خونریز منظر دیکھنا پڑا۔ ابو الفدا لکھتے مین۔

حضرت عثمان پر عام مسلمانون کا حملہ

فی سنة خمس وثلثین قدم من مصر جمع قیل الف وقیل سبع مائة وکذالک من الکوفة جمع وکذلک من البصرة (الی ان قال) فدخلوا المدینه فلما جاءت الجمعة التی تلی دخولهم المدینة خرج عثمان فصلے بالناس ثم قام علی المنبر وقال للجمع المذکورة یا هولاء الله الله یعلم واهل المدینة یعلمون انکم ملعونون علی لسان محمد صلعم فقام محمد بن مسلمة الانصاری فقال اشهد بذلک فثار القوم باجمعهم فحصبوا الناس حتی اخرجوهم من المسجد وحصب عثمان حتی خر علی المنبر

۳۵ھ مین ایک گروہ ہزار یا سات سو آدمیون کا مصر سے اور ایسا ہی گروہ کوفہ و بصرہ سے مدینہ مین وارد ہوا جب جمعہ کا دن ہوا تو حضرت عثمان مسجد مین تشریف لاکر نماز پڑھائی اور منبر پر جاکر متذکرہ بالا گروہون سے کہا کہ خدا جانتا ہے اور مدینہ والے بھی واقف ہین کہ تم لوگون پر رسول اللہ صلعم نے لعنت کی ہے۔ محمد بن مسلمہ انصاری نے کھڑے ہوکر اسکی اسکی گواہی دی حضرت عثمان کی یہہ تقریر سکر وہ تینون گروہ اہل مسجد پر ٹوٹ پڑے اور اونھون نے سنگریزون کی بوچھار کرکے لوگون کو مسجد سے نکال دیا نیز ایک پتھر عثمان کو اس زور سے لگا کہ وہ بیہوش ہوکر منبر سے گر پڑے اور لوگ اونکو اوسی حالت مین مسجد سے اوٹھا کر اون کے گھر اوٹھا لے گئے

اس کا نتیجہ کیا ہوا ۔ تاریخ ابن الوردی کی مفصلۂ ذیل عبارت میں ملاحظہ ہو ۔

وصلی عثمان بعد ما نزلت الجموع فی المسجد ثلاثا یوما ثم منعوہ الصلوۃ فصلی بالناس الغافقی امیر جماعۃ المصر ولزم اھل المدینۃ بیوتھم وعثمان محصور فی دارہ اربعین یوما ثم اتفق علی مع عثمان علی ما طلبہ الناس منہ عن عزل مروان من کتابہ وعبد اللہ ابن ابی سرح عن مصر فاجاب وفرق علی الناس

بلوائیوں کے وارد ہو چکنے کے بعد تین دن تک نماز پڑھائی پھر لوگوں نے منع کر دیا اور غافقی مصری گروہ جماعت مصر کا امیر تھا امام نماز مقرر ہو گیا ۔ مدینہ والوں نے گھر سے باہر نکلنا بند کر دیا اور حضرت عثمان چالیس دن تک اپنے گھر میں محصور رہے بعد ازاں اوس جماعت کی خواہش کے موافق حضرت علی نے حضرت عثمان سے کہا کہ یہ لوگ چاہتے ہیں کہ تم مروان کو عہدۂ کتابت سے اور عبد اللہ بن ابی سرح کو مصر کی حکومت سے معزول کر دو ۔ عثمان نے اسکو مان لیا اور حضرت علیؓ نے لوگوں کو متفرق کر دیا ۔

ان واقعات سے ثابت ہو گیا کہ حضرت عثمان کی ان تمام مصیبتوں اور مسلمانوں کی شکایات کا اصلی باعث مروان کی وزارت تھی اور عبد اللہ ابن ابی سرح کی حکومت مصر اور یہ ایسی کھلی باتیں تھیں کہ حضرت عثمان بھی رعایائے ملکی کی ان شکایتوں کا کوئی جواب نہ دے سکے بلکہ حقیقت و ضرورت پر نظر کر کے بلا ترمیم منظور کر لیا تھا اور انکی منظوری سے پھر تمام مدینہ میں امن و امان قائم ہو گیا تھا

مروان کی فتنہ پردازی اور حضرت عثمان کی مروان نوازی

حقیقتاً کسی پر اتنا قابو تو پیدا کیا جائے ۔ ہمیں نہیں معلوم کہ ہم مروان کی قابو پرستی کہیں یا عثمان کی مروان پرستی ۔ یہاں تک تو معلوم ہو چکا ہے کہ حضرت عثمان نے عام مسلمانوں کی درخواست کو منظور کر لیا تھا اور مروان و عبد اللہ ابن ابی سرح دونو معزول کر دیے جانیکا اقرار کر لیا تھا مگر مروان کے اشارے نے چشم زدن میں حضرت عثمان کو ادھر سے ادھر کر دیا اور تمام نظم و تدبیر سیاسی کی کالی لکیر پھیر دی ۔ وہی مورخ آگے لکھتا ہے ۔

ثم اجتمع مروان لعثمان فردہ عن ذلک لکن عزل ابن ابی سرح عن مصر وولاہ محمد بن ابی بکر

لیکن مروان نے حضرت عثمان کے پاس جا کر ایسی باتیں کیں کہ حضرت عثمان نے مروان کی معزولی کا تو حکم منسوخ کر دیا البتہ ابن ابی سرح کو معزول کر کے محمد ابن ابوبکر کو مقرر کیا

مطلب سعدی ہمین بود ۔ اس سے جہاں حضرت عثمان کی سادہ لوحی معلوم ہوتی ہے وہاں مروان کی خود غرضی اور بدنفسی بھی ثابت ہو جاتی ہے ۔ اب مروان کے اس خود غرضانہ حیلہ اشرارانہ فتنہ و فساد کے دروازے کھول دیے ۔ ایکی تو کچھ نہ بگڑی ۔ حضرت عثمان کی جان پر آبنی ۔ مورخ ابو الفدا لکھتے ہیں ۔

مروان کا جعلی خط

فتوجہ محمد بن ابی بکر مع جماعۃ من المھاجرین والانصار فبینماھم فی اثناء الطریق فاذا العبد علی ھجین یجھدہ فقالوا لہ الی این قال الی عامل المصر

جب حضرت عثمان نے محمد بن ابی بکر کو عامل مصر مقرر کیا تو وہ گروہ مہاجرین و انصار کے ساتھ مصر کی جانب روانہ ہوئے ۔ ہنوز یہ لوگ راہ میں تھے کیا دیکھتے ہیں کہ ایک شتر سوار اونٹ کو تیز ہنکاتا ہوا (مدینہ سے) مصر کی طرف جا رہا ہے محمد کے قافلہ

والوں

[illegible] محمد بن ابی بکر [illegible] الی اہل [illegible] الاضغن [illegible]
[illegible] عبداللہ بن ابی سرح [illegible] فاسئلوا [illegible] کتابا
[illegible] ابی بکر [illegible]
[illegible] فی عملک

[illegible] الوں نے [illegible] تو وہاں جاتا ہے اوس نے [illegible] عامل مصر کے پاس
[illegible] محمد بن ابی بکر [illegible] غلام [illegible]
[illegible] عامل [illegible] عبداللہ بن ابی سرح کے پاس جا رہا ہوں [illegible] اوسکو پکڑا
[illegible] ایک [illegible] حضرت عثمان کی مہر لگی تہی اور اوس میں لکہا تہا
[illegible] تو تم فتول [illegible] اور اوس کے ساتھ والوں کو کسی حیلہ سے قتل کرا دینا
اور [illegible] پاس [illegible] سب سر [illegible] رہنا

مروان کی [illegible] — مروان کی حیلہ سازی اور جعل و دغابازی کا کوئی ٹہکانا ہے۔ دو فقروں میں محمد بن ابی بکر کی جان ہی
[illegible] — لیلی تہی۔ ناظرین کتاب جو اق بنی ہاشم و بنی امیہ کے فرق امتیازی کو بہین سے [illegible] لیں اور یہی
ساری اس کتاب کا موضوع ہے۔ اسکے آگے کیا ہوا؟ اوسی مورخ کی زبانی سن لیجئے۔

فرجع محمد بن ابی بکر ومن معہ من المہاجرین والانصار الی
المدینۃ وجمعوا الصحابۃ اوقفوہم علی الکتاب وسئلوا عن
عثمان ذلک فاعترف بالخاتم وبخط کاتبہ وحلف باللہ انہ
لم یامر بذلک فطلبوا منہ مروان لیسلمہ الیہم بسبب ذلک
فامتنع فازداد حنق الناس علی عثمان وجدوا فی قتالہ

یہ خبر دیکھتے ہی محمد ابن ابی بکر اور اونکے ہمراہی مہاجر و انصار مدینہ واپس آئے اور انہوں
نے صحابہ کو جمع کرکے [illegible] یا اون سے عثمان کو بلا کر اس بات کو اون
سے پوچہا حضرت عثمان نے اقرار کیا کہ یہ خط میرے کاتب مروان کا لکہا ہوا ہے اور اوس
پر مہر بھی میری لگی ہے لیکن خدا کی قسم ہے میرے حکم سے نہیں لکہا گیا ہے۔ لوگوں نے
کہا تو پھر اسکے لئے مروان کو ہمارے حوالہ کردو۔ حضرت عثمان نے کہا یہ تو نہوگا اس بات
سے لوگوں کا غیظ و غضب عثمان پر اور زیادہ بڑھ گیا اور وہ حضرت عثمان سے قتال کرنیکی کوشش میں مصروف ہوئے۔

حضرت عثمان کے اقرار جرم کے بعد مجرم کے حوالہ کردینے سے انکار نے موقع کو قابو سے بے قابو کردیا اور موجودہ مسئلہ کو تصفیہ کی جماعت کے
اختیار سے بالکل باہر۔ تمام مہاجرین و انصار اوسیوقت سے حضرت عثمان کے امور سے بالکل دست بردار ہوگئے۔ چنانچہ امام المورخین
طبری تاریخ میں لکہتے ہیں۔

حضرت عثمان ان قضیوں کے بعد شب کو جناب علی مرتضی کے پاس آئے اور اپنی ساری روئداد بیان کی اور اپنی امداد چاہی مگر آپنے صاف
صاف کہدیا کہ میں نے اب مروان کی شرارت کو سنکر اس امر کا تصفیہ کرلیا ہے کہ اب میں تمہارے کسی امر میں کبھی کسی قسم کی مداخلت
نہیں کرونگا۔ اور نہ تمہارے گہر جاونگا اسکی وجہ یہہ ہے کہ مروان تمہارے مزاج پر پورے طور سے حاوی ہوچکا ہے اور اسکی وجہ سے
تمہارے لئے سوا آپکے سفرت کے کبھی منفعت نہیں ہوسکتی طبری جلد چہارم لکہنو ص ۵۳۸

اس واقعہ کو پڑھکر کیا کوئی غیر تدار شخص کہسکتا ہے کہ یہہ وہی حضرت عثمان ہیں جو ابہی ابہی دو چار روز پیشتر حضرت ابوذر کے
معاملہ میں مروان کیطرف سے حضرت علیؑ کے ساتھ کیسی سخت کلامی کرچکے ہیں اور حسبًا و نسبًا عملًا و اخلاقًا آپ کے اوپر مروان کو
ترجیح دیے چکے ہیں اور پھر آج اونہیں علیؑ سے مروان کی لائی ہوئی مشکلوں میں مشکلکشائی کے لئے التجا کررہے ہیں فاعتبروا یا اولی الابصار

اخلاق مرتضوی

حضرت عثمان واپس آگیے۔ اونکی واپسی کے بعد حضرت علی مرتضیٰ نے اپنی اخلاقی حمیت کے تقاضے سے حضرت عثمان اور اونکے ہمراہی محصورین کی مصیبت اپنے تئین کچھ کی تو بغرض امداد حضرت امام حسن علیہ السلام کو بھیجدیا الوالد سر لابیہ

مروان اور حضرت عثمان

ہمکو حضرت عثمان کے قتل کی تفصیل منظور نہین اسلیئے کہ ہمارے موضوع کتاب سے باہر ہے۔ مگر ہان ہمکو اسکے

کی کہان تک مدد کی

متعلق اتنا بیان کردینا ضروری ہے کہ قتل عثمان کے وقت مروان کی کیا شان تھی اور اس وزیر با تدبیر مشیر خاص نے اپنے محسن اور ولی النعم خلیفہ کی حفاظت جان کے کیا سامان کیئے۔ ہم ان واقعات کو تاریخ طبری جلد چہارم (فارسی) اور روضۃ الصفا جلد دوم کے ترجمہ سے ذیل مین لکھتے ہین۔

مخالفین کا غیظ و غضب اب رکنے والا نہین تہا اور اونکی آتش مخاصمت ٹھنڈی پڑنے والی نہین تھی۔ آلبتہ دو تین روز کے لیئے کچھ چپ ہوگیے اور محاصرہ کی وہی کیفیت رہی۔ آخر کار ۱۸ ذی الحجہ سنہ ۳۵ ہجری کو سات آدمی دیوارین پہاند کر خلیفہ عثمان کے گھر مین گھس گیئے اسمین شک نہین کہ ان لوگون مین محمد بن ابی بکر الصدیق بھی شامل تہے جنہون نے خلیفہ وقت سے کچھ سخت کلامی بھی کی تھی اور یہہ بھی کہا تھا کہ اب اسوقت عبداللہ ابن معیط۔ مروان الحکم اور معاویہ ابن ابوسفیان تمہارے کیا کام آسکتے ہین۔ اس کہنے پر پشیمان ہوئے آخر وہ شرمندہ ہوکر اور یہہ وہان سے واپس آیے روضۃ الصفا جلد دوم طبری جلد چہارم لکھنو

انکے واپس آنے پر مصر والون مین سے کنانہ ابن بشر اسیطرح دیوار پہاند کر گھر مین اوترا اور اوسکے ساتھ غافقی عبدالرحمن اور قنترہ وغیرہ یہہ کہتے ہوئے آئے کہ انکو مارو۔ ہمکو انکی جان کی خواہش نہین۔ جب یہہ لوگ خلیفہ کے پاس پہنچے تو عرض کی کہ آپ دست بردار ہوجائیے۔ خلیفہ نے کہا کہ خدا نے مجھکو اس منصب عالی پر مقرر کیا ہے۔ سوائے اوسکے دوسرا مجھسے اسکو لے نہین سکتا یہہ جواب سنتے ہی ان لوگون نے اون پر حملہ کردیا۔ طبری کنانہ ابن بشر کو اور صاحب روضۃ الصفا غافقی مصری کو عثمان بن عفان کا قاتل بتلاتے ہین۔ زخم شمشیر کے بعد قنترہ اور اسود نے انکی بقیہ جان کو بہت جلد ختم کردیا

مروان الحکم اور سعید بن العاص جائے وقوع پر وہین موجود تہے۔ یہہ ظاہر ہے کہ انلوگون کی دولت و حشمت جو کچھ بھی وہ حضرت عثمان کی بدولت تھی۔ ورنہ قبل اسکے نہ انکو کوئی خلافت اول مین جانتا تھا اور نہ خلافت دوئم مین لیکن بااینہمہ انکی حمیت انکی حیا اور انکی وفاداری مونہہ دیکھتے ہی رہگئی اور دشمنون نے خلیفہ عثمان کی غریب جان کا خاتمہ کردیا۔ ان صاحبون سے تلوار نکالنا کیسا۔ ان سے للکارا بھی نگیا۔ خصوصاً مروان الحکم کی خاموشی تو قیامت کی خاموشی تہی۔ یقین کی وجہ خاص سے خلیفہ کو یہہ برے دن نصیب ہوئے تھے۔ اب اسوقت تو انکی حیاداری اور وفاداری اپنے ایسے شفیق اور سرپرست آقا کی استمداد کرتی عزت اور حسن خدمت کا مقتضی تو یہی تہا کہ مظلوم خلیفہ کی جان پر اپنی جان نثار کردیتے۔ مدار المہام خلافت سے اچھے تو گھر کے غلام نکلے جو دو دو ہاتھ دشمنون سے لڑے اور زخمی بھی ہوے اور بہت تھوڑا اپنے آقا کے حق نمک سے ادا تو ہوگئے۔ مروان سے تو اتنا بھی ہوا لاحول ولا قوۃ

حضرت علی کی خلافت

وفود والد کی شمار [illegible] اور

حضرت عثمان کی وفات کے تیسرے دن مہاجر وانصار نے حضرت علیؑ سے بیعت کرلی باقی رہے بنی امیہ۔ حضرت عثمان کے واقعہ نے اُنکی تمناون کا خاتمہ کردیا - اب یہہ کہان اور مدینہ کہان - ان حضرات مین کوئی صحابی ایسے خوش قسمت نہ نکلے جو حضرت علیؑ کی بیعت سے مشرف ہوتے - تمام بنی امیہ ایک ایک کرکے شام چلے گئے - مگر مروان الحکم ولید بن عقبہ مغیرہ ابن شعبہ اور سعید بن العاص صرف یہی چار شخص مدینہ مین چند روز تک ٹھہرے رہے - مدینہ مین انکا موجودہ قیام ہوا یہ خبر رسانی اور جاسوسی کرکوئی دوسرا نہین تھا - یہہ لوگ اپنے گھرون مین بیٹھے رہے - امیر المومنین علیہ السلام نے ان سے کوئی تعرض نفرمایا - محض دریافت حال کی غرض سے اُنکو طلب فرمایا - تفصیلی کیفیت تاریخ اعثم کوفی کی عبارت سے ذیل مین ملاحظہ ہو -

مروان وغیرہم آمدند امیر المومنین گفت شما نزدیک من می آئید واز
بیعت من تخلف می کنید. ولید ابن عقبہ سخن اغاز کرد وگفت یا ابالحسنؑ
برچہ امید با تو بیعت کنیم وباکدام چشم با تو بنگریم کہ پرو بال را کندی ودینہ
مارا از کینہ پر کردی - پدر مرا بروز بدر کشتی وعثمان را در غوغا گذاشتی
ویاری ندادی تا او را کشتند وسعد ابن عاص را کہ پدر دو مہتر امیہ بود
در روز بدر کشتی ومروان وپدر او حکم را چون عثمان بمدینہ خواند در حق
او گفتی انچہ گفتی ورای عثمان را ضعیف شمردی وبخطا منسوب کردی
حال ما چہار این است کہ شرح دادیم وبہیچ نوع با تو بیعت کنیم وبکدام
دل مارا ترا دوست داریم واگر از ما سہوی وخطائی رفتہ بعفو لطف
فرمائی ومارا اجازت دہی ومنع نفرمائی کہ نزدیک پسر عم خود معویہ
بشام برویم امیر المومنین گفت کہ کینہ شما برمن بحق نیست کہ این
دردل گرفتید از حضرت باری تعالی ودردل باید داشت وحدیث
مرعی داشتن مروان وپدر مروان کہ در باب او سخنی ناحق نگفتم اما
ترسیدن شما کہ پیش معویہ روید من شمارا از آنچہ کہ نمی ترسید ایمن نگردم

مروان وغیرہ ایے امیر المومنینؑ نے اون سے کہا کہ تم لوگ [illegible] یہ
سے تو میرے پاس چلے آتے ہو مگر میری بیعت سے انکار کرتے ہو - یہہ
سنکر ولید ابن عقبہ نے کہا کہ اے ابوالحسنؑ ہم کس امید پر تمسے بیعت کرین
اور کس آنکھ سے تمکو دیکھین - ہمارے دست وبازو اپنے توڑ ڈالے
میرے باپ کو بدر کی لڑائی مین اپ ہی نے مار ڈالا - اور عثمان کو
بلوے مین چھوڑ دیا اور اوسکی کوئی مدد نہ کی یہان تک کہ لوگون نے
اوسکو مار ڈالا اور آپ ہی نے سعد ابن عاص کو جو اکابر بنی امیہ
مین تھے بدر کی جنگ مین مار ڈالا اور جب عثمان نے مروان اور
مروان کے باپ حکم کو مدینہ مین بلالیا تو اپنے عثمان کے حق مین
جو کچھ کہنا تہا کہا اور اونکی رائے کو ضعیف قرار دیا اور اوسکو خطا پر
مبنی بتلایا - ہم چارون کی تو یہہ حقیقت حال ہے جو عرض کی اب
ہم حالت موجودہ مین کیسے اپکی بیعت کرین - اور کس دل سے
اپ کو دوست رکھین اگر ہم سے غلطی ہوئی ہو تو معاف فرمایئن اور
ہمین اجازت دین کہ ہم اپنے برادر عم معاویہ کے پاس چلے جاوین

امیر المومنین علیہ السلام نے جوابدیا کہ میرے ساتھ تمہارا کینہ صحیح اور سچ نہین ہے اور جو امر تم نے میری طرف سے اپنے دلمین قرار دے لیا وہی تمکو باری تعالی کیطرف سے قائم کرنا چاہیئے - اور مروان اور مروان کے باپ کی نسبت جو تم کہتے ہو تو یقین رکھو کہ مین نے کوئی بات ناحق نہین کہی ہے البتہ یہہ بات کہ تم خوف کھاتے ہو اور معویہ کے پاس جانا چاہتے ہو تو جس امر سے تمہین خوف ہے اوس سے مین تمہین

ماموں کردوں

مروان اور حضرت علیؑ سے گفتگو

امیر المومنین علیہ السلام کی یہ سنجیدہ اور اطمینان دہ تقریر سنکر ولید ابن عقبہ کو کچھ جواب نہ بن آیا اور وہ معقول ہو کر خاموش ہو رہا لیکن مروان کے پیٹ میں چوہے کود رہے تھے۔ حضرت علیؑ سے پوچھنے لگے۔ اوسی تاریخ کا سلسلہ ملاحظہ ہو۔

مروان گفت اگر بیعت نکنیم از ما چہ خواہی کرد فرمود کہ شما را محبوس خواہم کرد تا اوقتیکہ با کافۂ المومنین موافقت نمائید و اگر پس ازین طغیان و عصیان کنید شما را عقوبت کنم چون سخن شاہ مردان برین جملہ شنودند بیعت کردند و بازگشتند

مروان بولا اگر ہم بیعت نکریں اور انکار کریں تو آپ کیا کرینگے۔ فرمایا کہ تم لوگوں کو اوس وقت تک زیر حراست رکھینگے جب تک تم لوگ تمام مسلمانوں کے امر متفقہ پر متفق ہو جاؤ اور اگر اسکے بعد بغاوت پر اقدام کرو گے تو تمہاری سخت سزا کرینگے۔ یہ کلام سنکر سب نے بیعت کی اور اپنے مقام کو واپس گئے۔

اس واقعہ سے صاف ظاہر ہو گیا کہ ان مشاہیر نے اپنے ضرورت وقتی کا اور اسی لحاظ سے امیر المومنین علیہ السلام سے بیعت کر لی۔ جس غرض و مجبوری سے اسلام قبول کیا تھا۔ مگر جس طرح آنحضرت صلعم نے کوئی تعرض نہ فرمایا اسی طرح امیر المومنینؑ نے بھی کوئی عذر کیا

مروان کی غداری اور گرفتاری بصرہ میں علیؑ

مروان اپنی شرارت طبعی کے بندے تھے نفسانیت کے غلام اپنی کج فطرتی سے کب ہٹنے والے۔ آزاد ہوتے ہی اور سرکشی کیا کیا کئے اسکی تفصیل اسی تاریخ کے باقی سلسلہ بیان میں ملاحظہ ہو۔

بعد ازان مروان در این معنی قطعہ شعری گفتہ یک دو بیت ازان بخدمت شاہ مردان بخواندند

اس واقعہ کے بعد مروان نے اسکے متعلق چند شعر نظم کئے اور انہیں میں مفصلہ ذیل اشعار کو لوگوں نے امیر المومنین علیہ السلام کو بھی پڑھ کر سنایا

لقدمت لما لم اجد لی مقدما — اماناً ولا خافی سوی الموت حلا

میں نے ایسی حالت میں قدم آگے بڑھایا ہے جب کوئی آگے چلنے والا میرے لئے نہیں تھا — اور نہ اپنی موت کا لیتا تھا آگے پیچھے میں کوئی جائے پناہ و جائے گریز رکھتا ہوں

فوالله وان احبّ والحوادث جمّة — ووافی المنایا والکتاب مؤجلا

اے میرا بھائی میرا آنا یا اور اوس کی سخت و شدید تکلیفیں — اور بابیان تکلیفات میں اوسکی مقررہ شدہ موت

اتیت علیاً غیر متن باسرہ — ولا نظرا فیه محققا متبطلا

ابن علیؑ کی خدمت میں نہایت کراہت کے ساتھ حاضر ہوا۔ اور — ایسی حالت میں میں اونکے پاس گیا کہ میں حق و باطل کی تحقیق و تمیز نہیں کر سکتا تھا

چون این اشعار را امیر المومنین شنود کس فرستاد مروان وغیرہ را بازطلبید و فرمود کہ اگر در مدینہ قرار نمیگیرید و می ترسید و میخواہید کہ بشام روید شما را اجازت است و اگر غیر از شام جای دیگر باشد نیز اجازت است و مضائقہ نیست مروان الحکم گفت امیر المومنینؑ

جب امیر المومنینؑ نے ان اشعار کو سنا تو پھر مروان وغیرہ کو بلا بھیجا۔ اور فرمایا کہ اگر مدینہ میں تمہارا ضمیر مطمئن نہیں اور تمہیں خوف بنا رہتا ہے اور اسی لئے تم شام چلا جانا چاہتے ہو تو تمہیں اجازت ہے اور اگر شام کے سوا کسی دوسری جگہ جانا چاہتے ہو تو وہاں کے لئے بھی

تو پھر بنتی ہی چلی جاتی ہے۔ اس معرکہ مین ضحاک ابن قیس مارا گیا اور اوسکی جمعیت منتشر ہو گئی۔ نعمان کی بھی یہی حالت گذری
شام کے چند اوباشون نے ملکر انکا بھی خاتمہ کر دیا۔ بعض تاریخون سے مستفاد ہوتا ہے کہ اہل شام نے نہین بلکہ اہل حمص نے انکو مار ڈالا
جنکے یہہ امیر تھے۔ ان دونون کے تمام ہوتے ہی شام مین ابن زبیر کی امارت کا مسئلہ بھی تمام ہو گیا۔

مروان اور بستر مرگ پر عروسی

ہم پہلے بیان کر چکے ہین کہ خالد بن یزید کو زفر ابن حارث اپنے ساتھ اپنے علاقہ شرق اردن مین لے گیا تھا
جب مروان کی تخت نشینی کی خبر اوسکو ہوئی تو وہ بامید سلطنت خالد کو لیکر شام مین واپس آیا۔ مروان کی
یہہ راے قرار ہوئی تھی کہ خالد کو علاقہ حمص کا عامل مقرر کر کے اوسکی مایوسی کے آنسو پونچھ دیے جائین۔ مگر ابن زیاد اوسکے ساتھ اتنی رعایت
کا بھی روادار نہوا۔ اور کہنے لگا خالد بچہ ہے۔ اوسکی حکومت سے بہت فتنہ و فساد کا احتمال ہے۔ بہتر یہہ ہے کہ تم خالد کی مان سے نکاح
کر لو تو تمکو پھر خالد کی طرف سے پورا اطمینان ہو جائیگا اور وہ بھی تمکو اپنا پدر خواہمخواہ سمجھکر ادب کرنے لگے گا۔ حقیقت مین
مروان کی پیرانہ سالی کے زمانہ مین عیش و عشرت کے سارے سامان مہیا ہو چکے تھے۔ صرف ایک پہلو خالی تھا وہ بھی آباد ہو گیا
ابن زیاد نے ام خالد کو مروان کے ساتھ عقد کرنے پر راضی کر لیا۔ اور مرتے مرتے مروان ایکبار اور دولہا میان بن گئے۔
زفر ابن الحارث کی کچھ نہ چلی۔ ہر طرف سے عاجز آکر انھون نے مروان کی ہجو لکھ لکھ کر علانیہ پڑھنی شروع کر دین اسکی سزا مین مروان
نے زفر کو قتل کر دیئے جانیکا حکم دیدیا۔

مروان کی موت

مروان نے کل نو مہینہ یا بقولے چھ مہینہ امارت کی تھی کہ دیوان قضا و قدر کیطرف سے انکی معزولی کا حکم آگیا
اور اوائل سنہ ۶۵ ہجری مین یہہ مر گئے۔ بوڑھی ہوتی کا بیاہ انکو نہین سہا۔ اور تخت عروسی انکے لیے تختۂ مرگ ثابت ہو گیا تفصیل یہہ ہے
ان کی موت کا سبب بعض مورخین نے یہہ لکھا ہے کہ ام خالد نے انھین زہر دیدیا۔ اور بعض یہہ سبب بتلاتے ہین کہ مروان نے
ابن زیاد سے اس شرط پر سلطنت حاصل کی تھی کہ تا وقتیکہ خالد بالغ نہین ہوتا۔ یہہ اوسکے ولی بنکر اوسکی سلطنت کو باختیار خود
انجام دیتے رہین جب خالد مین امور سلطانی اور جہانبانی کی صلاحیت آجایے تو کاروبار سلطنت حسب القاعدہ وراثت خالد ابن یزید
کو واپس دیدی جائیگی۔ اسکی خبر پاتے ہی عبد الملک مدینہ سے جھپٹا ہوا شام مین پہونچا۔ بوڑھے باپ کی خوب لے دے کی
اور بڈھے کو ایسا تنگ پکڑا کہ آخرکار وہ اپنے اس عہد کے توڑنے پر راضی ہو گئے۔ رفتہ رفتہ یہہ خبر ام خالد کو پہونچی تو اوس نے ایکدن
جب مروان سونے آیا تو اوسکے مونہہ پر تکیہ رکھکر اوسکا مونہہ دابدیا اور اسطرح سلسلۂ تنفس بند ہو جانیسے وہ مر گیا۔ اور بعضون
نے اسکی یہہ ترکیب بتلائی ہے کہ مروان جب سو گیا تو ام خالد نے ایک چادر سے اوسکو چھپا کر محل کی خواصون کو حکم دیا
کہ چادر کا چارون طرف سے دبا کر اوس پر بیٹھ جائین۔ خواصون نے اسکی پوری تعمیل کی۔ کوئی بھی ترکیب ہو۔ نتیجہ یہی ہوا
جو اوپر لکھا گیا۔ اوپر کا دم اوپر نیچے کا نیچے رہ گیا اور مروان مر گیا۔ صاحب روضۃ الصفا نے اسکے مرنے کے اسباب مین
یہہ تینون سبب داخل کر دیے ہین۔

عمر عاص کے حالات

عمر عاص وزیر معاویہ کے حالات

مروان الحکم کے حالات ابتدا سے لیکر انتہا تک مفصل معلوم ہو چکے - اب عمر عاص وزیر معاویہ کی ابتدا بھی ملاحظہ ہو - مستطرف مین ہے -

ای عمر بن عاص کان بغیا عند عبد اللہ بن جدعان فوطیھا فی طہر واحد ابو لھب وامیہ بن خلف وابو سفیان ابن حرب والعاص بن وائل فولدت عمرا فادعاہ کلھم فحکمت فیہ امہ فقالت ھو العاص ھو الذی ینفق علیھا

عمر عاص کی مان اوآرہ عورت تھی اور عبد اللہ بن جدعان کے قبضہ مین تھی اوس سے ایک ہی وقت مین - ابو لہب بن عبد المطلب - امیہ بن خلف ابو سفیان بن حرب اور عاص بن وائل نے زنا کی - میعاد معینہ کے بعد عمر پیدا ہوئے - توسب نے ابوت کا دعوی کیا اور اس امر مین اوسکی مان کو حکم قرار دیا - اوس نے کہا کہ یہ عاص ابن وائل کا ہے - کیونکہ وہ اوسکو نفقہ دیتا ہے -

اصلیت تو ہو گئی - کیفیت یون شروع ہوتی ہے کہ محقق ابو الفدا کے نزدیک جس زمانہ مین جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ہجو کہنے کا رواج مکہ مین بڑے زورون پر تھا آپ کے بہت بڑے ہجو کرنے والے یہی تین آدمی تھے - عمر عاص - ابو سفیان ابن حرب اور عبد اللہ ابن الزبعری ابو الفدا ص ۱۶۷ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کیطرف سے بھی تین آدمی ان ہجوون کے جواب دینے پر مقرر تھے عبد اللہ ابن رواحہ کعب ابن مالک اور حسان ابن ثابت - حسان کے یہ دو شعر بہت مشہور ہین - جن سے عمر عاص کی اصلیت پر کافی روشنی پڑتی ہے - ہم اونکو تہذیب المتین سے ذیل مین نقل کرتے ہین -

ابوک ابو سفیان لاشک قد بدت ۔ لنا فیک منہ بینات الدلائل

تیرا باپ ابو سفیان ہے یہ ہم پر دلائل روشن ہے

ففخر بہ مما فخرت فلاتکن ۔ تفاخر بالعاص الھجین ابن وائل

اے عمر اگر تجھے فخر کرنا ہے تو ابو سفیان پر فخر کر نہ عاص کے ایسے نامرد اور فرومایہ پر

اوسکے باپ عاص جبتک زندہ رہے - جناب رسول خدا صلعم کی ہجو کرتے رہے - آیہ شریفہ

انا کفیناک المستھزئین

ہم نے استہزا کرنیوالون سے تیری حمایت کی

علامہ ابن ابی الحدید معتزلی امام واقدی کی اسناد سے لکھتے ہین کہ ایکروز جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم خانہ کعبہ مین نماز پڑھتے تھے نضر بن الحارث عقبہ ابن معیط اور عمر ابن عاص اونٹ کا ایک مشنبہ (اوجھ) اوٹھا لائے اور جناب رسول خدا صلعم کے اوپر عین اوسی حالت سجدہ کی حالت مین اوسکی ساری آلائش و آلودگی اور وہ تمام غلاظت اپنی عفونت کے ساتھ سراپائے مبارک پر بہہ گئی - جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کو اوسوقت کمسن تھین - وہ دوڑی آئین - پیاری بیٹی نے مظلوم باپ کے کپڑے دھلائے - جسم کی طہارت کی - آنحضرت صلعم نے نہایت حسرت سے آسمان کیطرف دیکھکر فرمایا -

اللھم الیک بقریش رب انی مظلوم فانتصر

پروردگار تو قریش سے سمجھ مین مظلوم ہون - میری مدد کر

مسلمانون کے خلاف عمر عاص نجاشی کے دربار مین

جسطرح اور مشرکین اسلام کے پیچہے پڑے ہتے اوسیطرح عمر عاص بہی۔ جب غریب مسلمانون نے خدا و رسول کے حکم سے مشرکین مکہ کے ہاتون تنگ اکر جلاوطنی اور غربت کی صعوبت اختیار کی او مکہ سے لیکر حبشہ مین پناہ لی۔ تو مشرکین کیطرف سے جو وفد نجاشی۔ امیر حبشہ کے دربار مین بہیجا گیا تہا اوسکے سرگروہ یہی تہے تفصیلی کیفیت ابن ہشام کی عبارت مین حسب ذیل ہے

عن ام سلمه زوج النبی صلعم قال قالت لما نزلنا ارض الحبشه جاورنا بها خیر جار النجاشی امنا علی دیننا وعبدنا الله تعالی لانوذی ولا نسمع شیئا نکرهه فلما بلغ ذلک قریشا ائتمروا بینهم ان یبعثوا الی النجاشی فینا رجلین منهم جلیدین وان یهدوا للنجاشی هدایا مما یستطرف من متاع مکة وکان من اعجب ما یاتیه منها الادم فجمعوا له ادما کثیرا ولم یترکوا من بطارقته بطریقا الا اهدوا له هدیة ثم بعثوا بذلک عبد الله بن ربیعه وعمرو بن عاص فامروهما بامرهم وقالوا لهما ادفعا الی کل بطریق هدیته قبل ان تکلما النجاشی فیهم ثم قدما الی النجاشی هدایاه ثم سلاه ان یسلمهم الیکما قبل ان یکلمهم قالت فخرجا حتی قدما علی النجاشی ونحن عنده بخیر دار عند خیر جار فلم یبق من بطارقته بطریق الا دفعا الیه هدیة قبل ان یکلما النجاشی وقال لکل بطریق منهم انه قد ضوی الی بلد الملک منا غلمان سفهاء فارقوا دین قومهم ولم یدخلوا فی دینکم وجاءوا بدین مبتدع لا نعرفه نحن ولا انتم وقد بعثنا الی الملک فیهم اشراف قومهم لیردهم الیهم فاذا کلمنا الملک فیهم فاشیروا علیه بان یسلمهم الینا ولا یکلمهم فان قومهم اعلی بهم عینا واعلم بما عابوا علیهم فقالوا لهما نعم ثم انهما قدما هدایاهما الی النجاشی فقبلهما منهما ثم کلماه فقالا له ایها الملک انه قد ضوی الی بلدک منا غلمان سفهاء فارقوا دین قومهم ولم یدخلوا فی دینک وجاءوا بدین ابتدعوه لا نعرفه نحن ولا انت وقد بعثنا الیک فیهم اشراف قومهم اعلی بهم عینا واعلم بما عابوا علیهم فاسلمهم الیهما

حضرت ام سلمہ رض زوجہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ جب ہم لوگ ملک حبشہ مین پہونچے تو نجاشی نے ہماری بہترین خاطرداری کی ہملوگ باطمینان تمام اپنے دین پر قائم رہکر خدا تعالی کی عبادت کرتے تہے۔ نہ ہملوگون کو کوئی تکلیف پہونچی اور نہ ہملوگون کو کوئی مکروہات پیش آیے جب ہماری اطمینانی حالت کی خبر قریش کو ہوئی تو اونہون نے ہملوگون کے بارے مین نجاشی کے پاس سفیر بہیجے جانیکا مشورہ کیا۔ یہہ دونون سفیر مکہ سے جائین اور نجاشی کے لئے اشیاء مکہ مین عمدہ چیزین تحفہ مین اونکے ہمراہ کردی جائین۔ ان اشیاء مین کوئی چیز بجز رنگے ہوے چمڑے کے بہتر نہ معلوم ہوئی اس بنا پر بہت سا رنگا ہوا چمڑا اونکے ہمراہ کردیا گیا اور اوسکے درباری پادریون کو بہی عمدہ تحفے بہیجے گئے اونمین سے ایک بہی ایسا نہین چہوٹا جسے یہ تحفہ بہیجا گیا ہو چنانچہ اس سفارت کے لئے عبد اللہ ابن ربیعہ اور عمر ابن العاص منتخب کیے گیے قریش نے انہین دونون کو اپنے امور کا مختار بنایا اور اون سے کہا کہ تم نجاشی سے ملنے اور گفتگو کرنے سے پہلے اوسکے درباری پادریون کو نذر مین یہہ تحایف پہونچانا پھر اسکے بعد نجاشی سے عرض کرنا کہ وہ مسلمانون کو ہمارے حوالہ کردیے۔ حضرت ام سلمہ رض کا بیان ہے کہ یہہ ہدایات سنکر عبد اللہ ابن ربیعہ اور عمر ابن العاص ملک حبشہ کیطرف چلے اور پہونچے تو وہ زمانہ تہا کہ ہملوگ نجاشی کے سایہ عاطفت مین ارام وآسائش کے ساتھ اپنے بہترین گھرون مین رہتے تہے حسب ہدایات قریش یہہ دونو نجاشی سے ملنے سے پہلے اوسکے تمام درباری پادریون سے ملے۔ اور اونمین سے ہر ایک کو علحدہ علحدہ تحفے دیے اور تمام پادریون سے کہا کہ ہمارے چند غلام جو بے عقل اور کم فہم ہین بہاگ کر بادشاہ کے ملک مین چلے آیے ہین اونہون نے اپنی قوم کے مذہب کو چہوڑ دیا ہے۔ اب وہ نہ عیسائی دین مین داخل ہین اور نہ ہمارے دین پر بلکہ اونہون نے اپنے لیے ایک نیا دین ایجاد کیا ہے جس سے نہ ہملوگ واقف ہین نہ آپ اسلیے اونکی قوم کے معزز اور ممتاز لوگون نے ہمکو بادشاہ کی خدمت مین اس غرض سے بہیجا ہے کہ ان لوگون کو ہمارے حوالہ کردیا جاے کہ ہم اونکے قوم مین اونکو پہونچادین۔ اسپر

فليردّاهم الى بلادهم وقومهم قالت ولم يكن شي ابغض الى
عبد الله بن ربيعة وعمرو بن العاص من ان يسمع كلامهم النجاشي
ثم قال لا والله اذا لا اسلمهم اليهما ولا يكاد قوم يجاورونی
ونزلوا بلادی واختاروني على من سواي حتى ادعوهم فاسئلهم
عما يقول هذان في امرهم فان كانوا على غير ذلك منعتهم
منهم واحسنت جوارهم ما جاوروني قالت ثم ارسل الى اصحاب
رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فدعاهم فلما جاءهم رسوله
اجتمعوا ثم قال بعضهم لبعض ما تقولون للرجل اذا جئتموه
قالوا نقول والله ما علمنا وما امرنا به نبينا كائنا في ذلك ما هو
كائن فلما جاؤا وقد دعا النجاشي اساقفته فنشروا مصاحفهم
حوله سألهم ما هذا الدين الذي قد فارقتم فيه قومكم ولم
تدخلوا في ديني ولا في دين احد من هذه الملل قالت فكان
الذي كلمه جعفر ابن ابي طالب

لوگوں کو ہمارے حوالہ کر دیا جاوے کہ ہم اونکو اونکی قوم میں پہونچا دیں آپ لوگوں
سے یہ التماس ہے کہ جس وقت ہم بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اظہار مدعا کریں تو آپ بھی
مسلمانوں سے دریافت کرنیکے پہلے بادشاہ کو یہ مشورہ دیں کہ ان لوگوں سے کچھ نہ پوچھا جاوے
اور یہ لوگ ہمارے حوالہ کر دیے جائیں۔ اسلئے کہ اونکے تمام ممتاز اور سربرآوردگان
قوم انکے حالات کے بہتر ماہرین اور انکے عیوب کے قائل جاننے والے ہیں یہ سنکر
تمام پادریوں نے کہا اچھا ایسا ہی ہوگا اسکے بعد یہ لوگ نجاشی کے دربار میں حاضر
ہوئے اور اپنے تحائف پیش کئے اور وہ قبول کر لیے گئے بعد ازان انلوگوں نے عرض
کی کہ اے بادشاہ ہمارے چند نادان اور کم عقل غلام اپنا اور اپنی قوم کا دین چھوڑ کر
تیرے ملک میں چلے آئے ہیں۔ اور تیرے دین میں بھی داخل نہیں ہوئے ہیں۔ انلوگوں
نے اپنا ایک نیا دین بنایا ہے جس سے نہ ہم واقف ہیں نہ حضور۔ اسلئے انکے ممتاز لوگوں نے
جو قرابت میں انکے باپ چچا اور بزرگان قبیلہ ہوتے ہیں ہمکو آپ کی خدمت میں بھیجا ہے
کہ یہ لوگ ہمارے ساتھ اونکے پاس واپس کر دیے جائیں کیونکہ وہ لوگ انکے حالات
کو بہتر اور انکے عیوب کے بدرجہ اعلی ماہر ہیں اسلئے وہ ان سے رنجیدہ خاطر ہیں۔

حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں کہ کوئی شے نجاشی کو عبد اللہ بن ربیعہ اور عمرو عاص کی تقریر سے زیادہ رنجیدہ اور طول الکلام نہیں معلوم ہوئی لیکن وہ چپ ہو رہا جب انکی تقریر ختم ہو گئی تو حسب قرارداد
تمام درباری پادریوں نے بادشاہ سے عرض کی کہ یہ بالکل سچ کہتے ہیں اور صلاح یہ ہے کہ بیشک انکی قوم کے لوگ انکے حالات کے بہتر ماہر اور انکے عیوب سے پورے واقف ہیں اسلئے
مناسب ہے کہ یہ لوگ (مسلمان) انکے حوالہ کر دیے جائیں اور انکے بزرگان قوم کو دیدیے جائیں یہ سنکر نجاشی کو طیش آگیا اور اوس نے قطعی انکار کر دیا کہ میں خدا کی قسم
انلوگوں کو کبھی انکے حوالہ نکروں گا اور کبھی انلوگوں کے ساتھ دغا نکروں گا جو آپ سے میری محافظت میں آئے اور میرے ملک میں پناہ گزین ہوئے اور سوائے اسکے میں اپنا
اس امر میں کوئی اور تیسرا اختیار نکروں گا سوائے اسکے کہ اون لوگوں کو بلا بھیجوں اور اون سے دونوں سفیروں کے بیان کو کہدوں اور پھر اون سے اونکے واپس دیے جانے
کے متعلق پوچھونگا اگر وہ جیسے کہینگے کہ ہاں وہ لوگ ان دونوں آدمیوں کے ہمراہ ملک و قوم کے لوگوں کے پاس بھیجدیے جائیں تو میں البتہ بھیجدوں گا اور اگر انلوگوں نے
انکار کیا تو پھر میں ان لوگوں کو نہ جانے دوں گا اور ان کے ساتھ پہلے سے بھی زیادہ سلوک کروں گا۔ یہ کہکر نجاشی نے اپنا ایک آدمی بھیجا اور اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بلا بھیجا
جب بادشاہ کا قاصد انکے پاس پہنچا تو یہ لوگ ایک جا اکٹھا ہو گئے اور باہم یہ مشورہ کرنے لگے کہ جس نے بلا بھیجا ہے اوسکے پاس جا کر کیا کہا جاوے گا بالاتفاق سب نے کہا
کہ خدا کی قسم ہم تو وہی کہینگے جو ہمکو خدا اور رسول نے بتلایا ہے چاہے جو ہونیوالا ہو سو ہو۔ یہ مشورہ کر کے وہ اوٹھے اور نجاشی کے دربار میں حاضر ہوئے نجاشی نے اپنے درباری پادریوں
کو بھی بلا بھیجا مسلمان اپنے صحیفے کھول کر زمین پر بیٹھ گئے نجاشی نے اون سے پوچھا کہ تم نے کون دین اختیار کیا ہے بیان کرو۔ حضرت جعفر ابن ابیطالب نے تقریر کی۔

جناب جعفر الطیار کی مفصل تقریر کے بیان کرنیکی مجھے ضرورت نہیں۔ ہاں اسکے حسن تاثیر کا بقدر ضرورت لکھدینا نہایت ضروری ہے۔

اوسی تاریخ میں مرقوم ہے۔

فقالت (ام سلمه) فقرء (جعفر) عليه صدرا من كهيعص
قالت فبكى والله النجاشي حتى اخضلت لحيته وبكت اساقفته
حتى اخضلوا مصاحفهم حين ما تلا عليهم ثم قال النجاشي ان هذا

جناب ام سلمہ فرماتی ہیں کہ حضرت جعفر نے سورہ کہیعص میں سے چند آیات پڑھیں
اونکو سنکر خدا کی قسم نجاشی اسقدر رویا کہ اوسکی داڑھی آنسوؤں سے تر ہو گئی
اور اوسکے پادری بھی سب کے سب اتنا روے کہ اون کے صحیفے تر ہو گئے اسکے بعد نجاشی

والذي جاء به عيسى ليخرج من مشكاة واحدة انطلقا فلا
والله لا اسلمهم اليكما ولا يكادون

کہا کہ یہ کلام اور وہ جو عیسیٰ پر نازل ہوا ہے ایک ہی شمع کے نور ہین خدا کی
قسم تم لوگ جاؤ ہم کبھی تملوگون کو ان کو نہ دینگے اور کبھی ان سے دغا نہ کرینگے

عمرو عاص اور مسلمانون کے
قتل و استیصال کی ترکیب

نجاشی کا یہ اعلان و فرمان تو عمرو عاص کی اغراض و مقاصد کے بالکل مخالف نکلا اور حضرت جعفر کی
تقریر اور کلام الٰہی کی تاثیر نے نجاشی اور تمام عیسائی علما کے قلوب کو تسخیر کر لیا۔ انکو اتنی مجال و جرأت
کہان سمائی کہ کلام الٰہی کی تنقید مین ایک حرف بھی زبان سے نکالتے۔ یہ خود حیرت بنے بیٹھے رہے اور مخالفت اسلام کی نسبت ایک نیا حیلہ و
نو نگاری کی تدبیر سوچ رہے تھے۔ ابن ہشام لکھتے ہین۔

قالت فلما خرجا من عنده قال عمرو بن العاص والله لاتينه غدا
عنهم بما استاصل به خضراءهم قالت فقال له عبد الله
ابن ربيعة وكان اتقى الرجلين فينا لا تفعل فان لهم ارحاما
وان كانوا قد خالفونا قال والله لاخبرنه انهم يزعمون ان
عيسى بن مريم عبد قالت ثم غدا عليه الغد فقال يا ايها الملك
انهم يقولون في عيسى ابن مريم قولا عظيما

جب سفرائے قریش نجاشی کے پاس سے آئے تو عمرو عاص نے کہا کہ کل ہم وہ ترکیب کرینگے
کہ یہ مسلمان جڑ پیڑ سے اوکھڑ جائینگے۔ عبد اللہ بن ربیعہ جو عرب مین ایک نرم
دل شخص تہا کہنے لگا ایسا نکرو آخر یہ لوگ بھی ہمارے قبیلہ مین اونکے تمام قبائل
قریبی ہمارے مخالف ہو جائینگے۔ عمرو نے کہا ہم تو کل نجاشی سے کہینگے
کہ یہ لوگ عیسیٰ ابن مریم کو (خدا کا) بندہ کہتے ہین۔ چنانچہ صبح ہوئی تو عمرو عاص نے
نجاشی سے کہا کہ اے بادشاہ یہ لوگ عیسیٰ ابن مریم کی نسبت قول عظیم کہتے ہین

اسلام کی حقیقت اور قرآن کی روحانی حقیقت کے آگے عمرو عاص کی کیا چل سکتی تہی۔ حضرت جعفر کے استقلال ایمانی اور کلام پاک
کی اعجاز بیانی کے آگے یہ مشکل بھی سہل تہی اور یہ دشواری بھی آسانی سے رسیدہ بود بلا آئے ولے بخیر گذشت۔ ابن ہشام لکھتے ہین۔

قالت فارسل اليهم يسالهم عنه فلما دخلوا عليه فقال لهم ماذا تقولون
في عيسى ابن مريم قالت فقال جعفر بن ابي طالب نقول فيه الذي
جاءنا به نبينا صلى الله عليه واله وسلم هو عبد الله ورسوله
وروحه وكلمته القاها الى مريم العذراء البتول قالت فضرب
النجاشي بيده الى الارض فاخذ منها عودا ثم قال والله
ما عدا عيسى بن مريم ما قلت هذا العود قالت فتناخرت بطارقته
حوله حين قال ما قال وان نخرتم والله اذهبوا فانتم
شيوم بارضي

نجاشی نے مسلمانون کے پاس طلبی کا آدمی بھیجا (ام سلمہؓ کا بیان ہے کہ) جب
مسلمان آئے تو نجاشی نے اون سے پوچھا کہ تم لوگ حضرت عیسیٰ بن مریم کی نسبت
کیا کہتے ہو حضرت جعفر نے کہا کہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جو کچھ ہم کو
کہ ذریعہ سے ہمکو اونکے بارے مین بتلایا ہے وہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ خدا کے بندہ
اور سکے رسول برحق تھے اور اسکی روح تھے۔ اور اسکے کلمہ تھے۔ حضرت ام سلمہ کا بیان ہے
کہ حضرت جعفر سے یہ بیان سنکر نجاشی نے زمین کیطرف جہکا اور ایک تنکا اوٹھا لیا۔
اور کہا خدا کی قسم جو کچھ کہ حضرت عیسیٰ کی نسبت تم لوگون نے بیان کیا ہے اس تنکا
سے بھی حضرت عیسیٰ اوس سے زیادہ نہیں ہین۔ نجاشی کی تقریر کو سنکر اوسکے
درباری پادری بہت برافروختہ ہوئے اور غصہ مین اپنے نتھنے پھلانے لگے۔ نجاشی اور اونمین گفتگو ہوئی تو نجاشی نے اون سے ڈانٹ کر کہا کہ ہمارے پاس سے
اوٹھ جاؤ۔ تم لوگ ہمارے ملک مین بدترین قوم ہو۔

عمرو عاص فطرتی چالباز تہا اور حیل ساز۔ اسی کے ساتھ ان الوقت ہونیکا اعتبار سے اپنی مطلب کے وقت اور اپنے ڈھب کے موقع کو
خوب پہچانتے تھے۔ اس زمانہ مین حضرت عیسیٰ کا ابن اللہ ہونیکا مسئلہ عیسائیت کا اصول اول قرار پا چکا تہا۔ اور اسلام کی توحید خالص کی

تعلیم اسکے مخالف تہی اس بناپر عمر عاص نے بادشاہ کو مسلمانون سے روگردان کرنیکے لیے یہہ ترکیب نکالی اور اس مسئلہ اختلافی کو پیش کرکے بادشاہ کو گویا مسلمانون کے اخراج پر ارادہ کرنا چاہا - اور حقیقت مین یہہ ایسی ظاہری مخالفت مذہبی تہی جو طرفین سے ناقابل صلاح تہی اسلیے کہ نہ مسلمان ہی اپنی خالص توحید کو چہوڑ سکتے تہے اور نہ عیسائی اپنی تثلیث کو - نتیجہ کیا ہوتا - وہی مسلمانون کیطرف سے بادشاہ کی رنجیدگی اور کشیدگی - اور عمر عاص کا یہی مدعا ے اصلی تہا - بہرحال عمر عاص کی یہہ چال بہی نہ چلی - ہمکو اس واقعہ کی تفصیل ضروری نہین اسوۃ الرسول جلد دوم اور ذکر الطیار ملاحظہ ہو - صرف یہہ دکہلادینا ضروری ہے کہ عمر عاص کی ان معاندانہ اور مخالفانہ جعلسازیون اور افترا پردازیون کا نتیجہ کیا نکلا - ابن ہشام مین ہے -

فخرجا من عندہ مقبوحین مردودا علیهما ما جاء به و — (حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہین کہ) یہہ دونو (عبداللہ ابن ربیعہ اور عمر عاص) اوسکے (نجاشی کے)

اقمنا عندہ بخیر دار مع خیر جار — پاس سے ذلیل ہوکر چلے آے اور اونکے تحفے بہی واپس کردیے اور ہملوگ نہایت آرام سے رہے

نجاشی کا اظہار تشکر

عمر عاص کی محرومی اور ناکامیابی کی خبر جب قریش کو ملی تو اونکے غم و غصہ کی انتہا نہ تہی اور عمر عاص تو کسیکو مونہہ دکہانیکے قابل ہی نہ رہے بخلاف مشرکین قریش گروہ مسلمین کو اطمینان اور نجاشی کے احسانات و التفات خاص سے کہ

مین حضرت ابوطالب کا شعر

اظہار امتنان و تشکر کا خاص موقع ملا - چنانچہ ابن ہشام نے اس موقع پر حضرت ابوطالبؑ کے یہہ اشعار خاص نقل کیے ہین جو نجاشی کے مکارم اخلاق اور محاسن اشفاق مین نظم کیے گئے تہے -

الا لیت شعری کیف فی النأی جعفر	میرے یہہ اشعار جعفر اور عمر عاص ہو اور دشمنون کی مقدار عداوت
و عمرو و اعداء العدو و الاقارب	کو بتلاتے ہین ہم اپنون کے بہی دشمن ثابت ہوئے اور بیگانون سے کبہی
فهل نال افعال النجاشی جعفرا	اگر اونکے سفر آسیے قریش ہے اے نجاشی جعفر اور انکو ہمراہیون کیساتہ
و اصحابه او عاق ذلک شاغب	اظہار فتنہ و فساد کرنا یا اپنی راے سے نکالدیتا تو ہم کسیسے ہوتا قابل الزام لگاتیم
تعلم ابیت اللعن انک ماجد	اے نجاشی ہم پہچانتے ہین ملامت کرنیسے انکار کرینگے اس لیئے کہ تم رتبہ مرتبہ
کریم فلا یشقی لدیک المجانب	اہل کرم ہو - اور کسیطرح شقاوت کرنیوالے نہین ہو
تعلم بان الله زادک بسطة	سمجہ لو کہ خداوند عالم نے تمکو حکم و نظم و بسط عنایت فرمایا ہے
و اسباب خیر کلها بک لازب	اور نیکیون کے تمام اسباب تمہارے پاس جمع کردیے ہین
و انک فیض ذو سجال غزیرة	اور تمہارا فیض الیا عام اور عزیزہ فیض ہے کہ اوس سے
ینال الاعادی نفعها و الاقارب	دوست اور دشمن دونون یکسان فائدہ اوٹہاتے ہین

اوپر لکہا جاچکا ہے کہ ایسی بدنامی اور ناکامی کے بعد عمر عاص کو مونہہ دکہلانا مشکل ہوگیا اس سبب سے - یہہ اسوقت سے لیکے غزوہ خندق تک اسلامی تاریخ مین بالکل بے نشان ہین - مگر اس خاموشی اور مجہولیت و لامعلومیت کی حالت مین بہی مخالفت اسلام کو نہ بہولے مجبوری اور مجہولیت والی کیوجہ سے اسکو اپنے جگر کا پکا پہوڑا بنا کر اپنے سینہ مین چہپاے رہے - ضرورت اور احتیاج نے پہر محتاج بناکے نجاشی بادشاہ حبشہ کے اوسی دربار مین پہونچایا جہان سے ایکبار پہلے بہی ذلیل ہوکر نکلوا جاچکے گئے تہے - چنانچہ علامہ زرقانی خاص انہین کی -

خاص زبانی لکہتے ہین

عمرعاص بیان کرتے ہین کہ غزوہ خندق کی شکست کے بعد مجہی یقین ہوگیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امور دربند ہو جاینگے اور اب کسی قوم وقبیلہ کی طاقت سے مغلوب نہوسکینگے۔ یہہ سمجہکر مین نے اپنے احباب سے مشورہ کی اور اون سے پوچہا کہ میرا خیال ہے کہ ہم نجاشی کے پاس چلے جائین اور طرفین کے امور کا انتظار کرین اگر ہماری قوم غالب آجائے تو ہم باطمینان تمام مکہ واپس آجائین اور اگر مسلمان غالب آئے تو پہر ہم وہین پناہ گزین ہو جائینگے۔ میرے احباب نے میری اس تجویز کو پسند کیا۔ اور پہر مین بادشاہ حبشہ کے لئے بہت سے نفیس و بیش قیمت تحفے اور ہدیے لیکر اوسکے پاس پہونچا۔ میرے پہونچنے سے پہلے عمرو بن امیۃ الضمری نامہ رسالت لیکر نجاشی کے پاس پہونچ چکے تہے اور بادشاہ ذاعزاز و اکرام سے نامہ مقدس لیکر اوسکو اپنا مہمان کیا تہا۔ مین نے ایکدن خلوت مین نجاشی سے ملاقات مین کہا کہ عمرو بن امیۃ الضمری کو مجہے حوالہ کر دیجئے کہ مین انہین قتل کر ڈالون کیونکہ انکو قتل کرکے قریش مین میری آبرو بڑہ جائیگی۔ یہہ سنکر نجاشی نے اپنے مونہہ پر طمانچہ مارے اور کہا کہ یہہ مجہسے کیسے ہوسکتا ہے کہ مین کسی شخص کے ایلچی کو دشمن کے ہاتہہ مین قتل ہونیکو دیدون اور اپنے لئے ابد الآباد تک یہہ ننگ و عار قائم کرلون۔ اور پہر کیسے مقدس بزرگ کا ایلچی اور فرستادہ۔ جس پر ناموس اکبر (جبرئیل) کا نزول ہوتا ہے

نجاشی کے ہاتہہ پر عمرعاص اسلام لائے

مین نے کہا اے بادشاہ کیا واقعی ایسا ہوتا ہے اور آپ کیا اس پر اعتقاد رکہتے ہین۔ نجاشی بولا حیف ہے عمرعاص تم اتنا قریب رہکر اتنا بہی نہین جانتے۔ مین تمہین آگاہ کئے دیتا ہون کہ وہ فرد نبی برحق ہے۔ اوسکی اطاعت قبول کرو۔ اوسکی باتون کو سنو۔ اور مانو۔ اور جان لو کہ اوسپر کوئی بہی غالب نہین آسکتا جیسا کہ موسیٰ فرعون اور اوسکے تمام قوم پر غالب رہے۔ یہہ سنکر مین نجاشی کے ہاتہہ پر مسلمان ہوگیا اور ملک حبش سے واپس آیا۔ یہان تک لکہکر علامہ زرقانی بطور معترضہ لکہتے ہین۔

دفی اسلام عمرعاص علی ید النجاشی لطیفۃ هو صحابی اسلم علی ید التابعی ولا یعرف مثلہ

نجاشی کے ہاتہہ پر عمرعاص کے اسلام لانے مین ایک لطیفہ خاص ہے وہ یہہ ہے کہ صحابی تابعی کے ہاتہہ پر اسلام لاتا ہے اور اس واقعہ کی کوئی دوسری مثال معلوم نہین ہوتی۔

بہرحال جیون ہون کرکے یہہ ۸ھ ہجری مین مشرف باسلام ہوئے ہے۔ ابن الوردی اپنی تاریخ مین لکہتے ہین

ثم دخلت سنۃ ثمان فیہا خالد بن ولید وعمرعاص وعثمان بن طلحۃ فاسلموا

پہر ۸ھ ہجری شروع ہوا اور اسی سال خالد بن ولید۔ عمرعاص اور عثمان بن طلحہ حضور نبوی مین آکر اسلام لائے۔

اس حساب سے کچہہ کم تین برس انکو سلطان رسالت کی صحبت نصیب ہوئی۔ اس اثنا مین کوئی اسلامی خدمت ان کے متعلق کسی اسلامی تاریخ و سیر مین نہین پائی جاتی۔ سریہ وادی الرمل مین انکا ناکامیاب ذکر پایا جاتا ہے۔ اس سریہ کا خلاصہ حالات یہ ہین

سریہ وادی الرمل مین عمرعاص ناکامیاب

سریہ وادی الرمل مین پہلے حضرت ابوبکر بہیجے گئے۔ انکے ناکامیاب واپس آنے پر عمرعاص روانہ کئے گئے یہہ بہی بےنیل مرام واپس ہوئے تو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی مرتضیٰ ؑ

اے عمر اگرچہ ہمارے مال میں تمکو تصرف جائز بھی ہوتا تاہم تمہارے مال میں ہم خیانت نکرتے کیونکہ تم نے ہم پر اعتبار کیا تھا۔ اب تم اپنی رنجش کم کرو۔ باقی صحابہ اولین مہاجرین سابقین کے متعلق جو لکھا ہے کہ کیوں اونکو عامل مقرر نہین کیا تو ہم نے اسکے لئے درخواست بھی نہین کی تھی

عمر عاص نے اگرچہ اس مصنوعی تحریر کی جیادن میں اپنی بہت کچھ صفائی دکھلائی اور حتی المقدور اپنی برآت ظاہر کی اور ایک طرح سے معافی بھی مانگی مگر وہ امر ایسا کچھ تحقیق پاچکا تھا کہ خلیفہ وقت کو انکی فریبیان پر اعتبار نہ آیا اور محمد مسلمہ کو اونکی جگہہ مقرر فرمایا۔ محمد مسلمہ کی معرفت جو عتاب امیز خط عمر عاص کو لکھا گیا۔ وہ بھی ہم ازالۃ الخفا کے اردو ترجمہ سے ذیل مین نقل کرتے ہین

عمر عاص کی معزولی کا پروانہ

تمہارا خط آیا حال معلوم ہوا۔ ہمکو تمہاری اس چاپلوسی اور ملائم باتون سے کوئی علاقہ نہین ہے۔ تم لوگ جہان گئے ہین عامل بناکر بھیجے جاتے ہو تو بالعموم مال خدا مین تصرف کرتے ہو اور پھر ہمکو معذرت نامے لکھتے ہو۔ جو کچھ کھاتے ہو وہ آتش جہنم سے کھاتے ہو اور اپنے وارثون کے لئے ننگ و عار چھوڑ جاتے ہو۔ اب ہم محمد مسلمہ کو بھیجتے ہین کہ تیرا مال نصف تقسیم کرلے

محمد بن مسلمہ اور عمر عاص

جب محمد مسلمہ یہہ خط لیکر پہونچے تو عمر عاص نے کھانا پکوا کر اونکے لئے بھیجا محمد مسلمہ نے کھانا لینے سے انکار کیا عمر نے پوچھا تو جواب دیا کہ یہہ رشوت کا مقدمہ ہے۔ اگر مہمانداری کے طور پر پکواتے تو ہم کھا بھی لیتے۔ اپنا کھانا لیجاو اور مال بچاو دوسرے دن مال حاضر کیا گیا محمد مسلمہ نے اوسکے دو حصے کیے۔ ایک حصہ ضبط ہوکر مدینہ بھیجا گیا۔ دوسرا عمر عاص کو واپس دیا گیا۔ عمر عاص کی انکھون مین یہہ دیکھکر خون اوتر آیا۔ غصہ مین بیتاب ہوکر کہنے لگے۔ خدا لعنت کرے اوس دن پر جسدن ہم عمر ابن الخطاب کے نوکر ہوئے تھے

حضرت عثمان اور عمر عاص

خلافت ثانی مین جو اونکی کیفیت تھی وہ معلوم ہوچکی۔ مصر کی معزولی کے بعد یہہ گھر بیٹھے تو خلافت دوم کے خاتمہ تک گھر ہی بیٹھے رہے۔ یہہ ابھی بیکار ہی بیٹھے تھے کہ حضرت عثمان کی خلافت کے ایام شروع ہوگئے اور پھر مصر کے قدیم عہدہ نظامت پر مقرر ہوگئے۔ سات برس تک تو پوری ازادی اور خود مختاری سے بسر کرتے رہے لیکن خلیفہ عصر کی پالیسی بدل گئی اور اونکی توجہہ اقربا پروری کے اصول پر قائم ہوگئی۔ اور اسی بنا پر مروان نے حضرت عثمان سے ممالک افریقہ کا خراج اپنے نام ہبہ کرالیا عمر عاص کو مروان کیطرف سے خلش پیدا ہوگئی۔

مصر کی امارت سے معزولی

جب مروان کو انکی مخالفت کی خبر لگی تو انہون نے حضرت عثمان کے کان انکی شکایتون سے بھر دیئے نتیجہ یہہ ہوا کہ مصر سے یہہ معزول کردیے گئے اور انکی جگہہ پر عبد اللہ ابن ابی سرح امیر مصر بناکر بھیجے گئے۔ عمر عاص نے مجبور ہوکر عبد اللہ ابن ابی سرح کو چارج تو دیدیا مگر چارج دینے اور معزول ہونے کے دوسرے ہی دن۔ ام کلثوم حضرت عثمان کی چھوٹی بہن کو۔ جو مدت سے اونکے حبالہ نکاح مین تھین۔ طلاق دیدی اور خلیفہ عصر کی قرابت کو عداوت

صاف بتلا رہے ہیں کہ انکو اونکے ساتھ کسی قسم کی مروت اور لحاظ رکھنے کیلئے انکے دل میں جگہہ نہیں تھی۔ مگر زمانہ کا انقلاب طبیعت کا تغیر خیالات کا تبدل اسی کو کہتے ہیں کہ سال ڈیڑھ سال ہی کے اندر مصر کی امارت کے شوق نے انکو ایسا مجبور کردیا کہ جنکے خون کرنے پر یہ خود آمادہ تھے۔ اونہیں کے خون کے دعویدار بنکر اور اون بزرگ کے خون بہا لینے یہ جنکے قتل پر سوا ے انکی کوئی دوسرا شخص خوش نہیں ہوا تھا۔ اتنی مذہبی اور جانفروشی سے کام لے رہے ہیں کہ امیر المومنین خلیفۃ العصر حضرت علی ابن ابیطالب اپنے امام برحق اور خلیفہ رسول مفترض الطاعت سے جسکی بیعت اور اطاعت اسلام کے تمام عمائد و اشراف کرچکے تھے۔ لڑنے پر آمادہ ہیں اور اوسکے بیگناہ قتل پر اپنے ہمراہ ایک لاکھ پچیس ہزار کی جمعیت کو صفین کے میدان میں کھڑا کرتا ہے فاعتبروا یا اولی الابصار

خلافت علی میں عمرعاص کی مخالفانہ اور منافقانہ کارروائی

اوپر بیان ہوچکا ہے کہ قتل عثمان کے وقت عمرعاص فلسطین میں تھے۔ اور معویہ شام میں بیعت علی سے لیکر واقعات بصرہ اور جنگ جمل تک یہ دونوں اپنے اپنے مقام پر خموش بیٹھے رہے اور اپنی کشود کار کا انتظار کرتے رہے معویہ جب جنگ صفین کا سامان کرنے لگے اور اپنے ہمراز وہم آہنگ معین و مددگار کو سمیٹنے لگے۔ تو عتبہ ابن ابوسفیان کے مشورے سے انکو بھی طلبی کا خط لکھا گیا۔ عمرعاص ایسے کیا تھے کہ بغیر اپنا اون گانٹھے کسی کے گانٹھنے میں آسانی سے چلے آئیں۔ اسلیئے جس بیرخی اور زبانی صفائی سے انکی خط کا جواب دیا گیا ہے اوسکو ہم علامہ سبط ابن جوزی کی کتاب تذکرہ خواص الامۃ سے ذیل میں نقل کرتے ہیں۔

واما بعد فانی قرأت کتابک وفهمته فاما ما دعوتنی الیه من خلع ربقة الاسلام من عنقی والتهور معك فی الضلالة واعانتی ایاك علی الباطل واخترط السیف فی وجه امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیه السلام وهو اخو رسول الله صلعم وولیه ووصیه ووارثه وقاضی دینه ومنجز وعده وهو زوج سیدة نساء العالمین وابو السبطین الحسن والحسین سیدی شباب اهل الجنة واما قولك ان امیر المومنین واشار الصحابة الی قتل العثمان فهو کذب وزور وغوایة ویحك یا معویه اما علمت ان امیر المومنین بذل نفسه الله تعالی وبات علی فرش رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم وقال فیه من کنت مولاه فعلی مولاه لا یخدع ذا عقل وذا دین والسلام

تمہارا خط آیا حال معلوم ہوا۔ تم مجھے اس امر پر ترغیب دیتے ہو کہ میں دین سے خارج ہوجاؤں اور تیرے ساتھ گمراہی و ضلالت میں شریک ہوجاؤں امیر المومنین کے مقابلہ میں باطل کی مدد پر تلوار کھینچوں حالانکہ حضرت علی برادر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور داماد معین اور وارث۔ اور اونکے دین کے ادا کرنیوالے۔ اور اونکے وعدوں کے پورا کرنیوالے سیدۃ النساء العالمین کے شوہر سبطین رسول اللہ۔ حضرات حسن و حسین سرداران جوانان بہشت کے باپ ہیں۔ باقی رہا تیرا یہ قول کہ امیر المومنین علیہ السلام کی اشتعال سے صحابہ قتل عثمان پر راضی ہوئے ہیں۔ بالکل جھوٹ اور سراپا بہتان ہے اور افترا افسوس ہے تیرا ے معاویہ کیا تجھکو معلوم نہیں کہ علی وہ بزرگ ہیں جنھوں نے اپنی جان خدا کی راہ میں بیچڈالی اور فرش رسول پر اونکی جگہہ سو رہے اور آنحضرت صلعم نے اونکی شان میں فرمایا ہے کہ میں جسکا مولا ہوں اوسکے علی مولا ہیں

پھر ان تمام امور سے ایک عقل رکھنے والا (ہوشیار) اور دین رکھنے والا (دیندار) شخص کیسے پھر سکتا ہے۔

معویہ اور عمرعاص ایک ہی پاٹ شالے کے چٹے بٹے تھے۔ جیسے یہ قابو پرست ویسے ہی یہ ابن الوقت۔ عمرعاص کا یہ خشک جواب پاکر خموش ہوگئے۔ مگر اسکی مقدار حقیقت اور لکھنے والے کی افتاد طبیعت پر پورا یقین کرکے موقع کا انتظار کرنے لگے۔ ممکن تھا

معویہ اپنی خودداری تھوڑے دن اور سنبھالتے مگر ان کی حاجتمندی اور ضرورت دنیا نے عمر عاص کے آگے انکا سر نیاز جھکوا ہی دیا۔

تفصیل یہہ ہے۔

عمر عاص اور معویہ کی جانبداری کے مسئلہ میں بیٹوں سے مشورت

آخر بار حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کیطرف سے عبداللہ ابن جریر البجلی معویہ کے پاس بیعت کی خط لیکر آیے جسمیں معاویہ سے یہہ استفسار کیا گیا تہا کہ وہ لکھ بھیجے کہ معاملہ بمصالحت طے کیا جایے یا جنگ ہوگی۔

اس نامہ مبارک کی تاکیدی مضامین نے معویہ کو [illegible] اور [illegible] کردیا۔ قاصد کو ٹھہرایا اور عمر عاص کو یہہ خط فوراً لکھوایا

امیرالمومنین کا قاصد کوفہ سے آیا ہے۔ ہم نے اوسکو تمہارے انتظار میں ٹھہرایا ہے۔ تم یہاں آؤ تو جیسی صلاح ہو ویسا کیا جاوے۔ [illegible] توقف نکرو تعمیل میں تعجیل کرو۔ والسلام

(ترجمہ [illegible] الصد [illegible] مطبوعہ دہلی ص ۳۵)

یہہ خط پاکر عمر عاص نے اپنی بیٹوں سے صلاح لی۔ انکے دو بیٹے تھے محمد اور عبداللہ۔ عمر عاص نے دونوں کو بلایا اور معویہ کا خط دکھلایا جب وہ خط پڑھ چکے تو ادن سے اونکی رایے پوچھی۔ بڑے بیٹے عبداللہ نے کہا جب جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انتقال فرمایا تو وہ بھی تجہسے ہر طرح راضی و خوشنود تھے۔ اون کے بعد حیب دونون خلفا نے رحلت کی تو وہ بھی تجہسے خوشنود تھے۔ اونکے بعد عثمان کو قتل کا واقعہ گذرا تو تم اوسوقت مدینہ میں تھے ہی نہیں۔ لہذا اس معاملہ میں تم پر کوئی الزام لگا ہی نہیں سکتا۔ ان باتون کے علاوہ خدا نے تمہیں فراغت اور اطمینان بہت کچھ دیا ہے۔ تم کسی کے محتاج نہیں ہو۔ تمکو خلافت کی خواہش بھی نہیں ہے اب اعتبار عزت و حرمت کے تمہارے لئے زیبا نہیں ہے کہ محض حصول دنیا کے لئے جو ایک گیاہ فانی سے بھی زیادہ بے حقیقت ہے اس تردد میں پڑو کہ تم رنج و مصیبت میں مبتلا ہو اور علی ابن ابیطالب کے ساتھ جو چچازاد بھائی، داماد اور وصی حضرت ختم الانبیا محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہیں عداوت پیدا کرو اور عداوت و ولایت معویہ ابن ابوسفیان کی قبول کرو۔ تمکو حمال ضرور ہے کہ اپنے گھر میں خاموش رہا جائے اور بیٹھے بیٹھے دیکھنا چاہیے کہ انجام اسکا کیا ہوتا ہے۔

اسکے بعد عمر عاص کے دوسرے بیٹے محمد نے سر اوٹھا کر کہا کہ میں عبداللہ کی [illegible] پسند نہیں کرتا کیونکہ گھر بیٹھے رہنا [illegible] اور پست ہمتوں کا کام ہے اور آج خلیفہ عصر حضرت عثمان [illegible] قتل کئے گئے [illegible] پر آمادہ ہے۔ اسوقت تمہارا شمار قوم قریش میں افسر اور حاکم کے طبقہ میں ہورہا ہے اور تمہارا [illegible] تمہاری [illegible] نہیں ہے اگر اس کام [illegible] ہوجاؤگے اور گوشہ نشینی اختیار کرو گے تو ظاہر ہے کہ اس معاملہ کے طے ہوجانیکے بعد کوئی عظمت و حرمت تمکو نہیں ملیگی۔ بلکہ تمہاری اس شرافت میں بھی بٹہ لگیگا۔ میری تو یہی صلاح ہے کہ تمکو شام میں جاکر معویہ ابن ابوسفیان سے ملنا اور حضرت عثمان کے خون کا قصاص طلب کرنا چاہیے۔ تاکہ معویہ کے سرداروں میں تمہارا بھی شمار ہوجایے۔ طبری جلد چہارم ص ۵۴۱

عمر عاص نے عبداللہ اور محمد کی مختلف صلاحوں کو غور سے سنکر یہہ فیصلہ سنادیا کہ عبداللہ مجھو آخرت کیطرف کھینچتا ہے اور محمد مجھو دنیا کی طرف گھسیٹتا ہے۔ اور حقیقت حال یہہ ہے کہ بیٹوں نے [illegible] باپ کو دوراہے میں ڈال دیا۔

عیسائی کاہن — صاحب روضۃ الصفا کی تحقیق مین عمرعاص نے اس مسئلہ مین ایک عیسائی کاہن سے بھی رائے لی تھی

گھر کے غلام سے مشورت — اور امام طبری لکھتے مین اپنے غلام وردان سے بھی مشورہ لیاتھا - اور وردان نے اسوقت محمد سے ملتی ہوئی

رایے دی تھی - اور کاہن عیسائی نے بھی کہدیا تہا کہ حضرت علیؑ کی خلافت دیرپا نہوگی اور معویہ کی امارت بہت دنون تک مستقل رہیگی

اسوجہہ سے عمرعاص نے محمدؐ کی رایے کو اختیار کیا - اور فلسطین سے شام مین پہونچگئے -

عمرعاص اور معویہ خلوت مین — سہ آمد آن یارے کہ من میخواستم - عمرعاص کے اجانے سے معویہ بہت کچہہ مطمئن ہوگئے اور بڑی عزت

خلافت کے خلاف مشورت — حرمت سے اکی دعوت وضیافت اور ارام وراحت کے سامان مہیا کئے - اپنی پہلو مین جگہہ دیکر اپنے تمام

امور کا وزیر مشیر اور مدارالمہام بنایا - یہہ سب باتین معویہ کیطرف سے اعلے پیمانہ پر ہوئین مگران تمام تکلفات سے عمرعاص کی قلبی

تسکین اور دلی اطمینان نہین ہوا اسلئے کہ سہ دیدہ من در تلاش دیگراست - عمرعاص تو اوسی فکر مین تہے جسکا فوری اظہار

وہ کسیطرح پسند نہین کرتے تہے - ابھی تو وہ صرف معویہ کی ضرورتون کی مقدار و وزن سمجہہ رہے تہے -

اخر ضبط اظہار کب تک - ایکدن معویہ نے خلوت مین ان سے اپنی دلی راز کو اسطرح بیان کیا کہ مجھکو تین مشکلون نے ایک گہیر

لیا ہے - سمجہہ مین نہین اتا کیا کرون اور انکو کیسے دفع کرون اوّل تو یہہ کہ محمد ابن حذیفہ مصر کا جیلخانہ توڑکر نکل بہاگا ہے اور دوسرون

کو بھی سازش مین لارہا ہے - مین اسکی شریر طبیعت سے واقف بھی ہون اور خائف بھی - دوسری یہہ کہ قیصر روم اپنے لشکر عظیم کے

ساتھہ شام کے قصد سے نکلا ہے - تیسری علی ابن ابیطالب کوفہ مین بیٹھکر اور افواج کثیر جمع کرکے ملک شام پر چڑہائی کرنیوالے ہین

مین انکے دفع کرنیکی کیا صورت نکالون

تہوڑی دیر تامل کرکے عمرعاص نے جوابدیا کہ اگرچہ یہہ تینون باتین تمہاری پریشانی کا باعث ہین لیکن تمکو مطمئن رہنا چاہئیے - محمد ابن حذیفہ

کا معاملہ آسان ہے - اوسکے پیچہے لوگ بہیجدینا چاہیے اگر وہ بہاگ جایے تو خیر - نہین تو یہہ لوگ اوسے گرفتار کرلائین - قیصر روم کا معاملہ بھی

چندان دشوار نہین - طرح طرح کے ہدیے - قسم قسم کے چاندی سونے کی چیزین اور اسباب اوسکے پاس بہیجکر اوسے راضی کرلینا چاہئیے اور

اسکے بعد جانبین سے مصالحت طے ہوجانا چاہئیے - مجھے یقین ہے کہ وہ ضرور صلح کرلے گا اور اوسکا معاملہ بمصالحت طے ہوجائیگا -

اب رہا امیرالمومنین کا معاملہ وہ البتہ سخت دشوار ہے - اسلئے کہ تمکو کوئی شخص اونکے برابر نہین سمجہتا اور اونکو تم پر ہر طرح ترجیح

حاصل ہے - معویہ نے کہا کہ علی ابن ابیطالب نے خلیفہ عمر کے ایسے برگزیدہ شخص کے قتل وہلاکت کی فکر و تجویز کی - اسوجہہ سے خدا اونکا گنہگار ہو

عمرعاص نے اونگلی دانتون مین دبائی اور کہنے لگے - ایے معاویہ تمکو ایسا نہین کہنا چاہئیے - علی اج روے زمین پر عالم بے مثل ہے

صدہا فضائل وکمالات اونکو ایسے حاصل ہین جو کسی دوسرے کو نصیب نہین

معاویہ عمرعاص کی یہہ تقریر جو - من چہ می سرایم وطنبورہ من چہ می سراید - کا مصداق تھی سنکر سخت گھبرا گیے

حقیقت مین عمرعاص اسوقت تک معویہ کی طبیعت کا صرف اندازہ لے رہے تہے اور خالی معویہ کو مرعوب بنانے کیلئے یہہ ظاہری اور

نمائشی تقریر کررہے تہے - اس اثنا مین معویہ نے کچہہ سوچکر کہا کہ جو حالات واوصاف تم نے علیؑ کے بیان کئے بیشک وہ ایسے ہی ہین

کہ میری دلی خواہش یہ ہے کہ میں قصاص عثمان کے بہانے سے علی کے ساتھ جنگ کروں اور ان پر خون عثمان کی تہمت لگاؤں
معاویہ کی یہ تقریر سن کر عمر عاص ہنس پڑے اور کہنے لگے بھلا مجھے یہ بتلادو کہ تمہیں اس معاملے سے کیا مطلب ہے اور تمکو اس
سے کیا واسطہ۔ کیونکہ جب عثمان کو لوگوں نے محصور کر رکھا تھا اور عثمان نے اپنا خاص آدمی بھیجکر تمہیں اپنی حمایت میں بلایا تھا
اس وقت تو تم چھوڑ گئے اور نہ تم نے کوئی مدد بھیجی اور آخر وقت تک تم نے اونکی کوئی مدد نہیں کی اور اب تمہیں محمد عثمان کی
قصاص طلبی کر رہے کیسی مضحکہ خیز تجویز ہے۔ یہ تو تمہارا حال تھا اب ہماری کیفیت سنو۔ جسوقت عثمان محصور ہو چکے تو میں اونکو
اسی حالت میں چھوڑ کر مدینے سے فلسطین چلا آیا۔ ایسی حالت میں تم ہو یا ہم کس منہ سے عثمان کا قصاص طلب کر سکتے ہیں

ولایت مصر — عمر عاص نے نہایت صفائی سے کہدیا کہ مجھے ولایت مصر کی خواہش ہے۔ وہ مجھے دیدی جائے تو پھر میں سب کچھ

اقرار نامہ — کر سکتا ہوں۔ معویہ نے کہا عراق مصر سے کم نہیں ہے۔ عمر عاص نے کہا جب تم نے ملک شام اپنے لئے پسند کر لیا ہے تو
ولایت مصر مجھے دیدینے میں کیا عذر ہے۔ معاویہ کو اسمیں تامل ہوا۔ مگر آخر میں ضرورت سے مجبور ہو کر ممالک مصر کی ولایت دیدی
جانیکا اقرار نامہ عمر عاص کے نام لکھدیا اور تمام اہل شام کی گواہیاں لکھوادیں اور مہریں کرادیں اعثم کوفی۔ روضۃ الصفا

ابی بھائی — عمر عاص نے یہ اقرار نامہ اپنے چچیرے بھائی کو دکھلایا وہ کہنے لگا کہ تمکو ہرگز مطمئن نہونا چاہیئے اور اس پر ولایت

پھر بلا لیا — مصر تمکو مل گئی کیونکہ مصر والوں کا اعتبار کیا ہے ابھی ابھی انھیں لوگوں نے خلیفہ عثمان کے ساتھ کیا کیا۔ عمر عاص
بولے بھائی یہ سب تقدیری معاملات ہیں۔ اسمیں علیؑ اور معویہ کو کیا دخل ہے۔ ممکن ہے کہ ولایت مصر مجھکو ملجائے اور میرے لئے باعث
ثروت و شہرت ہو۔ بھائی نے جوابدیا تم سخت غلطی کر رہے ہو۔ تم نے سمجھ لیا ہے کہ معویہ تمہارا خیر خواہ ہے۔ حالانکہ وہ تمہارا دین تو خراب کر چکا
اب دنیا بھی خراب کرنا چاہتا ہے۔ رفتہ رفتہ ان دونوں بھائیوں کی گرفتاری کا تذکرہ معویہ کے کانوں تک پہونچا عمر عاص کے چچیرے بھائی
کی گرفتاری کا حکم ہو گیا۔ وہ شام سے بھاگ کے کوفہ میں پہونچا امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور
جو کچھ اسکی اور عمر عاص کے درمیان گفتگو ہوئی تھی مفصل عرض کر دی۔ اعثم کوفی ص ۲۴۳ روضۃ الصفا جلد ثانی۔ ابوالفدا ترجمہ… انصاری دہلی

عمار یاسر — جنگ صفین شروع ہو گئی۔ جانبین سے چوتھے مقابلہ کا دن ہے۔ طرفین سے لوگ تیار ہیں حملہ کا انتظار ہے اس
اثنا میں عمر عاص نے ابو نوح کو پاس بلا کر کہا کہ عمار یاسر کے پاس جا کر کہو کہ اگر تمکو فرصت ہو اور کوئی شے مانع نہو تو تم
ہمارے پاس چلے آؤ تو ہم تم ملکر جانبین کی مصالحت کرادینے کی کوئی فکر کریں اور باہمی اتفاق و اتحاد کی کوئی صورت نکالیں چنانچہ
ابو نوح حضرت عمار یاسر کی خدمت میں حاضر ہوا اور عمر عاص کا پیغام کہہ سنایا۔ عمار یاسر نے فرمایا۔ میں ضرور آونگا میرے لئے کوئی
بات مانع نہیں ہے اور کوئی وجہ تامل نہیں ہے۔ میں عمر عاص کی اس تجویز سے احسانمند ہوں گا۔ اسکے بعد معویہ کی لشکر گاہ میں اپنے
چند معتقدین کو لیکر حضرت عمار یاسر تشریف لیگئے۔ عمر عاص اور معاویہ نے شام اہلاً و سہلاً کہتے ہوئے انکی خدمت میں حاضر ہوئے

حضرت عمار یاسرؓ نے پہلے تو بطور خود عمرو عاص کو بہت کچھ پند و نصیحت کی پھر اونکو اور تمام حاضرین اہل شام کو مخاطب کر کے یہ تقریر فرمائی

لشکر شام میں عمار یاسرؓ کا خطبہ

ایہا الناس۔ مجھے یقین ہے کہ تم لوگون نے حضرت عثمان کے واقعہ کی نسبت تمامی حالات مفصل طور پر سنیں ہونگے اور یہہ بھی معلوم ہوا ہوگا کہ بعض لوگون نے ان سے رسم و راہ ترک کر دی تھی اور بہت سے ایسے لوگ بھی تھے جو اہل بلوا کو ان پر مستعد کرتے تھے۔ اس سبب سے کوئی شخص عالم اس سے کہ وہ اصحاب صحابہ میں ہو یا عامۃ المسلمین میں۔ دار الخلافت اسلامی میں انکا حامی و مددگار نہ نکلا اور نہ کسی طرح انکی مدد کی۔ محاصرہ میں ان لوگون کی یہ حالت تھی کہ وہ گھر سے مسجد تک نہ آتے تھے۔ طلحہ و زبیر کے جو حالات تھے وہ بھی تم لوگون نے سنے ہونگے۔ ان دونون نے جیسا عہد و پیمان توڑا وہ بھی تم نے سنا ہوگا۔ مادر مسلمین حضرت عائشہ نے بلوائیون کو جو کچھ انکے قتل کی نسبت لوگون کو ترغیب و تحریص دلائی وہ بھی تمکو معلوم ہے اور یہ امر اونکو اسوجہ سے لاحق ہوا کہ حضرت عثمان نے حضرت عائشہ کا وظیفہ بند کر دیا تھا پھر حضرت عائشہ نے جو کچھ عثمان کے حق میں فرمایا وہ بھی تم نے سنا۔ اس پر بھی ام المومنین نے انکے خون کا قصاص طلب کیا۔ باوجودیکہ ام المومنین عائشہ کو خدائے سبحانہ تعالیٰ کیطرف سے خون عثمان کے لئے کوئی حق حاصل نہیں تھا۔ اب ان لوگون کے معاویہ ابن ابوسفیان اسی قصاص کے لئے اوٹھے ہیں اور امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے قصاص عثمان طلب کر رہے ہیں اور ان سے قاتلان عثمان کو طلب کر رہے ہیں حالانکہ یہ امر اونکو اور تمکو اچھی طرح معلوم ہے کہ قتل عثمان کے واقعہ میں حضرت علی کی کوئی شرکت نہیں تھی۔ اس معاملہ میں مجھ سے زیادہ تمکو سوچنا چاہیئے۔ اور ان واقعات میں (اے عمرو عاص) تمکو حکم بننا چاہیئے اور غور و تامل سے کام لینا چاہیئے کہ معویہ کس حق سے امر قصاص میں اپنے آپ کو مقتدا سمجھتا ہے۔ اور اسمین اسکو کیا نسبت اور کون سا حق حاصل ہے اسلئے کہ نہ تو وہ عثمان کا وارث ہے اور نہ اونکا وصی اور نہ ولیعہد۔

عمرو عاص یہہ تقریر سنکر کہنے لگے کہ اے ابو الیقظان (حضرت عمار یاسرؓ کی کنیت ہے) جو کچھ تم کہتے ہو سچ ہے واقعات عہد شکنی طلحہ و زبیر بھی صحیح ہیں اور قتل عثمان پر اہل بلوہ کی ترغیب و تحریص بھی ٹھیک ہے اور یہ بھی صحیح ہے کہ حضرت عائشہ بھی شریک تھیں اور یہہ بھی صحیح ہے کہ ان امور میں سے اکثر کو تم نے خود دیکھا ہے اور بعض کو معتمد اور معتبر اشخاص سے سنا ہے۔ اب رہا یہ امر کہ معویہ خون عثمان طلب کرتا ہے تو معویہ اس معاملہ میں حق پر ہے اس لئے کہ عثمان بھی سلسلہ بنی امیہ میں داخل تھے۔ اور معویہ بھی اونکا رشتہ دار ہے۔ حضرت عثمان کی خاص شفقت معویہ کے حال پر برابر رہتی تھی وہی شفقت آج اونکو اونکے طلب قصاص پر توجہ دلا رہی ہے اور یہ سب باتین ظاہر ہیں جنکے بیان کی کچھ حاجت نہیں۔ ہم لوگ یہان حسب و نسب کی تفصیل کرنیکی غرض سے نہیں آئے ہیں بلکہ ہماری غرض یہہ ہے کہ اس لڑائی کی کیفیت کو جو پیش آنے والی ہے آپس میں بیان کرین اور اوسکے نیک و بد نتائج پر سوچین اور غور کرین اسلئے کہ لشکر علی ابن ابی طالب علیہ السلام میں تم سب سے بڑھکر ممتاز ہو تمہاری عزت و حرمت بھی بڑھی ہوئی ہے شاید تمہاری ہی وجہ سے یہہ تمام رنج و تشویش دور ہو جائے اور تمہارے ہی وسیلہ سے کچھ انتظام ہو جائے اور اس آگ پر پانی پڑ جائے اور یہہ غبار عظیم بیٹھ جائے اور آدمیون کا خون بہنے سے بچ جائے۔ اے ابو الیقظان آخر تمکو خیال کرنا چاہیئے کہ ہم اور تم ایک خدا کی پرستش کرتے ہیں اور ایک قبلہ کیطرف نماز پڑھتے ہیں جو تم نماز پڑھتے ہو وہی ہم نماز پڑھتے ہیں ہم بھی اوسی قرآن کی تلاوت کرتے ہیں جسکی تم تلاوت کرتے ہو۔ اور ہم بھی اوسکے اوامر و نواہی کی ویسی ہی تعمیل کرتے ہیں جیسی کہ تم

انکشاف حقیقت

عمرو عاص

ہمارے تمہارے اتفاق کی تو یہ صورت ہے۔ مگر باایں ہمہ ہمارے تمہارے مخالفت کی یہ شکل ہے کہ ایک دوسرے کا گلا کاٹ رہا ہے اور سر اوتار رہا ہے۔

عمار یاسرؓ نے جواب دیا۔ اے عمرو عاص۔ تو کب تک باتیں بناتا رہیگا اور کہاں تک بیہودہ نافقانہ اور متحیرانہ گفتگو کرتا رہیگا۔ یہ ظاہر ہے کہ تو نہ گل نرگس کیطرح شوخ رنگ ہے اور نہ گل لالہ کیطرح سبز پوشاک ہے۔ یہ سچ ہے کہ تو سوسن کی طرح دو زبان رکھتا ہے لازم نہیں ہے تو نے جو یہ کہا کہ ہم اور تم ایک خدا کی پرستش کرتے ہیں اور ایک ہی قبلہ کیطرف نماز پڑھتے ہیں۔ بحمد اللہ یہ کلمات تیرے مونہہ پر یاد رکھ تو سمجھ۔ مگر تجھے ہمراہیوں کو تیرے رفیقوں سے کیا کام۔ خدا پرستی۔ قرآن خوانی۔ دینداری اور راستبازی ہمارا شعار ہو نہ تمہارا اور تمہارے رفیقوں کا۔ ہم خدا و رسولؐ کے دوست ہیں۔ ہم لوگ سازش اور ریاکاری سے دور ہیں۔ تو نا اہل ہے اور بے بصیرت ہے کہ ہدایت اور ضلالت کو نہیں پہچانتا سعادت اور شقاوت کی تمیز نہیں۔ ہم تا ہم اس نیکیوں کے امتحان کی تمیز رکھتا تو کوثر کے کنارے پیٹ لوٹن کا یقین ہوتا ہے مجھکو جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد یاد ہے اور وہ یہ ہے کہ اے عمارؓ تم ایک جماعت سے لڑوگے جو خدا کے اور اپنے عہد و میثاق کے توڑ دینے کو جائز سمجھیں گے۔ چنانچہ میں نے تم سے جنگ کی اور تجربہ سے جہاں تک مجھکو ہوا ہے ارشاد نبوی کی تعمیل کی۔ پھر بھی انحضرت صلعم نے یہ بھی فرمایا تھا کہ تم ظالموں اور ستمگاروں سے سخت جنگ کروگے اور قاسطون اور بیداد گروں سے لڑوگے۔ ظاہر ہے کہ تم لوگ اوسی جماعت میں ہو اور تمہاری یہی صفت ہے جو بیان ہوئی۔ پھر انحضرت صلعم نے قتال مارقین کے بارے میں بھی ارشاد فرمایا ہے۔ اس طرح تکل جاینگے جیسے کمان سے تیر۔ ارشاد فرمایا ہے۔ مگر میں نہیں جانتا کہ اوس گروہ کو بھی میں اپنے زمانہ حیات میں پاونگا یا نہیں۔ کیوں۔ اے عمرو عاص۔ سچ کہہ۔ تو نے علیؑ کی شان میں انحضرت صلعم کو یہ کہتے سنا ہے یا نہیں کہ میں خدا کا رسول اور دوست ہوں اور علیؑ میرا دوست ہے۔ اب تم اپنا حال کہو تم کسکے دوست ہو۔ عمرو عاص نے جھنجھلا کر کہا۔ عمارؓ میں تو تم سے بملائمت باتیں کرتا ہوں اور تم مجھے گالیاں دیتے ہو۔ ترجمہ اعثم کوفی ص ۲۲۵ مطبوعہ دہلی

حضرت عمار یاسرؓ کی شانِ تعمیر

عمرو عاص کو عمار یاسرؓ کی تقریر سے مایوسی ہوگئی وہ لشکر شام میں لوٹ آیا۔ تو اہل شام کے ایک گروہ نے اس سے دریافت کیا کہ ہم نے نہایت معتبر اور مستند لوگوں سے عمارؓ کی نسبت انحضرت صلعم کی یہ حدیث سنی ہے کہ عمار یاسرؓ کو حق جاروں طرف سے گھیرے رہیگا۔ عمرو عاص نے اسکی تصدیق کی۔ یہ سنتے ہی حصین ابن مالک اور حارث ابن عوف لشکر شام سے روانہ ہوکر حضرت کیطرف چلے گئے۔ یہ دیکھکر عمرو عاص نے اپنی تصدیق کی یوں تاویل کی کہ ہم عمار سے جدا کب ہیں۔ تم نے ابھی نہیں دیکھا کہ ہم اور وہ کس یکدلی اور اطمینان سے باہم گفتگو کر رہے تھے۔ اونکا شمار ہم میں ہے اور ہمارا شمار اون میں۔ عمرو عاص کے پاس اوسوقت ذوالکلاع بیٹھا ہوا تھا بیساختہ بول اوٹھا کہ اے عمرو عاص تو انکو کیوں فریب دیتا ہے۔ جو کچھ تیرے اور عمار یاسرؓ کے درمیان گذرا اوسکو میں نے اپنے کانوں سے سنا اور اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ عمار یاسرؓ نے اپنی سیف زبان سے تجھکو ایسا گھایل کر دیا جیسے کو طوطے کا بیں۔ تو اونکی فصاحت و گویائی کا جواب نہ دیسکا۔ اچھا ہوتا کہ وہ نہ آتے اور تم روانہ ہوتے۔ عبید اللہ ابن سوید ذوالکلاع حمیری سے کہنے لگا کہ تجھکو کیا پڑی تھی جو اس صحبت میں شریک ہوا۔ ذوالکلاع بولا صرف اس حدیث۔

واعمار تقتلک الفئة الباغیہ یدعوھم الی الجنة ۔ اے عمار۔ تمکو ایک گروہ باغی قتل کریگا۔ تم اوسکو جنت کیطرف بلاتے

بالعولت الی النار ۔ ہوگئے اور وہ تیر دوزخ کی طرف ۔

اس جلسہ میں عبداللہ ابن عمر التمیمی بھی تہا وہ بھی ان دونوں کی گفتگو سن رہا تہا اور جانبین کی دلیلوں پر غور کر رہا تھا ۔
اسکی نقل ہے کہ اوس نے عمار یاسر کی صدق کلامی کا اعتراف کیا اور وہ رات ہی کو فوج شام سے نکلکر لشکر امیرالمومنین سے جا ملا اور
یہ اشعار جنکا ترجمہ ذیل میں درج ہے نظم کرکے ذوالکلاع حمیری کے پاس بھیجدیئے ۔

ہوا دل ان کے جلوس میں زبان قاصر ان معائنہ	لے سنبھالا میں اونٹ اپنا جو عمرو عاص کے لئے تیار ہو گیا
کیونکہ وہ مغرور ہے آج میں اوس سے اور تجہسے جدا ہوتا ہوں	معویہ اور اوسکی فوج کو چھوڑے دیتا ہوں
اب میرا فرض ہے کہ عمار کی نسبت یہ حدیث سنکر اونکی اتباع کروں	تک ذلت میں نے عمرو عاص سے موںھہ موڑ لیا
اور اسکو چھوڑا اور میں بجانب اللہ اوسکے چھوڑنے پر	مجبور ہوں اے ذوالکلاع تو بھی اوسکو چھوڑ دیے
اور اونکو جنہوں نے صریح کفر کیا اس حدیث سے	انکار کیا تیری اون آنکھوں کے صدقے جائیے
جن میں سزا کا مطلق خوف نہیں ۔ اس لیئے	کہ جناب رسولخدا صلعم کی کسی حدیث میں شبہہ
کرنیکی جگہہ نہیں ہے ۔ اون جناب کے ارشاد کا	کوئی امتحان نہیں لیسکتا ۔ اعثم کوفی ص ۱۹۶

عمرو عاص اور معاویہ — معویہ کو عبداللہ ابن عمر التمیمی کے نکل جانیکی خبر معلوم ہوئی تو وہ عمرو عاص کو بلاکر نہایت برہم ہوا اور اوس سے کہنے لگا کہ اگر تو دو چار حدیثیں ایسی ہی بیان کریگا تو میرا لشکر بالکل ہی خالی ہوجائے گا ۔ ہم تجہسے زیادہ ان حدیثوں کو جانتے ہیں مگر ایک مصلحت خاص کی وجہہ سے جسکو تو خوب جانتا ہے نہ اونکا اقرار کرسکتے ہیں اور نہ اظہار ۔ تو محض بے موقع ایسی حدیثوں کو بیان کرتا ہے جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ ہمارا لشکر ایک نامی اور دلاور جوان سے خالی ہوگیا ۔ دیکھیئے تیری ان حرکتوں سے کون کون مصیبت مجھے دیکھنی ہوتی ہے ۔ عمرو عاص تو جھنجھلایا ہوا تھا ہی معویہ کی ان باتوں کو سنکر اوسکے بدن میں آگ لگ گئی نہایت سختی سے بولا کہ میں نے عمار یاسر کے حق میں جو باتیں آنحضرت صلعم سے سنی تھیں وہی صرف بیان کی ہیں جسوقت جناب رسالتماب صلعم نے یہہ حدیث حضرت عمار کی نسبت فرمائی تہی اوسوقت نہ تیرا لشکر تھا اور نہ امیرالمومنین علی ابن ابی طالب کی فوج ۔ نہ مجھکو علی کے ساتھ مخالفت تھی اور نہ اونکو میرے ساتھ لیکن میں کیا جانتا تہا کہ میرے موںھہ سے آئندہ ایسی بات نکلیگی کہ جسکے بعد لاکھوں آدمی صفین کے میدان میں جمع ہوجاینگے اور اونمیں سے ایک کا سردار تو بنے گا اور ایک جماعت کے علی ۔ عمار یاسر تو علی کے رفیق بنینگے اور میں تیرا اور جو باتیں میں عمار کے حق میں بیان کروں گا اونسے تجہکو حرج پہونچیگا اور ایک بزدل اور پست ہمت تیرے لشکر سے نکل بھاگے گا اور علی کی خدمت میں جا ملے گا ۔ اور اسلئے تو مجھ سے رنجیدہ ہوگا ۔ اگر یہہ تمام واقعات وحادثات مجھے معلوم ہوتے تو پھر میری غیب دانی میں کسکو کلام ہوسکتا تہا ۔ حالانکہ خداے سبحانہ تعالی نے اپنے رسول سے ارشاد فرمایا کہ خلائق سے کہدو کہ اگر میں غیب دان ہوتا تو بہت سے کارہاے نیک کرتا ۔ اور مجھے کوئی صدمہ نہ پہونچتا ۔ اور اے معاویہ تم نے

سکے لیے طالب نصرت ہانے مین اور معویہ مقابلہ سے جان چُرا تا ہے اسلئے اوس نے اپنے غلام لاحق نامی سے اس امر مین مشورہ کی اور کہا مین تجکو اس کے مقابلے مین بھیجنا چاہتا ہون شاید وہ میرے ہاتھ سے قتل ہو جائین اور میری وجہ سے عرب مین اونکی شہرت گم ہو جائے۔ لاحق نے کہا کہ اگر تم اپنے مین اونکے مقابلہ کا حوصلہ دیکھتے ہو تو اس امر کیطرف مبادرت کرو۔ ورنہ اس قصد سے باز آؤ۔ کیونکہ علی ابن ابیطالب بہت بہادر شخص بہادرون کو قتل کرنیوالا ہے۔ پہر لاحق نے بسر کو مخاطب کر کے یہہ شعر پڑھے۔

فانت له یابسر ان کنت مثله — والا فان اللیث للنبع اکل

اے بسر اگر تو اوسکی ایسا ہے تو اوس سے مقابلہ کر — ورنہ تو جانتا ہے شیر لقمہ کا کھا جانیوالا ہے

متی تلقه فالموت فی راس رمحه — وفی سیفه شغل لنفسك شاغل

تو کیا اوس سے مقابل ہوگا۔ اوسکے نیزہ کی نوک مین موت ہے — اور اوسکی تلوار مین تیری جان لینے کی ہمت ہے

بسر نے کہا تجہپر افسوس ہے۔ لاحق تیرے کلام مین تو سوا اسکے موت کے کوئی کلام ہی نہین۔ خیر جو کچہہ بھی ہو اب تو مین اونکے مقابلہ کو جاتا ہون۔ یہہ کہکر بسر میدان جنگ مین پہونچا جناب امیرؑ نے اسے دیکہکر نیزے سے حملہ کیا۔ وہ نیزے کی انی سے زخمی ہوکر زمین پر گر پڑا اور اپنی دونو ٹانگین اوٹھا کر اپنی شرمگاہ کو کھول دیا۔ جناب امیرؑ کے لشکر والون نے پہچان کر جناب امیرؑ کو آواز دی اور عرض کی کہ بسر ابن ارطاۃ ہے۔ اب اسکو زندہ نہ جانیدین۔ آپ نے ارشاد فرمایا اگرچہ بسر ابن ارطاۃ ہی ہے۔ مگر جب بھاگ رہا ہے جانے دو۔ جسطرح کا بیہودہ تھا وہ اسکو مل گئی۔ بہرحال بسر گرد جہاڑتا ہوا اوٹھا اور معویہ کے پاس چلا گیا معویہ نے ہنسکر کہا کوئی شرم کی بات نہین ہے عمر عاص کو بھی یہی معاملہ پیش آچکا ہے۔ جناب امیر علیہ السلام کی فوج سے ایک جوان نے زور سے پکار کر کہا کہ ای اہل شام تمکو شرم نہین آتی۔ تمکو عمرو عاص نے اپنا ستر کھول دینا اور جان بچا لینا خوب سکہلا دیا ہے۔ اوسدن سے بسر عمر عاص کو اور عمر عاص بسر کو دیکھکر خوب ہنسا کرتے تھے۔ سوانح عمری علی علیہ السلام مطبوعہ انارکلی پریس لاہور ص ۵ ۲۰۳ ۲۰۲

مالک اشتر سے مقابلہ مین عمرو عاص کا بیہوش ہو کر گرنا اور مروان کی اس اسید کا قول — صفین کی ساتوین جنگ مین مالک ابن اشترؓ کے سخت حملون سے معویہ بہت گھبرایا تو مروان الحکم سے اہل شام کی مدد کر نیکو کہا مگر عمرو عاص پر مروان نے ٹال دیا۔ ہر چند کوشش کی گئی مگر مروان نے اپنی جگہہ سے جنبش نہین کی۔ آخرکار بمجبوری عمر عاص کو بمجبوری اہل عراق سے مقابلہ کی مصیبت نصیب ہوئی۔ عمر عاص کو اسوجہہ سے کہ حضرت علیؑ سے ڈرتا تھا تو تھا ہی مگر اسوقت اپنی ذات پر بدگمان ہونیکا جوش شجاعت آہی گیا۔ پانچسو سوارون کے ہمراہ لشکر عراق سے مقابل ہوا مالک بھی سامنے آہی گیا عمر عاص کو بدقسمتی سے آج بھی اوسی ذلت کا سامنا ہوا۔ مالک کے نیزے کی ہلکان انکو کچہہ ایسی پہونچی کہ گہوڑے سے کسیطرح سنبھل نہ سکے۔ آخر زمین پر گر پڑے۔ ننگے ہو گئے۔ ناک مونہہ سے خون آنے لگا۔ انکے ہمراہی انکو اوٹھا کر لشکر میں لے گئے۔ جب یہہ کیمپ مین پہونچے تو مروان اسکے جوان پر خیمہ کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔ ان سے پوچھنے لگا کیا ہے۔ عمر عاص بولے کچہہ نہین۔ مروان نے ہنسکر کہا۔ ہان سچ ہے ایسی تکلیفین امیر مصر ہونیکے مقابلہ مین آسان ہین۔ ترجمہ اعثم کوفی کتاب الصفین مطبوعہ مطبع اثنا عشری لکھنو

حضرت عمار کی شہادت

خواجہ اعثم کوفی لکھتے ہیں کہ اٹھاوین دن کی لڑائی میں حضرت عمار یاسرؓ اپنی جان سے ہاتھ دھو کر میدان جنگ میں اہل شام سے مقابل ہوئے اور پے در پے مردانہ وار حملہ کر کے اپنی شجاعت و دلیری کے ساتھ ہی اپنے ضعیف او کہن مشق ہاتھوں کے جوہر دکھلائے۔ اونکی صفوں کو توڑتے ہوئے حضرت عمارؓ اوس غول کیطرف بڑھے جو معویہ کی حفاظت کی غرض سے استادہ تھا۔ اہل شام نے عمارؓ کو اپنے محاصرے میں لے لیا مگر تاہم یہ اپنی شجاعت و قوت کے ہاتھوں اوسے تیغ زنی میں مصروف ہوئے نہایت شدت سے خونریزی ہونے لگی اور تلوار پر تلوار گرنے لگی۔ عمار یاسرؓ نے باوجود ضعف و پیرانہ سالی کے اہل شام کے متعدد جوانوں کو قتل کیا اور آخر میں خود بھی مقتول ہوئے۔ ابن جویر السکونی نے عمار یاسرؓ کو سخت زخم لگایا اور وہین اونکا کام تمام کر دینا چاہا مگر حضرت عمار یاسرؓ کے استقلال۔ انکے ثبات اور انکی شجاعت نے محاصرہ کے ایسے نازک وقت میں بھی ایسے بیش بہا جوہر دکھلائے جنھوں نے اہل شام کے تمام مردانہ اور جوانانہ عزم و استقلال کو خاک میں ملا دیا اور اونکے اس مستحکم محاصرے کو توڑ کر باہر نکل آئے اور اپنے گھوڑے کو بڑھاتے ہوئے اپنی صف میں آ کھڑے ہو گئے۔ عمار یاسرؓ نے اہل شام کے محاصرے میں بہت بڑی دلیریوں سے کام لیا مگر با این ہمہ زخم کاری کی شدت اور ضعف و نقاہت نے زیادہ سنبھلنے کی اجازت نہ دی۔ ان کے ایک خادم رشید نامی نے اپنے مخدوم کی یہ حالت دیکھ کر بہت جلد دودھ اور شہد کا شیرین شربت تیار کیا قبل اسکے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہ مقدس و متبرک اور صحبت یافتہ رفیق زخم کی شدت سے نڈھال ہو کر گھوڑے سے نیچے اوترے اس باوفا خادم نے یہ جام آخر اپنے آقا کی خدمت میں پیش کیا۔ حضرت عمار یاسرؓ نے اپنے جان نثار خادم کی خدمت کو نہایت حسرت سے دیکھا اور تھوڑی دیر تک سوچ کر کہا

صدقت یا رسول اللہ صلعم اذا قیل علیہ السلام یا عمار	آپ نے سچ فرمایا تھا یا رسول اللہ صلعم کہ اے عمار تمکو ایک فرقہ باغی
تقتلک الفئۃ الباغیہ یدعوھم الی الجنۃ ویدعونک	قتل کریگا۔ تم اونھیں جنت کیطرف بلاتے ہو گے اور وہ تمہیں دوزخ کیطرف
الی النار و اٰخر زادک اللبن	اور تمہاری آخر غذا دودھ ہوگی

رشید۔ اب میری موت مجھے یقینی ہو چلی ہے اور اب اسکی نسبت مجھے کچھ شبہ نہیں ہے۔ یہ کہکر وہ جام شیر خادم سے لیکر پی لیا مگر وہ تمام شدت زخم کی راہ سے نکل پڑا۔ رشید نے یہ کیفیت دیکھکر گھوڑے کی باگ تھام لی اور اپنے آقا کو میدان جنگ سے اوٹھا لایا۔ اب حضرت عمار یاسرؓ گھوڑے پر ذرا سنبھل نہ سکے۔ رشید نے ہاتھوں کا سہارا دیکر گھوڑے سے زمین پر اوتارا۔ زمین پر ناتھا کہ طائر روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون طبری جلد چہارم ص ۵۸۰ ابو الفدا (اردو) ص ۴۲۵ ترجمہ تاریخ غیبی باب الصفین ص ۵۷ المرتضیٰ باسناد صحیحین

امیر المومنین عمار کی لاش پر

امیر المومنین علیہ السلام کو انکی شہادت کی خبر ہوئی۔ اصحاب و انصار کے ساتھ فوراً لاش عمار پر تشریف لائے اور نہایت حسرت سے اپنے قدیم رفیق کے مردے کو دیکھکر اور اوسکی افراط محبت اور محاسن حمد

[illegible] کہ تحمل نہ فرما سکے۔ بیساختہ آنکھوں میں آنسو [illegible] ان کے قریب [illegible] اور [illegible] کا [illegible] اشعار [illegible]

الا ایہا الموت الذی لیس تارکی	[illegible]
ارحنی فقد افنیت کل خلیل	[illegible]
اراک بصیرا بالذین احبہم	[illegible]
کانک تنحو نحوھم بدلیل	[illegible]

یہ فرما کر حضرت امیر المومنین علیہ السلام عمار یاسر کی لاش پر [illegible] کے تمام اصحاب [illegible] اس [illegible] ہجوم تھا امیر المومنین کے علاوہ ہر شخص اس جلیل القدر صحابی رسول کا [illegible] انا اللہ [illegible] امیر المومنین [illegible] نے بکمال حزن وملال ارشاد فرمایا۔ ایہا المومنین۔ [illegible] بزرگ [illegible] حضرت سلمان [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خالی نہیں پایا جب کبھی آپ کی صحبت میں تین آدمی ہوتے تو چوتھے عمار یاسر ہوتے تھے اسی طرح جب چار آدمیوں کا مجمع آنحضرت صلعم کی خدمت میں موجود ہوتا تو پانچویں یہی بزرگ ہوتے تھے تنزیہ المتین

حضرت عمار یاسر کی قدر و منزلت اس حدیث سے ظاہر ہے۔

ان الجنۃ تشتاق الی ثلثۃ علی وعمار وسلمان ۔ جنت تین شخصوں کی مشتاق ہے علی عمار اور سلمان کی بخاری [illegible]

بہرحال جناب امیر المومنین علیہ السلام نے حضرت عمار کی نعش کو فرات کے کنارے غسل دیکر وہیں بیس ہزار مومنین کی جماعت کثیر کے ساتھ نماز پڑھکر دفن فرما دیا۔ روضۃ الصفا جلد دوم ص ۲۲۰ تنزیہ المتین ص ۱۰

شہادت عمار سے لشکر شام میں انتشار ــ حضرت عمار کے واقعہ شہادت نے اہل عراق کو محزون و مضطر تو بنایا ہی تھا ان سے زیادہ اہل شام کو بیقرار کر دیا۔ ابن جویر سکی اور ابو الغادیہ الفزاری دو نوں شخص عمار کے قتل میں شریک تھے [illegible] اپنے مخالف مقابل کو مار کر دونوں انعام و اکرام کی امید میں خوش خوش عمرو عاص کے پاس آئے۔ ان میں ہر ایک کا دعوے تھا کہ عمار کو میں نے مارا ہے۔ عمرو عاص انکی بحث کو غور سے سنتا رہا۔ انکی آنکھوں میں واقعہ عمار کے سبب اندھیرا [illegible] بلکہ تمام دنیا کی دنیا تاریک کر دی تھی اور [illegible] عمار تقتلک الفئۃ الباغیۃ کی حدیث صحیح نے انکو سراپا انتشار و اضطراب بنا رکھا تھا۔ آخرکار وہ دیر کے سکوت اور دونوں کو مخاطب کر کے کہا کہ تم دونوں جہنمی ہو۔ خدا کی قسم۔ میں نے جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے اپنے کانوں سے سنا ہے کہ عمار کو فرقہ باغی قتل کرے گا سوانح عمری ص ۷۷ [illegible] خصائص نسائی روضۃ الصفا [illegible]

ان دونوں نے اپنے دعوے کی اپیل معویہ کے یہاں پیش کی اور سارا ماجرا کہہ سنایا معاویہ ایسے کیا تھے جو اپنے دعوے کو بے دلیل کہتے اور قتل عمار کا الزام اپنے سر لیتے۔ مگر دل ہی دل میں جو انکی حالت ہوئی وہ عنقریب معلوم ہو جائے گی

اور جس وقت تو انھوں نے ... اپنے طور پر سمجھا لیا مگر پھر عمر عاص کو اپنے پاس بلا کر کہا کہ اگر تم ہر شخص کے سامنے اسی طرح اظہار حق سے کام لیا کرو گے تو ہمارا کام ختم ہو چکا۔ ولایت شام ہی کی جب امیدیں منقطع ہو گئیں تو امارت مصر کے موہوم خیال کب قائم رہ سکتے تھے۔

ایک ایسے جلیل القدر و عظیم الشان صحابی کا مارا جانا کوئی معمولی بات ہی تھی نہیں کہ کوئی اس پر توجہ ہی نہ کرتا۔ عمر عاص نے روکا اور کہا کہ عمار بن یاسر قاتل معاویہ کے پاس آئے معاویہ نے اونھیں جواب اکثر کر دیئے کہ وہ حدیث صحیح بھی ہو تو ہم تمہارے سر اسکا الزام نہیں ہے اسلئے کہ قتل عمار کا باعث وہ ہوگا جو عمار کو لیکر آیا ہے۔ قاتل وہی ہوگا اور گروہ باغیہ کا خطاب اوسکو دیا جائیگا کہ جس گروہ میں وہ شریک تھے۔ سوانح عمری ص ۲۰۳

اس حدیث کا ذکر معویہ کی صحبت میں بھی ہوا اسوقت شرکاء میں ولید بن عقبہ، عبداللہ ابن عمر عاص اور محمد بن عمر عاص وغیرہم موجود تھے۔ سب کے سب اس حدیث کی تطبیق اور اوسکی تاویل میں متفکر و متردد تھے۔ معویہ نے اس مجمع کے سامنے بھی قتل عمار کی بابت وہی تاویل پیش کی جو معویانہ طور پر قبل ازین عمار کے سامنے پیش کر چکے تھے عبداللہ ابن عمر عاص سے نہ رہا گیا بول اوٹھا کہ اے امیر یہ تیری دلیل کیسی معقول اور یہ تیرا ادعا کیسا عجیب ہے۔ اگر یہی رفع الزام کا طریقہ اسوقت تم نے یہ اصول قائم کیا ہے تو غزوات رسول میں جو ان اہل اسلام کا خون کس کے سر جائیگا جو آنحضرت صلعم کی رفاقت میں درجہ شہادت پر فائز ہوئے آخر وہ لشکر اسلام میں آنحضرت صلعم کے ساتھ آئے تھے۔ پھر اونکے قتل کا باعث کسے ٹھہراؤ گے؟ اور یہ خطاب کس کے سر جاویگا؟ اگر میرے باپ کی شرکت اس جنگ میں ہوتی اور باپ کی اطاعت منجانب اللہ مجھپر فرض ہوتی تو میں اسیوقت تیری متابعت چھوڑ دیتا اور از راہ دیگر گھر کی راہ لیتا۔ معویہ کو انکی تقریر نے مضطرب الحال بنا دیا اور یہ اوس کے پاس سے اوٹھکر چلے آئے۔

خلاصۃ الوفاء اور تاریخ خمیس میں ہے۔

لما قتل عمار بن یاسر امسک عمرو عاص عن القتال وتابعه علی ذلک خلق کثیر فقال معویة لم لا تقاتل قال قتلنا هذا الرجل وقد سمعت رسول الله صلعم یقول تقتله الفئة الباغیة فدل علی انا نحن بغاة فقال معویة اسکت انحن قتلناه انما قتله علی واصحابه جاؤا به حتی القوه بیننا فبلغ ذلک علیا فقال ان کنت لنا قتلته فالنبی صلعم قتل حمزة حین ارسله الی قتال الکفار۔

جب عمار یاسر قتل ہو گئے۔ تو عمر عاص نے لڑائی سے ہاتھ روک لیا اور اس کے ساتھ ایک جماعت کثیر نے عمر عاص کی تقلید کی معویہ نے عمر عاص سے اسکا سبب پوچھا تو اونھوں نے کہا کہ ہم نے رسول اللہ صلعم کو کہتے ہوے سنا ہے کہ عمار کو گروہ باغی قتل کریگا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہم لوگ باغی ہیں معویہ بولا چپ رہو۔ عمار کے قاتل ہم نہیں ہیں بلکہ علی اور اونکے اصحاب ہیں جنھوں نے عمار کو لا کر ہم میں ڈالدیا۔ حضرت علی کو اسکی اطلاع ہوئی تو فرمایا کہ جو شخص مجکو عمار کا قاتل کہے گویا وہ یہ کہتا ہے کہ حضرت حمزہ کے قاتل رسول مقبول ہیں کیونکہ آنحضرت ہی نے تو اونکو (ہمراہ لا کر) کفار سے لڑنیکو بھیجا تھا۔

اسد الغابہ میں ہے

عن مخنف بن سلیم قال اتینا ابی ایوب الانصاری فقلنا قاتلت بسیفک المشرکین مع رسول الله صلعم ثم جئت تقاتل المسلمین قال امرنی رسول الله ص بقتل الناکثین والقاسطین والمارقین وعن ابوسعید الخدری قال رسول الله صلعم بقتال الناکثین والقاسطین والمارقین فقلنا یا رسول الله امرتنا بقتال هولاء فمع من فقال مع علی ومعه یقتل عمار بن یاسر رض

مخنف بن سلیم نے ابوایوب انصاری سے جو حضرت علی کے لشکر میں تھے کہا کہ تم نے رسول اللہ کی ہمراہی میں مشرکین سے قتال کی اور مسلمانوں کو قتل کرتے ہو۔ ابوایوب نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلعم نے مجھکو ناکثین قاسطین اور مارقین کے ساتھ لڑنے کا حکم دیا ہے۔ ہم نے آپ سے پوچھا تھا کہ یا رسول اللہ ہم کس کے ساتھ ہو کر ناکثین قاسطین اور مارقین سے لڑیں گے آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ علی ابن ابی طالب کے ساتھ جنکی رفاقت میں عمار بن یاسر بھی شہید ہونگے

ابن اثیر نہایہ میں لکھتے ہیں۔

الناکثین اهل الجمل والقاسطین اهل الصفین والمارقین الخوارج

ناکثین سے اہل جمل۔ قاسطین سے اہل صفین اور مارقین سے خوارج مراد ہیں۔

عمر عاص کی قرآن فروشی

مورخ مسعودی مروج الذہب میں لکھتے ہیں

فکانت لیلة الجمعة وهی لیلة الهریر وکان جملة من قتل علی بکفه فی یومه ولیلة خمس مایة وثلاثة عشرین رجلا وکان الاشتر فی هذا الیوم علی میمنة علی وقد اشرف علی الفتح ونادت مشیخة اهل الشام الله الله فی الحرمات والنساء والبنات فقال معویة هلم مخباتک یا ابن العاص فقد هلکنا وتذکر ولایت مصر فقال عمر عاص ایها الناس من کان معه مصحف فلیرفعه علی رمحه فکثر فی الجیش رفع المصاحف ونادوا کتاب الله بیننا وبینکم

جب وہ شب جمعہ ہوئی جسے لیلۃ الہریر کہتے ہیں تو اوس رات کو اور اوسکی صبح کو حضرت علی نے بنفس نفیس پانچسو تیئیس ۵۲۳ آدمی قتل کیے حضرت علی کے میمنۂ لشکر پر مالک اشتر تھے اونہوں نے حملہ میں اپنی کوشش کی اور دلاوری دکھلائی قریب تھا کہ حضرت علی کا لشکر مظفر و منصور ہو۔ یہ حالت دیکھکر بزرگان شام چلاتے تھے کہ خدا ہی ہمارے لڑکون اور بچون پر رحم کرے پس معویہ نے مضطرب ہو کر عمر عاص سے کہا کہ اگر مصر کی حکومت مطلوب ہے تو جلد کوئی حیلہ سوچو ورنہ ہم سب ہلاک ہوا چاہتے ہیں۔ عمر عاص نے اپنے لشکر والوں سے کہا کہ جسکے پاس قرآن ہو وہ اوسے نیزے پر بلند کرے۔ پس شامیوں نے کثرت سے قرآن مجید نیزون پر بلند کیے اور ندا کی ہمارے تمہارے درمیان کتاب اللہ ہے

مورخ ابوالفدا اسکے آگے لکھتے ہیں۔

ففعلوا ذالک فلما رای اهل العراق ذلک قالوا لعلی لا تجیب الا کتاب الله فقال علی امضوا علی حقکم وصدقکم فی قتال عدوکم فان عمر وابن ابی معیط ومعاویه وابن ابی

جب اہل شام نے قرآن بلند کیے تو اہل عراق نے (جو حضرت علی کے لشکر میں تھے) کہا کہ اے علی تم کتاب اللہ کیوں قبول نہیں کرتے۔ حضرت علی نے جواب دیا کہ تم لوگ دشمن سے مقابلہ کرنے میں اپنے حق پر اور اپنی صدق

سرح والضحاک ابن قیس انہم لیسوا باصحب دین ولا قران وانا اعرف بہم منکم ویحکم واللہ مارفعوھا الا خدیعۃ و مکیدۃ فقالوا ما یسعنا ان ندعی الی کتاب اللہ فنابی فقال علی انما قاتلتہم لیدینوا بحکم کتاب اللہ فانہم قد عصوا اللہ فیما امرہم ۔

بڑا ہی قدیم ہے - عمرو عاص - ابن معیط معویہ - ابن ابی سرح - ضحاک ابن قیس یہ نہ اہل دین ہیں نہ اہل قران - مین اونھین خوب جانتا ہون سمجھ لو اونھون نے قران کو محض مکاری سے بلند کیا ہے - اہل عراق بولے کہ ہمکو کتاب اللہ کی طرف سے انکار کیونکر ہو سکتا ہے جبکہ ہم اوسکی طرف بلائے جاتے ہیں - حضرت علی نے کہا کہ مخالفین سے کہ تھا بلکہ میرا منشا تو محض اسلیے ہو کہ وہ حکم خدا او کتاب خدا کے مطابق عمل کرین لیکن اونھون نے تو حکم خدا کی صریح نافرمانی کی

تاریخ ابن واضح مین ہے ۔

فقال علی انھا مکیدۃ ولیسوا باصحب القران فاعترض الاشعث بن قیس الکندی وقد کان معویہ استمالہ فقال واللہ لئن لم تجبہم انصرفت عنک

حضرت علی نے فرمایا یہ معویہ والوں کا فریب ہے جو اونھون نے قران بلند کیے ہین حالانکہ وہ قران سے کوئی تعلق نہین رکھتے - یہ سنکر اشعث بن قیس کندی جو درپردہ معویہ سے ملا ہوا تھا کہنے لگا کہ اگر تم معاویہ والون کی درخواست نمانو گے تو مین بھی تمہارے پاس سے چلا جاؤن گا ۔

روضۃ الاحباب اور حبیب السیر مین یہ عبارت تحریر ہے

حضرت علی فرمود کہ من اولی ترم از ہمہ کس باجابت کتاب اللہ تعالی اما این حیلہ ایست کہ اندیشیدہ اند و مکریست کہ پیش آوردہ اند و مقصود مخالف از رفع مصاحف عمل بکتاب خدا نیست بلکہ چون از حرب دلتنگ آمدہ اند و از نصرت مایوس شدہ اند و فتح و ظفر ما بعین الیقین دیدہ اند می خواہند کہ باین کید ازین مہلکہ جان بیرون برند من بالیشان مقاتلہ خواہیم کرد تا بحکم باری تعالی سبحانہ راضی گردند وچون اکثر امرا و اعیان سپاہ امیر المومنین علی رشوتہا از معاویہ گرفتہ بودند گفتند اے امیر المومنین دعوت معاویہ را اجابت کن کہ ترا بکتاب الہی می خواند ورنہ ترا گرفتہ بخصم سپاریم علی فرمود انا للہ وانا الیہ راجعون

حضرت علی نے کہا مین تم سے زیادہ کتاب اللہ کے قبول کرنیکا سزاوار ہون مگر جانتا ہون کہ رفع مصحف سے مخالفین کا مقصود عمل کتاب اللہ نہین ہے بلکہ وہ لڑائی سے عاجز آگئے ہین اپنی کامیابی سے مایوس ہو چکے ہین اور ہماری فتح کا اونھین یقین کامل ہو چکا ہے لہذا اس حیلہ سے اپنی جان بچانا چاہتے ہین مین اون سے قتال کرونگا تاآنکہ وہ حکم خدا پر راضی ہون حضرت علی کی سپاہ والے بہت سے امرا اور اعیان جو معویہ سے رشوتین لے چکے تھے کہنے لگے اے امیر المومنین تم معویہ کی درخواست قبول کر لو کیونکہ وہ کتاب خدا کی طرف ہمین بلاتا ہے کیونکہ ورنہ ہم تمکو دشمن کے حوالہ کر دین گے - حضرت علی نے فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون

ولکن ابن عباس اولی ... فقالوا ابن عباس ابن عمک ولا
یرضی بالامر رجلا انت ومعاویة سواء فقال علی الاشتر
فابوا وقالوا هل اسعرها الا الاشتر فاضطر علی اجابتهم
واختیر ابو موسی واختار معاویة عمر ابن عاص ابن وائل
واجتمع الحکمان عند علی وکتب بحضرته کتاب القضیة
وهو بسم الله الرحمن الرحیم هذا ما تقاضی امیر المومنین
ص فقال عمر عاص هو امیرکم واما امیرنا فلا فقال الاحنف
لا تمح اسم امیر المومنین فقال الاشعث بن قیس امح
هذا الاسم فاجاب علی ومحاه وقال علی والله اکبر
سنة بسنة والله انی لکاتب رسول الله یوم الحدیبیة
فکتب محمد رسول الله فقالوا لست رسول الله ولکن اکتب
اسمک واسم ابیک فامرنی رسول الله صلعم بمحوه فقلت لا
استطیع فقال فارنیه فاریته فمحاه بیده وقال لی انک
ستدعی الی مثلها فتجیب فقال عمر عاص سبحان الله اتشبهنا
بالکفار فقال علی یا ابن النابغة ومتی لم تکن للفاسقین
ولیا وللمومنین عدوا فقال عمر والله لا یجمع بینی وبینک
مجلس بعد الیوم فقال علی انی لارجو ان یطهر الله مجلسی
منک ومن اشباهک وکتب الکتاب

جبکہ تم نے میری بات نہیں مانی اور میری نافرمانی کی جبکہ ... ابوموسی
کو میں نہیں جانتا اونہون نے کہا ہم سوا ابوموسی اشعری کے اور کسی دوسرے کے حکم ہونے
پر راضی نہیں ہیں۔ حضرت علیؑ نے کہا میں ابوموسی کو ثقہ نہیں جانتا ابن عباس
اون سے بہتر ہیں اصحاب معاویہ نے اس تجویز کو تسلیم نہیں کیا اور کہا کہ ابن عباسؓ
تمہارے چچیرے بھائی ہیں حکم ایسا ہونا چاہیئے جسکا تعلق تمہارے اور معویہ کے ساتھ
برابر ہو۔ حضرت علیؑ نے کہا کہ اچھا مالک ابن اشتر کو حکم مقرر کرو مخالفین نے
اس تجویز کو بھی نامنظور کیا۔ اور حضرت علی کو مجبور ہونا پڑا چنانچہ حضرت علی کی
طرف سے ابوموسی اور معویہ کی طرف سے عمر عاص حکم قرار پائے اور اونہون نے حضرت
علی کے پاس جمع ہوکر کتبہ لکھنا شروع کردیا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ وہ اقرارنامہ ہے
جسکو امیر المومنین علیؑ ... اتنا ہی لکھا گیا تھا کہ عمر عاص بولا علی تمہارے امیر ہیں
ہمارے امیر نہیں۔ اس لفظ کو مٹادو۔ احنف کاتب عہدنامہ نے کہا کہ امیر المومنین
کا لفظ نہیں مٹاسکتا۔ اشعث بن قیس نے کہا ضرور مٹانا چاہیئے۔ حضرت علیؑ
نے وہ کاغذ لیکر اپنے ہاتھ سے لفظ امیر المومنینؑ مٹاڈالا۔ اور فرمایا کہ اللہ اکبر یہ
معاملہ بھی مطابق سنت نبویؐ ہے جسکی خبر مخبر صادقؐ نے مجھے دی تھی قسم خدا کی
جب روز حدیبیہ میں نے صلحنامہ میں لفظ محمد رسول اللہ لکھا تھا تو کفار قریش نے
لفظ رسول اللہ کے متعلق ایسے ہی قیل وقال کیا تھا جیسا تم کرتے ہو اور رسول اللہؐ
نے خود کاغذ اپنے ہاتھ میں لیکر لفظ رسول اللہ کو محو کردیا تھا اور مجھسے فرمایا تھا کہ اے
علی تمکو بھی ایسا ہی معاملہ پیش آئے گا اور تمکو قبول کرنا ہوگا۔ یہ سنکر عمر عاص نے کہا۔

سبحان اللہ ہمکو کفار سے تشبیہ دیتے ہو۔ حضرت علی نے جواب دیا کہ اے ابن نابغہ تو فاسقین کا دوست اور مومنین کا دشمن کب نہ تھا عمر عاص نے کہا کہ اب

آیندہ میں تمہارے ساتھ کبھی یکجا نہوں گا حضرت علیؑ نے فرمایا میں خدا سے امید کرتا ہوں کہ وہ میری مجلس کو تجھسے اور تیرے ایسے لوگوں سے پاک رکھے گا۔

اسکے بعد اقرارنامہ تحریر ہوا۔ جسکا خلاصہ مضمون بقول صاحب حبیب السیر یہ تھا

علیؑ واتباع او ومعویہ واشیاع او قبول نمودند کہ بحکم کتاب الہی
قیام نمایند و از آیات بینات بادشاہی نگذرند و علی وشیعہ

علیؑ اور اونکے متبعین معویہ اور اونکے موافقین نے قبول کیا کہ
حکم خدا و کتاب اللہ کے موافق عمل کرینگے اور احکام خداوندی سے

و علی و شیعه او راضی شدند که عبد الله بن قیس یعنی ابوموسی اشعری در این باب حکم باشد و معویه و یاران او رضا دادند که از قبل ایشان عمرو عاص حکم کند۔

متجاوز ہوں گے۔ اور حضرت علیؑ اور اونکے شیعہ بھی اس بات پر راضی ہوئے کہ اونکی جانب سے ابوموسیٰ اشعری حاکم ہوں اور معویہ اور اونکے گروہ کیطرف سے عمرو عاص حکم مقرر ہوئے

اس کے آگے کے حالات تاریخ ابن الوردی میں یوں لکھے ہوئے ہیں۔

وابتلاء القضاء الى رمضان من هذه السنة وان احبا ان يؤخرا ذلك اخراه (الى ان قال) ثم سار علىؑ الى العراق وقدم الى الكوفه ولم تدخل الخوارج معه الى الكوفه واعتزلوا عنه

ابوموسیٰ اور عمرو عاص نے فیصلہ کا زمانہ ماہ رمضان سنہ رواں مقرر کیا اور اسکے ساتھ یہ بھی لگادی کہ اگر وہ دونوں حکم چاہیں تو میعاد مقررہ میں تاخیر کر سکتے ہیں اور جب یہ معاملہ طے ہوگیا تو حضرت علی مع ہمراہیوں کے کوفہ چلے گئے البتہ اونمیں سے ایک گروہ (جو خارجی ہوگیا) وہ حضرت علی کی رفاقت ترک کرکے اونکے ساتھ واپس نہ گیا۔

عمرو عاص کی ایمان فروشی اور ابوموسیٰ کی بے وقوفی

اجماع حکمین کا جب زمانہ قریب ہوا تو جانبین کے حکم (مقام دومۃ الجندل میں جمع ہوئے۔ تاریخ ابن خلدون میں ہے۔

فلما انقضى الاجل وحان وقت الحكمين بعث علىؑ ابا موسى الاشعرى فى اربعة مائة رجلا (الى ان قال) و بعث معويه عمرو ابن العاصى فى اربعمائة من اهل الشام والتقوا باذرح من دومة الجندل

جب میعاد منقضی ہوئی اور حکم کا وقت آیا تو حضرت علی کی طرف سے ابوموسیٰ اشعری مع چارسو ہمراہیوں کے اور معویہ کی جانب سے عمرو عاص مع چارسو شامیوں کے مقام اذرح واقعہ دومۃ الجندل میں وارد ہوئے

اس بے ایمان فیصلے اور ایمان فروش حکمین کی بے ایمانیوں کی کیفیت تفصیل سے تاریخ ابو الفدا میں یوں مرقوم ہے

والتقى الحكمان فدعى عمرو ابا موسى ان يجعل الامر الى معوية فابى ودعى ابا موسى عمرو ان يجعل الامر الى عبد الله بن عمر بن الخطاب فابى ثم قال وما ترى انت فقال ترى ان نخلع عليا ومعاويه ونجعل الامر شورى بين المسلمين فاظهر له عمرو ان هذا هو الراى ووافقه عليه ثم اقبلا الى الناس فقد اجتمعوا وقال ابوموسى ان رأينا قد اتفق على امر نرجوا به صلاح هذه الامة فقال عمرو

جب میعاد منقضی ہوئی اور دونوں حکم جمع ہوئے تو عمرو عاص نے ابوموسیٰ کو بلا کر کہا کہ وہ معویہ کو خلیفہ قبول کرلے مگر ابوموسیٰ نے انکار کیا اسی طرح ابوموسیٰ نے عمرو عاص سے استدعا کی کہ وہ عبد اللہ ابن عمر ابن خطاب کو خلیفہ تجویز کرے لیکن عمرو عاص نے اسکو نہ مانا۔ بعد ازاں ابوموسیٰ سے پوچھا کہ تمہاری کیا رائے ہے ابوموسیٰ نے کہا ہماری تو یہ رائے ہے کہ علی اور معویہ دونوں معزول کردیے جائیں اور خلافت کا مدار مسلمانوں کے شوریٰ پر چھوڑ دیا جاوے۔ عمرو نے ظاہرا اس رائے کی تائید کر

وصدّق تقدّمه فتكلّم يا ابا موسى فلمّا تقدّم لحقه عبد الله ابن عباس فقال له ويحك والله لقد اظن انه خدعك ان كنتما فقد اتفقتما على امر فقدّمه قبلك فانّى لا آمن ان يخالفك فقال ابا موسى انا قد اتفقنا فحمد الله واثنى عليه وقال يا ايها الناس انا لم نر اصلح لامر هذه الامة قد اجتمع عليه رأيي ورأي عمرو وهو ان نخلع عليا ومعوية وتستقبل هذه الامة هذا الامر فيولوا منهم من احبّوا واني قد خلعت عليا ومعوية واستقبلوا امركم وولوا عليكم من رأيتموه لهذا الامر اهلا ثم تنحّى واقبل عمرو فقام مقامه فحمد الله واثنى عليه ثم قال ان هذا قد قال ما سمعتم وخلع صاحبه وانا اخلع صاحبه كما خلعه واثبت صاحبي فانّه ولي عثمان والطالب بدمه واحق الناس بمقامه فقال له ابو موسى ما لك لا وفقك الله غدرت وفجرت فركب ابو موسى ولحق بمكة حياءً من الناس

اور کہا کہ مجھکو تمہاری آپس میں اتفاق ہے یہہ گفتگو کرکے دونوں شخص فریقین کے مجمع میں آئے ابوموسی نے لوگوں کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ ہم دونوں آدمیوں کی رائیں ایک ایسے امر پر متفق ہوئی ہیں جو صلاحیت امت پر مبنی ہیں عمر عاص نے اسکی تصدیق کرکے ابوموسی سے کہا کہ جو رائے تم نے قائم کی ہے بیان کرو۔ ابوموسی آگے بڑھے تو عبداللہ ابن عباس نے ان سے کہا کہ اگر عمر عاص نے تم پر یہہ ظاہر کیا ہے کہ اوسکو تمہاری رائے سے اتفاق ہے تو واللہ میں خیال کرتا ہوں اونے تمکو دھوکا دیا ہے اس سے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پہلے عمر عاص کو تقریر کر لینے دو ورنہ پچھتاؤگے ابوموسی نے اس بات پر اعتنا نہیں کی اور کھڑے ہوکر بعد حمد وثنائے الہی کہا کہ ایہا الناس میں مسلمانوں کے لیے اس سے بہتر صلح کی کوئی بات نہیں سمجھتا ہوں جس پہ میری اور عمر عاص کی رائے متفق ہو چکی ہے وہ یہہ ہے کہ علی اور معاویہ دونو علحدہ کردئے جائیں اور مسلمانوں کا گروہ غور کرنیکے بعد جسکو چاہے خلیفہ مقرر کرے لہذا میں نے علی اور معویہ دونوں کو علحدہ کیا آپ لوگ غور کرکے جسکو امر خلافت کے لیے موزون جانو خلیفہ مقرر کرو یہہ کہکر ابوموسی پیچھے ہٹے اور عمر عاص روبرو ہوے کھڑے ہوئے اور بعد حمد وثنائے ایزدی کہا کہ جو کچھہ ابوموسی نے کہا تم لوگوں نے سن پایا جو کچھہ ابوموسی نے علی کو خلافت سے معزول کیا جس سے مجھکو بھی اتفاق ہے لہذا میں بھی علی کو علحدہ کرتا ہوں اور معاویہ کو خلیفہ قرار دیتا ہوں کیونکہ وہ عثمان کے ولی اور اونکے خون کے طالب اور اونکی جانشینی کے مستحق ہیں۔ یہہ سنکر ابوموسی نے عمر عاص سے کہا کہ خدا تجھے توفیق نہ دے تونے سخت غداری اور بدکاری کی۔ یہہ کہکر اوسیوقت ابوموسی سوار ہوئے اور شرم کے مارے مکہ چلے گئے۔

ابوموسی اور عمر عاص میں تو تو میں میں ایکدوسرے کو صحابہ کی گالیاں

خواجہ سید محمد صادق اشرفی ارجح المطالب (سوانح حضرت علی علیہ السلام) میں لکھتے ہیں عمر عاص کا فیصلہ تحکیم سنکر ابوموسی نے کہا اے عمر عاص یہہ تجھے کیا ہو گیا ہے۔ خدا تجھے ہماری تدبیر تو نے بری بیوفائی کی ہے۔ اور برا فجور کیا ہے۔ تیری مثال اوس کتے کی ہے جسکا ذکر خدا نے پاک نے اپنے کلام پاک میں کیا ہے تو اوسکو بھی تو بھی ہانپتا ہے اور چھوڑ دو تو بھی ہانپتا ہے۔ ابن عاص نے کہا تیری مثال ٹھیک اوس گدھے کی ہے جس پر بہت سی کتابیں لدی ہوں جیسا قرآن مجید میں مرقوم ہے۔

ایک میں سعد ابن ابی وقاص نے ابوموسی سے کہا کہ عمر عاص نے تجھے اپنے مکر سے کسقدر ضعیف کر دیا ہے۔ ابوموسی نے کہا۔

یمن کی اگر میں اپنے قول ایک بات پر متفق رہا پھر حسب ید بدعہدی کی۔ ابن عباس کہنے لگے بیشتر اقدس نہیں ہے بلکہ اوسکا قصور ہے جس نے تمہیں اس مقام پر پیش کیا۔ عبدالرحمن ابن ابی بکر کہنے لگے۔ اگر اشعری آج کے دن سے پہلے دنیا سے اپنے ہو جاتا تو بہتر تھا۔ شریح ابن ہانی نے ابن عاص پر کوڑے لگائے۔ عمر عاص نے شریح پر عصا اٹھایا۔ لوگوں نے بیچ بچاؤ کر دیا۔ اکثر شریح کہا کرتے تھے مجھ کو کسی بات پر اسقدر نہیں پچھتاتا ہوں اور افسوس کرتا ہوں جیسا اس امر کہ میں نے اوسدن عمر عاص پر کوڑے کے عوض تلوار کیوں نہ چلائی کہ اوسکا خاتمہ ہی ہو جاتا۔ ارجح المطالب صفحہ ۵۲-۵۲۰

ابوموسیٰ کی ندامت

قصہ تحکیم کے بعد لوگوں نے ابوموسیٰ کو تلاش کیا لیکن معلوم ہوا کہ وہ سوار ہو کر مکہ چلدیے۔ ابوموسیٰ کہا کرتے تھے کہ مجھ کو ابن عباس نے ابن عاص کے فریب سے پہلے ہی ڈرا دیا تھا اور آگاہ کر دیا تھا لیکن میں نے ابن عاص کی باتوں پر اطمینان کر لیا اور مجھے یقین ہوگیا کہ یہ عمداً مسلمانوں کی مصلحت اور امت کی خیرخواہی میں کسیطرح سے اپنی بدعہدی کا اثر ظاہر نہیں کریگا مگر افسوس سے غور نظر اپو دانچہ ما پنداشتیم۔ لَا فِطْرَةَ اللهِ تَبْدِيلًا

عمرعاص کی حکومت مصر اور محمد ابن ابوبکر کی شہادت

یہ سب کچھ ہوتا رہا۔ ذلت بھی حقارت بھی شرم بھی ندامت بھی۔ لیکن عمر عاص حکومت مصر لیے ہی مرے۔ مورخ ابوالفدا لکھتے ہیں

ثم دخلت سنة ثمان وثلاثين فيها بعث معوية عمرعاص بعسكر الى مصر وكتب محمد بن ابى بكر يستنجد عليا فارسل اليه الاشتر فلما وصل الاشتر الى القلزم سقاه رجل عسلا مسموما فمات منه

پھر ۳۸ھ شروع ہوا معاویہ نے عمر عاص کو لشکر دیکر مصر بھیجا جہاں کے عامل حضرت علیؑ کی طرف سے محمد ابن ابی بکر تھے جب محمد ابن ابوبکر کو عمر عاص کے آنیکی خبر معلوم ہوئی تو اونہوں نے حضرت علیؑ کو خبر دی اور مدد مانگی حضرت نے مالک ابن اشتر کو اونکی مدد کیلیے روانہ فرمایا۔ اشترؓ قلزم تک سے پہنچے تھے کہ اونکو ایک شخص نے شہد میں زہر دیکر مار ڈالا اور وہیں اونھوں نے وفات پائی۔

اسکے آگے امام المورخین طبری لکھتے ہیں۔

فاقبل الذى سقاه الى معوية فاخبره بهلاك الاشتر فقام معوية فى الناس خطيبا فحمد الله واثنى عليه و قال اما بعد فانه كانت لعلى ابن ابى طالب يدان يمينان قطعت احداهما فى صفين يعنى عمار بن ياسرؓ وقطعت الاخرى اليوم الاشتر

جس شخص نے اشتر کو زہر دیا تھا اوس نے معاویہ کو اشتر کے انتقال کی خبر دی تو معاویہ نے کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا خدا کی حمد و ثنا کی اور کہا اما بعد علی ابن ابیطالب کے دو داہنے ہاتھ تھے اونمیں سے ایک جنگ صفین میں کٹ گیا یعنی عمار ابن یاسرؓ۔ دوسرا آج قطع ہوگیا۔ یعنی مالک ابن اشترؓ

تاریخ ابن وردی میں محمد ابن ابی بکر کی تفصیلی کیفیت شہادت یوں مرقوم ہے۔

ولما سار عمرو بن عاص الی مصر قاتله اصحب محمد بن ابی بکر فهزمهم عمرو فتفرق عن محمد اصحابه فمشی محمد ماشیا حتی انتهی الی خربة وقبض علیه واتوا به الی معوية بن خدیج فقتله۔

جب عمر عاص نے مصر پہنچکر محمد ابن ابوبکر سے جنگ کی تو محمد ابن ابی بکر کے ساتھیوں کو شکست دی لشکر منتشر ہوگیا محمد ابن ابی بکر بھاگ گئے اور اونکے ساتھی بھی پراگندہ ہو گئے اون میں ایک خرابہ تک پہونچے تھے کہ لوگ اونھین پکڑکر معاویہ ابن خدیج کے پاس لے گئے اور اوس نے اونھین قتل کر دیا۔

تاریخ ابوالفدا مین ہے۔

فلما بلغ عائشة قتل اخیها محمد جزعت علیه وقنتت دبر کل صلوة تدعوا علی معاویة وعمرو ابن العاص ولما بلغ علیا قتله جزع علیه

جب حضرت عائشہ کو محمد ابن ابی بکر کے قتل کی خبر پہونچی تو وہ نہایت رنجیدہ ہوئین اور ہر نماز کے بعد معاویہ اور عمر عاص کو قنوت مین بددعا اور نفرین کرتی تھین اور جب حضرت علی کو خبر ملی تو آپ بھی بہت ملول ہوئے

تاریخ مروج الذہب مین مرقوم ہے

وبلغ معویة قتل محمد فاظهر الفرح والسرور

معویہ کو محمد کے قتل کی خبر پہونچی تو بہت شاد و مسرور ہوئے

عمر عاص کی موت ابوالفدا مین ہے۔

ثم دخلت سنة ثلث و اربعین سنة ثلاث و اربعین فیها توفی عمرو ابن العاص

پھر سنہ ۴۳ و سنہ ۴۳ھ کا دورہ شروع ہوا اور سال اخر الذکر مین عمر عاص کی وفات ہوئی۔

زیاد ابن سمیہ

معاویہ صاحب خود بڑے اصیل تھے اور اونکی بہو تو عرب کی چوٹی والی اصیلوں سے بھری پڑی تھی معویہ صاحب کی اصالت معلوم ہو چکی ہے۔ مروان علیہ کی اصلیت مذکور ہو چکی - عمر عاص کی مجہولیت معروف ہو چکی اب زیاد ابن سمیہ کی حقیقت نسبی کا انکشاف حسب ذیل ہے۔

زیاد ابن سمیہ کی ولدیت۔ اونکے قانونی باپ تو عبید رومی غلام حارث ابن کلدۃ ثقفی تھے۔ اور عارفی والد ماجد ابوسفیان بن حرب طرفہ تو یہ ہے کہ اپنی تمام عمر تک خود ابوسفیان کو اپنے اس فرزند کی ولدیت نہ معلوم ہو سکی - اور نہ اس بیٹے ہی کو کامل پچاس برس تک اپنے آباجان ابوسفیان کی ابوت کی کوئی خبر ہو سکی - غرضکہ پچاس برس کی مدت تک انکی ولدیت اور ان کی ابوت صیغہ راز میں رہی - مورخ ابوالفدا اس عجیب الخلقت ترکیب نسبی کی تفصیل حسب ذیل عبارت مین لکھتے ہین -

استلحق معاویة زیاد ابن سمیة وکانت سمیة جاریة للحارث بن کلدة الثقفی فزوجها لعبد له الرومی

معویہ نے زیاد بن سمیہ کو اپنے نسب مین داخل کرلیا اور اوسکو اپنا بھائی بنالیا سمیہ مذکورہ حارث بن کلدہ ثقفی کی لونڈی تھی اور حارث نے

اوسکی

فقال ابو عبیدہ فولدت سمیۃ زیاد اعلیٰ فراشہ وکان
ابو سفیان قد سار فی الجاہلیۃ الی الطائف فنزل علی
انسان یبیع الخمر یقال لہ ابو مریم فقال لہ ابو سفیان
قد اشتہیت النساء فقال ابو مریم ہل لک فی سمیۃ
فقال ابو سفیان ہاتہا علی ذمیمہا وطول بطنہا فوقع
علیہا فیقال انہا علقت منہ زیاد (الی ان قال) واستلحق
معویۃ زیادا واحضر الناس وحضر من یشہد الزیاد
بالنسب وکان ممن حضر مالک ابن ربیعۃ الخمار الذی
احضر سمیۃ الی ابو سفیان بالطائف وشہد بنسب زیاد
من ابی سفیان وقال رأیت اسکتی سمیۃ یقطران من
منی ابو سفیان فاستلحقہ معویۃ وہذا اول واقعۃ
خولفت فیہا الشریعۃ علانیۃ

ابو عبیدہ کہتا ہے کہ سمیہ [illegible] زیاد [illegible]
[illegible] ابو سفیان سفر [illegible]
[illegible] ابو مریم [illegible] کہنے لگا [illegible]
[illegible] ابو مریم بولا اگر تم سمیہ [illegible] لوں اور [illegible]
ابو سفیان نے خواہش میں کہا کہ اسی کو [illegible]
اور قبیح البطن کو ابو مریم نے سمیہ کو بلوایا۔ ابو سفیان اور [illegible]
اور سمیہ اس سے حاملہ ہوگئی چنانچہ کہا جاتا ہے [illegible]
سے پیدا ہوا [illegible] زیاد کو اپنے سلسلۂ نسب میں [illegible]
کو اس بات [illegible] کو طلب کیا منجملہ اوگوں کے [illegible]
شراب فروش [illegible] گواہی دی جو سمیہ کو [illegible] ابو سفیان کے لیے
لالایا تھا اس نے بیان کیا کہ [illegible] سمیہ کے [illegible]
سے ابو سفیان کے مادۂ منی کو ٹپکتے دیکھا ہے پس معاویہ نے
زیاد کو اپنے نسب میں شامل کرلیا اور یہ پہلا واقعہ ہے جسمیں علانیہ طور پر شریعت کی مخالفت کی گئی۔

شریعت ہو یا طریقت۔ خلوص ہو یا طریقت یہ کی سب معویہ کی [illegible] اور نفسانیت پر نثار تھیں اور ان سب کو وہ اپنے حصول مطلب پر قربان کرنیوالے تھے۔ پھر اوسکو مخالف شرع ہونیکی کیا پرواہ جس قدر [illegible] غرض کہ [illegible] زیاد بنی ثقیف کی خیل غلامان سے نکال کر بنی امیہ کے سلسلہ خاندان میں ملا یا گیا تھا وہ بہت جلد ہمارے سلسلۂ بیان سے معلوم ہوگی زیاد کا وجود عالم وجود میں جسطرح قائم ہوا معلوم ہوچکا ہے۔ خلافت اولیٰ تک اسکا کوئی حال تاریخ اسلام میں پایا نہیں جاتا۔ خلافت ثانی کے دور میں عمالان ملکی کی طول طویل فہرست میں انکا نام بھی دکھائی دیتا ہے اور علاقہ فارس کے تازہ فتح شدہ صوبوں میں سے بعض صوبوں کی ولایت پر انکا تعین بھی پایا جاتا ہے اور پھر عراق کر بندلمو کی درستی کیلئے فارس سے بلائے جاتے ہیں اور ام جمیل والے مقدمۂ زناکاری میں کوفہ سے گواہ ہتفاثہ [illegible] کر لیے ہیں گر حضرت عمر کی اشارت اور تعلقات ملازمت کی وجہ سے انکو حقیقت حال پر نقاب انگنی کرنی ہوئی۔ دیکھو تاریخ طبری جلد پنجم خلافت ثالث میں جب تمام ممالک پر مسلمان قابض ہوجاتے ہیں تو یہ تمام قلمرو فارس کے عامل بنائے جاتے ہیں اور یہ اپنی فطرتی ذہانت اور خلقی متانت کی وجہ سے ممالک ایران کا ایسا کامل انتظام کر دیتے ہیں کہ باوجود اسکے کہ تمام بلاد اسلامیہ میں

خلیفہ عصر کے خلاف ۔۔ رہو تے ہین ۔ انکا و تین ماہ مین لائی جاتی ہین مگر ممالک ایران مین کسی کو کانون کان خبر نہین ہوتی اور وہان اس عالمگیر بدامنی کے زمانے مین بھی تمام امن وامان قائم رہتا ہے خلافت چہارم کے عہد مین بھی انکے کارنامون پر نظر دیکھکر حضرت امیرالمومنین علی ابن ابیطالب ؑ نے بھی انکو انکی جگہہ پر بحال رکھا ۔ اور اسمین بھی کلام نہین کہ انھون نے پوری دیانتداری سے کام کیا اور انکی شہادت تک اوسی دیانت وامانت پر قائم رہے ۔ اس اثنا مین معاویہ کیطرف سے انکے بہکانے اور سازش مین لانے کی بڑی بڑی کوششین عمل مین لائی گئین لیکن ایک بھی کارگر نہوئی معویہ نے اپنی مفسدہ پردازیون سے قریب قریب تمام ممالک اسلامیہ مین فساد پھیلا دیے سوائے قلمرو ایران کے کہ وہان زیاد کی وجہہ سے انکی کوئی ترکیب نہ چلی حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کے بعد سے حضرت امام حسن ؑ کے آغاز خلافت تک زیاد کی فرمانبرداری اور وفاداری کی یہی صورت قائم رہی اور تحریر صلحنامہ تک زیاد اپنی راسخ الاعتقادی پر قائم رہا ۔ اور معاویہ اوسکی پائداری اور استقلال طبعی سے بہت خائف تہا مگر سوچتے سوچتے اصل امر تک پہونچگیا اور زیاد کی اوس حقیقی کمی کو سمجھ گیا جسکی وجہہ سے وہ اپنے تمام اقتدار واختیار کو بالکل ہیچ سمجھتا تھا اور حقیقت مین زیاد کے رام کرنیکی اس سے بڑھکر کوئی دوسری ترکیب نہین تہی ۔ چنانچہ سرو چمن حالات حضرت امام حسن ؑ مین بیان ہوچکا ہے ۔

زیاد حضرت امام حسن علیہ السلام کے زمانہ صلح تک راسخ العقیدہ رہا مگر حقیقت مین اوسکو اپنی مجہول النسبی کا عرب کے ایسے ملک مین ضرور خیال تہا اور اوسکا یہ خیال ہر دم وہر لحظہ پہلو کا نیش تہا جو اسکے موجودہ اقتدار واختیار کو اوسکی نگاہون مین بالکل خاک کئے ہوئے تہا معاویہ چونکہ اسکی خوش عقیدگی اور راسخ الاعتقادی سے واقف تہا اسلئے اس سے اپنی کسی سازش کی ترکیب پہلے جرأت بھی نہین کرتا تہا ۔ یہان تک کہ جب زمانہ کی بداعمالیون نے بلاد اسلامی کی عنان حکومت معویہ کی گردن مین ڈالدی تو اوسکو اپنی اس تحریک کے پیش کرنیکا موقع ملگیا ۔ اسنے اس ضرورت سے زیاد کو اپنا بھائی بنایا اور اوسکو مذکورہ بالا طریقہ سے علی رؤس الاشہاد اپنی اخوت کا یقین واعتماد دلوا دیا ۔ پھر تو سلامتی سے زیاد اپنے بڑے بہائی صاحب کے ایسے مطیع و منقاد اور شیدائی ہوگئے کہ آپ جملہ تمام تعلقات سابقہ کو فراموش کر گئے اور اونہین کے قدم بقدم چلنے لگے شیعون کی غریب جانون کی وہ بربادی مچائی کہ تمام عراق مین واویلا مچگئی ۔ انکے مظالم کی کیفیت اعثم کوفی یون لکھتے ہین

اشیاع و دوستان امیرالمومنین ؑ بقتل رسانید و دو بہ کہیا کہ
یکے از جماعت می یافت می کشت دوست و پاے ایشان
را می برید و چشمہارا بر می کند . و معویہ ہمیشہ بمصلحت وے او می رفت

زیاد نے عراق مین امیرالمومنین ؑ کے شیعون کو قتل کرایا اور
اونلوگون مین سے جس شخص کو جہان پاتا تہا قتل کراتا تہا ۔
اوسکے ہاتھ پاون کاٹ ڈالتا تہا آنکھین نکلوالیتا تہا اور
معویہ ہمیشہ اوسی کی صلاح ومصلحت اپنے پر چلتا تہا ۔

کتاب احداث مین امام ویشی اسکی حسب ذیل تفصیل کرتے ہین

اشتد البلاء بشیعۃ اہل الکوفہ لکثرۃ من بہا

پہر شیعان علی علیہ السلام پر سخت ترین بلا و مصیبت ٹوٹ پڑی

کوفہ

من الشيعة فاستعمل عليه زياد بن سمية وهو بهم عارف لانه كان منهم في ايام علي عليه السلام فقتلهم تحت كل حجر ومدر واخافهم وقطع الايدي والارجل وسمل العيون وصلبهم على جذوع النخل وشردهم عن العراق فلم يبق بها معروف منهم

معویہ نے زیاد ابن سمیہ کو کوفہ کا عامل لیا وہ شیعان کوفہ کے بچہ بچہ سے واقف تھا اسلئے کہ حضرت علیؓ کے وقت میں یہ بھی شیعوں میں داخل تھا اس نے شیعوں کو تمام خشکی وتری میں ڈھونڈ کر قتل کیا اور خوب خوب ڈرایا اور دھمکایا۔ اونکے ہاتھ پاؤن کو کٹوایا۔ اونکی آنکھوں میں سلائی پھروا کر اندھا کروایا۔ اونکو درختوں کی شاخوں میں لٹکا کر سولی دلوائی اونکو حدود عراق سے باہر نکلوایا۔ یہانتک کہ ممتاز شیعوں میں سے ایک متنفس بھی وہان باقی نہ رہا۔

حجر ابن عدی صحابی اور زیاد ابن سمیہ

مورخ ابو الفدا لکھتے ہین

وكان معوية وعماله يدعون لعثمان في الخطبة يوم الجمعة ويسبون عليا ويقعون فيه ولما كان المغيرة متولي الكوفة كان يفعل ذلك طاعة لمعوية فكان يقوم حجر وناس معه فيردون عليه سبه لعلي وكان المغيرة يتجاوز عنهم فلما ولي زياد دعي لعثمان وسب عليا فقام حجر وقال كما كان يقول من الثناء على علي فغضب زياد وامسكه واوثقه بالحديد وثلاثة عشر نفرا معه وارسلهم الى معوية فارسل معاوية من قتلهم بعذرا وكان حجر اعظم الناس دينا وصلواة وروى عن الشافعي انه اسر الى الربيع انه لا يقبل شهادة اربعة من الصحابة وهم معوية وعمر ابن العاصي والمغيرة وزياد

معویہ اور اونکے عمال جمعہ کے دن خطبہ میں حضرت عثمان کو دعا دیتے تھے اور حضرت علی کو بُرا کہتے تھے چنانچہ جب مغیرہ ابن شعبہ والی کوفہ معاویہ کے حکم سے حضرت علی کو بُرا کہتا تب تو حجر ابن عدی مع اپنی جماعت کے کھڑے ہو کر اوسکا رد کیا کرتے تھے اور مغیرہ حجر کی کچھ مزاحمت نہ کرتا تھا مگر جب زیاد نے عامل کوفہ ہو کر حضرت علی کو بُرا کہا اور حجر ابن عدی نے حسب المعمول اوسکے مقابلہ میں حضرت علی کی مدح وثنا کی تو زیاد نے غضبناک ہو کر حجر ابن عدی کو مع اونکے تیرہ رفیقون کے گرفتار کر لیا اور معویہ کے پاس بھیجدیا معویہ نے اون سب کو مقام عذرا میں بھیجکر قتل کرا ڈالا۔ حالانکہ حجر ابن عدی بزرگان اسلام میں بڑے دیندار اور نماز گذار شخص تھے اور امام شافعی نے بطور وصیت ربیع سے کہا کہ صحابہ میں چار صحابیوں کی گواہی قابل اعتبار نہیں۔ وہ معاویہ۔ عمرو عاص ابن وائل۔ مغیرہ ابن شعبہ اور زیاد ابن سمیہ ہین۔

زیاد کی موت عذاب — معویہ کی عزت افزائی کچھہ کام نہ آئی۔ صحابی بھی بنایا اور بقول صاحب تسلیح کافیہ حضرت ام المومنین ام حبیبہ کا حاجب شرعی بھی ٹھہرایا مگر حدود عرب میں کسی نے بھی اوسکو زیاد بن سمیہ چھوڑ زیاد ابن ابوسفیان نہ خود کہا نہ کہلوایا۔ بقول صاحب روضۃ الصفا اس شقی ترین کے مظالم ایسے ہی ناقابل عفو تھے کہ منتقم حقیقی نے بہت جلد اسکو اسکے کیفر دار کی سزا تک پہونچایا۔ ظاہرا پاؤن پر ایک دانہ نکلا اور اوسمین خارش پیدا ہوئی اور وہ اتنی جلد جلد بڑھی کہ کمر تک آماس آگیا۔ رات بھر اوسی کرب و اضطراب میں کٹی۔ صبح

ہ ہے تھی اوسکی سمت سے ۔ یا ابن سمیتہ تھتہ سے ہو گیے ۔ انکی موت بلا اختلاف ۵۳ھ مین واقع ہوئی ابوالفدا

ولیدؔ ابن عقبہ

حضرت عثمان کے اخیافی بھائی تھے ۔ سن ولادت معلوم نہو سکا ۔ مگر اکثر واقعات سے معلوم ہوتا ہی کہ معویہ ابن ابوسفیان کے ہمرتبہ ۔ بنی امیۃ ہوکر تمام اون اوصاف خصوصی سے موصوف اور اخلاق ذمیمہ اور عادات رذیلہ مین مشہور و معروف تھے یہی ہر کہ انکے ابتدائی حالات تو بہر دے مین جس سے صحیح طور پر اندازہ کیا جاسکتا ہی کہ اون ایام مین انکی کوئی حالت قابل ذکر نہین تھی ۔ سبقت اسلام کے شرف خاص سے بالکل محروم ۔ جب بنی امیہ کا تمام قبیلہ اس شرف سے محروم نظر آتا ہر تو پھر انکی محرومی کیون حیرت انگیز ہونے لگی ۔ فتح مکہ کے بعد ۸ھ مین جبکہ اور بنی امیہ مجبور او ہر طرف سے مایوس ہو کر مسلمان ہو کر وہان یہ بھی اور اپنے تمام قبیلہ کیطرح یہ بھی گروہ مؤلفۃ القلوب مین داخل ہوئے ۔ دربار رسالت سے انکو کوئی ملکی ۔ مالی اور فوجی خدمت یا عہدہ نہین دیا گیا ۔ ہان اور بنی امیہ کیطرح اگر انکا نام بھی صدقات و زکوۃ کی تحصیلی مذکورون مین لکھا گیا ہو تو کوئی تعجب نہین ۔ مگر سیرۃ النبی مین شبلی صاحب کی داخل کردہ فہرست محصلین زکواۃ و صدقات انکے نام سے خالی دکھلائی دیتی ہے ۔

ولید اور رسالت کے بعد ایام خلافت مین بھی ۔ خلافت اولی تک انکا نام کہین نہین پایا جاتا ۔ ہان ۔ خلافت ثانیہ کے

حضرت عمر بنی امیۃ نواز زمانے مین جہان اس تمام خاندان کی ایک ضرورت خاص سے پرورش و سرپرستی فرمائی گئی ۔ وہان انکی بھی ۔ حضرت عمر کے یہ مربیانہ اخلاق و اشفاق انپر وقت وفات تک قائم رہے ۔ جسکی وجہ سے وہ حضرت عمر کیخدمت مین بہت بیباکی سے باتین کرتے تھے ۔ چنانچہ ہم کنز العمال سے ذیل کا واقعہ نقل کرتے ہین ۔ جس سے ہمارے بیان پر کافی روشنی پڑتی ہے

عن ابی مجلز قال قال عمر من تستخلفون بعدی فقال رجل من القوم الزبیر ابن العوام فقال اذا تستخلفونہ شحیحا غلقا یعنی سئی الاخلاق فقال رجل نستخلف طلحہ بن عبید اللہ فقال کیف تستخلفون رجل کان اول شی نحلہ رسول اللہ صلعم ارضا نحلھا ایاہ فجعلہا فی رھن یھودیۃ فقال رجل من القوم نستخلف علیا فقال انکم لعمری لاتستخلفونہ والذی نفسی بیدہ لو استخلفتموہ لاقامکم علی الحق وان کرھتم فقال الولید ابن عقبہ قد علمنا الخلیفۃ من بعدک فقال من قال عثمان بن عفان

ابوالمجلز سے مروی ہے کہ حضرت عمر نے (اپنی وفات کے قریب) لوگون سے پوچھا کہ میرے بعد تم کسکو خلیفہ بناؤگے ایک شخص نے کہا زبیر ابن العوام کو حضرت عمر بولے کہ ایسے آدمی کو کیونکر خلیفہ کروگے جو بخیل اور بدخلق شخص ہے پھر دوسرے شخص نے کہا کہ ہم طلحہ کو خلیفہ کرینگے ۔ حضرت عمر نے کہا واہ ایسے آدمی کو کیا خلیفہ بناؤگے جس نے رسول اللہ صلعم کی عطا کی ہوئی زمین کو ایک یہودیہ کے پاس رہن کرڈالا ۔ یہ سنکر ایک تیسرے شخص نے کہا کہ ہم تو علیؑ کو خلیفہ کرینگے ۔ حضرت عمر نے کہا مجھکو قسم ہے اپنی جان کی تم علی کو خلیفہ نکرنا بخدا اگر علی کو تم خلیفہ کروگے تو چاہے تم خوش ہو یا ناخوش ۔ وہ تمکو امر حق پر قائم کیے بغیر نہ رہینگے ۔ یہ سنکر ولید ابن عقبہ بول اوٹھے ۔ ہم سمجھ گیے آپ جسکو خلیفہ کرنا چاہتے ہین ۔ حضرت عمر نے کہا کسکو؟ ولید نے کہا عثمان ابن عفان کو ۔

حضرت عثمان کی خلافت تونگری کی دولت تھی ۔ حضرت عثمان کے اس کنبہ نے کہ

واللہ لوان مفاتیح الجنۃ بیدی لاعطیتھا بنی امیّۃ — خدا کی قسم اگر بہشت کی کنجیاں میرے ہاتھ میں ہوتیں تو بنی امیہ کو دیدیتا

تمام بنی امیہ کو خوشحال۔ فارغ البال اور ضرورت سے زیادہ مالا مال کردیا۔ غنائم افریقہ مین سے پانچ لاکھ دینار ... ولید کو بھی ہاتھ لگی اور اوسکے ساتھ کوفہ کی امارت نفع مین ۔

کوفہ مین ولید کی آمد

دربار خلافت سے پروانہ ولایت لیکر ولید ابن عقبہ کوفہ پہونچے۔ اور دار الامارۃ کی شاہی عمارتمین بیٹھکر داد عیش وعشرت دینے لگے کیسا نظم ملکی اور کہان کا انتظام مالی ۔ امام علی بن برہان الدین شافعی ۔ لسان العیون فی سیرۃ الامین والمامون مین انکے روزانہ مشاغل اور طور واطوار کا پورا نقشہ ذیل کے الفاظ مین کھینچتے ہین ۔

وکان الولید شاعراً ظریفاً حلیماً شجاعاً کریماً یشرب الخمر — ولید مرد شاعر۔ ظریف تہا۔ حلیم تہا اور شجاع و دایم تہا شرابی تہا۔

کل لیلۃ من اول اللیل الی الفجر فلما اذن المؤذن الصلوٰۃ — ہر شب کو ابتداے شام سے طلوع فجر تک شراب پیا کرتا تہا۔ ایکبار موذن

الفجر خرج الی المسجد وصلی باھل الکوفہ الصبح اربعۃ — نے نماز صبح کی اذان دی تو مسجد مین آیا مگر اسقدر نشہ سے بدحواس تہا کہ

رکعات وصار یقول فی رکوعہ وسجودہ اشرب واسقنی — دو رکعتون کی جگہہ چار رکعتین پڑہ گیا اور رکوع و سجود مین ذکر تسبیح کے عوض

ثم قاء فی المحراب ثم سلّم وقال ھل ازیدکم فی الصلوات — "اشرب" "واسقنی" "پیو اور مجھے پلاو" کہتا جاتا تہا۔ یہان تک کہ ڈہیں

فقال لہ ابن مسعود لا زادک اللہ خیراً ولا من بعثک علینا — محراب مین قے کردی۔ جب ہوش ہوا تو لوگون سے پوچھا کیا مین نے تملوگون

کو زیادہ نماز پڑہا دی ۔ عبداللہ ابن مسعود سا جلیل القدر صحابی جو خصوصاً علم القران مین مشکل سے اپنا نظیر رکھتا تہا ایسے ناپاک امام کا مقتدی بنا ہوا تھا کہنے لگا کہ خدا تجھے تیرے لئے کبھی نیکی زیادہ نکرے ۔ اور نہ اوسکے لئے جسنے تجھہ کو ہم پر امیر بناکر بھیجا ہے۔ ہم نے تو ہمیشہ تیرے پیچھے زیادہ نماز پڑہا ہی کی ہے۔

یہی واقعہ ایک دوسرے مورخ کی زبانی

مورخ مسعودی اپنی تاریخ مروج الذہب مین اس واقعہ کو زیادہ تفصیل سے حسب ذیل عبارت مین لکھتے ہین ۔

وکان من عمالہ جماعۃ منھم الولید ابن عقبہ بن ابی معیط — جو عمال حضرت عثمان نے مقرر کئے تھے اونہین کی جماعت مین ولید ابن عقبہ بھی تہے

(اخو عثمان لامّہ) علی الکوفہ وھو من اخبر النبی صلعم — جو حضرت عثمان کے اخیافی (ماں جایے) بھائی تہے جسکے جہنمی ہونیکی خبر جناب

انہ من اھل النار (قال المسعودی) ان الولید بن عقبہ — رسولخدا صلعم نے دی تھی۔ ولید ابن عقبہ تمام رات اپنے مصاحبین اور ارباب

کان یشرب مع ندمائہ ومغنیہ من اول اللیل الی الصباح — نشاط کے ساتھ شراب نوشی مین مشغول رہتا تھا اور سر شام سے طلوع صبح تک شراب

فلما اذنہ المؤذن بالصلوات خرج منفصلاً فی غلائلہ — پیا کرتا تہا اور جب موذن نماز کے لئے اوسکو بلایا کیا کرتے تھے تو وہ اوسی طرح

فتقدم الی المحراب فی صلوٰۃ الصبح فصلی لھم اربعاً قال — (مخمور) مسجد مین جاکر لوگون کو نماز صبح پڑہایا کرتا تہا اور بجایے دو رکعت

اتریدون ان ازیدکم وقیل انہ قال فی سجودہ وقد اطال — کے چار رکعت پڑہا کر کے کہا کرتا تہا کہ اگر کہو تو دو رکعتون کو اور زیادہ کردون

اشرب واسقی وقال بعض من کان خلفه فی الصف
الاول واللہ لا اعجب الا من بعثك الینا والیا وعلینا
امیرا (الی ان قال) فظہر فسقه ومداومته شرب الخمر
فہجم علیه جماعة من المسجد منهم ابو زینب بن عوف و
ابو جندب بن زهیر وغیرهما فوجدوه سکران مضطجعا
علی سریرہ لا یعقل فایقظوہ من رقدته فلم یستیقظ
فانتزعوا خاتمه من یدہ وخرجوا من فورهم الی
المدینة فاتوا عثمان بن عفان فشهدوا عندہ علی
الولید انه شرب الخمر التی کنا نشربها فی الجاهلیه و
اخرجا خاتمه فدفعاہ الیه فزجرهما ودفع فی صدورهما
وقال تنحیا عنی فخرجا

یہ بھی کہا گیا ہے کہ ولید مذکو جب مسجد میں جاتا تھا تو بیرنگ پڑا رستا تھا
اور کہتا تھا "پی اور مجھ کو پلا" چنانچہ ایکبار جو لوگ اوسکے پیچھے صف اول میں
تھے اونمین سے کسی نے کہا کہ واللہ ہم تعجب نہیں کرتے لیکن اوس سے
تعجب ہے جسنے تجھکو ہمارا والی اور امیر کر کے یہان بھیجا ہے جب ولید ابن
عقبہ کے فسق اور دائم الخمری کی خبر مشہور ہوئی تو مسلمانون کے ایک گروہ نے جنمین
ابو جندب اور ابو زینب بھی تھے مسجد مین اکر ولید پر ہجوم کیا دیکھا کہ ولید
مسند حکومت پر نشہ شراب مین بیہوش پڑا ہے لوگون نے اوسے ہشیار کرنا
چاہا۔ جب وہ کسی طرح سے ہوش مین نہ آیا تو اوسکی اونگلی سے انگوٹھی اوتار
لی اور فوراً مدینہ مین اکر حضرت عثمان سے ولید کی شراب نوشی کا تمام ماجرا
بیان کیا۔ حضرت عثمان نے ابو زینب اور ابو جندب سے پوچھا اتم نے کیونکر جانا
کہ ولید نے شراب پی۔ اونھون نے ولید کی مخموری کے ثبوت مین اوسکی انگشتری
پیش کر کے کہا کہ اوس نے شراب پی جو ہم لوگ زمانہ جاہلیت مین پیا کرتے تھے۔ حضرت عثمان نے اونکو ڈانٹا اور سینہ پر دہکا دیکر فرمایا کہ میرے پاس سے
ہٹ جاؤ۔ یہ سنکر وہ دونون اوٹھے اور وہان سے باہر نکل پڑے۔

حضرت عثمان کی برادر نوازیان انکو کوفہ میں اپنے زمانہ خلافت تک سنبھالے رہین لیکن حضرت علیؑ کے وقت مین یہ خود علحدہ ہو کر
معاویہ کے پاس شام مین چلے گئے۔ اور آخر وقت تک وہین رہے۔ صفین کے معرکون مین انکی کسی جنگی خدمت کا کوئی ذکر نہین پایا جاتا
نہین معلوم صاحب لسان العیون نے انکو "کان شجاعا" کس اعتبار پر لکھدیا۔ اسی طرح نظام ملکی مین بھی کوئی خدمت انکے متعلق نہین لکھی
ہے۔ صاحب سر الشہادتین کو امام حسین علیہ السلام اور بیعت یزید کے ابتدائی معاملات مین ان پر والی مدینہ ہونیکا شبہہ ہوا ہے اس لئے
اونھون نے اپنی عبارت مین ولید ابن عقبہ کو عامل مدینہ لکھدیا ہے لیکن صاحب روضۃ الاحباب محدث شیرازی نے صاف صاف
اس واقعہ کی تفصیل مین لکھدیا ہے۔ کہ ولید ابن عتبہ ابن ابو سفیان عامل مدینہ۔ عبداللہ ابن عمر بن عثمان را بطلب
امیر المومنین حسین و عبداللہ ابن زبیر فرستاد۔" یہ صحیح ہے کہ معاویہ نے اپنی وفات کے قریب مروان کو ولایت مدینہ سے معزول کر
کے ولید کو والی مدینہ مقرر کیا تھا مگر وہ ولید ابن عقبہ نہین تھے بلکہ وہ ولید ابن عتبہ تھا جو معاویہ کا بھتیجا تھا جیسا کہ محدث شیرازی
نے تشریح کر دی ہے۔ جناب شاہ صاحب کو عقبہ اور عتبہ کی تجنیس خطی نے دہوکہ مین ڈال دیا ہے۔

بہر حال ولید ابن عقبہ کے مذکورۂ بالا حالات سے زاید کوئی حال قابل ذکر نہین ہے۔ نہ ان سے کوئی اسلامی خدمت متعلق معلوم ہوتی ہے
نہ کوئی ملکی اور نہ مالی نہ فوجی۔ اسی سے اندازہ کر لیا جا سکتا ہے کہ معاویہ کی دربارداری اور حاضرباشی کے سوا انکے کوئی اور مشاغل نہین تھے
بشر بالنار ہونیکی وجہہ سے تمام مسلمان ان سے متنفر تھے اسلئے اسلامی کتب سیر و تاریخ مین انکا اس سے زاید ذکر نہین پایا جاتا۔ یہانتک

کر اسکے مرنیکا سال بھی کسی نے لکھکر نہ بتلایا۔

مغیرہ ابن شعبہ

عرب کے مشہور شاطر عیاری اور مکاری مین عمر عاص کے ردیف اور ہمدوش۔ ابن الوقتی اور زمانہ سازی مین منفرد۔ قبل اسلام قریش مین انکی کوئی حیثیت معلوم نہین ہوتی۔ اسلئے تاریخ دہری زمانہ مین انکے ابتدائی حالات کی تلاش مین۔ اسی وجہ خاص سے کوئی انکا سال ولادت بھی لکھکر نہ بتلا سکا

فتح مکہ کے بعد یہ اسلام لائے۔ معرکہ حنین مین شریک تھے۔ مگر خالد ابن ولید والے رسالے مین۔ جو سب سے پہلے میدان جنگ سے بھاگ نکلا۔ رسالت کے باقیماندہ ڈہائی برس کی مدت مین کوئی اسلامی خدمت ان سے متعلق نہین پائی جاتی خلافت اول کے ڈہائی برس مین بھی انکو کوئی ملکی مالی اور فوجی عہدہ نہین دیا گیا۔ حضرت عمر کے زمانہ مین خلافت کی پالیسی بدلی۔ اور حضرت عمر کو خلافت کی نئی اسکیم کی مجوزہ کی مشین چلانیکے لئے۔ عمر عاص مغیرہ ابن شعبہ معویہ ابن ابو سفیان اور زیاد ابن سمیہ کی ایسے لوگون کی ضرورت ہوئی جو بقول شبلی صاحب کے اونکے نظام ملکی کے کل پرزے تھے۔ الفاروق

مصلحت وقتی اور حصول مطلب کی غرض خاص سے دربار خلافت کی یہ نورتن تیار کی گئی۔ اور خلیفہ عصر نے ان مین سے ہر ایک فرد واحد کی وہ جا و بیجا قدر و منزلت کی جو کبھی انکے خواب و خیال مین بھی نہ آئی تھی۔ ہر قسم کی مراعات۔ ہر طرح کی خاطر داری۔ ہر طریقہ سے انکی تائید اور جانبداری خلافت اور خلیفہ کا نصب العین قرار پاچکا تھا۔ یہان تک کہ مغیرہ ابن شعبہ کی کھلی بدکاری پر بھی اپنی رواداری کا دامن ڈالا اور اونکے صحیح و صریح جرم کو چھپا ڈالا۔ تفصیل حسب ذیل ہے۔ تاریخ کامل مین ہے۔

ام جمیل امرأة من بنی هلال بن عامر وکان لها زوج من ثقیف هلك قبل ذلك یقال له الحجاج بن عبید وکان المغیرة و هو امیر البصرة یختلط الیها سرًا فبلغ ذلك اهل البصرة

ام جمیل اصل مین قبیلہ بنی ہلال بن عامر کی ایک عورت تھی اوسکی شادی قبیلہ ثقیف مین حجاج ابن عبید کے ساتھ ہوئی تھی جو اس واقعہ سے قبل مرچکا تھا۔ مغیرہ ابن شعبہ امیر بصرہ تھے اور وہ خفیہ طور سے ام جمیل کے ساتھ آلودہ تھے۔ شدہ شدہ اسکی خبر تمام اہل بصرہ کو ہوگئی تھی۔

انھین تاریخون مین آئندہ سلسلہ بیان حسب ذیل ہے۔

ایک دن ابوبکرہ شبل بن معبد نافع اور زیاد بن سمیہ ایک مکان مین بیٹھے تھے اور وہ مکان ام جمیل کے مکان کے مقابل واقع تھا۔ اتفاق وقت سے ہوا چلی تو ام جمیل کے گھر کی کھڑکی کا دروازہ کھل گیا اور ابوبکرہ اور اوسکے ہمراہیون نے دیکھا کہ مغیرہ ام الجمیل کے ساتھ زنا کر رہا ہے۔ انھون نے دونو کو غور و تامل سے دیکھا تو دونو کو پورے یقین کے ساتھ پہچان لیا اور اس واقعہ کو پوری تفصیل سے لکھکر دربار خلافت مین اطلاع بھیجدی۔ حضرت عمر نے بظاہر ضابطہ کے مطابق مستغیث کو اوسکے استغاثہ

کے گواہوں کے ساتھ طلب فرمایا۔ مدعی اپنی گواہان ثبوت کی ہمراہ دربار خلافت مین حاضر ہوا مقدمہ کھلا۔ شہادتین گذرین۔ گواہون
مین سے ابوبکرہ۔ سہل بن معبد اور نافع نے حسب الشاہدہ حضرت عمر دار المحکمہ مین اپنی اپنی شہادتین قلمبند کرائین۔ ان تینون گواہون
نے بلا اختلاف اپنی بیانات اور چشم دید واقعات بیان کیئے اور مجرم کا جرم ثابت کردیا۔ مگر اونکی بدقسمتی سے خود خلیفہ عصر کو اونکی یہہ
راست گوئی اور انصاف جوئی مغیرہ ابن شعبہ کے خلاف ناگوار گذری۔ اسلئے وہ جادۂ انصاف سے ہٹکر۔ اپنے معتمد علیہ خاص
مغیرہ ابن شعبہ کی پوری پوری جانبداری کرنے لگے۔ چوتھی گواہی زیاد بن سمیہ کی تھی جو انکا دوسرا معتمد علیہ افسر تھا اور ہر طرح سے
انکے اختیار اور قابو مین۔ چنانچہ شہادت کے لئے جب زیاد ابن سمیہ انکے سامنے لایا گیا تو اوسکے اظہار لینے سے پہلے اوس سے اپنی
یہہ تمہیدی تقریر بیان کی۔

می بینم مردی را کہ رسوا نخواہد کرد زبان او مردی را از مسلمین میرے سامنے اب وہ شخص ہے جسکے متعلق مجھے یہہ یقین ہے
کہ وہ اپنی زبان سے کسی مرد مسلمان کو رسوا نکریگا۔ طبری فارسی جلد چہارم مطبوعہ نولکشور لکھنو۔

زیاد کو اتنی چشمک کافی ہوگئی۔ انھون نے ذرا پردہ ڈالکر یون بیان کیا۔

رائیت مجلسا ونفسا حثیثا وانبھارا و رائیتہ مستبطنھا مین نے دونون کو اکٹھا دیکھا۔ دونون کی سانسین چڑھی تھین اور
رجلین کا ھما حمار مغیرہ ابن شعبہ کو مین نے ام جمیل کو پیٹ کے بل لٹائے اور خود اوسکی ٹانگون کے
درمیان بیٹھا ہوا دیکھا۔

یہہ سنکر حضرت عمر ڈرے کہ یہہ بھی مغیرہ کو کھانا ہی چاہتا ہے۔ فوراً قلم انصاف کو روک کر اوس گواہ کو ٹوک کر کہنے لگے
ھل رائیتہ کالمیل فی المکحلۃ ارے کیا تو نے مغیرہ کو سلائی اور سرمہ دانی والے عالم مین (عورت کے ساتھ) دیکھا۔
یہہ سوال خلیفہ صاحب کا ہر گواہ سے ہوا تھا مگر یاد رکھنا چاہیئے کہ وہ تینون خلیفہ اور خلافت سے آزاد تھے اور قطعی
بے سروکار۔ اسلئے خلیفہ کے اس صلاح پر تینون گواہون نے صاف کہدیا تھا۔

نعم اشہد علے ذالک ہان۔ ہم نے ایسا ہی دیکھا

زیاد اتنا آزاد کہان۔ وہ خلیفہ صاحب کا مدعا پہلے ہی سمجھا تھا اور اب تو او خاطر خواہ سمجھ گیا۔ ڈرکر کہنے لگا لا۔ "نہین"
سو عاقلان را اشارہ کافیست۔ صرف ایک گواہ کے ذرا سے اختلاف پر اون تینون گواہون کے متفقہ بیانات ناکافی
اور غلط سمجھ گئے۔ استغاثہ مسترد اور مدعا علیہ رہا کردیا گیا۔

لیکن حقیقت پھر حقیقت ہے وہ کسی سے نہ مٹائے مٹتی ہے اور نہ چھپائے چھپتی ہے۔ جب فریقین اور حاضرین سے حضرت
عمر کا دار القضا خالی ہوگیا اور صحبت مین صرف خاص خاص لوگ رہگئے تو حضرت عمر نے مغیرہ کو خطاب کرکے حقیقت کا خود
ان الفاظ مین اقرار فرمایا۔

قسم بخدا گمان نمی کنم کہ ابوبکرہ بر تو دروغ بستہ باشد وگاہی خدا کی قسم مجھے گمان نہین ہے کہ ابوبکرہ نے تجھپر جھوٹ باندہا ہو

وگاہے بیم تر اگر ایکہ خوف دارم کہ از آسمان سنگ باران شوم۔ اور ابھی یہ تو میرے سامنے آ ہی کرو مجھی یہہ خوف ہوتا ہے کہ کہین تیری جنبہ داری کے لئے مجھپر آسمان سے پتھر نہ گرایا جاوے۔

سبحان اللہ کیا فیصلۂ خلافت ہے اور کیا خلیفہ صاحب کی معاملہ فہمی اِنَّ ھٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ

مغیرہ ابن شعبہ طبری مین ہے

حضرت علی کو مشورہ — جناب امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب علیہ السّلام نے قبول خلافت فرماتے ہی حضرت عثمان کے مقرر کردہ عمالون کی تبدیلی اور اونکی جگہہ پر صحابۂ السابقین رسول صلعم کی تقرری کی تجویز کا اعلان فرمایا تو مغیرہ ابن شعبہ نے جو مدینہ مین معویہ کی طرف سے محض جاسوسی کے لئے ٹہرایا گیا تھا تو اوسکو سب سے پہلے معویہ کے انجام کار کا خیال آیا اور اپنے دلمین یہہ سوچا کہ امیر المؤمنین کا مزاج لینا چاہیے اور معویہ کیطرف سے اونکے خیالات دریافت کرنے چاہئین۔ یہہ سوچکر امیر المؤمنین کیخدمت مین حاضر ہوا اور تھوڑی گفتگو کے بعد عرض کرنے لگا کہ چند امور بنظر اصلاح پیش کرتا ہون وہ یہہ ہے چونکہ بنائے سلطنت ابھی استوار نہین مناسب ہے کہ عاملان عثمان کی معزولی یا تبدیلی مین جلدی نفرمائی جاۓ خصوصًا معاویہ کی نسبت جو عرصہ سے ملک شام پر حکومت کر رہا ہے اسکی حکومت اسی پر مستقل رکھی جاۓ اور عمر عاص کو چونکہ مرد تیز فہم۔ چالاک۔ صاحب حیلہ و تدبیر ہے۔ بہتر ہے کہ حکومت مصر کے وعدہ پر رضامند کر کے اپنی اطاعت مین لایا جاوے کہ استحکام سلطنت کے واسطے بغیر اسکے چارہ نہین۔

امیر المؤمنین علیہ السّلام نے غور سے مغیرہ کی باتون کو سُنا۔ معویہ کیطرف سے جو شکایتین اہل اسلام اور باقیماندہ اصحاب رسول اللہ کو خلافت گذشتہ کے زمانے مین پیدا ہوی تھین وہ اسوقت تک سینون مین محفوظ تھین۔ جاگیر والا معامل۔ غنیمت جزیرہ قبرس۔ سرقہ یاقوت سرخ۔ حضرت ابوذر رضی کی جلاوطنی کا حکم وغیرہ وغیرہ۔ ایسی ایسی باتین تھین جنھون نے اہل اسلام کو۔ معویہ ابن ابو سفیان کیطرف سے پورا مشکوک کر دیا تھا۔ مگر مروان کا ایسا گہرا اثر تھا کہ ان لوگون کی کچہہ نہ چلی اور انکی تمام شکایتین ایسی ہی رکھی رہین اس خلافت کے زمانہ مین تو معویہ خلافت سے باغی اور اجماع امت سے منکر ہو گئے اور اس خلافت کو کسی طرح تسلیم نکر سکے اور شام کے علاقہ مین خودمختارانہ مسلط ہو بیٹھے۔ اب بغیر کسی چشم نمائی کے وہ ملک کا مالک ہو بیٹھے چھوڑ دینا یا اون کی قوت و دہشت سے مرعوب ہوکر خاموش ہو جانا۔ مروان اور شاہ مردان کے فیصلہ تدبیر مین بہت کم فرق باقی چھوڑتا۔ ان تدبیرون سے تو سوائے اسکے کہ اسلام سے دیانت و اصابت رائے اوٹھ جاۓ اسکی صداقت اور راستبازی کا خاتمہ ہو جاوے حسد کینہ مخالفت حرص دولت طمع دنیاوی کی بنیادین مضبوط کیجاوین اور کچہہ حاصل نہین۔ اسلام جبکی غرض خدا و عالم کی ہدایت تھی اور دینداری۔ اخلاق کی شائستگی۔ اخلاص و اتحاد کی تعلیم و تربیت اور ان تعلیمات کا مدعا تھا کہ سابق شریعتون کے اون نامکمل اور غیر مرتب ضروریات کی پوری تکمیل ہو جاۓ۔ جو ابھی تک ناقص اور ادھورے

تھے - اسلام کا پہلا فرض تھا کہ وہ دنیا کو صدق اور صداقت کی تعلیم دیے اور راستبازی سے کام لیکر ایک کو دوسرے کا شریک و ہمدرد بنائے

امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام انھین اصول سے خلافت کا کام کرنیوالے تھے - مغیرہ ابن شعبہ کی تجویز کو امیر المومنین کے اس حسن تدبیر سے کیا علاقہ - اس اصول مین اسلام کی سچائی تھی اور دینداری - اور اسمین چالاکی اور عیاری - اگرچہ یہہ امور سیاست ملکی کے جزو خاص بھی قرار دیے جائین مگر تاہم اوس ملک اور تخت کے شایان نہین ہو سکتے جہان اسلام کے نام سکہ جاری اور مخبر صادق کے نام کا خطبہ پڑہا جاتا تھا - اس بنا پر امیر المومنین علیہ السلام مغیرہ کی اس تجویز کو ایک ساعت کے لئے بھی سن نہ سکے اور نہایت متانت و استقامت کے ساتھ اوسکے جواب مین ارشاد فرمایا -

مَا كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّيْنَ عَضُدًا - مین گمراہون کو اپنا مددگار بنانا نہین چاہتا

اب ایسے صریح و صحیح انکار کے بعد مغیرہ کو کسی اور امر کی کہان گنجائش باقی رہی یہہ سنکر اوٹھے اور اپنے گھر واپس گیے - اب مغیرہ ابن شعبہ کی آیندہ چال غور کے قابل ہے - انکی مشورت تو محض بیکار گئی - نتیجہ بالکل خلاف امید نکلا تو دوسرے دن مغیرہ پھر امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت مین حاضر ہوے یہہ اس غرض سے کہ چلکر کل کی تقریر کا اثر آپکے دل سے نکال دین یقین تو آپ کو ضرور شک ہوگا کہ مغیرہ معویہ کی سازش مین ہے - اور اوسکی جانبداری کرتا ہے - امیر المومنین اوسوقت تنہا تھے اور آپکی صحبت بالکل خالی تھی - مغیرہ نے موقع پاکر نہایت آہستگی سے عرض کی کہ مین نے سب کو اپنی تجویز اور آپکی تدبیر سیاسی پر غور کیا تو معلوم ہوا کہ حضرت کا تجویزہ نظم عمل نہایت مناسب ہے - اسلئے کہ اس عزل و نصب سے یہہ فائدہ ہوگا کہ مخالف سے موافق کی اور سرکش سے مطیع کی تمیز کامل ہو جاے گی - امیر المومنین مغیرہ کی ذوجہتی کو خوب سمجھتے تھے - اور آپکی مغویانہ ترکیبون کو خوب جانتے تھے اسلئے سوائے سکوت کے کچھہ نہ بولے - مغیرہ بھی انتظار جواب کر کے واپس گئے - عبد اللہ ابن عباس بھی اتفاقاً اوسیدن مکہ سے واپس آیے امیر المومنین کے پاس آے تو آپنے اون سے مغیرہ کی دونون مشورت کی تفصیلی کیفیت بیان کردی - تو عبد اللہ ابن عباس نے کہا

لقد صدق بالاول وكذب بالآخر - اوسکی پہلی تجویز صحیح تھی اور آخر غلط

یہہ سنکر امیر المومنین نے اونکو سمجھایا کہ مین اسکی مصلحت کو خوب سمجھتا ہون مگر اسمین سوائے دنیاوی فائدے کے اسلام کا کوئی نفع نہین ہے مین دنیا کے فائدے پر اہل اسلام کو حریص بنانا نہین چاہتا - مین اسلام کا امیر بھی ہون اور امین بھی - مجھکو سب سے پہلے وہی طریقے اختیار کرنے ہون گے جو ابتدا سے اسکے اصول قرار پا چکے ہین - مین اون اصول کو غیر مستقل اور ناکامل نہین چھوڑ سکتا اور نہ امت اسلام پر ایسے لوگون کو مسلط کرنا چاہتا ہون جو ان اصول کی پابندی نہین کرتے اور نہ اونکو حکومت اور رعایا کے ساتھ اپنی خودغرضی کے آگے کوئی ہمدردی ہے - ہمارا فرض اولین ہے کہ ہم اہل اسلام کو جو بیشک خدا کی امانتین ہین ایسے ظالم - حیلہ جو اور خودغرض کی متابعت مین سپرد نکرین - جو نہ اونکے ہمدرد ہین اور نہ اونکو اصول اسلامی کی تعلیم دے سکتے ہین

مغیرہ اور حضرت عائشہ - شکست بصرہ کی ہزار خرابیون کے بعد جب حضرت عائشہ باعزاز تمام و با کامل احترام مدینہ منورہ مین

تشریف لائین تو مغیرہ ابن شعبہ اونکی مزاج پرسی کو گئے۔ آپس مین حسب ذیل گفتگو ہوئی۔

حضرت عائشہ ۔ جنگ جمل مین تم نے تو دیکھا تھا میرے ہودج مین کسطرح تیر لگے تھے۔ اونمین سے چند تیر تو میرے جلد بدن مین چبھ گیے تھے۔

مغیرہ ابن شعبہ ۔ میری تو تمنا تھی کہ تم انھین تیرون سے قتل ہوجاتین۔

حضرت عائشہ ۔ یہہ تم کیون کہتے ہو۔

مغیرہ ابن شعبہ ۔ اسلئے کہ قتل عثمان مین جو تم نے سعی وکوشش کی تھی شاید اونکا کفارہ ہوجاتا۔ عقد الفرید جلد دوم صفحہ ۲۶۴

لطف تو یہ ہے کہ خود بدولت حضرت عائشہ ہی کے جانبدارون مین تھے۔ اب ان سے کون پوچھے کہ جب آپ انکے قتل ہی کے خواہان تھے تو انکی جانبداری کیا کرنے گیے تھے۔ نہین۔ آپ تو اپنی فطرت کے موافق اپنی خود غرضی کے خیال و تمنا مین اس ارادے کیساتھ شریک ہوگئے تھے کہ حضرت عائشہ کی فتحیابی کے بعد شاید انکے اور انکے ولی نعمت معاویہ کے لئے کامیابی کا کوئی رستہ کھل جائے ہم کہتے ہین کہ مغیرہ ابن شعبہ کے ایسے مدبر کا یہہ خیال انکی سیاسی حماقت تھی اسلئے کہ حضرت عائشہ کی فتحیابی کے بعد عبد اللہ ابن زبیر سد راہ تھے اور اونکے مقابلے مین حضرت عائشہ نہ معاویہ کا کوئی وجود سمجھتی تھین اور نہ مغیرہ کی کوئی ہستی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

المؤلف	کواتھ ضلع آرہ
عبدہ احقر	شریف العمارت
(خان بہادر) سید اولاد حیدر فوق بلگرامی عفی عنہ	۹ ربیع الثانی سنہ ۱۳۵۰ھ

— منقول عنہ ۲۶ صفر سنہ ۱۳۵۱ ہجری —

فہرست
نظامی پریس بک ایجنسی وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ
مفت طلب فرمایئے